محاسبۂ قادیانیت

- سعادت علی خان قادیانی
- جناب خدا بخش ثاقب ہناڈی بغداد شریف
- مولانا احمد دین کوٹلی اعوان شاہ پور صدر
- مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ
- جناب قاضی فضل احمد لدھیانویؒ
- جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ

جلد ۳۰

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد تیس (۳۰)

مصنّفین : سعادت علی خان قادیانی

جناب خدا بخش ثاقب ہناڈی بغداد شریف

مولانا احمد دین کوٹلی اعوان شاہ پور صدر

مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۴۴۸

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : ستمبر ۲۰۲۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ......محاسبہ قادیانیت جلد۳۰

☆	عرض مرتب	مولانا اللہ وسایا	۵
۱	سعادت علی خان قادیانی بیرم پوری مرید مدعی مہدویت گنا چوری کے قادیانیوں کے خلاف چار مضامین	سعادت علی خان قادیانی	۱۱
	(۱) جدید نبی کے ایک مرید کی طرف سے کھلی چٹھی	// // //	۱۲
	(۲) نئے فیصلہ کی ضروریات	// // //	۱۶
	(۳) ایک کسوٹی اور مرزا قادیانی	عبدالخالق	۱۸
	(۴) جماعت قادیان کے عذرات انکار نبوت پر ایک نظر	سعادت علی خان قادیانی	۲۰
۲	صدائے حقانی فی رد توحید قادیانی	جناب خدابخش ثاقب ہناڈی	۲۵
۳	اسلامی مناظر کا اعجاز اور قادیانی جماعت کا عجز	مولانا احمد دین کوٹلی اعوان	۳۵
۴	کیا مسیح موعود امت میں سے پیدا ہوگا	مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	۵۱
۵	مرزا غلام احمد قادیانی کی الہامی عمر پر محاکمہ	مولانا قاضی فضل احمد لدھیانویؒ	۶۱
۶	الکلام صحیح فی حیات المسیح	// // //	۶۷
۷	فتح اہل اسلام اور شکست قادیانیت (قادیانیوں کی انتیس مناظروں میں شکست کی رپورٹ)	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ/ مولانا عبدالحئی فاروقی لکھنوی	۸۱
۸	۲۰ مرزائیوں اور ایک خاندان کے اسلام قبول کرنے کی رپورٹ	جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۱
۹	انجمن تائید اسلام اور یورپ میں اشاعت اسلام	// // //	۱۷۷
۱۰	کھلی چٹھی بنام مولوی نظام الدین قادیانی مبلغ کشمیر	// // //	۱۸۹
۱۱	رسول قادیانی	// // //	۱۹۳
۱۲	نبوت قادیانی	// // //	۲۰۱
۱۳	مسئلہ نبوت ودعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی	// // //	۲۱۷
۱۴	قادیانی ظلی وبروزی نبوت کی بدعت	// // //	۲۳۵
۱۵	لاہوری مرزائی جماعت سے بحث	// // //	۲۴۷
۱۶	دیوبند کے علمائے اسلام اور قادیانی چالیں	// // //	۲۵۱
۱۷	رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان کا رد، دربارہ نبوت قادیانی	// // //	۲۵۵

۱۸	فسخ نکاح کے مقدمات کے حکم کی نقل بمع ایک استفتاء	جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۱
۱۹	تین اہم مضامین	// // //	۲۸۳
	(۱) مرزائیوں کی چال بازیاں	// // //	۲۸۴
	(۲) قادیانی جماعت کی وفاداری کا سراب	// // //	۲۸۷
	(۳) قابل توجہ برادران اسلام	// // //	۲۹۰
۲۰	ابطال مسیح قادیانی بجواب خاتمہ مسیح آسمانی	// // //	۲۹۳
۲۱	تکذیب مدعی امامت کاذبہ قادیانی بجواب تصدیق الامام مصنفہ قاسم علی مرزائی	// // //	۳۱۳
۲۲	امام کاذب قادیانی کی تکذیب	// // //	۳۲۹
۲۳	قادیانی جماعت سے بارہ سوال	// // //	۳۴۷
۲۴	دو مضامین	// // //	۳۵۳
	(۱) فتنہ ارتداد اور قادیانی جماعت کی خودغرضی اور خدمت اسلام کا دھوکہ	// // //	۳۵۴
	(۲) جدید فتنہ اور جدید نبی	// // //	۳۵۶
۲۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا	// // //	۳۵۷
۲۶	عقائد باطلہ قادیانی	// // //	۳۷۹
۲۷	قتل مرتد اور کابل میں قادیانی کی پھانسی پر نو مضامین	// // //	۳۹۵
	(۱) بھیرہ میں مرزائیوں نے ایک مسلمان قتل کر دیا	// // //	۳۹۶
	(۲) کابل میں قادیانی کی پھانسی اور علماء دیوبند کا برقی تار	مولانا حبیب الرحمٰن دیوبند	۳۹۷
	(۳) جمعیۃ علماء ہند کا برقی تار	ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی	۳۹۸
	(۴) علماء لاہور کا برقی تار	مولانا سید ابو محمد/محمد دیدار علی شاہ	۳۹۹
	(۵) کابل میں مرزائی کا قتل	جناب قاضی فضل احمد لدھیانوی	۴۰۰
	(۶) بمبئی قونصل خانہ افغانستان کی وضاحت	جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۰
	(۷) مرتد اور قادیانی	// // //	۴۰۱
	(۸) قرآن کریم اور قتل مرتد	محمد عبداللہ باڑیوال لدھیانہ	۴۱۱
	(۹) تکفیر اہل قبلہ	جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	۴۱۵
۲۸	تکفیر اہل قبلہ کی نسبت مرزا کی نصیحت اور خود مسلمانوں کی تکفیر	// // //	۴۱۹
۲۹	جادو وہ جو سر پے چڑھ کے بولے بمع پیغام صلح کا چیلنج منظور ہے	// // //	۴۲۹
۳۰	تردید بروزی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام	// // //	۴۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمدﷲ وکفیٰ وسلام علیٰ سیدالرسل وخاتم الانبیاء. امابعد!

قارئین ذی وقار! لیجئے!! اللہ رب العزت کے فضل وکرم، احسان وعنایت سے محاسبہ قادیانیت کی جلد تیس (۳۰) پیش خدمت ہے۔

احتساب قادیانیت اور محاسبہ قادیانیت سمیت ردقادیانیت کے انسائیکلوپیڈیا کی نوّے (۹۰) جلدیں اس جلد پر مکمل ہوگئی ہیں۔ اس پر ہم سب کو رب کریم کے کرم بے پایاں کے سامنے سربسجود ہوجانا چاہئے۔ حق تعالیٰ اس محنت کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائیں۔ آمین!

محاسبہ کی جلد تیس (۳۰) میں جو رسائل وکتب شامل ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۲۴۲/۱...... ’’سعادت علی خان (قادیانی) بیرم پوری مرید مدعی مہدویت گنا چوری کے قادیانیوں کے خلاف چار مضامین‘‘ از: سعادت علی خان قادیانی

تعارف

قادیانی جماعت کا ایک فرد عبداللطیف گناّ چوری تھا۔ اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ قادیان کے مبلغ عبدالغنی قادیانی نے گناّ چوری کے قادیانی مرید سعادت علی خان کو خط لکھا کہ تم گناّ چوری کو ماننے کے باعث قادیانیت اور اسلام سے خارج ہو۔ سعادت قادیانی نے لکھا: (الف) تین مہدی ہیں۔ (۱) مرزا قادیانی، (۲) حکیم نورالدین بھیروی، (۳) عبداللطیف گناّ چوری۔ یا تینوں مہدی یا تینوں جھوٹے ہیں۔

(ب) قادیانی مبلغ عبدالغنی نے کہا عبداللطیف گناّ چوری مجنون ہے۔ سعادت علی قادیانی مرید گناّ چوری نے کہا کہ مرزا قادیانی بھی مجنون ہے۔ انگریز پادری جے ڈانیل نے بھی مرزا کو مجنون لکھا ہے۔ یہ خط جناب بابو پیر بخش لاہوری کو بھی ملا۔ انہوں نے تائید اسلام میں

شائع کیا جو پیش خدمت ہے۔اسی طرح کے باقی مضامین لوہا، لوہے کو کاٹتا ہے کا مصداق ہیں۔

۲/۱۲۴۳...... ’’صدائے حقانی فی ردتوحید قادیانی‘‘ از: جناب خدابخش ثاقب ہناڈی بغدادشریف۔

یہ مضمون تائیداسلام میں شائع ہوا۔اس سے زیادہ معلومات نہ مل سکیں۔

۳/۱۲۴۴...... ’’اسلامی مناظر کا اعجاز اور قادیانی جماعت کا عجز‘‘ از: مولانا احمد دین کوٹلی اعوان شاہ پور صدر۔

’’مولانا مفتی غلام مرتضٰی کے مناظرہ کے متعلق مضامین کا جواب‘‘ کے عنوان سے آپ کا ایک رسالہ محاسبہ قادیانیت جلد۲۹ میں شائع کر چکے ہیں۔آپ کا دوسرا رسالہ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔الحمدللہ!

۴/۱۲۴۵...... ’’کیا مسیح موعود امت میں سے پیدا ہوگا‘‘ از: مولانا حبیب اللہ امرتسری

مصنف مرحوم کے احتساب قادیانیت جلد۳ میں ۲۰ رسائل، محاسبہ قادیانیت جلد۲۵ میں ایک رسالہ اور اب اس جلد میں ایک رسالہ کل بائیس رسائل یہاں تک شائع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔

۵/۱۲۴۶...... ’’مرزاغلام احمد قادیانی کی الہامی عمر پر محاکمہ‘‘ از: مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ رسالہ ۱۹۲۱ء میں مصنف نے مرتب کیا۔ان کے احتساب قادیانیت جلد۲۰ میں دو رسائل، محاسبہ قادیانیت جلد۲۹ میں ایک رسالہ شائع ہوا۔ یہ چوتھا رسالہ اس جلد میں شائع ہو رہا ہے۔

۶/۱۲۴۷...... ’’الکلام الصحیح فی حیات المسیح‘‘ از: جناب فضل احمد لدھیانوی۔

قاضی فضل احمد کا یہ پانچواں رسالہ ہے جو شائع کرنے کی ہم نے سعادت حاصل کی۔

۱۲۴۸/۷...... ''فتح اہل اسلام اور شکست قادیانیت'' (قادیانیوں کی انتیس مناظروں میں شکست کی رپورٹ) مرتبہ: جناب بابو پیر بخش لاہوری/مولانا عبدالحئیٔ فاروقی لکھنوی

ماہنامہ تائید اسلام لاہور کے مختلف شماروں میں اہل اسلام کے قادیانیوں سے مناظروں کی رپورٹیں شائع ہوئیں، جنہیں رفیق محترم مولانا عتیق الرحمٰن سیفی نے یکجاء کردیا تو ان کی تعداد بیس ہوگئی۔ اس دوران میں حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کی سوانح حیات مرتبہ مولانا عبدالحئیٔ فاروقی لکھنوی کے ص ۵۲۹ سے ۵۴۶ تک حضرت لکھنوی کے قادیانیوں کے ساتھ کے نو مناظروں کی رپورٹ مل گئی۔ یہ یوں انتیس (۲۹) مناظروں کی رپورٹ یکجاء ہو گئی۔ تمام مناظرے ایک صدی سے قبل کے ہیں۔ ان کی رپورٹوں کا ایک صدی سے زائد عرصہ بعد ملنا قدرت کا وہ احسان ہے جس کا شکر ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔

۱۲۴۹/۸...... ''۲۰ مرزائیوں اور ایک خاندان کے اسلام قبول کرنے کی رپورٹ'' مرتبہ: جناب بابو پیر بخش لاہوری

۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۶ء تک کے مختلف تائید اسلام کے شماروں میں بابو صاحب ''مرزائیت سے توبہ'' کے عنوان سے خبریں شائع کرتے رہے ہیں۔ ان تمام کو یہاں جمع کر دیا گیا ہے۔ جن میں ۲۰/افراد اور ایک خاندان جن کی تعداد معلوم نہیں ہوسکی شامل اشاعت ہیں۔

۱۲۵۰/۹...... ''انجمن تائید اسلام اور یورپ میں اشاعت اسلام'' مرتبہ: جناب بابو پیر بخش لاہوری

۱۲۵۱/۱۰...... ''کھلی چٹھی بنام مولوی نظام الدین قادیانی مبلغ کشمیر'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۲/۱۱...... ''رسول قادیانی'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۳/۱۲...... ''نبوت قادیانی'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۴/۱۳...... ’’مسئلہ نبوت ودعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۵/۱۴...... ’’قادیانی ظلی وبروزی نبوت کی بدعت‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۶/۱۵...... ’’لاہوری مرزائی جماعت سے بحث‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۷/۱۶...... ’’دیوبند کے علماء اسلام اور قادیانی چالیں‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۸/۱۷...... ’’رسالہ تشہیذ الاذہان قادیان کا رد، دربارہ نبوت قادیانی‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۵۹/۱۸...... ’’فسخ نکاح کے مقدمات کے حکم کی نقل بمع ایک استفتاء‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۶۰/۱۹...... ’’تین اہم مضامین‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

- ☆ مرزائیوں کی چال بازیاں
- ☆ قادیانی جماعت کی وفاداری کا سراب
- ☆ قابل توجہ برادران اسلام

۱۲۶۱/۲۰...... ’’ابطال مسیح قادیانی بجواب خاتمہ مسیح آسمانی‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۶۲/۲۱...... ’’تکذیب مدعی امامت کاذبہ قادیانی بجواب تصدیق الامام مصنفہ قاسم علی مرزائی‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۶۳/۲۲...... ’’امام کاذب قادیانی کی تکذیب‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۶۴/۲۳...... ’’قادیانی جماعت سے بارہ سوال‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

ان میں دوسوال بابو صاحب کے اپنے ہیں، ایک سوال کسی حنفی المذہب گمنام سائل کا اور نوسوال ابوزیرک حقیقت شاہ پشاوری کے ہیں، جنہیں بابو صاحب نے مرتب کیا ہے۔

۱۲۶۵/۲۴...... ''دو مضامین'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

☆ فتنہ ارتداد اور قادیانی جماعت کی خودغرضی اور خدمت اسلام کا دھوکہ

☆ جدید فتنہ اور جدید نبی

۱۲۶۶/ ۲۵...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

اس رسالہ کے آخر میں بابو صاحب کا نیروبی کے ایک خط کا جواب بھی شامل ہے۔

۱۲۶۷/ ۲۶...... ''عقائد باطلہ قادیانی'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۶۸/ ۲۷...... ''قتل مرتد اور کابل میں قادیانی کی پھانسی پر نو مضامین'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

☆ بھیرہ میں مرزائیوں نے ایک مسلمان قتل کر دیا

☆ کابل میں قادیانی کی پھانسی اور علماء دیوبند کا برقی تار

☆ جمعیۃ علماء ہند کا برقی تار

☆ علماء لاہور کا برقی تار

☆ کابل میں مرزائی کا قتل (قاضی فضل احمد لدھیانوی)

☆ بمبئی قونصل خانہ افغانستان کی وضاحت

☆ مرتد اور قادیانی

☆ قرآن کریم اور قتل مرتد (محمد عبداللہ باڑیوال لدھیانہ)

☆ تکفیر اہل قبلہ

۱۲۶۹/ ۲۸...... ''تکفیر اہل قبلہ کی نسبت مرزا کی نصیحت اور خود مسلمانوں کی تکفیر'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۷۰/ ۲۹...... ''جادو وہ جو سر پے چڑھ کے بولے بمع پیغام صلح کا چیلنج منظور ہے'' از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

۱۲۷۱/۳۰...... ’’تردید بروزی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام‘‘ از: جناب بابو پیر بخش لاہوری۔

یاد رہے کہ جناب بابو پیر بخش لاہوری کے احتساب قادیانیت جلد۱۱، ۱۲، ۴۵، محاسبہ قادیانیت جلد۱۴، ۲۸، ۲۹ گویا چھ جلدوں میں ۵۴ رسائل ہم پہلے شائع کر چکے ہیں۔ اس جلد میں ۲۴ مضامین شامل ہیں۔ گویا اس جلد تک بابو صاحب مرحوم کے اٹھتر (۷۸) رسائل ومضامین ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ الحمد ﷲ اوّلاً و آخراً!

محاسبہ قادیانیت جلد ہذا (تیس) میں چھ حضرات:

۵۶۲/۱......سعادت علی خان قادیانی	کا	۱	مضمون
۵۶۳/۲...... جناب خدا بخش ثاقب ہناڈی بغداد شریف	کا	۱	مضمون
۳...... مولانا احمد دین کوٹلی اعوان شاہ پور صدر	کا	۱	مضمون
۴...... مولانا حبیب اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	کا	۱	مضمون
۵...... مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	کے	۲	مضامین
۶...... جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	کے	۲۴	مضامین
گویا کل ۶ حضرات	کے	۳۰	مضامین

اس جلد میں جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

<u>نتیجہ</u>: اب تک احتساب قادیانیت ساٹھ جلدیں اور محاسبہ قادیانیت ۳۰ جلدیں کل ۹۰ جلدوں میں پانچ سو تریسٹھ (۵۶۳) مصنّفین کے قدیم ونایاب بارہ سو اکہتر (۱۲۷۱) کتب ورسائل شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

الحمد ﷲ اوّلاً و اٰخراً!

محتاج دعا

(فقیر) اللہ وسایا، ملتان

۲۹/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ، مطابق ۱۷/اگست ۲۰۲۳ء

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

سعادت علی خان قادیانی بیرم پوری

مرید مدعی مہدویت گناچوری کے

قادیانیوں کے خلاف چار مضامین

(۱) جدید نبی کے ایک مرید کی طرف سے کھلی چٹھی

(۲) نئے فیصلہ کی ضروریات

(۳) ایک کسوٹی اور مرزا قادیانی

(۴) جماعت قادیان کے عذرات انکار نبوت پر ایک نظر

سعادت علی خان قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) جدید نبی کے ایک مرید کی طرف سے کھلی چٹھی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم بندہ مولوی عبدالغنی مبلغ قادیان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا خط مؤرخہ ۳۰/جولائی ۱۹۲۳ء چندہ کی بابت پہنچا اور نیز چوہدری غلام جیلانی خان کے خط میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ ہمارا تعلق مولوی عبداللطیف سے کیسا ہے؟ سو جواباً عرض ہے کہ چندہ کے بھیجنے سے تو ہمیں کوئی عذر وانکار نہیں۔لیکن چندہ بھیجنے سے پہلے اس امر کا فیصلہ ہونا ضروری ہے کہ مولوی عبداللطیف کو ان کے دعاوی میں راست باز سمجھنے کی وجہ سے مجھے خارج از جماعت اور خارج از دائرہ اسلام کیوں سمجھا جاتا ہے؟ جب کہ ہم مرزا قادیانی کو بھی ان کے تمام دعاوی میں راست باز سمجھتے ہیں۔ہم مرزا قادیانی کو مسیح موعود آخرالزمان اور مسیح ہونے کی حیثیت سے اپنے وقت کے مہدی موعود اور امام الزمان اور مجدد اور کرشن اور نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور ہم مولوی نورالدین کو بھی مہدی موعود سمجھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے مہدی ہونے کے متعلق آنحضرت ﷺ کے پانچ وعدے پورے ہوئے۔ ملاحظہ ہو (خلافت احمدیہ ص۲۶تا۲۹)

اور ہم صدق دل سے یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی عبداللطیف اس وقت کے خدا کے نبی اور رسول اور امام آخرالزمان اور مجدد ہیں۔آپ کے دعاوی بے دلیل ہیں، ہم آپ کے دعاوی کو صداقت کے ان تمام معیاروں کی رو سے صحیح پاتے ہیں۔جن کے ذریعہ مرزا قادیانی نے اپنی سچائی ثابت کی ہے۔مولوی عبداللطیف کے دعاوی کی صداقت کے لئے حقیقت الوحی کی طرف کے دو تین سو نشان اس وقت تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو چکے ہیں۔جن کا نہایت معتبر ثبوت زندہ گواہ دوست ودشمن موجود ہیں۔

۲...... احادیث نبویہ سے اس آخری زمانہ میں تین مہدیوں کے آنے کا ثبوت ملتا ہے۔

ایک ذوشجہ مہدی، دوسرے مسیح مہدی، تیسرے امام مہدی، ذوشجہ مہدی کے متعلق لکھا ہے کہ اوّل وہ حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہوگا۔ دوسرے اس کے ماتھے پر ایک زخم ہوگا۔ جس کا اثر ہڈی تک پہنچا ہوگا۔ تیسری وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ چوتھے وہ مسیح کے ظہور سے پہلے دنیا میں کام کررہا ہوگا۔ پانچویں وہ مسیح کی نمازوں کا امام ہوگا۔ چھٹے وہ مسیح کا جنازہ پڑھے گا۔ ساتویں مسیح کی وفات کے بعد اسی کا خلیفہ ہوگا۔ یہ ساتوں وعدے مولوی نورالدین کی ذات میں پورے ہوئے۔ اس لئے آپ مہدی موعود تھے۔ آپ صرف خلیفہ ہونے کی حقیقت سے مہدی نہ تھے۔ بلکہ خلافت کے علاوہ آنحضرتﷺ کے چھ اور وعدے مہدی ہونے کے متعلق آپ کی ذات میں پورے ہوئے۔

اور یہ ایک امر ایسا ہے جو آپ کو دوسرے خلفاء سے ممتاز کر کے آپ کو مہدی موعود بناتا ہے۔ صحیح مسلم کی وہ حدیث مولوی نورالدین پر خوب چسپاں ہوئی۔ جس میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا امیر مسیح سے کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں اس کے جواب میں مسیح کہے گا کہ یہ امت بہترین امت ہے۔ اس لئے آپ ہی نماز پڑھائیں۔ چونکہ مولوی نورالدین نبی نہ تھے۔ اس لئے وہ مسیح سے کمتر شان کے اور غیر نبی مہدی تھے۔ پس لا مہدی الا عیسیٰ کے یہ معنی ہوئے کہ غیر عیسیٰ کے اس وقت کوئی مہدی عیسیٰ کی شان کا نہ ہوگا۔ جیسے **لا فتی الا علی** یعنی علی کے زمانہ میں اس کی شان کا کوئی دوسرا جوان علی کے سوائے نہ تھا۔

۲...... مسیح مہدی: مرزا قادیانی نے جہاں آپ نے دعویٰ مسیح اور مہدی کی وضاحت کی ہے۔ وہاں خوب کھول کر لکھ دیا ہے کہ: ''میں مسیح موعود ہوں اور مسیح موعود ہونے کی حیثیت سے اپنے وقت کا مہدی موعود ہوں اور میرے علاوہ بعض اور قسم کے مہدیوں کا وعدہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن میں صرف مسیح مہدی ہوں۔ یعنی وہ مہدی ہوں جس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ مسیح موعود بھی ہوگا۔'' (چشمہ معرفت ٹائٹل پیج ملخص، خزائن ج۲۳ ص۲)

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ: ''مسیح موعود تو میں ہوں اور مسیح کے علاوہ جس امام مہدی کا انتظار تم کو احادیث نبویہ سے ہے وہ میری زندگی میں نہیں آسکتا۔

کیونکہ ایک ہی وقت میں دو بڑی شان کے آدمیوں کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! میرے بعدان کا آنا ممکن ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۱۹،۵۷۳، خزائن ج۳ ص۳۷۹،۴۰۹ ملخص)

تیسرا امام مہدی مولوی عبداللطیف کا دعویٰ ہے کہ وہ امام مہدی آخرالزمان جس کا انتظار علاوہ مسیح موعود کے احادیث نبویہ سے پایا جاتا ہے جس کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:''وہ میری زندگی میں تو نہیں لیکن میرے بعد آ سکتا ہے۔'' وہ مہدی آخرالزمان میں ہی ہوں جس طرح مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا الہام کی بناء پر تھا۔ اسی طرح مولوی عبداللطیف کا دعویٰ امام مہدی وحی الٰہی کی بناء پر ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی وہ امام مہدی نہ تھے جس کا انتظار علاوہ مسیح موعود کے احادیث نبویہ سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے آپ کو امام مہدی ہونے کے متعلق الہام نہیں ہوا۔ اگر کوئی احمدی دوست مرزا قادیانی کا کوئی ایسا الہام پیش کردے جس میں خداتعالیٰ نے انہیں امام مہدی کہا ہو تو اسے یک صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ یہ یاد رہے کہ مرزا قادیانی کا کلام نہ ہو بلکہ خداتعالیٰ کا کلام یا الہام ہو۔ جیسے مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات میں اپنے مجموعہ الہامات میں درج کردیا ہو۔ چونکہ مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔''**جعلناک المسیح ابن مریم**''(تذکرہ ص۱۸۵،۱۸۶ طبع چہارم) اس لئے آپ کا اصل دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا تھا اور چونکہ مسیح کا کام بھی ہدایت دینا ہے۔ اس لئے مسیح ہونے کی حیثیت سے وہ اپنے وقت کے مہدی موعود بھی تھے اور ''**لا مہدی الا عیسیٰ**'' کے بھی یہی معنی ہیں کہ بجز عیسیٰ کے اس وقت کوئی دوسرا مہدی عیسیٰ کی شان کا نہ ہوگا۔ پس مرزا قادیانی کا اصلی دعویٰ امام مہدی آخرالزمان ہونے کا نہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو ایسا الہام نہ ہوا۔ آپ کا اصلی دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا جس کے متعلق آپ کو الہام ہوا۔

تیسرے مولوی عبداللطیف اپنے دعویٰ امام مہدی آخرالزمان کا ثبوت اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف، احادیث نبویہ، نعمت اللہ ولی، محی الدین ابن عربی، دانیال نبی کی پیش گوئیوں سے اس آخری زمانہ میں دو بڑے شان کی نبیوں کے آنے کا وعدہ

فرمایا جاتا ہے اور ان پیش گوئیوں میں ان دونوں کے لئے دو مختلف مگر قریب قریب کے زمانے مقرر کئے گئے ہیں۔ پس ان پیش گوئیوں کے مطابق ایک موعود مرزا قادیانی تھے اور دوسرے موعود مولوی عبداللطیف جو اپنے وقت پر یعنی ۱۳۳۹ھ و۱۳۴۰ھ میں ظاہر ہوئے۔

جو احمدی دوست آپ کے دلائل کو توڑ کر آپ کے دعوے کو جھوٹا ثابت کردے۔ اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جس کے حصول کی وہی شرائط ہیں جو براہین احمدیہ کے دس ہزار روپیہ انعام کے حصول کے لئے ہیں۔

۴...... ہمارے بعض احمدی دوست ان معقول دلائل کے مقابلہ سے عاجز آکر گالیوں پر اتر آتے ہیں اور مولوی عبداللطیف کو مجنون کہنے لگ پڑتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جنون ایسا مرض نہیں جو چھپائے چھپ سکے۔ جنون کا کوئی ثبوت تو پیش کرنا چاہئے۔ اگر بغیر ثبوت کے کسی کو مجنون کہنا جائز ہے تو پھر ہر شخص اپنے مخالف کو مجنون کہہ سکتا ہے۔ اگر آپ نے دعاوی کی وجہ سے جو نہایت زبردست دلائل اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ آپ کو مجنون کہنا جائز ہے تو پھر مرزا قادیانی کے مخالفوں کے لئے بھی ان کو مجنون کہنا جائز ہوا۔ مولوی عبداللطیف کو مجنون کہنے والے ہمارے بعض احمدی دوست ہیں۔ جو پنجابی ہیں اور ظاہری علوم وفنون میں ترقی کی وجہ سے انگریزوں کی فراست پنجابیوں کی نسبت نہایت اعلیٰ درجہ کی تیز ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے اپنی تصویر یورپی ممالک میں بھجوائی تاکہ وہ لوگ اپنی اعلیٰ درجہ کی تیز اور خداداد فراست سے مرزا قادیانی کی شکل وصورت کو دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے دعویٰ مسیح موعود میں راست باز ہے یا مجنون؟ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ ایک انگریز پادری جے ڈانیل مرزا قادیانی کی تصویر کو کافی نہ سمجھ کر خود آپ کی زندگی میں قادیان جاتا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مرزا قادیانی مجنون ہیں۔ وہ آپ سے تحریری سوالوں کے ذریعہ سے دریافت کرتا ہے کہ یہ دماغی عارضہ آپ کو کب سے ہوا۔ دعویٰ سے پہلے ہوا یا بعد میں اور کیا علاج کرایا۔ ان سوالات کا جواب مولوی محمد علی ایم۔اے کو اپنی ریویو آف ریلیجنز میں دیتے ہوئے بڑی مشکلات کا سامنا ہوا۔ انہوں نے بڑے پیچ وتاب کھائے ہیں۔ کیونکہ

مرزا قادیانی کوضعف دماغی اور دوران سر کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے آپ کے مخالف انہیں مجنون سمجھتے ہیں۔ان کے تئیں حق پر سمجھتا تھا۔

پس اگر پنجابی احمدیوں کے بلاوجہ اور بلاثبوت اقوال سے مولوی عبداللطیف مجنون ہیں تو ڈانیال صاحب بہادر کے قول کے مطابق مخالفوں کے نزدیک مرزا قادیانی بطریق اولیٰ مجنون ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے احمدی دوستوں کا مجنون کہنا مولوی عبداللطیف کا ایک بیّن ثبوت ہے۔کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''**کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الّا قالوا ساحر او مجنون** ''اورفرماتا ہے:''**ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبل** ''پس مہربانی فرما کر آپ جلد اس بات کا فیصلہ کر کے ہمیں لکھ دیں کہ ہم کن دلائل کی رو سے خارج از جماعت اور خارج از اسلام ہیں۔اس کے بعد چندہ کا سوال کریں۔مؤرخہ ۷/اگست ۱۹۲۳ء المرسل: خادم مولوی عبداللطیف

سادت علی خان خادم حضرت مہدی گناچوری از بیرم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور

(ماہنامہ تائیداسلام اکتوبر ۱۹۲۳ء ص۱۱تا۱۵)

(۲) نئے فیصلہ کی ضرورت

(اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر ۳۹ ص ۵ کالم۲، مؤرخہ ۱۶/نومبر ۱۹۲۲ء بعنوان ''۱۳۴۰ھ اور مسلمانوں کا مہدی'' زمیندار ۵/نومبر ۱۹۲۲ء کے ایک نوٹ کے جواب میں لکھتا ہے:''اس کے متعلق ہمارا معروضہ زمیندار سے یہ ہے کہ ۱۳۴۰ھ میں امام مہدی کے خروج یا بعثت کے منتظر تو آپ اور آپ کے عامۃ المسلمین علماء اور صوفیاء تھے نہ کہ ہم۔اس لئے گنّاچوری مہدی کا دعویٰ میں انہیں کی منشاء اور خواہشات کے مطابق ہے۔کیونکہ بقول زمیندار ایک مہدی ۱۳۴۰ھ میں بھی آخر مبعوث ہو ہی گئے۔اس لئے زمیندار اور اس کے عامۃ المسلمین کو چاہئے کہ فوراً قبول کرلیں اور مہدی گنّاچوری کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کے علمبرداروں اور خدّام بارگاہ میں شرف اوّلیت حاصل کریں۔رہے ہم قادیانی! ہمیں کسی نئے فیصلہ کی اب کیا ضرورت ہے۔جب کہ ہم اس وقت فیصلہ کر چکے ہیں جب خدا کا سچا مہدی مبعوث ہوا اور جس کی شہادت زمین وآسمان دے چکا ہے اور دے رہا ہے۔''

الفضل کو نئے فیصلہ کی ضرورت کا سمجھانا ہمارا فرض ہے۔ اگر الفضل مفصلہ ذیل امور پر ٹھنڈے دل سے غور کرے گا تو اچھی طرح سے معلوم ہوجائے گا کہ مسیح اور مہدی قادیانی کو سچا سمجھنے کے باوجود امام مہدی گنّا چوری کو قبول کرنے کی اسے کیا ضرورت ہے۔

۱...... الفضل مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ مہدی گنّا چوری کو قبول کر لیں۔ مگر خود اس نصیحت پر عمل کرنے سے انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ: ’’تم کیوں وہ بات کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں۔ خدا سخت بیزار ہے اس بات سے کہ تم ایسی بات کہو جس پر خود عمل نہ کرو۔‘‘ پس الفضل کا حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس کو تزکیۂ نفس کے لئے امام مہدی گنّا چوری کا قبول کرنا ضروری ہے۔

۲...... اگر الفضل نے مسلمانوں کو یہ نصیحت نہیں کی بلکہ امام مہدی گنّا چوری کے ساتھ ایک قسم کا استہزاء کیا ہے تو الفضل کا یہ استہزاء مہدی گنّا چوری کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے افسوس بندوں پر کوئی بھی تو رسول ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ وہی الفضل جو تہذیب ومتانت کا مدعی ہے اور جو زمیندار کے لہجہ کو سوقیانہ قرار دیتا ہے خود مہدی گنّا چوری کے مقابل استہزاء سے کام لیتا ہے۔ کیا الفضل اپنے اس لہجہ کا نام سوقیانہ رکھے گا یا صوفیانہ۔

۳...... الفضل سے ہمارا معروضہ یہ ہے کہ ۱۳۴۰ھ میں امام مہدی کے خروج یا بعثت کے منتظر تو بیشک عامۃ المسلمین علماء اور صوفیا ہی ہیں۔ لیکن ان کا یہ انتظار قرآن شریف، احادیث نبوی، دانیال نبی اور نعمت اللہ ولی کی پیشین گوئیوں کی بناء پر ہے۔ اس لئے ان راست بازوں کی پیش گوئیوں کے ماتحت ظاہر ہونے والے امام مہدی کو قبول کرنا صرف مسلمانوں کے لئے ہی ضروری نہیں بلکہ ان احمدیوں کے لئے بھی ویسا ہی ضروری ہے جو ان راست بازوں کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور کوئی عقل مند اور ایماندار شخص ان راست بازوں کی پیشین گوئیوں کو جھٹلا نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ پیشین گوئیاں ۱۳۴۰ھ میں پوری ہوچکی ہیں اور امام مہدی گنّا چوری ان پیش گوئیوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنی سچائی کو صداقت کے تمام معیاروں پر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا کوئی ہے جو ان کے مقابل پر آئے۔

۴...... الفضل نے اپنے ایک مضمون میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ امام مہدی کے نام سے اب کوئی راست باز دنیا میں نہیں آسکتا۔ چونکہ یہ پیش گوئی قیاسی تھی۔ اس لئے جھوٹی نکلی اور راست بازوں کی پیش گوئیاں ۱۳۴۰ھ میں امام مہدی کے ظہور کے متعلق چونکہ وحی الٰہی کی بناء پر تھیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو سچا کرنے کے لئے حضرت امام مہدی گنّا چوری ضلع جالندھر میں مبعوث کردیا جن کے ظہور سے حق حق اور باطل باطل ہوگیا۔ پھر حق کا قبول کرنا آپ کے لئے کیوں ضروری نہیں؟

۱۵...... ہر ایک راست باز کے وقت میں لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ ہمیں اس کے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے پہلے پیشوا ہی کافی ہیں۔ ہر ایک فریق کے لوگ ساتھ اس چیز کے جوان کے پاس ہوتی ہے خوش ہوتے ہیں اور موجودہ راست باز کے ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ پس راست بازوں کے دشمنوں کے ساتھ الفضل کی یہ مشابہت امام مہدی گنّا چوری کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

۶...... جس طرح آپ کے مہدی ومسیح قادیانی کی شہادت زمین وآسمان دے چکا ہے اور دے رہا ہے۔ اسی طرح امام مہدی گنّا چوری کی شہادت بھی زمین وآسمان دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں۔ پھر آپ کا ایک پر ایمان لانا اور دوسرے کا انکار کرنا کیا آپ کو تفریق بین الرسل کا مجرم نہ بنادے گا۔ آپ وہ معیار پیش کریں جن کے ذریعہ آپ مرزا قادیانی کی سچائی ثابت کرتے ہیں۔ ہم انہی معیاروں کی رو سے امام مہدی عبداللطیف گنّا چوری کی صداقت کا ثبوت پیش کرسکتے ہیں۔ راقم: سعادت علی خان احمدی خادم امام مہدی گنّا چوری

(ماہنامہ تائیداسلام دسمبر۱۹۲۲ء ص۶ تا۸)

(۳) ایک کسوٹی اور مرزا قادیانی

از: عبدالخالق

عموماً مرزائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ معیار صداقت نبی پر گفتگو کرلو۔ اگرچہ مرزا قادیانی اپنی کئی ایک پیش گوئیوں کو اپنی صداقت کا معیار قرار دے چکے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ

اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ دوسرے معیار بتلاؤ۔ اگرچہ یہ بات ایک حد تک صحیح ہے کہ مدعی جو معیار بتلائے اس پر اس کو پرکھنا چاہئے تاہم دوسرے معیاروں کی بھی ضرورت ہے۔ مرزائی صاحبان پیش گوئیوں پر تو اس لئے گفتگو نہیں کرتے کہ وہ اس میں جب ایک تحریر غلط ثابت ہو جاتی ہے تو گھبرا جاتے ہیں اور ادھر ادھر کی ہانکتے ہیں اور حضرت رسول اکرم ﷺ پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔

خواہ ان کی بات بہت ہی غلط ہو مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہتے ہیں اور نہیں مانتے اور بعض اوقات یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں کتاب دکھلاؤ صرف اس لئے کہ وہ وقت کو ٹال دیں۔ مگر اس وقت ہم اپنے ناظرین کو ایک ایسے معیار کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو امید ہے کہ خود مرزائی مانتے ہوں گے اور پھر دیکھیں گے کہ آیا مرزا قادیانی نبی ہیں یا نہیں۔

اس وقت ہم (تشحیذ الاذہان ج۱۱ نمبر۴ ص۷ ماہ اپریل ۱۹۱۶ء) پیش کرتے ہیں جہاں لکھا ہے: ’’**ما توفی اللہ نبیاً قط الا دفن حیث قبض**‘‘ (کنزالعمال ج۲ ص۱۱۹) (ترجمہ) نہیں فوت کیا کسی نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہرگز کہ وہ دفن کیا گیا جس جگہ کہ فوت کیا گیا۔‘‘

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

یہ کوئی میرا ترجمہ نہیں، نہ ہی میری عبارت ہے۔ بلکہ یہ عبارت رسالہ تشحیذ میں لکھی ہوئی ہے جو (مرزا بشیرالدین محمود قادیانی موجودہ خلیفہ مرزائیہ اور مرزا قادیانی کے بیٹے کا اپنا رسالہ ہے) اور یہ حدیث ایک احمدی مناظر نے ایک مباحثہ میں پیش کی تھی۔ وہ مباحثہ بھی اسی جگہ درج ہے۔

اب اس معیار پر ذرا مرزا قادیانی کو آزماؤ اور دیکھو کہ وہ بھی اس پر پورے اترتے ہیں یا نہیں۔ اگر پورے اتریں تو ہمیں اس حدیث سے انکار نہیں۔ اگر اس معیار پر وہ پورے نہ اتریں تو ان کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی فکر کریں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا مرزا قادیانی جس جگہ فوت ہوئے اسی جگہ دفن کئے گئے یا نہ۔ آہ:

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال اب آرزو ہے یہ کہ کبھی آرزو نہ ہو

مرزا قادیانی لاہور میں فوت ہوتے ہیں اور دفن قادیان میں ہوتے ہیں تو اس پر یہ شعر صادق آتا ہے:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

وما علینا الا البلاغ

عبدالخالق

(ماہنامہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۲ء ص ۸،۹)

(۴) جماعت قادیان کے عذرات

انکار نبوت پر ایک نظر

اہل حدیث ۹/فروری ۱۹۲۳ء کے ذریعہ ایک صاحب ہدایت اللہ سوہدری نے جماعت قادیان اوران کے امیر سے یہ استفسار کیا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد جب نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو نبی بخش سیالکوٹی اور عبداللطیف گنّا چوری کو مرسل ربانی تسلیم کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے؟ اس کا جواب جماعت قادیان اوران کے امیر کی طرف سے ایک صاحب اللہ دتہ جالندھری نے ۱۵/فروری ۱۹۲۳ء کے الفضل کے ذریعہ دینے کی کوشش کی ہے اور کچھ عذرات اپنے انکار کے بیان کئے ہیں۔ ہم جناب عبداللطیف امام مہدی گنّا چوری کے خادم ہونے کی حیثیت سے جماعت قادیان کے عذرات پر سرسری نظر ڈالتے ہیں۔

پہلا عذر: جماعت قادیان کی طرف سے یہ پیش کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے ذریعہ ضرورت نبوت ایسے احسن طریق سے پوری ہوچکی ہے کہ اب آئندہ ایک خاص زمانہ تک (کیا سینکڑوں ہزاروں برس تک) کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا مرزا قادیانی جس غرض کے لئے مبعوث کئے گئے تھے وہ غرض آپ کی زندگی میں پوری ہوگئی۔ اگر پوری ہوگئی ہے تو آپ کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔ اگر پوری نہیں ہوئی تو نبی کی ضرورت باقی ہے۔ مرزا قادیانی کی بعثت کی غرض تھی کسر صلیب، قتل دجال، غلبہ اسلام تمام ادیان پر۔

اب اگر صلیبی طاقت پاش پاش ہوکر نابود ہوگئی ہے اور دجال قتل ہوگیا ہے اور اسلام کو دیگر ادیان پر ایسا غلبہ حاصل ہوگیا ہے کہ تمام ادیان کے پیرو اسلام میں جذب ہوگئے ہیں اور اگر شاذ ونادر کے طور پر دیگر مذاہب کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں تو وہ بالکل کسمپرسی اور مردہ حالت میں ہیں۔

پس اگر یہ حالت پیدا ہوگئی ہے تو مرزا قادیانی کے بعد فی الواقع کے نبی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر جناب مرزا قادیانی کی بعثت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آپ کی دعاؤں سے صلیبی طاقت پہلے سے سینکڑوں گنا زیادہ ہوگئی ہے اور وہ دجال جس کے قتل کرنے کے لئے آپ مسیح آخرالزمان ہوکر آئے تھے۔ آپ کی دعاؤں سے اس کی شان وشوکت کو چار چاند لگ گئے ہیں اور وہ اسلام جسے غالب کرنے کے لئے آپ آئے تھے۔ آپ کی بعثت کے بعد سے اس کی رہی سہی طاقت وشوکت بھی جاتی رہی۔ وہ دنیا کی طاقتوں میں طاقت نہ رہا۔ وہ لوگوں کی نظر میں ایسا ذلیل ہوگیا کہ یک دم پانچ پانچ لاکھ مسلمان اسے چھوڑنے کی تیاریاں کررہے ہیں تو ایسی حالت میں بھی اگر مرزا قادیانی کے بعد نبی کی ضرورت نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جماعت قادیان نبوت کے ساتھ مخول کررہی ہے اور مرزا قادیانی کی نبوت کو بھی مخول میں اڑانا چاہتی ہے۔

دجال کو قتل کرنے کے لئے مرزا قادیانی جیسے سینکڑوں مسیح بھی اگر آویں تو دجال کو نہ ان سے کوئی خوف اور نہ شکوہ۔ بلکہ دجال تو ایسے مسیحوں کو ہر وقت خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے۔ جن کی دعاؤں سے اس کے اقبال اور فتوحات اور اس کی شوکت میں حیرت انگیز ترقی ہو۔ محض دلائل کا غلبہ تو کچھ چیز نہیں، جب تک اس کے ساتھ عملی غلبہ نہ ہو، محض دلائل کے غلبہ کا دعویٰ تو ہر مذہب وملت کے لوگوں کو ہے۔

الغرض واقعات عالم اس بات کی تکذیب کررہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے نبوت کی ضرورت کو پورا کردیا اور اب آپ کے بعد اسلام کو نبی کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی کے الہام نے براہین احمدیہ کے وقت سے ہی مرزا قادیانی کو بتادیا تھا کہ تم اپنے مشن میں ناکام رہو گے اور ناکامی کی حالت میں ہی اس جہان سے کوچ کرو گے۔

چنانچہ وہ الہام یہ ہے: ’’میں اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔‘‘ (گویا موت کے بعد مرزا قادیانی کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے کہ: ’’دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔‘‘ یعنی دنیا میں ایک نذیر آیا تھا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا اور وہ ناکام اس دنیا سے واپس گیا) لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ یعنی مرزا قادیانی کے بعد خدا بہت جلد ایک اولوالعزم نبی بھیجے گا جس کے وقت میں بڑے زور آور حملے ہوں گے۔ ’’**وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**‘‘ اور لوگ اس نبی کو قبول کریں گے۔ چونکہ وہ نبی مرزا قادیانی کو راست باز سمجھتا ہوگا۔ اس لئے ضمناً مرزا قادیانی کی سچائی بھی ظاہر ہو جائے گی۔ جیسے کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی ظاہر ہونے کے لئے ساتھ ہی حضرت مسیح ابن مریم کی سچائی بھی لوگوں پر کھل گئی۔

مرزا قادیانی کے اس الہام کی تصدیق مرزا قادیانی کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ آپ نے دسمبر ۱۹۰۵ء کے جلسہ کی تقریر میں فرمایا: ’’افسوس ہمیں پیغام اجل آ پہنچا اور ہماری جماعت کی حالت ایسی ہے جیسے چھ ماہ کا بچہ ہو اور اس کی ماں مر جائے۔‘‘

(ملفوظات ج۸ ص۲۹۹ قدیم)

اب ظاہر ہے کہ چھ ماہ کے بچے کے لئے اگر بہت جلد دودھ کا انتظام نہ ہو تو اس کی ہلاکت یقینی ہے۔ پس احمدی جماعت کے لئے اگر خداتعالیٰ بہت جلد نبی نہ بھیجتا تو یہ جماعت مسیحی قوم کی طرح ہلاک ہو کر اسلام کے لئے ایک دوسرا خطرناک اور اندرونی دجال ثابت ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حفاظت اسلام کے لئے بہت جلد مرزا قادیانی کی وفات کے تیرہ برس بعد ہی ایک اولوالعزم نبی یعنی عبداللطیف گناچوری کو مبعوث کر دیا۔ اگر احمدی جماعت نے آپ کے انکار پر اصرار کیا تو ان کی مشابہت مسیحی قوم سے ہوگئی۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا انکار کیا۔ فتدبر!

<u>دوسرا عذر</u>: جماعت قادیان کا یہ ہے کہ جناب عبداللطیف گناچوری امام مہدی کی قبولیت دنیا میں نہیں پھیلی اور وہ کسمپرسی اور گمنامی کی حالت میں ہیں۔ اس لئے وہ راست

باز نہیں۔اس کے متعلق عرض ہے کہ جناب عبداللطیف گنّا چوری کے دعویٰ نبوت ومہدیت کو ابھی پورے دوسال بھی نہیں ہوئے۔ دعویٰ کے وقت آپ اکیلے تھے اوراس وقت ان کی جماعت کی تعداد اس تعداد سے زیادہ ہے۔ جو تعداد کہ بعثت کے دوسال آنحضرتﷺ کے اصحاب کی تھی اور خدا کے فضل سے اس تعداد میں یوماً فیوماً اضافہ ہورہا ہے اور آپ کی شہرت حیرت انگیز طریق سے تمام ملک میں پھیل چکی ہے اور پھیل رہی ہے۔ جیسا کہ روزانہ ڈاک سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر دعویٰ کے دوسال کے اندر اس قدر شہرت اور قبولیت کے باوجود آپ کے نزدیک جناب عبداللطیف گنّا چوری راست باز نہیں تو پھر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر آپ آنحضرتﷺ کے زمانہ مبارک میں ہوتے تو آپ کو آنحضرتﷺ پر بھی کبھی ایمان نصیب نہ ہوتا۔ کیونکہ شہرت اور قبولیت کا جو پیمانہ آپ نے مقرر کیا ہے۔اس کے رو سے آپ آنحضرتﷺ کو کبھی راست باز قرار نہیں دے سکتے۔

__تیسرا عذر__: یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر سپاہ اور املاک کے بادشاہ بن بیٹھے تو پاگل ہے تو اس سے بڑھ کر وہ شخص بے عقل ہے جس میں اوصاف تو ولیوں کے بھی نہیں، مگر بنتا نبی ہے۔ایسے شخص کا الہام شیطانی ہے۔ کیونکہ خدا کسی سے ٹھٹھا نہیں کیا کرتا۔ جناب عبداللطیف گنّا چوری کا دعویٰ تو ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔ اس لئے ان پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا۔لیکن آپ کی اس اعتراض کی زد مرزا قادیانی پر ضرور پڑتی ہے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ ابتدائی زمانہ سے سلطان مشرق یا خلیفۃ اللہ السلطان ہونے کا تھا۔ مگر املاک اور افواج کا تا حال کہیں پتہ نہیں چلتا۔

پس جب آپ اپنے مرشد کو پاگل قرار دینے سے پرہیز نہیں کرتے تو دوسرے کسی کو کیا افسوس! اگر آپ نبی کی تعریف لکھتے تو ہم آپ کو بتا دیتے کہ یہ تعریف جناب عبداللطیف گنّا چوری میں پائی جاتی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ علم ہی نہیں کہ نبی کی کیا تعریف ہے اور ولی کی کیا؟

__چوتھا عذر__: اللہ دتہ مرزائی نے یہ لکھا ہے کہ ان کی بات کسی حد تک اسی وقت قابل پذیرائی ہوسکتی تھی جب کہ وہ ایسا کام کرتے جو مرزا قادیانی اور آپ کے اتباع نہ کرتے

ہوتے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اور آپ کی جماعت ضرور ایسے کام کرتے ہیں جو آنحضرت ﷺ اور آپ کے اتباع نہ کرتے تھے۔سو یہ صفت آپ کو ہی مبارک رہے۔

پانچواں عذر: مرزا قادیانی نے ذاتی اور خارجی علامات کو پورا کر کے ان کے صدق پر مہر کر دی۔سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کا زبانی دعویٰ ہے۔آپ ذاتی اور خارجی علامات جو مرزا قادیانی میں پوری ہوئیں، بیان کریں۔ہم بھی اسی قسم کی ذاتی اور خارجی علامات جناب عبداللطیف گناچوری میں ثابت کر دکھائیں گے۔ان شاءاللہ تعالیٰ!

چھٹا عذر: جماعت قادیان یہ ہے کہ جو جھوٹا ہوتا ہے:''ویذھب جفاءً'' کا مصداق بن کر جلد نیست و نابود کیا جاتا ہے اور سچا انسان دنیا میں فروغ پاتا اور مظفر و منصور ہوتا ہے۔آپ کا یہ معیار بالکل صحیح ہے اور اسی کے مطابق جناب عبداللطیف گناچوری اپنے دعویٰ کے وقت سے فروغ پا رہے ہیں اور مظفر و منصور ہو رہے ہیں۔(باوجود اس کے) اگر آپ ان کو جھوٹا اور مسیلمہ وغیرہ سمجھتے ہیں تو اپنے صوفیوں اور ملہموں کو ان کے مقابل میدان میں لائیے اور وہ ان کے دعویٰ اور دلائل کو سن کر بھی اگر انہیں جھوٹا سمجھیں تو ان کے لئے بدعائیں کر کے ایک سال کے اندر ان کی ہلاکت کی پیش گوئی کر دیں۔اگر اس پیش گوئی کے مطابق آپ ایک سال کے اندر ہلاک نہ ہوئے تو پھر جماعت قادیان آپ کی بیعت میں داخل ہو جائے۔آنحضرت ﷺ کی جماعت کے ہاتھ سے مسیلمہ تو سال دو سال کے اندر ہی ہلاک ہو گیا تھا۔

پس اگر جناب عبداللطیف گناچوری کے جھوٹا ہونے پر یقین کامل رکھتے ہیں تو پھر ان کے مقابل میدان میں آنے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔زبانی باتیں بنانے سے میدان مقابلہ میں تشریف لائیے تاکہ خدا حق و باطل میں فیصلہ کر دے۔لیکن ہماری اس نصیحت کو یاد رکھئے:

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

مرسلہ: خاکسار سعادت علی خان احمد خادم عبداللطیف امام مہدی گناچوری ساکن بیرم پور ڈاک خانہ خاص تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور (پنجاب)

(ماہنامہ تائید اسلام اپریل ۱۹۲۳ء ص۴ تا ۸)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صدائے حقانی

فی رد

توحید قادیانی

جناب خدا بخش ثاقب ہناڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین حضرات کو یاد ہوگا کہ خاکسار نے رسالہ تائید اسلام بابت ماہ جولائی ۱۹۲۲ء میں صرف قادیانی جلسہ کی کارروائی کا پورا پورا حال مندرج کر دیا تھا۔ لہٰذا اب اپنے جلسہ کے واقعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جو کہ بتاریخ ۲۹؍جولائی ۱۹۲۲ء بروز ہفتہ، سناڈی میں منعقد ہوا تھا۔ اس لئے مرزائی ذرا ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرمائیں:

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

چونکہ ہمارے جلسہ کے پریذیڈنٹ (صدر) بابو قادر بخش صاحب دہلوی تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک رقعہ بنام بابو برکت علی مرزائی لکھا تاکہ بابو برکت علی مرزائی بمعہ احباب جلدی تشریف لاویں۔ کیونکہ اس جلسہ کی انتظاری کے لئے ایک بڑا ہجوم کھڑا ہے۔

افسوس! بابو برکت علی کی طرف سے نامعقول جواب ملا کہ: ’’پہلے ہماری ذمہ داری کی گارنٹی لکھ کر بھیجو۔‘‘ کیونکہ آپ کی تعداد بہت ہے اور ہماری تعداد کم ہے۔

دیکھئے جناب! یہ کیا ہی ٹالنے کا عذر ہے جو ہمارے جلسے میں شریک نہ ہونے کے لئے پیش کیا۔ دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان بھائیوں کا جلسہ ہے اور گورنمنٹ برطانیہ کے پرامن حکومت کے زیرسایہ ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس! پریذنٹ بابو قادر بخش صاحب کو حاضرین نے مخاطب کر کے کہا کہ آپ خود تشریف لے جائیں۔ چنانچہ مولوی محمد عبداللہ صاحب اور مولوی عبدالمجید صاحب ان کے پاس گئے اور بابو قادر بخش صاحب صدر جلسہ نے ایک دستاویز بطور ذمہ داری کے لکھ کر...... بابو برکت علی مرزائی کو دے دی تاکہ کسی مرزائی کو کھٹکا نہ رہے۔ مرزائی صاحبان تشریف لائے اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

چنانچہ سب سے پہلے مولوی محمد عبداللہ صاحب صدر جمعیت اسلامیہ نے تلاوت قرآن مجید سے حاضرین محفل کے قلوب کو تازہ کیا۔ بعدازاں آغا بشیر احمد خان نے نہایت خوش الحانی سے ایک نعت شریف پڑھی۔ ان کے ملک اللہ بخش صاحب نے ایک مدلل اور مفصل تقریر کی۔ اگر اس کو تاریخ مرزا کہیں تو بجا ہے۔ ملک صاحب نے نماز مغرب سے کچھ منٹ پہلے تقریر موقوف کر دی۔ کیونکہ نماز مغرب کا وقت قریب تھا۔ اس لئے مؤذن نے اذان کہی اور پھر جماعت کھڑی ہوگئی۔ خصوصاً پیش امام جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب تھے۔ لہٰذا نماز سے فارغ ہوکر جناب ملک صاحب (اللہ بخش) نے ایک گھنٹہ کے لئے اور

تقریر کی۔ چنانچہ ہر دو حصہ تقاریر کا ماحصل ناظرین کرام ملاحظہ فرماویں۔
''مرزا قادیانی کا سیالکوٹ میں پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ پر نوکری کرنا۔''
(سیرت المہدی ج اوّل ص۴۳ روایت نمبر۴۹)
''اور مرزا قادیانی کا قانون مختار کاری کے امتحان میں فیل ہو جانا۔''
(سیرت المہدی اوّل ص۱۵۶ روایت ۱۵۰)
''اور مرزا قادیانی پہلے مناظر اسلام اور حامی دین اسلام کا مدعی ہونا اور پھر رفتہ رفتہ مرزا قادیانی کا ولی اللہ ہونا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج دوم جدید ص۲)
''پھر محدث'' (تذکرہ ص۱۰۵)
''پھر مجدد'' (کتاب البریہ ص۱۶۸، خزائن ج۱۳ ص۲۰۱)
''امام وقت'' (ضرورت الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ ص۴۹۵)
''اور پھر مسیح موعود ہونا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)
اور پھر مرزا قادیانی کا نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنا۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)
''پھر کرشن بن جانا۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸)
''پھر مرزا قادیانی کا خود خدا بن جانا۔'' (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)
اور پھر مرزا قادیانی کا ''خدا کا بیٹا بن جانا۔'' (تذکرہ ص۵۴۸ طبع چہارم)
''اور خدا صاحب کے نطفہ سے مرزا قادیانی کا پیدا ہونا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴)
کبھی مرزا قادیانی کا مرد بن جانا اور کبھی عورت بن جانا۔'' (تذکرہ ص۲۰۵ طبع چہارم)
''کبھی مرزا قادیانی کا خدا کی گود میں جالیٹنا۔'' (اسلامی قربانی ص۱۳)
''اور کبھی مرزا قادیانی کے خدا کا مرزا قادیانی کے وجود میں داخل ہونا۔''
(کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۴)

پھر مرزا قادیانی کی خوابوں، کشفوں، الہاموں اور پیشین گوئیوں کی مشین پر ملک صاحب (اللہ بخش) کا ایک زبردست حملہ کرنا، خصوصاً منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی کا تارتار الگ کر کے سب کا غلط ہونا ثابت کرنا۔ علیٰ ہذا القیاس! بوقت نزع مرزا قادیانی کا پھر حالت بشریت میں آجانا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا مرزا قادیانی کے سامنے آکھڑے ہونا اور

مرزا قادیانی کی روح المبارک کا رفتہ رفتہ اس دار فنا سے دار البقاء کو تشریف لے جانا۔ غرض سب پوست کندہ حالات بیان کر کے کہا:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

حضرات! ملک اللہ بخش صاحب کی تقریر ختم ہونے کے بعد بابو قادر بخش صاحب صدر انجمن حنفیہ نے صوفی صاحب (بابو برکت علی) مرزائی کو آدھ گھنٹہ کے لئے ٹائم (وقت) دیا۔ تاکہ وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکے۔

پس صوفی بابو برکت قادیانی کے جوابات کو بھی اختصاراً ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

صوفی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ مرزا قادیانی کا جو الہام: ’’**اسمع ولدی**‘‘ ہے۔ (البشریٰ حصہ اوّل ص۴۹)

یہ غلط ہے بلکہ ’’**اسمع ولدی**‘‘ کی بجائے ’’**اسمع واراء**‘‘ ہے۔ دیگر ماء کے معنی نطفہ کے نہیں۔ بلکہ پانی کے ہیں۔ لہٰذا دیگر اعتراضات مثلاً مرزا قادیانی کا خدا بن جانا یا حضرت مسیح موعود کا خدا کی گود میں جا لیٹنا یا حضرت غلام احمد کے اندر خدا کا سما جانا۔ یہ درست ہے۔ کیونکہ حالت کشف میں صوفیائے کرام کو بھی ایسے ایسے واقعات پیش آتے ہیں۔ چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ’’**سبحان ما اعظم شانی ولیس فی جنبی سواء اللہ وانا الحق لا الہ الا اللہ**‘‘ یعنی میں پاک ہوں، میری شان بہت ہی بڑی ہے اور میرے پہلو میں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہے۔ (لہٰذا صوفی صاحب نے یہ بھی فرمایا) کہ گو ظاہری طور پر مرزا قادیانی کے الہام جو خلاف شریعت معلوم ہوتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ ایسے الہام قرآن مجید میں بھی بکثرت ملتے ہیں۔ مگر تاویلات سے درست کئے جاتے ہیں۔

ورنہ بتاؤ ’’**حبل اللہ، انصار اللہ، وجہ اللہ، یرید اللہ**‘‘ کے کیا معنی؟ بہت ہی خوب۔ (صوفی صاحب نے جواب تو دے ہی دیا۔ چاہے کچھ بھی ہو کیونکہ فی البدیہ حاضر جوابی تو ہے) راقم!

پھر صوفی صاحب نے اپنا رخ منکوحہ آسمانی کی طرف کیا اور فرمایا کہ یاد رہے کہ نکاح محمدی بیگم کا رجوع کرنے سے فسخ ہو گیا ہے تو کیا آپ سمجھیں گے کہ پیشین جھوٹی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب شرط رجوع پوری ہو گئی تو نکاح بھی فسخ ہو گیا۔ منجملہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں سے بعض اوقات وعدہ وفا نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا۔ دیکھو

حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کے پاس رہے۔ بعد میں اپنی والدہ کے پاس آئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا کا چالیس دن کا وعدہ۔ خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی کئی ایسی پیشین گوئیاں ہیں جو کہ ان کے عہد رسالت میں پوری نہ ہوئیں اور خلفاء راشدین کے وقت میں بصد کوشش سے پوری ہوئیں تو کیا آپ سمجھیں گے کہ خلاصہ موجودات حضرت محمد ﷺ کی پیشین گوئیاں باطل ہیں، ہرگز نہیں تو پھر مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں کیسے غلط ہوئیں۔

استغفر اللہ ربی من ذالک!

حضرات! یہ کتنی دلیری کا کام ہے کہ اگر کسی مرزائی کو مرزا قادیانی کی کتابوں میں غلطیاں دکھائیں تو جھٹ جواب ملتا ہے کہ پہلے قرآن کی صفائی دکھاؤ۔ استغفر اللہ! اور اگر مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کا صحیح ہونا یا غلط ہونا دریافت کریں تو پھر سید المرسلین وخاتم النّبیین کی پیشین گوئیوں پر اعتراض۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو مرزائیوں کی ایسی غلط کاریوں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ (راقم)

بعد ازاں صوفی صاحب تو بیٹھ گئے مگر صدر جلسہ بابو قادر بخش صاحب نے خاکسار (خدا بخش ثاقب) کو بھی چند فقرات کہنے کے لئے فرمایا۔ حالانکہ ملک صاحب (اللہ بخش) نے مرزائیوں کی کافی طور پر ناکہ بندی کردی ہوئی تھی۔ مگر بندہ کو بموجب حکم کے تعمیل کرنی تھی۔ اس لئے خاکسار کھڑا ہوگیا اور بندہ نے مرزا قادیانی اور ان کی خدائی پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا کہ برادران اسلام کو واضح ہو کہ میرا مضمون صرف اس قدر ہے کہ مرزا قادیانی اور ان پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تاکہ حق وباطل میں تمیز ہوسکے۔

اس لئے فریق ثانی کو ہم پہلے ہی بتادینا چاہتے ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی قسم کا اعتراض ہو تو مضمون کے ختم ہونے کے بعد اعتراض اٹھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پریذیڈنٹ صاحب اسے اجازت دیں۔ مگر معترض کو اس اصول پر کاربند ہونا پڑے گا کہ ہمارے جواب میں قرآن مجید کی آیات بمعہ سورۃ رکوع پیش کرے۔ کیونکہ اس کے ہم قائل ہیں۔ پس اسی طرح ہم بھی مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات بمعہ صفحہ وغیرہ کے پیش کریں گے۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کے قائل ہیں اور ان ہر دو اصولوں کے برخلاف فریقین کو ہرگز نہ چلنا ہوگا۔ اگر شروع سے ہی کوئی صاحب دل میں کہیں کہ کیا ہم قرآن کے قائل نہیں تو اس کے لئے یہی کافی ہے کہ ہم کسی سے ادھار نہیں کریں گے۔

لیجئے! مہربان یہ مرزا قادیانی کا پرامیسری نوٹ کہ جس کی آج کل قادیان میں ضرب چل رہی ہے۔ دیکھو:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

پھر (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ص۲۲۰) پر لکھتے ہیں: ’’میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘

’’کہ میری وحی قرآن کی مانند خطا سے پاک ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

اس لئے دیکھو (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۴۵۴) پھر دیکھئے (کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ص۱۰۳و۱۰۵) کہ: ’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور میں نے یقین بھی کرلیا کہ میں وہی ہوں (خدا) پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔‘‘

کیوں نہ پیدا کرتے جب کہ انہوں نے کامل یقین بھی کرلیا کہ میں حقیقی خدا ہوں۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کے آسمان وزمین بنائے ہوئے کس جگہ رکھے ہوئے ہیں۔ جو ہم کو اب تک نظر نہیں آئے۔ اگر کوئی صاحب یہ دل میں کہے کہ یہ واقعات حقیقی نہیں۔ بلکہ خواب کا ہے تو اس کا جواب ہی آسان ہے کہ پھر مرزا قادیانی کا خود اپنی خوابوں پر یقین بھی حقیقی یقین نہیں۔ جیسا کہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں یعنی خدا۔‘‘ تو اس سے ثابت ہوا کہ پھر وہ صرف مرزا قادیانی کے مرزا قادیانی ہی بنے رہے، حقیقت میں وہ خدا نہ تھے (اور غلطی میں آکر انہوں نے فخریہ کتابوں میں مشتہر کردیا) کہ میں وہی ہوں یعنی خدا یا پھر مرزا قادیانی واقعی میں خدا تھے۔ (کیوں نہ ہوں جس کو سرے سے اونگ اور نیند میں خوابیں آویں) بھلا وہ کیسے خدا نہ ہو۔

اس لئے مرزا قادیانی کا ذرا اور بھی قوی دعویٰ دوسری تحریر سے ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ص۵۶۵) ’’اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی

صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشائے حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی۔ میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا: ''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح '' پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔''

واہ سبحان اللہ! مرزا قادیانی تیری قدرت کے تیرے بھید فہم بشر سے بعید از قیاس ہیں۔ مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہی مرض ''بند ہیضہ'' سے وفات پا گیا اور لاہور میں تیرے مرثیے پڑھے گئے اور ثابت ہوا کہ تو خدا نہ تھا اور نہ خالق، بلکہ فانی انسان۔ مگر افسوس خود اپنے تئیں زندہ نہ رکھ سکا۔

بہرکیف مرزا قادیانی نے یہاں ہی بس نہیں کیا بلکہ اور بھی ہاتھ پاؤں مارے ہیں تاکہ کسی طرح خدا مانا جاؤں۔ چنانچہ دیکھو: ''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون'' (تذکرہ طبع چہارم ص۴۳۴)

یعنی غلام احمد کا اب یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرے صرف اس کو کہہ دے ''ہو جا پس وہ ہو جائے گی۔''

اب ناظرین ہی غور فرماویں کیا دعویٰ خدائی کرنے والے کے سر پر کوئی سینگ ہوتے ہیں جو کہ لوگوں کو نظر آئیں کہ اس شخص نے دعویٰ خدائی کیا ہے، ہرگز نہیں۔ پس اب تو مرزا قادیانی خالق زمین وآسمان ہوئے اور خالق انسان بھی بنے۔ غرضیکہ ایسے کفریات اور باطل عقائد جو اسلام نے ۱۳۰۰سو برس سے باطل قرار دیئے تھے۔ مرزا قادیانی نے پھر داخل اسلام کئے اور یہ تخریب دین نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ جواب بالکل غلط ہے کہ اولیاء اللہ یا دیگر صوفی خیال بزرگوں نے نبوت ورسالت وامام زماں ومسیح موعود کا دعویٰ کر کے ایسے خلاف شرع باتیں کہیں ہیں۔ اگر کسی بزرگ کے منہ سے حالت سکر میں یعنی مستی وبیہوشی میں کوئی کلمہ کفر وشرک ان کے منہ سے نکلا تو انہوں نے حالت صحو یعنی ہوش میں اس کلمہ کفر وشرک کی تردید کی اور شریعت کی تعظیم کر کے جانیں دیں، کھل اتروائی، قتل ہوئے، سولی دیئے گئے۔ مرزا قادیانی نے بجائے تردید کرنے کے ایسے شیطانی الہامات اور کشوف کو الٹا ان کو قرآن کی مانند خطا سے پاک کہتے ہیں اور قسم کھا کر کہتے ہیں کہ: ''میں اپنے الہامات کو قرآن اور توراۃ وانجیل کی طرح یقین کرتا ہوں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴)

ببیں تفاوت را ماست از کجا تا کجا

مندرجہ بالا کشف اور خوابیں جو مرزا قادیانی کو خدا بنا گئے ہیں۔ کس سند شرعی سے درست ہیں۔ پس مرزا قادیانی کے مرید قرآن مجید سے دو آیتیں پیش کریں۔ اگر دو نہیں تو ایک ہی سہی۔ اگر ایک نہیں تو نصف ہی سہی جس سے ثابت ہو جائے کہ خداوند عالم اپنے برگزیدوں کو کشفوں اور خوابوں میں خدا بنا دیا کرتا ہے، تاکہ گمان کریں کہ وہ بھی خدا ہیں اور اگر ایسا نہ دکھا سکیں (اور یقیناً نہ دکھا سکیں گے) تو مرزا قادیانی کے مرید اپنے دل میں انصاف کریں اور خدا کو حاضر ناظر جان کر تعصب کو چھوڑ دیں تو پھر ایسے انسان کی بابت کیا رائے دیں گے۔ کیا ایسا شخص واجب تعظیم ہے۔ ہرگز نہیں۔ باقی رہی تاویلات کر کے ایک جرم کفر وشرک کو جائز قرار دینا۔ سو یہ ہر ایک باطل پرست کرتا آیا ہے۔ یہودی اپنے بزرگوں کو خدا کا بیٹا بیٹیاں جو کہتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو عیسائی خدا مانتے ہیں۔ وہ بھی تاویلات ہی کرتے ہیں۔ حقیقی معنوں میں کوئی خدا نہیں مانتا۔ مگر جب اسلام نے منع کر دیا تو پھر کوئی مسلمان کیوں ایسا کر کے خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے حضرت یوسف کی مثال غلط ہے۔ کیونکہ قیاس مع الفارق ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو خدا سمجھ کر اور خالق زمین وآسمان یقین کر کے چاند وستاروں کو سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا۔ اگر آپ قرآن مجید میں سے ایسی مثالیں پیش کریں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ چاند، سورج اور ستاروں نے ان کو سجدہ کیا تو یہ جواب غلط ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو انسان دیکھا اور سجدہ کرنا ان کو تعظیماً جائز ہے۔ دیکھو قصہ حضرت آدم علیہ السلام اس پر شاہد ہے۔ بہ نص قرآن ’’اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس‘‘ (بقرہ) یعنی خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا۔ یعنی تعظیم کی مگر شیطان نے نہ کی۔ ہمارا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ جیسے مرزا قادیانی کو مندرجہ بالا خواب اور کشف ہوئے ہیں کہ مرزا قادیانی کا خواب میں خود خدا بن جانا اور پھر طرفہ یہ کہ کامل یقین بھی کر لینا کہ میں واقعی خدا ہوں اور اگر خدا نہ ہوتے تو کامل یقین نہ کرتے اور نہ ایسی خوابوں اور کشفوں کو لوگوں میں مشتہر کرتے کہ میں وہی ہوں۔ یعنی کون! روز میثاق میں ’’الست بربکم‘‘ کہنے والا اور اپنی مخلوق سے ’’قالوا بلا‘‘ کا جواب پانے والا اور کن سے فیکون کر دکھانے والا۔

مگر ناظرین! یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ’’قادیانی‘‘ خدا ایک جگہ سے بھول گئے کہ جو انہوں نے حالت کشف اور عالم خواب میں ’’لا حول ولا قوۃ الا باللہ‘‘ نہیں پڑھا۔ جیسا

کہ پیران پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی ؒ نے پڑھ کر اپنا ایمان بچا لیا تھا ان کو شیطان نے اپنی نورانی شکل دکھا کر کہا تھا کہ اے عبدالقادر میں تیرا خدا ہوں۔ اب شریعت کی تکلیف تجھ پر نہیں۔ ’’**اعمل ما شئت**‘‘ یعنی کہ جو کچھ تیرا دل چاہے، تجھ کو سب کچھ روا ہے تو آپ نے فرمایا کہ لعین دور ہو۔

مگر مرزا قادیانی ایسے ہتھے چڑھے کہ وہی الہام ہوتا ہے کہ: ’’**اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک**‘‘ (تذکرہ ص۸۴ طبع چہارم)

یعنی اے مرزا کر جو تیرا دل چاہے۔ میں نے تجھ کو بخش رکھا ہے۔ مرزا قادیانی اس اپنے شیطانی الہام کو قرآن کی مانند خطا سے پاک یقین کرتے ہیں۔ یہ ہے فرق جھوٹے اور سچے مدعی میں حضرت عبدالقادر فرماتے ہیں کہ اے شیطان لعنتی دور ہو اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں نے یقین کیا کہ یہ میرا الہام قرآن کی مانند ہے۔ اسی لئے کفر اور شرک کے مضامین لکھتے اور انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتے اور حضرت خلاصہ موجودات ہتک کرتے اور نہایت بے باکی سے لکھتے ہیں کہ: ’’حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی حقیقت مسیح ودجال ویاجوج وماجوج معلوم نہ تھی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

اعوذ بک ربی جس پر قرآن نازل ہوا وہ غلط سمجھا اور تیراں سو برس کے بعد ایک پنجابی درست سمجھا اور وہ بھی خودغرض جو خود ہی مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ جس کے دماغ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ قدرے عقل دی ہے، وہ فوراً اس بات کو تسلیم کر لے گا کہ بعض اوقات محاکمات خیالیہ بھی اظہار امور غیبیہ کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب کسی شخص پر ایک مرض غالب ہو جائے تو اس کا نفس دوسرے حواسی شغلوں سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس وقت کئی صورتیں اور شکلیں اور تحریریں غیب سے اس میں عکس پذیر ہوتی ہیں۔ یہ مثالی ہوتی ہیں نہ کہ حقیقی اور نفس جس وقت بوجہ بیماری کے کمزور ہو جاتا ہے تو قوت متخیلہ مشوش ہو جاتی ہے۔ اس وقت مختلف صورتیں حس مشترک پر منقش ہو جاتی ہیں اور وہی انسان کو دکھائی دیتی ہیں اور سنائی جاتی ہیں یا خود سنتا ہے اور انہیں کو مخاطب کر کے باتیں کرتا ہے جس کو مجذوب کی بڑ یا دیوانہ کا بکواس یا مریض کا ہذیان کہتے ہیں۔ مگر انسان اس بڑ اور بکواس اور ہذیان سے بھی اپنے مفید مطلب معنی نکال لیتا ہے اور جو ان میں سے اتفاقیہ درست ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس تفاول کرنے والے کا کام ہو جائے تو اس کو بھی کرامت مجذوب یا پیشین گوئی دیوانہ خیال کرتا ہے

اور لوگوں میں مشہور کرتا ہے، حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اسی طرح مرزا قادیانی کے جتنے کشف اور خوابیں ہیں، سب کے سب مرزا قادیانی کی مرض مسیح موعود ہونے کا، شوق وعشق تھا کہ جس کے باعث وہ دائم المریض تھے۔ کیونکہ جب سے مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیحیت کا کیا بیچارے خود دائم المریض ہوئے کوئی صاحب اگر یہ کہے کہ اس کا ثبوت!

لیجئے! میرے دوست مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی دیکھئے مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ: ''دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں جو کہ مجھے دعویٰ مسیح موعود کے وقت سے لاحق ہوئی ہیں۔ ایک بیماری کثرت پیشاب اور دوسری دردسر۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

اب صاحب علم غور فرماویں جس کو ایک بیماری کی بجائے دو بیماریاں ہوں، اس کی خوابیں اور کشف واقع میں کشف ہیں یا کہ مریض کا ہذیان۔ اب انصاف اہل محفل پر ہے۔ پس بندہ اپنے مضمون کو یہاں ختم کرتا ہے۔ کیونکہ عقلمندوں کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ فقط والسلام!

بعد ازاں جناب ملک صاحب اللہ بخش نے پھر دوبارہ کھڑے ہوکر صوفی (بابو برکت علی قادیانی) کے مہمل جوابات کا مختصر جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی کسی دعویٰ میں سچے نہ تھے۔ لہٰذا نہ ان کی کوئی پیشین گوئی سچی ہوئی اور نہ ان کی وحی۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ محمدی بیگم جو کہ منکوحہ آسمانی تھی۔ وہ بھی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آئی:

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں بندہ نواز! آپ کسی کے خدا تو نہیں

حضرات! بعض اصحاب جو عرصہ سے اس نکاح (محمدی بیگم) کے ولیمہ کی دعوت کے منتظر ہوں گے۔ اس عبارت میں نکاح فسخ کا سن کر سن ہوگئے ہوں گے اور عالم حسرت میں بے ساختہ کہیں گے:

جو آرزو تھی اس کا نتیجہ ہے انفعال اب آرزو یہ ہے کبھی آرزو نہ ہو

علیٰ ہذا القیاس! جلسہ باتمام خیریت سرانجام ہوا۔ چنانچہ فریق مخالف کے سرگروہ جناب صوفی صاحب مرزائی نے بھی جلسہ کی خوبی بیان کرتے ہوئے تائید کی کہ آئندہ بھی اسی طرح پرامن اجلاس ہونے چاہئیں۔ الراقم: خدابخش ثاقب سیکرٹری انجمن حنفیہ حفظ اسلام ہناڈی بغداد شریف

(ماہنامہ تائید اسلام لاہور ستمبر ۱۹۲۲ء ص ۱ تا ۱۱)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اسلامی مناظر کا اعجاز

اور

قادیانی جماعت کا عجز

مولانا احمد دین کوٹلی اعوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بتواریخ ۱۸ و ۱۹/ اکتوبر ۱۹۲۴ء بمقام ہریا ضلع گجرات مسئلہ حیات ووفات مسیح ابن مریم علیہ السلام پر مناظرہ ہوا جس میں اسلامی مناظر حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی تھے اور مرزائی قادیانی مناظر مولوی جلال الدین شمس قادیانی تھے اور بنصرت الٰہیہ اسلامی مناظر غالب وفاتح ہوا اور قادیانی مناظر مغلوب ومفتوح ہوا۔ جیسا کہ اہل علم پر روشن ہے اور اسلامی مناظر یعنی مفتی صاحب نے حیات مسیح علیہ السلام کے ثابت کرنے کے لئے علاوہ اور استدلالات کے یہ دو استدلال بھی تحریری اور تقریری طور پر پیش کئے۔

''وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ'' (نساء:۱۵۷)

میں بقرینہ قصر قلب ونفی بل ابطالیہ ہے اور مقتضائے قصر قلب کے اعتبار سے نیز یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری مرفوع ہوئے ہیں اور اسلامی مناظر نے ان دو استدلالوں کے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی تاقیامت ان کا جواب نہ دے سکے گا اور کچھ عرصہ کے بعد قادیانی جماعت کی طرف سے استدلال توڑنے کے لئے یہ آیت پیش کی گئی۔

''وما یشعرون ایان یبعثون بل اڈرک علمھم فی الاٰخرۃ'' اور اسلامی جماعت کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا کہ اس آیت میں بھی اسلامی جماعت کی تائید ہے اور قادیانی جماعت کی تردید ہے۔ جیسا کہ کتاب ''الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی'' میں تفصیلاً درج ہے (یہ احتساب قادیانیت میں شائع ہوچکی ہے) اور پھر قریباً چھ ماہ کے بعد قادیانی جماعت نے اپنا تمام زور لگا کر استدلال اوّل کے توڑنے کے لئے ایک اور آیت پیش کی وہ یہ ہے: ''ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک من یصدّون قالوا أالھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الّا جدلا بل ھم قومٌ خصمون''

اور اسلامی جماعت کی طرف سے اس آیت کے متعلق بھی یہ ثابت کیا گیا کہ اس آیت میں بھی اسلامی جماعت کی تائید ہے اور قادیانی جماعت کی تردید ہے۔ جو تشریحاً شائع کیا گیا ہے اور آج بتاریخ ۲۹/ اگست ۱۹۲۶ء پرچہ (اخبار الفضل قادیان مؤرخہ ۲۷/ اگست ۱۹۲۶ء) میری نظر سے گزرا جس میں قادیانی جماعت کی طرف سے اسلامی مناظر یعنی مفتی صاحب کے خلاف ایک مضمون درج تھا۔ اس مضمون کو پڑھ کر مجھے قادیانی جماعت کی حالت پر سخت افسوس ہوا۔ کیونکہ اس

مضمون کے لکھنے میں اس نے مقولہ الحیاء یمنع الرزق پر تو پورا عمل کیا ہے اور حدیث کے اس فقرے الحیاء شعبة من الایمان کی طرف توجہ نہیں کی اور اس مضمون میں قادیانی جماعت نے استدلال اوّل کے توڑنے کے لئے کوئی تیسری آیت پیش نہیں کی بلکہ اردو اور انگریزی خوانوں کو خوش کرنے کے لئے ادھر ادھر کی غیر متعلقہ باتیں بیان کر کے مغالطے دیئے ہیں۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی مناظر یعنی مفتی (غلام مرتضیٰ) صاحب نے ان استدلالوں کے جواب دینے سے مرزائی جماعت کو عاجز کر دیا ہے اور اسلامی مناظر کی پیش گوئی کی صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو چکی ہے۔ اب ہم اس مضمون کے فقروں کے متعلق بعنوان قولہ واقول عرض کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ وھو حسبنی ونعم الوکیل!

قولہ: مفتی صاحب کا دعویٰ تھا جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ گو اس دعویٰ کے لئے کوئی دلیل نحوی نص یا کوئی استعمال لغت پیش نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ محض مفتی صاحب کا اپنا اختراعی خیال تھا۔ تاہم الخ

اقول: مفتی صاحب کا دعویٰ ہے کہ نفی کے بعد جو بل جملہ پر ہو اس میں معنی ابطال کے ہوتے ہیں۔ اب قادیانی جماعت کا یہ کہنا (مفتی صاحب نے اس دعویٰ کے لئے کوئی نحوی نص پیش نہیں کی) مسلّم۔ لیکن نحوی نص کا مطالبہ قادیانی جماعت کی بے علمی پر دلیل بیّن ہے۔ کیونکہ کسی کلمہ کے معنی بیان کرنے، یہ فن نحو کا کام نہیں، بلکہ فن لغت کا کام ہے اور فن نحو فقط کلمہ کے احوال اعراب بنا وغیرہما سے بحث کرتا ہے۔ ’’موضوع کل علم ما یبحث فیه عن عوارضه الذاتیة کبدن الانسان لعلم الطیب فانه یبحث فیه عن احواله من حیث الصحة والمرض وکالکلمات لعلم النحو فانه یبحث فیه عن احوالها من حیث الاعراب والبناء‘‘ (تعریفات الجرجانی ص۱۶۱)

ناظرین! دیکھئے کہ قادیانی جماعت کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ کسی کلمہ کے معنی بیان کرنے فن نحو کا کام ہے یا فن لغت کا فرض ہے اور قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ (مفتی صاحب نے کوئی استعمال لغت پیش نہیں کی) صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ مفتی صاحب کی اس موقعہ پر بعینہٖ یہ عبارت ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ: ’’وما قتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه‘‘ (النساء:۱۵۷) میں بقرینہ قصر قلب ونفی کلمہ بل ابطالیہ ہے جو بعد نفی کے واقعہ ہے اور بل ابطالیہ میں جو بعد نفی کے واقع ہو ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان ضدیت ہو۔ دیکھو ’’ام یقولون

به جنة بل جآء هم بالحق ''(مومنون:۷۰) میں یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ایک چیز کا جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا متعذر ہے اور یہاں معنوی نفی ہے۔

اور دیکھو''ویقولون ائنا لتارکوآ اٰلهتنا لشاعر مجنون بل جاء بالحق ''(صافات:۳۶) میں بھی یہ امر بالکل روشن ہے کہ ایک چیز کا شعرو جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا ناممکن ہے اور دیگر نظائر قرآنی بھی بہت ہیں۔ الخ!

(الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی ص۱۹)

ناظرین! انصاف سے فرمایئے کہ مفتی صاحب نے استعمال لغت پیش کیا ہے یا کہ نہ۔

قولہ: تاہم ضروری سمجھا گیا کہ ایک آیت قرآنی کی طرف میں بھی جنات کی توجہ مبذول کراؤں تاکہ آپ دیکھیں کہ یہ من گھڑت قاعدہ کہاں تک درست ہے۔ چنانچہ میں نے آیت:''ماضربوه لک الّا جدلا بل هم قوم خصمون ''(زخرف:۵۸) پیش کی۔ چاہئے تھا کہ آپ کلام الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرتے اور خاموش ہوجاتے۔ مگر کیونکر: ''ملاں آن باشد کہ چپ نشود'' آپ نے اپنے خیال کو تبدیل کرنے کے بجائے آیت قرآنی میں بے جا تصرف اور دور از کار تاویل شروع کردی۔

اقول: ہم تو مومن بالقرآن ہیں اور قرآن کریم کے ہر فقرے کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور آیت:''ماضربوه لک الّا جدلاً'' الخ وغیرہ نے ہی ہمارے استدلال بل ابطالیہ کو اور زیادہ قوی اور مستحکم کردیا ہے۔ ہمارا ایمان قادیانی جماعت کی طرح نہیں کہ نصوص قطعیہ کا اپنے موہمات اور تخیلات کے ساتھ مقابلہ کریں۔ کما لایخفی!

قولہ: چنانچہ آپ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:''ماضربوه لک الا'' میں بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے منفی ہے۔ جیسا کہ ما نافیہ کے بعد الّا آنے سے مستفاد ہوتا ہے اور بیان ابن مریم خصومت کے لئے بل کا مدخول ہے۔ جیسا کہ ہم قوم خصمون سے مفہوم ہے اور منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل ثابت کر رہا ہے اور مابین اس منفی اور اس مدخول بل کے لزوم نہیں بلکہ تنافی اور ضدیت ہے۔ کما لا یخفی!

اقول: آیت:''ماضربوه'' الخ کے متعلق جو مضمون میں نے شائع کیا ہے۔ اس کی ایک نقل بعینہ میری قلم سے لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں (اس فقرہ میں ما نافیہ ہے اور ضرب بمعنی بیان ہے اور جدل بمعنی خصومت ہے اور''ماضربوه

لک الّا جدلا‘‘ میں بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے منفی ہے۔ جیسا کہ ما نافیہ کے بعد الّا آنے سے مستفاد ہے اور بیان خصومت کے لئے بل کا مدخول ہے۔ جیسا کہ ھم قوم خصمون سے مفہوم ہے اور منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل باطل کر رہا ہے اور مدخول بل بیان خصومت کے لئے کو بل ثابت کر رہا ہے اور مابین اس منفی اور اس مدخول بل کے لزوم نہیں بلکہ تنافی وضدیت ہے۔ کما لا یخفی!

قادیانی جماعت کی یہ عجیب ایمانداری ہے کہ اصل فقرہ (اور منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل باطل کر رہا ہے) کے بجائے یہ غلط لکھ دیا ہے کہ (منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل ثابت کر رہا ہے۔ یعنی بجائے لفظ باطل کے لفظ ثابت لکھ دیا ہے اور پھر تردید شروع کر دی ہے۔

قولہ: اس عبارت میں فقرہ (بیان ابن مریم خصومت کے لئے کو بل کا مدخول ہے۔ جیسا کہ: ’’ھم قوم خصمون‘‘ سے مفہوم ہے) قابل داد ہے، مطلق کو مقید کر لینا اسے ہی کہتے ہیں۔

اقول: قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ (مطلق کو مقید کر لینا اسے ہی کہتے ہیں) اور یہ بیان نہ کرنا کہ مطلق کون ہے اور مقید کس طرح کیا گیا، مستحق داد ہے، معلوم ہے کہ اس خیالی جماعت نے یہ سمجھا ہے کہ بیان مطلق ہے اور خصومت قید ہے اور یہ نہیں سمجھا کہ خصمون سے جو خصومت مفہوم ہے، وہ مطلق بیان کا قسم ہے اور قسم میں مقسم پایا جاتا ہے۔ پس میری تقریر میں لفظ بیان اس مقسم کی تحریر ہے اور کسی مطلق کو غیر مفہوم قید کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا۔

قولہ: آپ فرماتے ہیں، منفی یعنی بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے کو بل ثابت کر رہا ہے۔ صاحب من! آپ تو بل کو محض ابطالیہ جانتے ہیں۔ ثابت کر رہا چہ معنی دارد!

اقول: اس استفہام کا جواب دینا قادیانی جماعت کا فرض ہے۔ کیونکہ اسی نے یہ تحریف کی ہے کہ بجائے لفظ باطل کے لفظ ثابت رکھ دیا ہے۔ کمامرّ

قولہ: نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب ما نافیہ آکر اس بیان مدخول علیہ کو باطل کر چکا تو اب بل ابطالیہ کیونکر باطل کرے گا۔ کیا پھر نفی النفی اثبات کا مسئلہ جاری نہ ہوگا۔

اقول: ہم کئی بار یہ تفہیم کر چکے ہیں کہ نفی کے بعد بل ابطالیہ نفی کو باطل نہیں کرتا بلکہ منفی کو باطل کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ قادیانی جماعت کے فہم میں یہ بات نہیں آتی۔

قول: آپ نے گویا جواباً فرمایا ہے نفی کے بعد بل ابطالیہ سے یہ مراد ہے کہ وصف منفی کو یہ بل باطل کر دیتا ہے اور جس وصف پر داخل ہے اس کو ثابت کرتا ہے۔ چہ خوب دریں صورت نفی کی کیا غرض ہوتی ہے۔ وصف منفی کا تو ابطال تو اس وصف مدخول علیہ النفی کے اثبات کو مستلزم ہے۔ ہذا خلف! ہاں اگر یہ کہا جائے کہ نفی کے علاوہ جو بیان ہوتا ہے بل اس کی تردید کرتا ہے تو پھر سوال ہوگا کہ حرف نفی کیا افادہ کرتا ہے۔ جب نفی نے ہی اس بیان کو باطل کر دیا تو پھر بھی بل کو ابطال بیان کے لئے کہنا سراسر تحکم نہیں تو اور کیا ہے۔

اقول: سبحان اللہ! یہ علمی کمال قابل غور ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ (وصف منفی کا تو ابطال تو اس وصف مدخول علیہ النفی کے اثبات کو مستلزم ہے۔ ہذا خلف) عجیب وغریب ہے۔ وصف منفی کا ابطال اس کے اثبات کو مستلزم نہیں بلکہ نفی کا ابطال مستلزم اثبات ہے۔ اگر کہا جائے کہ وصف منفی کی جب حرف نفی نے نفی کر دی تو پھر اس وصف منفی کو بل ابطالیہ کے ساتھ باطل کرنے میں نیا فائدہ کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حرف نفی میں فقط افادہ نفی کا ہوتا ہے۔ نفی کی وجہ نہیں بیان کی جاتی اور بل ابطالیہ میں دو افادے ہوتے ہیں۔ ایک اس وصف منفی کو باطل کرنا اور دوسرا اس وصف منفی کے بطلان کی وجہ کو بیان کرنا۔ کیونکہ بل اس وصف کو جس پر وہ داخل ہوتا ہے ثابت کرتا ہے اور چونکہ مابین وصف مثبت اور وصف منفی تنافی وضدیت ہوتی ہے اور اجماع الضدین محال ہے۔ اس لئے وصف منفی کا بطلان موجّہ ومدلل ہو جاتا ہے۔

قولہٗ: ہاں! آپ کے بیان بالا کے ماتحت چاہئے تھا کہ آیت: ’’**بل هم قوم خصمون**‘‘ میں بل بیان ابن مریم غیر خصومت منفی کو بل باطل کرے۔ کیونکہ یہی وصف منفی ہے اور یہی وصف منفی دوسرے لفظوں میں بیان ابن مریم خصومت کے لئے کا مترادف ہے۔ کیونکہ غیر خصومت کو منفی کیا جائے تو خصومت رہ جائے گا اور بیان ابن مریم خصومت کے لئے کو آپ نے بل کا مدخول مانا ہے۔ دریں صورت بل کے ماقبل ومابعد میں تضاد نہیں بلکہ اتحاد ثابت ہوتا ہے۔ **وهو المراد فافهم!**

اقول: آیت: ’’**بل هم قوم خصمون**‘‘ میں بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے منفی ہے۔ جس کو بل باطل کر رہا ہے اور بیان ابن مریم خصومت کے لئے مدخول بل ہے۔ جس کو وہ ثابت کر رہا ہے اور مابین اس وصف منفی مبطل اور وصف مثبت تنافی وضدیت ہے۔ **كما لايخفى على من له ادنىٰ فهم!** اور قادیانی جماعت کا یہ قول کہ اس وصف منفی اور

وصف مثبت کے درمیان ترادف ہے۔جہل ترکیبی کا نتیجہ ہے۔کیونکہ اس جماعت نے منفی اور نفی المنفی کو ایک چیز سمجھا ہے اور نیز نفی المنفی اور مدخول بل کے درمیان ترادف نہیں بلکہ لزوم ہے۔

قولہ: آپ فرماتے ہیں مابین اس منفی اور اس مدخول بل کے لزوم نہیں بلکہ تنافی وضدیت ہے۔ کما لایخفی! ظاہر ہے کہ بل کا ماقبل و مابعد اللہ تعالیٰ کا کلام محض ہے کسی غیر کے قول کی حکایت نہیں۔اس لئے اگر بل کے قبل اور بعد میں ضدیت اور تنافی ہے تو گویا کلام الٰہی میں تناقض لازم آیا۔حالانکہ یہ محال ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً''اور جو مستلزم محال ہو وہ خود محال ہوتا ہے۔پس آپ کا یہ قول باطل ٹھہرا اور جب ضدیت ثابت نہ ہوئی تو آپ کا ابطال مرغومہ بھی کافور ہوگیا۔ فافھم وتدبر!

اقول: ایسے وہی ڈھکوسلے پیش کرنے جو بدیہی البطلان ہوں قادیانی جماعت کا ہی خاصہ ہے۔آیت:''لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً''(نساء:۸۲) میں اختلاف سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک حکم اور فیصلہ کیا جائے اور پھر اس حکم کے خلاف اور حکم اور فیصلہ کیا جائے اور مانحن فیہ میں کسی قسم کا اختلاف لازم نہیں آتا۔کیونکہ فقرہ''ماضربوہ لک الّا جدلاً''میں یہ حکم ہے کہ بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے نہیں اور فقرہ''بل ھم قوم خصمون''میں یہ حکم ہے کہ بیان ابن مریم غیر خصومت کے لئے نہیں۔بلکہ خصومت کے لئے ہے اور دونوں حکموں کے درمیان کوئی اختلاف اور تناقض نہیں بلکہ دوسرا حکم پہلے حکم کے لئے تاکید اور دلیل ہے اور وصف منفی اور مدخول بل کے درمیان تنافی وضدیت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کلام الٰہی میں تناقض واختلاف ہو۔تناقض اور اختلاف اس صورت میں لازم آتا کہ مابین اس حکم کے جو بل کے ماقبل میں ہے اور اس حکم کے جو بل کے مابعد میں ہیں تناقض واختلاف ہو۔ وہوکما تریٰ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد''

قولہ: ہم نے مفتی صاحب کے بل اضرابیہ ابطالیہ کے مقابل میں لکھا تھا۔ثابت ہوا کہ بل اضرابیہ ہی نہیں بلکہ ترقی کے لئے بھی آتا ہے۔جس کے صاف معنی یہ تھے کہ بل اضرابیہ ابطالیہ ہی نہیں ہوتا۔بلکہ ترقی کے لئے بھی آتا ہے۔اضراب متعلق تو زیر بحث نہ تھا۔مفتی صاحب والا بل اضرابیہ ابطالیہ مراد تھا۔کیونکہ آپ کا بیان بالمقابل...... وبضدھا تبین الاشیاء مگر تعصب کا ستیاناس ہو کہ آپ اضراب مطلق کی بحث میں چلے گئے:''بریں عقل ودانش بباید گریست''

اقول: مقولہ ’’الحیاء یمنع الرزق ‘‘ جو قادیانی جماعت کا معمول بہا ہے۔ اس کو ترک کر کے اس نے یہاں ایک مقام میں تو اپنی غلطی کو تسلیم کرلیا ہے۔ ہداہم اللہ تعالیٰ! ہم اس جماعت کی کس کس جہالت کی اصلاح کریں۔ دیکھئے اس جماعت نے لکھا ہے (کہ آپ اضراب مطلق کی بحث میں چلے گئے) اس جماعت نے اضراب مطلق کو ترقی اور ابطال کا مقسم قرار دیا ہے۔ حالانکہ ترقی اور ابطال مقسم مطلق اضراب ہے نہ اضراب ہے نہ اضراب مطلق۔ کیونکہ مقسم لابشرط شی کے مرتبہ میں ہوتا ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں: ’’بریں علم ودانش بباید گریست‘‘

قولہ: جناب نے تحریر فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نحویوں نے لکھا ہے کہ بل اضراب کے لئے آتا ہے اور اس سے مراد کبھی پہلے خیال کا ابطال ہوتا ہے اور کبھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال پہلے کی مثال ہے۔ ’’وقالوا اتخذالرحمن ولداً سبحانه بل عباد مکرمون ‘‘(نساء:۲۶) اور دوسرے کی مثال ’’قد افلح من تزکّی وذکراسم ربه فصلّٰی بل تؤثرون الحیاة الدنیا‘‘(مفتی)

اقول: ہمارے اس فقرہ (کہ نحویوں نے لکھا ہے) کا مطلب یہ نہیں کہ بل کا معنی ابطال اور ترقی بیان کرنا نحو کا کام ہے اور یہ فن نحو کا مسئلہ ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ معنی بیان کرنا علم لغت کا کام ہے اور نحویوں نے تبعاً لکھ دیا ہے۔

قولہ: اس عبارت میں مغنی کے نام پر آیت: ’’بل تؤثرون الحیاة الدنیا‘‘ میں بل کو اضرابیہ بمعنی الانتقال من غرض الیٰ آخر اور ’’بل عباد مکرمون ‘‘میں بل کو ابطالیہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ صاحب مغنی اللبیت نے فرمایا ہے: ’’وهی فی ذالک کلہ حرف ابتداء لاعاطفة علی الصحیح ‘‘کہ بل کے اس جگہ اضراب ابطالی کے لئے ہونے سے انکاری ہیں اور ان امثلہ میں صرف اضراب انتقالی کو صحیح جانتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب ہردو کو ان میں سے ثابت کررہے ہیں۔

اقول: مغنی اللبیب کی اس عبارت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ بل کے معنی اضراب آئیں اور اضراب کے دو قسم ہیں۔ انتقال اور ابطال جیسا کہ مفتی صاحب نے سمجھا ہے۔ لیکن قادیانی جماعت کی عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے اس کے جہل ترکیبی کے نتائج وآثار سے اس مقام پر دو امر قابل توجہ ہیں۔

اوّل یہ کہ قادیانی جماعت نے مغنی اللبیب کی عبارت نقل کی ہے جس کا مطلب یہ

ہے کہ جو بل جملہ پر داخل ہو وہ حرف ابتداء ہوتا ہے، عاطفہ نہیں ہوتا اور قادیانی جماعت نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ یہاں بل ابتدائیہ ہے۔ اس لئے ابطالیہ نہیں ہوسکتا۔

اب ناظرین توجہ کریں کہ قادیانی جماعت کا یہ استنباط واجتہاد ''اوھن من بیت العنکبوت'' ہے۔ کیونکہ بل کا ابتدائیہ ہونا اس کے ابطالیہ ہونے کے منافی نہیں۔ ملاحظہ ہو: ''وبل للاضراب وان ولیما جملة فابتدائیة الابطال اوالانتقال'' (متن متین ص۲۹۷) یعنی اور بل اضراب کے لئے آتا ہے اور اگر اس بل کے بعد جملہ واقعہ ہو۔ پس وہ ابتدائیہ ہے۔ جس کے دو قسم ہیں ایک ابطال اور دوسرا انتقال اور دوسرا امر یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے یہ بھی نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ یہاں بل ابتدائیہ ہے۔ اس لئے جس جملہ پر داخل ہوگا وہ جملہ مستانفہ ہوگا اور جو مستانفہ ہو وہ منقطعہ ہوتا ہے۔

اب ناظرین نیز غور کریں کہ قادیانی جماعت کا یہ استنباط واجتہاد بھی کیسا صاف بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ جو جملہ مستانفہ ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ منقطعہ ہی ہو۔ بلکہ کبھی منقطعہ ہوتا ہے اور کبھی غیر منقطعہ۔ ملاحظہ ہو: ''الاولیٰ الابتدائیة وتسمیٰ مستانفة واستینافاً وھی نوعان جملة بھا فی النطق یبتداء وجملتة عما قبلھا منقطع'' (متن متین ص۳۵۱) یعنی ان ساتھ جملوں سے پہلہ جملہ ابتدائیہ ہے اور اس کا نام مستانفہ اسیتاف بھی ہے اور یہ جملہ دو قسم ہے۔ ایک وہ جملہ جس کے ساتھ نطق اور تکلم میں ابتداء کیا جائے اور دوسرا وہ جملہ جو اپنے ماقبل سے منقطع ہو: ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد''

<u>قولہ:</u> اصل متنازعہ فیہا مسئلہ یعنی جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا جیسا کہ آپ کے نزدیک آیت: ''بل رفعه الله الیه'' میں ہے کا فیصلہ بھی مغنی اللبیب سے کرلیں۔ کیا صاحب مغنی نے کہیں لکھا ہے کہ جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ قاعدہ مفرد کے متعلق ہے اور جناب نے اس کو جملہ کے لئے تصور کرلیا ہے۔ بل کے بعد جملہ ہونے کی صورت میں بل کے معنوں کے لئے عبارت ذیل ملاحظہ فرمائیے: ''وقد تجیٰ للغلط والنھی لتدارک الغلط نحو ضربت زیداً بل اکرمته وخرج زید بل دخل خالد'' دیکھو (رضی شرح کافیہ ص۵۱۴) کہ بل کے بعد جملہ آنے سے اس کے معنی اضراب انتقال کے ہوتے ہیں۔ ہاں! کبھی کبھی غلطی کے تدارک کے لئے بھی آجاتا ہے اور جیسے کہیں میں نے زید کو مارا بلکہ اس کی عزت کی اور زید چلا گیا بلکہ خالد اندر آیا۔

اقول: مفتی صاحب کی طرف سے یہ قاعدہ پیش کیا گیا ہے کہ نفی کے بعد جو بل جملہ پر واقع ہو اس میں معنی ابطال کے ہوتے ہیں یعنی منفی کو بل باطل کرتا ہے اور اپنے مدخول کو ثابت کرتا ہے اور مابین منفی اور مدخول بل تنافی وضدیت ہوتی ہے اور اس قاعدہ پر دلیل استقراء تام ہے جس کے توڑنے سے تمام مرزائی جماعت عاجز ثابت ہوئی ہے اور قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ (صاحب مغنی نے کہیں یہ قاعدہ لکھا ہے) اس کی جہالت کا ثمرہ ہے۔ کیونکہ مغنی فن نحو کی کتاب ہے اور کسی کلمہ کے معنی بیان کرنے یہ فن نحو کا کام نہیں بلکہ علم لغت کا فرض ہے۔ کمامرّ اور قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ (یہ قاعدہ مفرد کے متعلق ہے اور جناب نے اس کو جملہ کے لئے تصور کر لیا ہے) نیز اس کی جہالت کا ثمرہ ہے۔ کیونکہ نفی کے بعد وہ بل جو جملہ پر داخل ہے، ابطالیہ ہوتا ہے اور ابطال کی خصوصیت مفرد کے ساتھ نہیں۔ ملاحظہ ہو:

’’وان ولیھا جملة فابتدائیة الابطال والانتقال‘‘ (متن متین ص۲۹۷)

’’وبل حرف اضراب ان تلاھا جملة کان معنی الاضراب امّا الابطال کسبحانه بل عباد مکرمون واما الانتقال من غرض الیٰ آخر فصلّی بل تؤثرون الحیاة الدنیا‘‘ (قاموس ص۱۰۷) اور قادیانی جماعت نے جو رضی کی عبارت لکھی ہے اس میں بل داخلہ علی الجملہ کے ایک معنی کا بیان ہے اور اس میں ایسا کلمہ حصر کوئی نہیں۔

قولہ: اور یہ تو مسلم ہی ہے کہ خدا کی کلام میں غلطی ناممکن ہے۔ اس لئے متعین ہوا کہ قرآن پاک میں بل کا مابعد اگر جملہ ہو تو وہ بل اضراب انتقالی ہوگا۔

اقول: بیشک بل اور لٰکن تدارک اور استدراک کے لئے آتے ہیں اور تدارک واستدراک دو قسم ہے۔ ایک اس غلطی کو دور کرنا جو کلام سابق میں متکلم سے ہوئی ہے اور دوسرا اس وہم کو دور کرنا جو کلام سابق سے سامع کو پیدا ہوا ہے اور قسم اوّل کا کلام الٰہی میں واقع ہونا جائز ہے۔ دیکھو قولہ تعالیٰ: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین‘‘ (احزاب:۴۰)

سے سامع کو وہم پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ میں ابوت روحانی ہے اور دیکھو ’’وما قتلوہ یقیناً بل رفعه اللّٰہ الیه‘‘ کیونکہ وما قتلوہ یقیناً سے سامع کو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جب یہود نے مسیح ابن مریم کو قتل نہیں کیا تو پھر ان کا کیسا حال ہوا ان کی حتف انفہ موت واقع ہوئی یا زمین پر زندہ رکھے گئے یا کوئی اور صورت واقع ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے

بل رفعه الله الیه فرما کر اس وہم کو دور کر دیا کہ مسیح ابن مریم کو اللہ تعالیٰ نے زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔

__قولہ:__ آپ بلاوجہ خلاف نحاۃ قرآن کریم بالخصوص آیات ’’**بل رفعه الله الیه وبل هم قوم خصمون وبل اڈرک علمهم فی الآخرة**‘‘ میں بل کو ابطالیہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ابن مالک نے صاف کہہ دیا ہے: ’’**انها لا تقع فی التنزیل الاعلیٰ الا علیٰ هذالوجه**‘‘ کہ قرآن شریف میں بل صرف اضراب بمعنی ثانی یعنی الانتقال من عرض الیٰ آخر کے لئے آتا ہے اور امام سیوطی بھی ابن مالک کی ہی تائید کرتے ہیں۔

’’**قال السیوطی بعد ان نقل غیر ذالک ایضاً فهذه القول متظاهرة علی ما کان ابن مالک من مدم وقوع الاضراب الابطالی فی القرآن**‘‘ کہ سیوطی نے بہت اقوال جمع کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ تمام کے تمام ابن مالک کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں اضراب ابطالی واقع نہیں ہوتا۔ بلکہ یہاں تک تصریح موجود ہے۔’’**فان الذی قرره الناس فی اضراب الابطال انه الواقع بعد غلط او نسیان او تبدل رایٔ والقرآن منزه عن ذالک ولهٰذا قالوا ...... یدل الغلط لا یقع فی القرآن**‘‘ دیکھو (القصر المبنی ج۱ص۵۰۲) کہ سب لوگوں نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اضراب ابطال غلطی نسیان یا تبدیلی رائے کے بعد واقع ہوتا ہے اور قرآن پاک میں ان باتوں سے منزہ ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں بدل غلط بھی نہیں ہوتا گویا قرآن کریم میں بل اضراب ابطالی کے لئے نہیں آتا۔ باقی جس نے ابن مالک کے قول کو وہم قرار دیا ہے نحویوں نے اس کے قول کو وہم بتلایا ہے۔ ملاحظہ ہو: (القصر المبنی ج۱ص۵۸۳)

__اقول:__ فریقین کی کلام بل کے معنی ابطال بیان کرنے میں ہے۔ پس قادیانی جماعت کے ان فقرات خلاف نحات اور نحویوں نے ...... الخ! سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت نے بیان معنی ابطال کو نحوی مسئلہ سمجھا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ علم لغت کا مسئلہ ہے۔ کما مرّ غیر مرة! اور بعض نحاۃ بھی اس مسئلہ کو تبعاً بیان کر دیتے ہیں فافهم!

ہماری اصل کلام قولہ تعالیٰ: ’’**وما قتلوه بل رفعه الله الیه**‘‘ میں ہے کہ اس قول میں بل نفی کے بعد جملہ پر داخل ہونے کے قرینے سے ابطالیہ ہے اور ایسے بل میں مابین مبطل اور مثبت کے تنافی وضدیت ہوتی ہے۔

اب ناظرین کو میں اس امر پر متنبہ کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت یہ عربی عبارات نقل کر کے اپنے اردو انگریزی خوانوں کو مغالطہ دینا چاہتی ہے۔ کیونکہ بل ابطالیہ کا استعمال دو طریق سے ہوتا ہے۔ ایک متکلم کی غلطی اور نسیان کے تدارک کے لئے یا تبدیل رائے کے لئے اور دوسرا کسی کے زعم باطل کے باطل کرنے کے لئے یا کسی شئے کے بطلان ظاہر کرنے کے لئے جو فی الواقع باطل ہے اور بل ابطالیہ کی پہلے طریق سے استعمال کلام الٰہی میں ممتنع ہے۔ کیونکہ خداوند کریم غلطی اور نسان اور تبدیلی رائے سے منزہ و پاک ہے اور قادیانی جماعت نے جو عبارات نقل کئے ہیں وہ بل ابطالیہ کی اسی پہلی استعمال کے متعلق ہیں اور بل ابطالیہ کی دوسری طریق سے استعمال کلام الٰہی میں جائز ہے بلکہ واقع ہے اور اس کے وقوع پر تمام کتب لغت شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہو: ''بل مخففۃ حرف عطف است و برائے اضراب آید اگر بعد آن جملہ واقع شود و معنی اضراب یا ابطال باشد نحو'' وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانہ بل عباد مکرمون ای بل هم عباد ''یا انتقال از غرضے بغرض دیگر نحو ''وذکر اسم ربہ فصلّٰی بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا'' (منتہی الارب ج۱)

دیکھو بل ابطالیہ کی مثال آیت قرآنی پیش کی گئی ہے اور سبحانہ میں معنی نفی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ رحمان کے ولد نہیں بلکہ عباد مکرمون ہیں اور یہاں ان کا ولد ہونا منفی ہے جس کو بل باطل کر رہا ہے اور عباد مکرمون بل کا مدخول ہے جس کو وہ ثابت کر رہا ہے اور مابین اس منفی مبطل اور اس مدخول مثبت کے تنافی وضدیت ہے۔

''وبل حرف اضرب ان تلاها جملة کان معنی الاضراب امّا الابطال کسبحانه بل عباد مکرمون وامّا الانتقال من غرض آخر فصلّٰی بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا'' (قاموس ص۱۰۷)

دیکھو فقرہ سبحانہٗ میں معنی نفی ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کا فقرہ ہے اور بل عباد مکرمون کے بل کو علامہ ادیب اور حبر لبیب مولانا مجد الدین صاحب قاموس نے ابطالیہ قرار دیا ہے جو کہ فن لغت میں ماہر کامل ہے۔

''بل للتدارک وهو ضربان ضرب یناقض ما بعده ما قبله لکن ربما یقصدبه لتصحیح الحکم الذی بعده ان ابطال ما قبله کقوله تعالٰی

اذا تتلٰی علیه اٰیاتنا قال اساطیر الاولین کلا بل ران علٰی قلوبهم ما کانوا یکسبون ای لیس الامر کما قالوا بل جهلو فنبّه بقوله ران علٰی قلوبهم کلّا بل ران علٰی قلوبهم ما کانوا یکسبون ای لیس الامر کما قالوا بل جهلوا فنبه بقوله ران علٰی قلوبهم علی جهلهم‘‘ (مفردات راغب ص۵۸)

دیکھو امام راغب نے جو فن لغت قرآنیہ میں خصوصاً امام سمجھا گیا ہے۔ کلاّ کی تفسیر ’’**لیس الامر کم قالوا**‘‘ کے ساتھ کی ہے۔ جس میں نفی اور منفی ہے اور کلاّ خالص اللہ تعالیٰ کا فقرہ ہے اور ’’**بل ران**‘‘ کے بل کو اس نے ابطالیہ قرار دیا ہے جو جملہ ران پر داخل ہے اور منفی مبطل یعنی امر کما قالوا ہونا اور مدخول بل یعنی جہل کے درمیان تنافی اور ضدیت ہے اور دیگر تمام کتب لغت اسی مضمون کے ساتھ متفق ہیں۔ لیکن میں بخوف تطویل انہی چند حوالہ جات پر اکتفاء کر کے نہایت افسوس اور تعجب سے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت نے جب مقولہ ’’**الحیاء یمنع الرزق**‘‘ ایسی جرأت کی ہے کہ تمام کتب لغت کے خلاف یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ مطلقاً بل ابطالیہ کلام الٰہی میں نہیں واقع ہوتا۔ **وھو کما رأیت!**

اور بل ابطالیہ کے کلام الٰہی میں واقع ہونے سے قادیانی جماعت کا انکار کرنا اس کا موجب یہ ہے کہ یہ بل ابطالیہ قادیانی جماعت پر سیف مسلول ہے۔ کیونکہ اس بل ابطالیہ نے بھی حیات مسیح ابن مریم کو قطعی طور پر ثابت کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی مسیحیت کو باطل کر دیا ہے: ’’چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد‘‘

قولہ: اور بل ابطالیہ کے دارو فی القرآن ہونے کے خلاف ابن مالک کی دلیل ’’**ان الباطل لا یقع فی القرآن**‘‘ یعنی قرآن میں کلام باطل نہیں ہوسکتا کا جواب دیتے ہوئے خاتمۃ المحققین الشیخ محمد الامیر نے بھی حاشیہ (مغنی اللبیب ص۵) پر فرمایا ہے۔ فجواب انہ تحکی کہ اس کا جواب یہ ہے کہ کلام باطل قرآن پاک میں بطور حکایت عن الغیر لایا جاسکتا ہے۔ یعنی بل ابطالیہ قرآن پاک میں وہاں ہوگا جہاں کسی غیر کا قول نقل کیا گیا ہے۔ جیسے آیت: ’’**وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عباد مکرمون**‘‘ میں ہے۔ اس کے علاوہ دوسری جگہ قرآن مجید میں بل ابطالیہ بنانا گویا خدا کے لئے کلام باطل قرار دینا ہے۔ جو بالکل ممتنع ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ آیت: ’’**ما ضربوه لک الّا جدلا الخ**‘‘ حکایتاً نہیں

بالکل اصالتاً خدا کا کلام ہے کسی غیر کی طرف سے یہ قول نقل نہیں کیا گیا تو پھر اس میں بل ابطالیہ قرار دینا اللہ تعالیٰ کے لئے کلام باطل جائز قرار دینا نہیں تو اور کیا ہے جو سراسر محال ہے۔ پس از رروے قول نحاۃ اس جگہ تو کسی صورت میں بھی بل اضطرابیہ ابطالیہ نہیں ہوسکتا فافہم!

اقول: قول سابق میں ثابت کر چکا ہوں کہ بل ابطالیہ کا استعمال کلام الٰہی میں اگرچہ تدارک غلطی اور نسیان کے لئے یا تبدیل رائے کے لئے نہیں ہوتی یا کسی کے زعم باطل کے باطل کرنے کے لئے یا کسی شئے کے بطلان ظاہر کرنے کے لئے جو فی الواقع باطل ہے استعمال ہوتی ہے جہل مرکب کی بھی کوئی حد ہے۔ لیکن قادیانی جماعت اس حد سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ کیونکہ قادیانی جماعت نے کہا ہے کہ: ’’قالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانہٗ بل عباد مکرمون ‘‘ میں حکایت اور غیر کے قول کی نقل ہے۔ اس لئے بل ابطالیہ ہے اور ’’وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ‘‘ اصالتاً کلام الٰہی سے اس لئے یہاں بل ابطالیہ نہیں ہوسکتا اور ویسا ہی ’’ماضربوہ لک الّا جدلا ‘‘ اصالتاً کلام الٰہی ہے۔ اس لئے بیان بھی بل ابطالیہ نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے قادیانی جماعت کی گوہر افشانی۔

اب میں ناظرین کے سامنے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت کا ان تینوں آیتوں کے درمیان تفاوت اور فرق مذکور کا قول بالکل باطل اور بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ یہ تینوں آیتیں ہر طرح سے ہم رنگ اور ہم صورت ہیں۔ دیکھو ’’قالوا اتخذ الرحمن ولداً ‘‘ حکایت ہے اور ’’اتخذ الرحمن ولداً ‘‘ غیر کا مقول ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص کلام سبحانہ بل عباد مکرمون کے ساتھ باطل کیا ہے اور سبحانہ میں معنیً نفی ہے اور بل عباد مکرمون میں بل ابطالیہ ہے اور اسی طرح ’’وقولھم انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم حکایت ‘‘ ہے اور ’’انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم ‘‘ غیر کا مقول ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص کلام ’’وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ کے ساتھ باطل کیا ہے اور ’’وما قتلوہ یقیناً ‘‘ میں لفظاً و معنیً نفی ہے اور ’’بل رفعہ اللہ الیہ ‘‘ میں بل ابطالیہ ہے اور اسی طرح قالوا ألھتنا خیر ام ھو حکایت ہے اور ألھتنا خیر ام ھو غیر کا مقول ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص کلام ما ضربوہ لک الّا جدلا بل ھم قوم خصمون کے ساتھ باطل کیا ہے اور ماضربوہ لک الّا جدلا میں نفی ہے اور بل ھم قوم خصمون میں بل ابطالیہ ہے: ’’چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد‘‘

قولہ: اس سے بڑھ کر یہ مولوی شمس صاحب مجاہد مشق کی پیش کردہ آیت: ’’وما یشعرون ایان یبعثون بل اڈرک علمھم فی الاٰخرۃ‘‘ پر بھی گوہرافشانی فرماتے ہیں آیت: ’’وما یشعرون ایّان یبعثون بل اڈّرک علمھم فی الاٰخرۃ‘‘ میں علم بالاٰخرۃ اور جہل بالاٰخرۃ کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تنافی وضدیت ہے۔ حالانکہ اس توجیہ پر علاوہ مندرجہ بالا اعتراضات کے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان کے لئے نفی شعوریاں کی ہے اور ان کا اختلاف علم وجود آخرت میں ہے۔ گویا ہر ایک مقید بقید آخر ہے۔ مگر آپ ہیں کہ ان میں بھی ضدیت ثابت کررہے ہیں۔ نیز جناب والا نے شعور اور علم کے لطیف فرق کو بھی جو آیت کی شان کو دوبالا کررہے ہیں بالکل نظر انداز فرما دیا ہے۔ آپ کے نزدیک گویا شعور بالاٰخرۃ بالمقابل ضدین ہیں، کیوں اس لئے کہ بل کو ابطالیہ بنانا آنجناب کا مقصود ہے۔ باقی خواہ کچھ ہو آیت کے معنی غلط ہوجائیں۔ الفاظ زائد اور بے معنی ثابت ہوجائیں۔ مگر ابطالیہ رہے تاکہ قرآن میں کلام باطل خدا کے لئے جائز ثابت ہوسکے۔ پس ثابت کہ ان رکیک غلط تاویلات کے ذریعہ جناب مفتی صاحب کا اپنے مدعا کو ثابت کرنا پانی پر لکیر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

اقول: مفتی صاحب کی طرف سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ علم باخرۃ اور جہل بالاخرۃ کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تنافی اور ضدیت ہے اور بالکل صحیح ہے اور اس پر بھی مندرجہ بالا اعتراضات میں سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کمامرّ اور قادیانی جماعت ایسے فقرے کہہ کر (شعور اور علم کے لطیف فرق کو بھی جو آیت کے شان کو دوبالا کررہا ہے بالکل نظر انداز فرمادیا ہے) اپنے اردو وانگریزی خوانوں کو مغالطہ دے کر خوش کرنا چاہتی ہے۔ ورنہ توضیحاً وتشریحاً کوئی علمی بات بیان کی جاتی اور اختلاف علم وجود آیت: ’’وما یشعرون ایان یبعثون بل اڈّرک علمھم فی الاٰخرۃ‘‘ کے الفاظ سے مفہوم نہیں۔

اب ناظرین کی خدمت میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ رواج ہے کہ متخاصمین میں سے ہر ایک اپنے خصم کے حق میں عموماً خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرتا ہے لیکن خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرنے کی دوصورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ایک شخص اپنے خصم کے حق میں خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرے اور ان لفظوں کے مفہوم کا اس خصم میں مستحق ہونے پر دلائل نیز پیش کرے اور ثابت کرے کہ میرے خصم میں ان لفظوں کا مفہوم متحقق ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص بلادلیل اپنے خصم کے حق میں خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرکے پہلی

صورت تو کسی قدر معقول ہے۔ لیکن دوسری صورت نہایت قبیح اور غیر معقول ہے۔ بلکہ دوسری صورت اس کے مرتکب کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص خلاف تہذیب الفاظ اپنے اس خصم کے حق میں استعمال کرے جو ان برے لفظوں کا مصداق نہیں تو پھر وہ شخص استعمال کرنے والا ان برے لفظوں کا مصداق ہو جاتا ہے۔

دیکھئے کہ منافقوں نے کہا: ''انؤمن کما آمن السفہآء'' (بقرہ:۱۳) یعنی آیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ احمق اور بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں۔ اس فقرہ میں منافق لوگوں نے اہل ایمان کو کہا کہ یہ لوگ ایمان لانے کی وجہ سے احمق اور بیوقوف ہیں۔ لیکن درحقیقت اہل ایمان ایمان لانے کی وجہ سے بیوقوف نہ تھے بلکہ نہایت درجہ کے عقلمند تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الا انہم ہم السفہاء'' یعنی خبردار یہ منافق ہی احمق اور بے وقوف ہیں اور قادیانی جماعت ہمیشہ اپنے حق میں خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرنے میں دوسری صورت کا ارتکاب کرتی ہے۔ فافہم!

بخدمت جملہ ناظرین

عموماً اور بخدمت قادیانی جماعت خصوصاً التماس ہے کہ انصاف سے میرے اس مضمون کو من ادلہ الیٰ آخرہ پڑھیں اور فیصلہ دیویں کہ قادیانی جماعت نے مفتی صاحب کے استدلال بلحاظ قصر قلب کا تو نام تک نہیں لیا یا کیسا اور استدلال بلحاظ بل ابطالیہ کے توڑنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ لیکن میری دلیل نے اس استدلال کو بھی دوبالا قوی اور مضبوط کر دیا ہے یا کیسا اور نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قادیانی جماعت نے اپنے مضمون مذکور کا عنوان یہ رکھا ہے (مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کی نحودانی) اور اس میں اشارہ کیا ہے کہ مفتی صاحب نحودانی میں قاصر ہیں یا قادیانی جماعت قاصر ہے۔

ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولاتحمل علینا اصراً کما حملتہٗ علی الذین من قبلنا ربنا ولاتحملنا مالاطاقۃلنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین!

(خادم العلماء احمد دین از کوٹلی اعوان ضلع شاہ پور تلمیذ مفتی صاحب)

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱۰، اکتوبر ۱۹۲۶ء ص۱ تا ۱۶)

انا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کیا مسیح موعود

امت میں سے پیدا ہوگا

مولانا حبیب اللہ امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث نبوی ﷺ

(صحیح بخاری ج اوّل ص۴۹۰ وصحیح مسلم ج اوّل ص۸۷) پر ہے: ’’ان اباھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم‘‘ (ترجمہ) تحقیق ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کیا ہوگا حال تمہارا جس وقت کو اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے درمیان تمہارے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔

(نوٹ) واضح ہو کہ یہی روایت (مسند احمد ج۲ ص۳۳۶، فتح الباری ج۱۳ ص۱۸۳، ارشاد الساری ج۵ ص۴۱۹، عمدۃ القاری ج۷ ص۴۵۴، المعلم ج۱ ص۲۸۴، مرقاۃ ج۵ ص۲۳۲، اشعۃ المعات ج۴ ص۳۷۵، مظاہر حق ج۴ ص۳۷۷، ترجمہ مشکوٰۃ ج۴ ص۱۲۸، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۳۳۵، درمنثور ج۲ ص۲۴۳، کنز العمال ج۷ ص۲۶۸ ومنتخب کنز العمال ج۶ ص۵۵) پر موجود ہے۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵) پر اپنا دعویٰ یوں لکھتے ہیں: ’’میرا دعویٰ یہ ہے میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔‘‘

قادیانی دلیل

۱...... مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ کی بناء اس خیال پر رکھی ہے کہ: ’’آنے والا مسیح جس کا اس امت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی امت میں سے ایک شخص ہوگا۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۱۱۴)

اس دعویٰ اور اس خیال کی تائید کے لئے مرزا قادیانی نے مندرجہ بالا روایت کے الفاظ کا یوں ترجمہ کیا ہے: ’’تمہارا اس دن کیا حال ہوگا جس دن ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے اور تمہارا ہی ایک امام ہوگا اور تم میں سے (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۰۱، خزائن ج۳ ص۱۹۸)

’’ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ابن مریم تم میں اترے گا اور پھر بیان کے طور پر کھول دیا ہے کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا جو تم میں سے ہی ہوگا۔ پس ان لفظوں پر خوب غور کرنی چاہئے۔ جو آنحضرت ﷺ لفظ ابن مریم کی تصریح میں فرماتے ہیں کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا

جو تم میں سے ہی ہوگا اور تم سے ہی پیدا ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۳،۴۴، خزائن ج۳ ص۱۲۴)

۲...... حکیم خدا بخش صاحب قادیانی (عسل مصفی ج دوم ص۱۵) پر لکھتے ہیں: ’’لفظ امامکم منکم نے صاف کھول دیا کہ تم ہی میں سے مسیح ہوگا جو تمہاری امامت کرے گا۔‘‘

۳...... مرزا بشیر احمد قادیانی اپنے رسالہ ’’تصدیق المسیح والمہدی‘‘ (ص۲۴) پر لکھتے ہیں: ’’یہ حدیث غیر تاویل طلب الفاظ میں بتا رہی ہے کہ مسیح موعود مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوگا۔‘‘

۴...... مولوی محمد علی ایم.اے اپنے ایک رسالے مسمی بہ (عیسویت کا آخری سہارا) (ص۶۶) پر لکھتے ہیں: ’’لفظ منکم جس کو بخاری اور مسلم دونوں نے لیا ہے، اس بات پر یقینی شہادت ہے کہ ابن مریم امت محمدیہ میں سے ایک ہے نہ کوئی بنی اسرائیل شخص کیونکر اس سے پہلے ’’کیف انتم‘‘ میں امت محمدیہ ہی مخاطب ہے۔ پس دوسری ضمیر بھی امت محمدیہ کی طرف ہی جاسکتی ہے اور اس سے یہ بیّن ثبوت ملتا ہے کہ اس حدیث میں جس ابن مریم کے نزول کا ذکر ہے وہ کوئی بنی اسرائیلی نبی نہیں۔ بلکہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص ہے۔

اقول: واضح ہو کہ مرزا قادیانی کے مخالف مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنے والا مسیح جس کا امت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی اور جو مسیح ناصری کے نام سے مشہور ہے اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوگا اور مسلمانوں کے اس عقیدہ کی تائید میں جو دلائل ہیں وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

دلیل نمبر۱: امام ابوبکر احمد بن حسین علی البیہقیؒ نے اپنی کتاب (الاسماء والصفات ص۳۰۱) پر لکھا ہے:

’’اخبرنا ابوعبداللہ الحافظ قال انا ابوبکر بن اسحق قال انا احمد بن ابراہیم قال ثنا ابن بکیر قال حدثنی اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن نافع مولٰی ابی قتادۃ الانصاری قال ان اباہریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم‘‘ (ترجمہ) تحقیق ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کیا ہوگا حال تمہارا جس وقت کہ اتریں گے ابن مریم آسمان سے درمیان تمہارے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس میں ’’سماء‘‘ یعنی آسمان کا لفظ موجود ہے اور اس سے مرزا قادیانی وہ دعویٰ کہ: ’’وما جآء فی الحدیث لفظ النزول من السمآء‘‘ (انجام آتھم ص۱۲۹، خزائن ج۱۱ ص۱۲۹)

سراسر غلط ٹھہرا۔ جب مسیح کا آسمان سے ہی نازل ہونا ثابت ہوگا تو ان کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور اب تک آسمان پر زندہ رہنا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

اعتراض: امام بیہقی نے کتاب (الاسماء والصفات ص۳۱۱) پر اسی روایت کے آگے لکھا ہے کہ: ’’**رواہ البخاری فی الصحیح من یحییٰ ابن بکیر واخرجه مسلم من وجه آخر عن یونس** ‘‘پس جب صحیح بخاری وصحیح مسلم میں اس روایت میں ’’سماء‘‘ کا لفظ نہیں ہے تو یہ نقل قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ (مباحثہ سارچور ص۳۱)

جواب: واضح ہو کہ امام بیہقیؒ کی کتاب ’’الاسماء والصفات‘‘ صحاح ستہ کی طرح حدیث کی مستند کتاب ہے۔ مشکوٰۃ وکنزالعمال کی طرح حدیث کی مخرج کتاب نہیں ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم اپنی کتابوں میں اپنی سندوں کے ساتھ اس روایت مرفوعہ کو لائے ہیں۔ مگر امام بیہقی اس کتاب میں سند صحیح کے ساتھ اس روایت کو لائے ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ اور صاحب کنزالعمال کی طرح علامہ موصوف اس روایت کو صحیحین سے نقل نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا بخاری ومسلم کا نام لکھنا ایک تائیدی رنگ میں ہے۔

دلیل نمبر۲: (کنزالعمال ج۷ ص۲۶۸ ومنتخب کنزالعمال ج۶ ص۵۶) پر ہے: ’’**قال ابن عباس قال رسول اللہ ﷺ فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم المساء الحدیث. اخرجه اسحق بن بشیر وابن عساکر** ‘‘یعنی اسحٰق بن بشیر وابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا انہوں نے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا عنقریب میرا بھائی عیسیٰ بیٹا مریم کا آسمان سے اترے گا۔

اس روایت مرفوعہ میں بھی ’’سماء‘‘ یعنی آسمان کا لفظ موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے اس روایت کو (حمامۃ البشریٰ ص۸۸، ۸۹، خزائن ج۷ ص۳۱۲ و۳۱۴) پر نقل کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے الفاظ ’’من السماء‘‘ نقل نہیں کئے، اس لئے کہ یہ الفاظ ان کے مطلب کے مخالف تھے۔

دلیل نمبر۳: (ابن جریر ج۳ ص۱۸۳، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۲۳۰، تفسیر درمنثور ج۲ ص۳۶) پر ہے: ’’**قال الحسنؒ قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة** ‘‘(ترجمہ) امام حسن بصریؒ نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے

یہود کو کہا کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور تحقیق وہ پھر آنے والے ہیں طرف تمہارے قیامت سے پہلے۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ: ’’عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری نہیں مرے (۲)اور قیامت سے پہلے مسیح ناصری ہی دوبارہ تشریف لائیں گے۔

اعتراض: یہ حدیث نہیں ہے بلکہ حسن بصریؒ کا قول ہے (مباحثہ سارچور ص ۲۷ و ۴۳) دوسری بات یہ ہے کہ حضرت حسن بصری کا آنحضرت ﷺ سے ملاقات کرنا اور آپ سے روایت کرنا ثابت نہیں ہے۔

جواب: واضح ہو کہ درحقیقت حسن بصریؒ حضرت امیرالمؤمنین علیؓ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ سے، امام جلال الدین سیوطیؒ اپنے ایک رسالہ مسمے بہ ’’اتخاف الفرقه برمل الخرقة‘‘ میں لکھتے ہیں:

۱...... ’’ورد المزی فی التهذیب من طریق ابی نعیم قال حدثنا ابوالقاسم عبدالرحمن بن العباس بن عبدالرحمن بن زکریا حدثنا ثمامة بن عبیدة حدثنا عطیة بن محارب عن یوسف بن عبید قال سألت الحسن قلت یا اباسعید انک تقول قال رسول الله ﷺ وانک لم تدرکه قال یا ابن اخی لقد سألتنی عن شئ ماسألنی عنه احد قبلک ولولا منزلتک من ما اخبرته اخی فی زمان کما تری وکان فی عمل الحجاج کل شئ سمعتنی اقول قال رسول الله ﷺ فهو من علی بن ابی طالبؓ غیرانی فی زمان لااستطیع ان اذکر علیاً‘‘ (مجموعہ رسائل عشرۃ للسیوطی ص ۱۳)

۲...... ’’قال علی المدینی الحسن رای علیاًؓ بالمدینة وهوغلام‘‘ (ایضاً ص ۱۳)

۳...... ’’قال الحافظ ابن حجرؒ ووقع فی مسندابی یعلیٰ قال حدثنا حجروية بن اثرشی قال اخبرنا عقبة بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت الحسن یقول سمعت علیاً یقول قال رسول الله ﷺ مثل امتی مثل المطر الحدیث قال محمد بن حسن بن الصیر فی شیخ شیوخنا هذا نص صریح فی سماع الحسن من علیؓ‘‘ (ایضاً ص ۱۴)

ان تینوں تحریروں سے معلوم ہوا کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات کی اور آپ سے حدیث سنی ہے اور اگر آخر سند سے بعد تابعی کے راوی یعنی صحابی مذکور نہ ہو تو اس روایت کو مرسل کہتے ہیں۔ جیسا کہ تابعی کہے: ’’قال رسول اللہ ﷺ‘‘ (مظاہر حق ج۱ ص۱۶) اور امامان دین کے نزدیک روایت ہے۔ اس سے انکار کرنا سخت غلطی ہے۔ یہ حسن بصریؒ کا قول نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ نے یہود کو ایسا کہا تھا۔

دلیل نمبر۴: (الف) (صحیح بخاری ج اوّل ص۴۵۹ وصحیح مسلم ج اوّل ص۹۴) پر ہے:

’’عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال رأیت لیلة اسری بی موسیٰ رجلاً ادم طوالاً جعداً کانه من رجال شنؤة ورأیت عیسیٰ رجلاً مربوعاً مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض من سبط الرأس‘‘

(ترجمہ) روایت ہے ابن عباسؓ سے اس نے نقل کی رسول خدا ﷺ سے کہ فرمایا آپ نے دیکھا میں نے شب اسراء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد گندم گوں، دراز قد، بدن کے مضبوط گویا کہ وہ مردوں شنؤہ کے سے ہیں اور دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ کو کہ ایک مرد متوسط پیدائش مائل بہ سرخی وسفیدی (یعنی گندم گوں رنگ) سر کے بال سیدھے لمبے۔ اس روایت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری کا حلیہ یوں بیان کیا گیا ہے:

(۱) قد درمیانہ (۲) رنگ گندم گوں (۳) سر کے بال سیدھے لمبے۔

(ب) روایت ا (صحیح بخاری ج اوّل ص۴۸۹ وصحیح مسلم ج اوّل ص۹۶) پر لکھا ہے:

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کہا ابن عمرؓ نے خدا کی قسم رسول خدا ﷺ نے ہرگز نہیں کہا کہ عیسیٰ سرخ رنگ ہے، لیکن فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا اور میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اس وقت ایک گندم گوں آدمی پر نظر پڑی جس کے سر کے بال سیدھے لمبے تھے اور وہ دو آدمیوں کے درمیان چلتا تھا۔ اس کے سر سے پانی ٹپکتا تھا یا اس کے سر پر سے پانی کے قطرات گرتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو جواب ملا کہ یہ ابن مریم علیہ السلام ہے۔ پھر میں آگے چلا گیا تو میں میری نظر ایک مرد سرخ رنگ بھاری جسم والے پر پڑی جس کے بال گھنگروالے تھے۔ اس کی دائیں آنکھ کانی ہے گریا ئینٹ نکلا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ جواب ملا یہ دجال ہے اور اس کی شکل (عبدالعزیٰ) ابن قطن سے بہت ملتی جلتی تھی۔

روایت نمبر۲: (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۱۸۴،۱۸۵) پر ہے:

روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول خداﷺ نے کہ انبیاء علاّتی بھائی ہیں مائیں ان کی الگ الگ ہیں اور ان کا دین ایک ہی ہے اور میں قریب تر ہوں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے تحقیق اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ خلیفہ ہے میرا اوپر میری امت کے اور نازل ہونے والا ہے۔ پس جب تم اس کو دیکھو تو پہچان لو کہ وہ ایک مرد ہوگا درمیانہ قد کا۔ رنگ اس کا سرخی مائل سفیدی کے (یعنی گندم گوں) اس کے سر کے بال سیدھے لمبے ہوں گے۔ گویا کہ اس کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔ درحالیکہ ان کو کوئی تری نہیں پہنچی۔ الحدیث!

ان ہر دو روایتوں سے معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح قاتل دجال کا قد درمیانہ، رنگ سرخی بہ مائل سفیدی یعنی گندمی اور اس کے سر کے بال لمبے سیدھے ہیں اور یہی حلیہ اس مسیح ناصری کا بیان کیا گیا ہے جس کو آپ نے شب اسراء میں دیکھا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ آنے والا مسیح عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری ہی ہے۔

دلیل نمبر۵: (ا) (صحیح مسلم شریف ج اوّل ص۹۵ والمعلم ج اوّل ص اوّل ۳۱۹) میں ہے:

روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول خداﷺ نے روبرو لائے گئے میرے انبیاء ناگہاں موسیٰ علیہ السلام دبلے پتلے ہیں گویا کہ وہ مردوں شنوء کے سے ہیں اور دیکھا میں نے عیسیٰ ابن مریم کو پس ناگہاں قریب ترین ان شخصوں کا کہ دیکھے میں نے مشابہت میں عروہؓ بن مسعود ہے۔

(ب) (صحیح مسلم ج۲ ص۴۰۳ والمعلم ج۶ ص......) پر ہے:

روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خداﷺ نے کہ نکلے گا دجال پس رہے گا چالیس (کہتے ہیں عبداللہ بن عمر کہ) نہیں جانتا میں کہ چالیس سے چالیس دن مراد ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس برس) (اور فرمایا آپ نے) پس بھیجے گا اللہ عیسیٰ ابن مریم کو گویا وہ عروہ بن مسعودؓ ہیں۔ پس ڈھونڈیں گے دجال کو پس ماریں گے اس کو۔

پہلی روایت میں مسیح ناصری کی مشابہت حضرت عروہ بن مسعود ثقفی صحابی سے دی گئی ہے اور دوسری روایت میں مسیح موعود قاتل دجال کی عروۃ بن مسعود ثقفی صحابی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آنے والا مسیح قاتل دجال عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری ہی ہے۔

دلیل نمبر۶: (سنن ابن ماجہ ص۳۱۹ ورفع العجاجہ ج۳ ص۳۴۳) پر لکھا ہے:

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس شب کو آنحضرتﷺ کو معراج ہوا۔ آپ نے ملاقات کی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان سب نے قیامت کا ذکر کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سب نے پوچھا لیکن ان کو کچھ علم نہ تھا قیامت کا۔ پھر سب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ان کو بھی علم نہ تھا۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے کہا مجھ سے وعدہ ہوا ہے قیامت سے کچھ پہلے کا لیکن قیامت کا ٹھیک وقت وہ تو کوئی نہیں جانتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ پھر بیان کیا عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے نکلنے کا حال اور کہا میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جاویں گے۔ اتنے میں یاجوج وماجوج ان کے سامنے آویں گے اور وہ ہر بلندی سے چڑھ دوڑیں گے (نیز تائید مزید) کے لئے دیکھو

(تفسیر ابن جریر ج۱۶ ص۲۰، مسند احمد ج۱ ص۳۷۵، درمنثور ج۴ ص۱۶۹و۱۷۰)

اس روایت میں مسیح ناصری کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ’’فانزل فاقتلہ‘‘ (پس میں اتروں گا پس دجال کو قتل کروں گا) ثابت کرتے ہیں کہ آنے والا مسیح قاتل دجال وہی عیسیٰ ابن مریم صاحب انجیل ہے جو شب اسراء میں آنحضرتﷺ کو ملا تھا۔

(نوٹ) میں نے مندرجہ بالا چھ دلائل سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ آنے والا مسیح قاتل دجال عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری صاحب انجیل ہی ہے، آسمان سے نازل ہوکر دجال ملعون کو قتل کرے گا۔

ان چھ دلائل کو پیش کرنے کے بعد اب میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا (تحفہ گولڑویہ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۱۱۴) پر یہ لکھنا کہ: ’’منجملہ ان دلائل کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو آنے والا مسیح جس کا اس امت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی امت میں سے ایک شخص ہوگا۔ بخاری اور مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں ’’امامکم منکم‘‘ اور ’’امکم منکم‘‘ لکھا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ہوگا‘‘ سراسر غلط ہے۔ ان چھ دلائل کے علاوہ مندرجہ ذیل تین دلائل سنو۔

دلیل ۱: روایت مندرجہ (صحیح بخاری ج۱ ص۴۹۰ وصحیح مسلم ج۱ ص۸۷) کے الفاظ ’’وامامکم منکم‘‘ کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے (اشعۃ اللمعات

ج۴ص۳۷۷) اور مولوی قطب الدین صاحب دہلوی نے (مظاہر حق ج۴ص۳۷۷ مطبع قیومی کانپور) پریوں لکھا ہے: ’’فرمایا آنحضرت ﷺ نے کیا ہوگا حال تمہارا جس وقت کہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے درمیان تمہارے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا) یعنی قریش میں سے ہوگا یا تمہارے اہل ملت میں سے علماء نے اس کی دو وجہ سے شرح کی ہے۔ایک تو یہ کہ امام تمہاری نماز کا وہ شخص ہوگا کہ تم میں سے ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اقتداء کریں گے۔اس کا اور وہ مہدی علیہ السلام ہے اور یہ بسبب تعظیم وتکریم امت محمدی کے ہوگا۔ جیسا کہ مضمون حدیث آئندہ کا صریح ہے۔اس میں اور عیسیٰ علیہ السلام حاکم اور خلیفہ اور امام وتعلیم کرنے والے خیر کے ہوں گے۔اس زمانے میں پیش امام نماز کے مہدی ہی ہوں گے اور بعض روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جو اتریں گے مہدی امت کے ساتھ نماز میں ہوں گے اور چاہیں گے کہ پیچھے ہٹ جاویں اور امام عیسیٰ علیہ السلام کو کریں پس عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں ہونے کے اور اقتداء کریں گے۔ان کا اور بعد اس نماز کے امامت عیسیٰ علیہ السلام ہی کریں گے۔سبب افضل ہونے ان کے مہدی سے اور وجہ دوسری یہ کہ مراد امام سے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مراد ساتھ ہونے ان کے تم میں حکم کرنا ان کا ہے۔ ساتھ احکام شریعت تمہارے کے نہ ساتھ احکام انجیل کے اور روایت میں آیا ہے۔پس امامت کریں گے عیسیٰ علیہ السلام تمہارے ساتھ کتاب پروردگار تمہارے کے اور ساتھ سنت پیغمبر ﷺ تمہارے کے۔پس معنی یہ ہوں گے کہ امامت کریں گے،تمہارے حال ہونے ان کے دین وملت تمہارے اور حکم کرنے والے ساتھ کتاب وسنت تمہاری کے۔‘‘

(فتح الباری ج۶ص۳۸۲ وعمدۃ القاری ج۷ص۴۵۴، ارشاد الساری ج۵ص۴۱۹ ومرقاۃ ج۵ص۲۲۲)

غرضیکہ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ عینیؒ، علامہ قسطلانیؒ، ملاعلی قاریؒ، شیخ عبدالحقؒ اور مولوی قطب الدین صاحب مرحوم نے جو شرح حدیث کے الفاظ ’’وامامکم منکم‘‘ کی ہے۔اس سے مرزا قادیانی کا مطلب کسی صورت میں نہیں نکل سکتا۔ان بزرگوں نے ان الفاظ کے یہ معنی نہیں کہے کہ ’’آنے والا مسیح‘‘ اس امت محمدیہ میں سے پیدا ہوگا۔

دلیل۲: (صحیح مسلم ج اوّل ص۸۷ والمعلم ج اوّل ص۲۸۵) پر ہے:

زہیر ابن حرب نے میرے پاس حدیث بیان کی اس کے پاس ولید بن مسلم نے، اس کے پاس ابن ابی ذئب نے اس کے پاس ابی شہاب نے اس کے پاس نافع مولیٰ ابی قتادہ نے اس نے نقل کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا

حال ہوگا۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا، امامت کرے گا تمہاری تم میں سے۔

میں نے ابن ابی ذئب کو کہا کہ اوزاعی نے زہری سے یہ حدیث ہمارے پاس بیان کی اس نے نافع سے اور اس نے ابوہریرہؓ سے ''وامامکم منکم'' ابن ابی ذئب نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ ''امکم منکم'' سے کیا مراد ہے میں نے کہا آپ ہی بتائیے۔ فرمایا کہ مسیح ابن مریم تمہاری امامت کرے گا ساتھ تمہارے کی کتاب کے اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے۔

اس جگہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلم شریف کی روایت کے الفاظ ''فامکم منکم'' سے امام ابن ابی ذئب نے یہ مراد لیا ہے کہ مسیح ابن مریم قرآن شریف اور سنت نبوی کے ساتھ امامت کرے گا۔ اس بزرگ نے بھی یہ معنی نہیں کئے کہ آنے والا مسیح اس امت میں سے پیدا ہوگا۔

دلیل نمبر۳: (صحیح مسلم ج اوّل ص۸۷ والمعلم ج اوّل ص۲۸۶) پر ہے:

روایت ہے جابرؓ سے کہ کہا اس نے فرمایا رسول خدا ﷺ نے ہمیشہ رہے گی ایک جماعت میری امت میں سے کہ لڑے گی حق پر اور واسطے حق کے درحالیکہ غالب ہوں گے (یعنی اپنے دشمنوں پر) قیامت تک (یعنی قرب قیامت تک) پس اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے پس کہے گا امیر امت کا (یعنی مہدی علیہ السلام) عیسیٰ سے آؤ نماز پڑھاؤ۔ ہم کو (یعنی اس سے کہ اولیٰ ساتھ امامت کے افضل ہے اور تم نبی رسول کامل ہو) پس کہیں گے عیسیٰ اس امیر سے کہ نہیں امامت کرتا میں (یعنی اس لئے کہ تاکہ نہ وہم ہوجاوے میری امامت سے تمہارے دین کے منسوخ ہونے کا) تحقیق بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر وامام ہیں بسبب بزرگی رکھنے خداتعالیٰ اس امت مکرمہ محمدیہ کو علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ (دیکھو مظاہر حق ج۴ ص۳۷۷و۳۷۸)

اس روایت نے صاف فیصلہ کردیا کہ آنے والا مسیح علیہ السلام قاتل دجال اس امت محمدیہ ﷺ سے پیدا نہ ہوئے، اگر مسیح موعود اس امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے ہوئے تو امیر امت محمدیہ کو یہ نہ کہتے کہ (میں امامت نہیں کرتا) تحقیق بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر وامام ہیں۔ بسبب بزرگی رکھنے خداتعالیٰ کے اس امت مکرمہ کو۔

پس ثابت ہوا کہ مسیح موعود قاتل دجال عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری ہی ہوں گے۔

حبیب اللہ کلرک نہر اپر باری دوآبہ امرتسر

(ماہنامہ تائید اسلام جون ۱۹۲۳ء ص۱تا۱۱)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کی الہامی عمر پر محاکمہ

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

امابعد! فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ عرض کرتا ہے کہ میں نے رسالہ ماہوار انجمن تائید الاسلام لاہور ماہ اپریل ومئی ۱۹۲۱ء کو دیکھا جس میں تقاریر علماء پنجاب وہندوستان جو سالانہ جلسہ اسلامیہ انجمن قادیان میں ہوئیں، بغور پڑھا۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء! ان میں دو صاحبوں کی تقریریں مرزا قادیانی کی عمر پر ہیں۔ لہٰذا میں بھی اپنے معلومات کے مطابق مرزا قادیانی کے الہامات سے ثابت کرتا ہوں کہ ان کی عمر ۶۵ برس کی تھی جب فوت ہوئے اور تمام الہامات عمر کے جھوٹے نکلے جو آپس میں مخالف ہیں۔ لہٰذا میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے الہامات جو ان کو اپنی عمر کی بابت ہوئے ہیں، دکھلاؤں اور یہ بھی کہ مرزا قادیانی نے ان میں بھی کیا کیا اضافے اور تحریفیں کی ہیں، بتادوں اور آخر ان کی اصل صحیح عمر صاف صاف بتادوں۔ جس سے کسی مرزائی کو بھی چوں وچرا کی گنجائش نہ رہے اور نہ ہی الہامات کو چھوڑ کر بیرونی شہادت کی ضرورت ہو۔ کیونکہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے الہامات بلانکیر قرآن شریف کے برابر ہیں۔ نعوذ باللہ منہا! مرزا قادیانی کے الہامات حسب ذیل ہیں:

پہلا الہام: ’’لنحیینک حیوٰۃ طیبۃ ثمانین حولاً او قریباً من ذالک‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ ص۴۴۳)

یہ الہام سب سے پہلا ہے۔ اس کا ترجمہ مرزا نے نہیں کیا لیکن میں ترجمہ کردیتا ہوں۔ ’’(مرزا کا خدا کہتا ہے) کہ ہم تجھ کو پاک زندگی اسی ۸۰ برس تک یا اس کے قریب دیں گے۔ یعنی یا ۷۸، ۷۹ یا ۸۱، ۸۲ برس۔‘‘ لیکن خدا نے بھی ٹھیک ٹھیک عمر نہیں بتائی، اس کو بھی صحیح عمر کا پتہ نہیں۔

دوسرا الہام: ’’لطیفہ: چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو آلایات بعد الائتین ہے۔ ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے آواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے: ’’غلام احمد قادیانی‘‘ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص غلام احمد نام کا نہیں ہے بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۸۵، ۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۸۹، ۱۹۰)

توضیح راقم الحروف: اس الہام کی تردید میں اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی میں لکھ چکا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء ہے اور الہام شیطانی کی تحدی ہے۔ کیونکہ ایک گاؤں قادیان اس ضلع لدھیانہ میں بھی ہے۔ اس میں بھی ایک غلام احمد گوجر موجود ہے اور نمبردار بھی ہے۔ وہ بھی غلام احمد قادیانی ہے۔ اس کے بعد میں اپنے مضمون ''کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟ جواب بالکل نہیں۔'' جو ۱۳۳۶ھ جلسہ فیروز پور اور جہلم میں پڑھا گیا تھا، تحقیقات کامل کر کے لکھا ہے کہ ضلع گورداسپور میں جہاں مرزا قادیانی کی قادیان ہے۔ اسی ضلع میں دو گاؤں اور قادیان نام کے موجود ہیں۔ ان میں سے بھی ایک قادیان میں غلام احمد قریشی مرزا قادیانی کا ہم عمر موجود ہے جو ''الائمة من قریش'' زیادہ حق دار ہے۔

پس یہ الہام جھوٹ اور شیطانی ہے۔ اس وقت خدا نے مجھے قرآن شریف کی تلاوت کے وقت اس آیت شریف کی طرف توجہ کرنے کا حکم فرمایا: ''ھل انبئکم علی من تنزل الشیٰطین تنزل علٰی کل افّاک اثیم'' (شعراء:۲۲۱،۲۲۲)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کس شخص پر شیطانوں کے الہام ہوتے ہیں۔ سو شیطانی الہام یا شیطان کا نزول ہر بڑے مفتری اور سخت گناہ گار پر ہوتا ہے اور پھر یہ حکم ہوا کہ اس جملہ آیت شریف: ''تنزل علٰی کل افاک اثیم'' کے اعداد نکال، سو خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس آیت کے اعداد جمل پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہوئے۔ چونکہ علم الٰہی میں موجود تھا کہ قادیاں کا ایک شخص مدعی مسیحیت ونبوت شیطانی الہام کے ذریعہ اپنے نام غلام احمد قادیانی کے اعداد تیرہ سو عدد رکھ دیا۔ جس میں شیطانی الہاموں کا ذکر ہے اور یہ بھی اس کا ہم وطن قاضی فضل احمد قرآن شریف سے ہی اس آیت کو پیش کر کے تیرہ سو کا عدد پورا کر کے الہام شیطانی ثابت کردے گا۔ یہ بہت طویل مضمون ہے اختصاراً اتنا ہی لکھ دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی تحدی الہام پر غور فرمائیں کہ کس زور سے لکھ دیا کہ تمام دنیا میں مرزا قادیانی کے سوا کوئی غلام احمد قادیانی ہی نہیں۔ حالانکہ ان کے قریب اسی ضلع میں ان کی بغل میں دو قادیان اور موجود ہیں۔ وہاں سے دریافت نہ کیا۔ چونکہ غلام احمد قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوئے۔ فوراً الہام کی شکل پیدا ہوگئی اور الہام دھر گھسیٹا یہ خیال نہ ہوا کہ اگر کوئی شخص ایسا معلوم کرے گا تو الہام کی کیا گت ہوگی، جیسے کہ اب ہوئی۔ اب مرزائیوں کو اس پر غور کرنی چاہئے۔

تیسرا الہام: ''ومن اٰیات اللہ انہ اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی وان شئت ففکر فی غلام احمد قادیانی فذاک خاتم رب العالمین'' وازنشانہائے

خدا یکے ایں ست کہ او در عدد و نام من عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشتہ است و اگر خواہی در عدد غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ فکر کن پس ایں مہر خدا است۔'' (انجام آتھم ص۱۷۲، خزائن ج۱۱ص۱۷۲)

چوتھا الہام: ''براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کے لئے اپنی عمر کے سن چالیس میں مبعوث ہوا، جس گیارہ برس کے قریب گزر گیا اور باعتبار اس پیش گوئی کے یعنی یہ کہ: ''ثمانین حولاً او قریباً من ذالک'' ایام بعثت چالیس برس ہوتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ص۴۴۳)

توضیح: اس الہام کے حساب سے سن پیدائش مرزا کا ۱۸۴۱ء پایا جاتا ہے جو۱۸۹۲ء کو گیاہ سال پورے ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال فرما گئے۔ اب ۱۹۰۷ء میں سے ۱۸۴۱ء منہا کرو تو مرزا کی عمر پورے چھیاسٹھ ۶۶ سال ہوتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

پانچواں الہام: ''یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہوکر اپنے تیئں ظاہر کرے گا۔ چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے سو اس الہام سے چالیس ۴۰ برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔'' (براہین احمدیہ ص۲۳۸، نشان آسمانی ص۱۳، خزائن ج۴ص۳۷۴)

اس سے ثابت ہوا کہ سن تیرہ سو (۱۳۰۰) ہجری میں مرزا قادیانی کی عمر چالیس سال ہوئی اور ۱۳۲۶ھ میں وہ لاہور میں فوت ہوگئے۔ پس چالیس اور چھبیس ۲۶ کو جمع کیا تو ان کی پوری عمر چھیاسٹھ ۶۶ برس ہوئی اور یہی صحیح ہے۔

چھٹا الہام: ''اس نے (خدا نے) مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ان کاموں کے لئے تجھے اسی ۸۰ برس تک کچھ تھوڑا کم یا چند سال اسی ۸۰ برس سے زیادہ عمر دوں گا۔''

(اشتہار الانصار مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۳۰۶ جدید)

ساتواں الہام: ''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی ۸۰ برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ص۲۵۸)

آٹھواں الہام: ''ولنحیینک حیوٰۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریباً من ذالک اوتزید علیہ'' (اربعین نمبر۲ص۳۱، خزائن ج۱۷ص۳۸۰)

اس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں اس طرح کیا ہے: ’’خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔‘‘

توضیح: یہاں قابل غور ناظرین یہ امر ہے کہ پہلے الہاموں میں لکھا کہ میری عمر اسی یا اس کے قریب ہے۔ جیسے لفظ او قریباً درج ہے اور پھر اسی الہام میں یہ اضافہ کر دیا۔ جو لفظ ’’او تزید علیہ‘‘ سے ظاہر ہے۔ پھر اس پر کہتے ہیں یا دو تین برس کم یا زیادہ پھر اور بڑھایا اور لکھ دیا کہ اسی برس سے پانچ چھ سال کم یا پانچ چھ سال زیادہ۔ یہ مرزا قادیانی کے الہاموں کی صورت متضاد ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کو ٹھیک پتہ نہیں کہ مرزا قادیانی کی عمر دراصل پوری پوری کتنی ہے۔ یہ محض نجومی اور رمالیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

نواں الہام: (مرزا قادیانی کے طویل الہام کا خلاصہ) لکھتے ہیں کہ: ’’ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب قبر پر میں دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اس وقت اپنی عمر بھی بڑھوا لوں۔ تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال (اسی سال سے زیادہ) اور بڑھ جائے۔ اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب اس صاحب قبر سے بہت کشمکش اور کشتم کشتا ہوا۔ تب اس اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور زیادہ ہو جائے۔ تب اس بزرگ نے آمین کہی۔ اب میری عمر پچانوے سال ہے۔ ملخصاً‘‘

(اخبار الحکم ۱۷،۲۴/ دسمبر ۱۹۰۳ء ص۱۵ کالم اوّل)

دسواں الہام: ’’مولوی مردان علی حیدر آبادی نے مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ پانچ سال میں اپنی عمر میں سے کاٹ کر آپ کو دیتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے قبول کیا۔‘‘ ملخصاً

(ازالہ اوہام ص۶۴۵، خزائن ج۳ ص۶۲۴)

توضیح: اس خط کو الہام میں اس لئے درج کیا ہے کہ جب مولوی مردان علی صاحب نے اپنی عمر میں سے پانچ سال کاٹ کر مرزا قادیانی کو عنایت فرمائے اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا تو یہ الہام میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام قرآنی آیت ہے: ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحیٰ‘‘ (النجم:۳) مرزا قادیانی کی کوئی بات کوئی کام کوئی کلام کوئی قبولیت بلا الہام نہیں۔ پس تلک عشرۃ کاملۃ!

یہ دس الہامات مرزا قادیانی کے اپنی عمر کے لئے ہیں۔ جن میں کسی کو کلام نہیں۔

یہاں عجیب واقفیت مولوی مردان علی اور مرزا قادیانی کی ظاہر ہے کہ ان کے مذہب میں کوئی بھی آدمی اپنی عمر کا ٹکڑا کسی دوسرے شخص کو دے دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ گویا اس کی عمر اپنی زرخریدہ چیز ہے جو خلاف ہے۔ کلام الٰہی: ’’**وما لعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الّا فی کتاب**‘‘ (فاطر:۱۰) یعنی کسی کو عمر نہیں دی جاتی اور نہ اس میں سے کاٹی جاسکتی ہے۔ مگر وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اس حساب سے مرزا قادیانی کی عمر سو برس ہونے چاہئے تھی۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے باوجود اپنے الہاموں کتنی عمر پائی۔ سو ان الہامات میں درج ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کے چالیس سال پورے کر کے تیرہویں صدی کو پورا کر کے مبعوث ہوئے۔ جو ان کے نام غلام احمد قادیانی کے اعداد سے ظاہر ہے۔ یعنی تیرہ سو ہجری کو پورا کر کے آپ تیرہ سو ایک میں نبی اور مسیح موعود ہوئے اور ۱۳۲۶ھ تیرہ سو چھبیس ہجری کو اس جہاں سے کوچ کر گئے جو چالیس اور چھبیس کو جمع کرنے سے پورے چھیاسٹھ سال ہوئے اور میں نے اپنی کتاب (کلمہ فضل رحمانی ص۸۷) میں مرزا قادیانی کا سن پیدائش ۱۲۸۹ھ بارہ سوانسٹھ لکھا ہے۔ جو اس آیت شریف: ’’**الا فی الفتنة سقطو**‘‘ (۱۲۵۹) کے اعداد جمل سے نکلتا ہے اور ان کی وفات سن تیرہ سو چھبیس (۱۳۲۶) میں ہوئی بارہ سو ساٹھ (۱۲۶۰) کو تیرہ سو چھبیس (۱۳۲۶) میں سے منہا کرو تو وہی مرزا قادیانی عمر چھیاسٹھ نکلتی ہے۔ پس الہامات مرزا قادیانی اور آیت قرآنی سے صاف ہوگیا کہ وہ اپنی عمر سو سال الہامی میں سے صرف چھیاسٹھ سال پا کر راہی ہوگئے اور الہامات کو بھی شیطانی ثابت کر گئے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی عمر اور سن۔

راقم: فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ ۸ر ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

نوٹ از ایڈیٹر: یہ ہر ایک ملک اور زبان کا کلیہ اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ دو معلوم امور سے تیسرا نامعلوم امر خود بخود نکل آتا ہے۔ یعنی جب کسی امر کا ابتدا اور انتہاء معلوم ہوجاوے تو درمیانی عرصہ جو مجہول اور نامعلوم ہے۔ صحیح طور پر ثابت ہوجاتا ہے۔ پس جب مرزا قادیانی کو تاریخ پیدائش معلوم ہے اور تاریخ وفات بھی معلوم ہے تو قاضی صاحب نے جو عمر نکالی .... ہے درست ہے اور مرزا قادیانی کے الہامات سب کے سب جو عمر کے بارہ میں تھے حدیث نفس ثابت ہوئے۔

سر بسر قول تیرا اے بت خود کام غلط ۔۔۔ دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

(ماہنامہ تائید اسلام جولائی ۱۹۲۱ء ص۱تا۷)

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

الکلام صحیح

فی

حیات المسیح

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

مرزائیوں نے ایک جگہ وفات مسیح علیہ السلام پر ایک یہ دلیل لکھی ہے: ’’مسیح ابن مریم علیہما السلام کا حلیہ بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا ہے: ’’فاما عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر ‘‘(بخاری ج اوّل ص۴۸۱ مطبوعہ احمدی) یعنی عیسیٰ ابن مریم سرخ رنگ، گھنگریالے بال، چوڑے سینے والے تھے اور آنے والے مسیح کے بارہ میں جو حلیہ دیا ہے۔ وہ یہ ہے: ’’بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل اٰدم سبط الشعر فقلت من ھذا قالوا ابن مریم ‘‘(بخاری ج اوّل ص۴۸۱ ایضاً) یعنی مجھے دکھایا گیا کہ گندم گوں سیدھے بالوں والا ایک شخص ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے لگے ابن مریم ہیں۔ دیکھو اگر مسیح ابن مریم وفات یافتہ نہ ہوتا تو ضرور حلیہ آنے والے مسیح کا بھی وہی بتایا جاتا۔ مگر چونکہ مسیح موعود کا حلیہ مسیح ابن مریم سے بالکل جدا دکھایا گیا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مسیح ابن مریم دو ہیں۔ آنے والا اور ہے اور اسرائیلی مسیح اور ہے۔ (اشتہار)

پس اس کے متعلق مفصل تحریر فرمایا جاوے تاکہ اصلیت اس کی معلوم ہو۔

الجواب

ناظرین! یہ قدرت کا نظارہ ہے جس میں ہر ایک دیندار مسلمان کا جگر پارہ پارہ ہے اور قلب المرزائین بمثل سنگ خارا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب کوئی ڈوبتا ہے تو اس کے لئے تنکے کا ہی سہارا ہے۔ الغریق یتثبت بالحشیش مگر ایسی بات کوئی عقل مند نہیں کرتا جس کے بعد میں ندامت ہو: چرا کارے کند عاقل کہ باز آمد پشیمانی۔

مگر فرقہ قادیانی کی نادانی ہمیشہ طشت ازبام ہوتی رہتی ہے۔ یہ سچ ہے: ’’اذا لم تستحیی اعمل ما شئت ‘‘ بے حیا باش ہر آں چہ خواہی کن۔ اس میں مرزائی نے حسب ذیل مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے دلائل بیان کئے ہیں:

۱…… عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ میں تفاوت ہے اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود ہے۔

۲...... چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ میں فرق ہے اس لئے مسیح ابن مریم دو ہیں۔
۳...... جب دو حلئے جدا جدا ہیں تو ایک مسیح ابن مریم فوت شدہ ہے۔
۴...... آنے والا مسیح ابن مریم اور ہے اور دوسرا اسرائیلی مسیح ابن مریم اور ہے۔
۵...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اسرائیلی مسیح ابن مریم کا حلیہ یہ ہے: سرخ رنگ گھنگریالے بال چوڑا سینہ۔
۶...... اور آنے والے مسیح ابن مریم کا حلیہ گندم گوں سیدھے بال۔
۷...... نتیجہ یہ نکلا کہ یہ حلیہ آخیر مرزا قادیانی کا ہے۔ اس لئے آنے والا مسیح ابن مریم مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہے۔

اب ان ساتوں زعمی دلائل کا جواب نمبروار ملاحظہ فرمائیے اور ان کو ایک طفلانہ مضحکہ خیز خیال تصور فرمائیے:

(اوّل) اگر ایک شخص کے حلیہ میں صرف گھنگریالے بال اور سیدھے بالوں کا تفاوت ہو (جو کنگھی کرنے سے دو ہوسکتا ہے) تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ یہ دو شخص ہیں ہرگز نہیں۔ درآں حالیکہ دو حدیثیں جداگانہ ہوں ان میں ایک حدیث وہ ہے جو شب معراج میں حضور سرور عالم ﷺ نے بحالت بیداری بچشم ظاہری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور دوسری حدیث شریف وہ ہے جس میں بحالت خواب دیکھنے کا ذکر ہے اور اس میں مسیح ابن مریم اور مسیح الدجال دونوں کے دیکھنے کا ذکر ہے۔ جو کعبۃ اللہ کا طواف کررہے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت کے مطابق فرمایا اور مسیح الدجال کو ابن قطن کی صورت وشکل کے مطابق فرمایا۔

ان حدیثوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی دو حلئے بیان ہوئے ہیں تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہیں ہرگز نہیں اور پھر مسیح الدجال کے حلیہ میں بڑا فرق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی داہنی آنکھ میں انگور کی طرح ابھری ہوئی پھلی ہے اور دوسری روایت میں ہے۔ اس کی بائیں آنکھ اندھی بیٹھی ہوئی ہے تو کیا دجال بھی دو ہیں؟ گو مرزائیوں کے اعتقاد میں مرزا ادیانی مسیح موعود تھا اور دجال کو قتل کرنے آیا تھا۔ مگر افسوس خود مر گیا اور دجال کو اسی

طرح بادشاہی کرتے چھوڑ گیا اور اس کا گدھا بھی زور شور سے تمام ملک میں پھر رہا ہے۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی کی نعش کو بھی لاہور سے بٹالہ تک دجال کے گدھے پر ہی لادا گیا۔ افسوس ہے ایسے اعتقاد پر۔

مسیح علیہ السلام کا کام سب سے بڑا بقول مرزا قادیانی اور بموجب عقائد اسلامی تو یہ تھا کہ دجال کو قتل کرتا اور اسلام کو تمام دنیا پر پھیلاتا۔ دیکھو اس میں مرزا قادیانی کا عمل صفر سے بھی درجہ اسفل میں ہے۔ اس پر تو غور نہیں۔ حلیہ کا خفیف تفاوت لئے پھرتے ہیں اور کھسیانی صورت میں یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم ہی دو ہیں۔ آسمان پر اور ہے اور فوت شدہ اور ہے اور حلیہ کی تفاوت میں حدیث شریف کو پیش کرتے ہیں۔

اچھا بتلاؤ کہ حدیث شریف کے کون سے الفاظ ہیں جن میں یہ لکھا گیا ہو کہ اسرائیلی مسیح ابن مریم فوت شدہ ہے اور آنے والا عنموائیلی مسیح ابن مریم زندہ اور ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی بن مسماۃ چراغو یا گھسیٹی ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!**

تمام دنیا کے عیسائی اور یہودی اور مسلمان وغیرہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام ایک ہی ہیں اور وہی مسیح موعود ہیں اور خود مرزا قادیانی کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ جس وقت وہ مسلمان تھا۔ جب اسلام سے پھر گیا تب اس عقیدے سے بھی پھر گیا۔ العیاذ باللہ! مرزائی لوگ اتنا بھی مادہ تفہم نہیں رکھتے کہ جب تمام حدیثوں میں مسیح ابن مریم لکھا ہوا ہے تو کیا مرزا قادیانی کا نام بھی مسیح ابن مریم ہے اور وہ بے باپ پیدا ہوئے یا ان کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہے اور ان کی ماں کا نام مریم نہیں ہے۔ خدانخواستہ اگر مرزا قادیانی کی ماں کا نام کہیں مریم بھی ہوتا تو آج مرزائیوں کو دیکھتے کہ اسی بات کو لے کر ایک ٹانگ کے بل کودتے اور اچھلتے اور عجب نہیں کہ مرزائی مرزا قادیانی کو بھی مسیح ابن مریم بنانے کے لئے بے باپ ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔ گو عقلمندوں کے نزدیک یہ امر بھی کچھ قابل نظر وقدر نہیں۔ دنیا میں بہت سے لوگ ہیں، جن کی ماؤں کے نام ایک ہی ہیں۔ مگر وہ بلحاظ قدرومنزلت ہرگز ایک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیہ بالکل لغو اور بیہودہ ہے۔

(دوم) احادیث کے کون سے الفاظ ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک حلیہ والا

مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور دوسرا مسیح ابن مریم زندہ ہے۔ لیکن مرزائیوں کا مسیح بھی چودہ سال سے فوت شدہ ہے تو احادیث کی تطبیق کیونکر ہوئی۔ تطبیق اس کی یوں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جس کا ذکر قرآن شریف واحادیث شریف میں ہے، وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں قیامت کے قریب نزول فرما کر اپنا کام کریں گے، شادی کریں گے، اولاد ہوگی، چالیس سال زندہ رہ کر انتقال فرما کر روضہ رسول اکرم ﷺ میں مدفون ہوں گے۔ جن کے لئے قبر کی جگہ اس وقت تک خالی موجود ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم: ''**وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته**'' (کوئی بھی اہل کتاب ایسا نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت کے پہلے ایمان نہ لے آوے گا) پورا ہوگا۔

(سوم) کسی یہودی عیسائی اور مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم دو ہیں۔ یہ مرزائیوں کا اب نیا عقیدہ ہے۔ مرزا قادیانی کا پہلا عقیدہ یہی تھا کہ مسیح ابن مریم ایک ہی ہیں۔ اس بارہ میں ان شاء اللہ ہم ان کے اقوال درج کریں گے۔

(چہارم) مسیح ابن مریم اسرائیلی اور ہے اور مسیح ابن مریم اور ہے۔ یہ تفریق احادیث کے کون سے لفظوں میں ہے۔ ذرا پیش تو کرو۔

(پنجم) کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیان کردہ حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ یہ حلیہ فلاں مسیح کا ہے اور مسیح ابن مریم دو ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پھر ایسا جھوٹ!

(ششم) کیا دوسری حدیث میں یہ الفاظ درج ہیں کہ یہ حلیہ جو خواب میں حضرت کو مسیح ابن مریم کا دکھایا گیا وہ مرزا قادیانی بن مسماۃ چراغو کا حلیہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اگر مرزا قادیانی کے ساتھ مولوی محمد احسن فاضل امروہی کا حلیہ یا اور کسی شخص کا مل جاتا تو وہ بھی مرزا قادیانی ہوجاتا ہرگز نہیں۔ پھر یہ کیا عنکبوتی دلیل ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کا ذکر قران شریف اور حدیث شریف میں ہے وہ ایک ہی ہے اور وہ ہی آنے والا ہے۔ عقیدہ مرزائیہ عنداللہ وعندالرسول والمؤمنین مردود ومطرود ہے۔

(ہفتم) جو نتیجہ نکالا گیا وہ بالکل غلط ہے، کیونکہ مرزا قادیانی کا حلیہ درج نہیں کیا گیا۔ حلیہ صرف بالوں کا ہی نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ حلیہ تمام جسم کا ہونا چاہئے۔ سر سے شروع

کر کے پیشانی، چشم، ابرو، بینی، رخسار، لب، دندان، زنخدان، ریش، سبلت، گوش، سینہ، باوزو، دست، انگشتان، لباس، دستار، گفتار، خوبصورت، بدصورت وغیرہ تک۔

پہلے مرزا قادیانی کا حلیہ بتاؤ پھر اس کے ساتھ مطابقت کرواور ہم حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا حلیہ احادیث سے ثابت کریں گے اور پھر قادیانی کے اقوال دکھلائیں گے۔ جس میں وہ خود لکھ چکے ہیں کہ میرا حلیہ بعینہٖ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے۔ ایک ذرہ فرق نہیں۔ لیکن اب فرق نکالا جاتا ہے۔ دروغ گوراحافظہ نباشد۔ صحیح ہے۔

مرزائی نے جو احادیث درج کی ہیں وہ پوری نہیں بلکہ چند الفاظ لکھے ہیں ایک کا حوالہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیا ہے، مگر دوسری حدیث کے الفاظ میں کسی راوی کا نام نہیں لکھا۔ ہم ان ہر دو احادیث کو جن کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں پوری نقل کر کے دکھلاتے ہیں اور ان میں کیا فرق ہے اور پھر حلیوں کو ملائیں گے۔ جس کا اس حلیہ کے ساتھ کوئی لگاؤ یا مناسبت نہیں۔ وہو ہذا!

۱...... ’’**عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال ارانی لیلة عند الکعبة فرأیت رجلاً آدم کاحسن ما انت رأی من الرجال من ادم الرجال له لمة کاحسن ما انت رأی من اللمم قد رجلها فهی تقطر ماء متکئا علی رجلین او علٰی عواتق رجلین یطوف بالبیت فسألت من هذا فقیل هذاالمسیح بن مریم ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی کانها عنبة طافیة فسألت من هذا فقیل هذاالمسیح الدجال. بلفظهٖ**‘‘

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مجھے ایک رات کعبۃ اللہ کے پاس دکھلایا گیا۔ پس میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو گندم گوں تھا ایسا اچھا خوبصورت کہ تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اس کے سر کے بال لمبے لمبے سیدھے کندھوں پر لٹک رہے ہیں۔ وہ بال ایسے اچھے کہ تو نے کبھی نہ دیکھے ہوں گے اور وہ بال کنگھے کئے ہوئے اور پانی کے قطرے ان سے ٹپک رہے ہیں اور دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے طواف کررہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو کہا گیا یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔ پھر میں نے ایک

آدمی کو دیکھا جس کے گھنگریالے چھوٹے چھوٹے بال، داہنی آنکھ سے کانا، گویا انگور کا دانہ ابھرا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو کہا گیا کہ یہ مسیح الدجال ہے۔ (صحیح مسلم ج اوّل ص۹۵، سطر۱۰)

دیکھئے! حضرت مسیح علیہ السلام کا حلیہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نہایت خوبصورت گندم گوں ہیں۔ ایسے کبھی نہ دیکھے ہوں گے اور سر کے بال ایسے خوبصورت لمبے ہیں جو کندھوں پر لٹک رہے ہیں، ایسے کبھی دیکھے نہ ہوں گے اور ان میں کنگھی کی ہوئی ہے۔ ان سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے کعبۃ اللہ شریف کے طواف کر رہے ہیں۔

بتلاؤ! اس حلیہ کے ساتھ مرزا قادیانی کا حلیہ ملتا ہے کچھ نہیں۔ نہ مرزا قادیانی خود خوبصورت نہ ان کے سر کے بال لمبے لمبے نہ کندھوں پر لٹکتے ہوئے، نہ ایسے گندم گوں خوبصورت جو کبھی نہ دیکھے ہوں، نہ کبھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے طواف کعبۃ اللہ شریف نصیب ہوا۔ جن لوگوں نے مرزا قادیانی کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کیسے تھے۔ یہ مجھ سے پوچھئے یا میرے جیسے اور بھی بہت ہیں۔ جنہوں نے مرزا جی کو دیکھا ہے یا ان کی تصویر کو ہی دیکھ لیجئے۔

۲...... ’’**عن سالم بن عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما من ابیه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینما انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبة فاذا رجل ادم سبط الشعر بین رجلین ینطف رأسه ماء او یهراق رأسه ماء فقلت من هذا قالوا هذا ابن مریم. الحدیث بلفظه**‘‘ (صحیح مسلم ج اوّل ص۹۶ سطر۸)

(ترجمہ) یعنی حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کعبۃ اللہ شریف کا طواف کر رہا ہوں۔ وہاں میں نے ایک آدمی گندم گوں کھلے بالوں والے کو دو آدمیوں کے درمیان جس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے دیکھا میں نے کہا یہ کون شخص ہے، کہاں کہ یہ ابن مریم ہے۔

دیکھو! ہر دو احادیث بالا کے حلیوں میں کیسی مطابقت ہے۔ آگے چلو:

۳...... جابرؓ سے روایت ہے۔فرمایا رسول اکرمﷺ نے:’’**رأیت عیسٰی بن مریم فاذا اقرب رأیت بہ شبہا عروۃ بن مسعود**‘‘ دیکھا میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نہایت قریب شکل وشباہت میں عروہ بن مسعودؓ کے۔

(صحیح مسلم ج اوّل ص۹۵ سطر۶)

۴...... (صحیح مسلم ج اوّل ص۹۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔فرمایا رسول اللہﷺ نے’’**قد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسٰی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنؤۃ واذا عیسٰی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود ثقفی. الحدیث**‘‘

یعنی دیکھا میں نے جماعت انبیاء علیہم السلام کو کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ان کے گھنگریالے بال ہیں گویا وہ شکل صورت میں قبیلہ شنؤہ کے آدمیوں کے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نماز پڑھ رہے ہیں وہ شکل وشباہت میں نہایت قریب ہیں حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ کے۔

دیکھئے! ان ہردو احادیث نمبر۳،۴ میں کیسی مطابقت حلیہ کی فرمادی جس میں شبہ کرنے کی گنجائش نہیں۔ان احادیث کے علاوہ اور کثرت سے احادیث نزول وحلیہ وغیرہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور جو فرق خفیف کسی ایک روایت میں آیا ہے، جیسے کہ مرزائی نے دھوکہ دہی کی غرض سے لکھا ہے۔

۱...... ’’(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۱۳ ص۲۷۷، ۲۷۸) **ان یجمع بینہما بانہ سبط الشعر وصفتہ بالجعودۃ فی جسمہ لافی شعرہ الاجمر عندالعرب الشدید البیاض مع الحمرۃ والادم الاسمر تکن جمع بین الوصفین بانہ احمر لونہ بسبب کالتعب ہو فی الاصل اسمر. الخ**‘‘یعنی ان دونوں حدیثوں یا روایتوں کو یوں مطابق کیا جاسکتا ہے کہ سبط الشعر (عیسیٰ علیہ السلام) کھلے بالوں والا ہے اور جعودت گھنگریالے سے مراد ان کی جسمی جعودت ہے نہ کہ گھنگریالے بال۔ احمر عربوں کے نزدیک نہایت سفید سرخی مائل چیز ہے اور ادم گندم گوں کو کہتے ہیں۔لیکن ان

دونوں کو یوں جمع کیا جاتا ہے یا مطابق کیا جاتا ہے کہ اس کا رنگ احمر (نہایت سفید) بسبب کسی رنج یا تکان کے ہوگیا تھا مگر دراصل وہ گندم گوں ہے۔

۲...... علامہ قسطلانی کی (شرح صحیح بخاری ج۵ ص۴۶۳) میں بھی اسی طرح لکھا ہے بوجہ طوالت عبارت ترک کردی گئی۔

۳...... (صحیح مسلم کی شرح نووی ج اوّل ص۹۴) ''فقال العلماء المراد بالجعودة الجسم وھو اجتماع اکتنازہ ولیس المراد جعودة الاشعرالخ ''یعنی علماء فرماتے ہیں جعودت سے مراد جعودت جسمی ہے جس کے معنی گوشت کے مجتمع ہونے کے ہیں نہ کہ گھنگریالے بال۔

لیجئے! اس خفیف سے فرق حلیہ کی بھی مطابقت ہوگئی اور جو چوڑا سینہ حلیہ میں آیا ہے۔ لیکن اس کے مخالف دوسری حدیث میں تنگ سینہ نہیں ہے جو کچھ فرق سمجھا جائے۔ پس ایسے ویسے حلیوں کے دھوکوں سے مرزا قادیانی مسیح ابن مریم نہیں بن سکتا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت شدہ قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

ایک بہت بڑا دھوکہ مرزا قادیانی نے مسلمان ناواقفوں کو اپنی تحریروں میں یہ دیا ہے کہ جب حضرت رسول اکرم ﷺ نے شب معراج کو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح روحانی حالت میں دیکھا نہ جسمانی حالت میں۔ اس کی اصل تحریر یہ ہے:

(الف) ''حضرت بخاری صاحب نے اپنی صحیح میں معراج کی حدیث میں جو ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت ﷺ کی ملاقات کا حال دوسرے انبیاء سے آسمانوں پر لکھا ہے تو اس جگہ حضرت عیسیٰ کا کوئی خاص طور پر مجسم ہونا ہرگز بیان نہیں کیا۔ بلکہ جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی روح سے آنحضرت ﷺ کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی بغیر ایک ذرہ فرق کے حضرت عیسیٰ کی روح سے ملاقات ہونا بیان کیا ہے۔'' بلفظہ

(ازالہ اوہام ص۹۷،۹۸، خزائن ج۳ ص۱۵۳،۱۵۴)

(ب) تمام حدیثوں کے پڑھنے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ہمارے

نبی ﷺ نے معراج کی رات میں جن جن نبیوں سے ملاقات کی۔ ان سب کا ایک ہی طرز اور ایک ہی طور پر چال بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت بیان نہیں فرمائی۔ کیا یہ مقام علماء کی توجہ کے لائق نہیں۔'' بلفظہ (ازالہ اوہام ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۳ ص۱۵۴،۱۵۵)

الجواب

(اوّل) یہ یاد رہے اہل اسلام بالخصوص اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی جسم حسی دنیاوی کے ساتھ زندہ ہیں اور صرف ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ مگر خاص بندگان خدا سے اسی طرح ملتے ہیں۔ اس کو یاد رکھو۔

(دوم) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ (ج۵ ص۴۴۷ سطر۳۴ مصری) ''فلمّا خلصت اذا یحییٰ وعیسیٰ وهما ابن خالة وقال ابن الملک فی شرح المشارق المری کان ارواح الانبیاء بشخصه الخ. بلفظه ''یعنی (جب آنحضرت ﷺ دوسرے آسمان پر شب معراج کو پہنچے) پس حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں دیکھا۔ شرح المشارق میں ہے کہ ابن ملک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ارواح انبیاء علیہم السلام کے متشکل کئے گئے تھے اپنی اصلی صورتوں پر۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی اصلی جسم دنیاوی میں ملاحظہ فرمایا۔''

(سوم) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (ج چہارم ص۵۶۲ سطر۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (حدیث معراج جو صحیح مسلم میں ہے جس میں آنحضرت ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بن کر امامت کرانا بیت المقدس میں اور پھر آسمانوں پر ملاقات کرنا درج ہے) اس کا اختصار یوں ہے۔ فافہم! پس امامت کردم من انبیاء را وایں امامت بانبیاء در بیت المقدس بود۔ بعد ازاں ایشاں را برآسمان بردند یا ارواح ایشان را برآسمان متمثل ومتشکل ساختند مگر عیسیٰ علیہ السلام وادریس علیہ السلام کہ بجسد برآسمانند۔ بلفظہ!

یعنی حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت بیت المقدس میں کی اور پھر وہ سب انبیاء علیہم السلام آسمانوں پر پہنچائے گئے مع جسم کے یا ان کے ارواح پاک متمثل اور متشکل کر کے پہنچائے گئے۔ لیکن حضرت عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام اپنے اصلی جسموں کے ساتھ آسمانوں پر ہیں۔

(چہارم)(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ اردو ج چہارم ص۵۶۹،۶۷۰)(الف) دیکھنا انبیاء کا آسمان میں محمول ہے۔ اوپر دیکھنے ارواح ان کے مگر عیسیٰ کو کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ساتھ بدن کے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور بعضوں نے ادریس علیہ السلام کے حق میں بھی ایسا ہی کہا ہے۔ الخ بلفظہٖ!

(ب) انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں ساتھ حیات حقیقی دنیاوی کے...... اوران انبیاء نے یہاں (بیت المقدس میں) حضرت کے ساتھ نماز پڑھی اور بعد اس کے وہ ان کو آسمان پر لے گئے۔ حضرت کے استقبال اور تعظیم کے لئے یا ان کے ارواحوں کو آسمان پر متشکل کیا۔ مگر عیسیٰ اور ادریس علیہ السلام کو کہ وہ ساتھ بدنوں کے آسمان پر ہیں۔ بلفظہٖ!

لیجئے! کیا مرزا قادیانی نے ان احادیث اور شروح کو نہیں دیکھا۔ اگر نہیں دیکھا تو یہ اس کی علمیت کا اندازہ ہے اور دیکھ کر یہ چال بازی اور دھوکا دہی علانیہ ہے تو اس کی ایمانداری کی دلیل ہے جو ان کے امتیوں کے لئے شرم کا مقام ہے اور آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہم نے تمام انبیاء علیہم السلام کے روحوں سے ملاقات کی۔ یہ دھوکا مرزا قادیانی کا من گھڑت ہے۔

اب ہم مرزا قادیانی کے ہی اقوال ودستاویزات پیش کرتے ہیں جن سے حلیہ کا فرق بھی رفع ہو جائے گا اور حیات حضرت مسیح ابن مریم بھی ثابت ہوگی اور دعویٰ مسیح موعود کا بھی غلط اور انکار ثابت ہوگا۔ سنئے:

ا...... ’’اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔‘‘ الخ!

(براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

دیکھو! مرزا قادیانی نے کیسی کامل اور مکمل مشابہت حلیہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تحریر کی ہے کہ ایک رتی بھر بھی فرق نہیں اور وہی ایک ہی مسیح ابن مریم ہیں۔ اگر دو مسیح ہوتے تو مرزا قادیانی ایسا نہ لکھتے۔

حیات حضرت مسیح اقرار خود مرزا قادیانی

اگرچہ مسلمانوں کے پاس قرآن شریف واحادیث واجماع امت دلائل برحیات

مسیح علیہ السلام موجود ہیں اور ہمیشہ بیان ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ فرقہ قادیانی کو پیغمبر مرزا قادیانی کی نہایت معتبر الہامی کتاب سے حیات مسیح علیہ السلام اور دوبارہ تشریف آوری اس دنیا پر دکھلا دی جاوے تاکہ ان کو انکار کی گنجائش نہ رہے اور ثابت ہو کہ مسیح دو نہیں۔ وہو ہذا!

۱...... ''**ہوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله**'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

۲...... ''**عسیٰ ربکم ان یرحکم علیکم**'' خداتعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے۔ جب خداتعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج وناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱، ۶۰۲ بقیہ حاشیہ در حاشیہ۳)

دیکھئے! مرزا قادیانی کی الہامی تحریر میں حیات حضرت مسیح علیہ السلام روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ یہ براہین احمدیہ مرزا قادیانی کی سب سے پہلی الہامی کتاب ہے اور الہامی نام اس کا ''قطبی'' ہے جو ''قطب ستارہ'' کی طرح غیر متزلزل ہے۔ اسی واسطے اس کے پہلے دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار جلی قلم سے لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اس کتاب کی کسی ایک بات کو بھی غلط ثابت کر دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دیا جائے گا۔ لیکن بعد اس کے خود ہی غلط اور جھوٹ ثابت کر کے وفات مسیح علیہ السلام کے بڑے زور سے مشتہر ہو گئے اور سارے امتی ان کے اس پر

ایمان لے آئے۔ پس ہم نے انہیں کے الہام سے حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کردیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح ایک ہی ہے جو دوبارہ آنے والا ہے۔

۳...... ’’اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

۴...... یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی اللہ اور رسول نے خبر دے رکھی ہے۔ ہاں! اس بات سے اس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیش گوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۶۱، خزائن ج۳ ص۲۳۱)

۵...... ’’اس بیان کے رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ۳ ص۱۹۷)

۶...... ’’اس عاجز کی طرف سے یہ بھی دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اوّل وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۹۴، ۲۹۵، خزائن ج۳ ص۲۵۱)

۷...... ’’میں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص میرے پر یہ الزام لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

لیجئے! یہاں نمبر۳ سے ۷ تک مرزا قادیانی نے خود ہی اپنے مسیح موعود ہونے کا صاف انکار کردیا بلکہ یہ بھی لکھ دیا کہ جو کوئی میرے پر یہ الزام لگائے کہ میرا دعویٰ ہے کہ میں مسیح بن مریم ہوں وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے اور کوئی تحدید حضرت مسیح موعود کی نہیں رکھی بلکہ دس ہزار سے بھی زیادہ تک مسیح آسکتا ہے اور آخر کو یہ بھی مان لیا کہ ممکن ہے کہ وہ مسیح موعود احادیث کے بموجب دمشق میں ہی نازل ہو اور وہ حضرت مسیح علیہ السلام وہی ہیں جن کو مرزا قادیانی اپنی براہین احمدیہ میں لکھ چکے ہیں: ’’اور ان کے وقت میں اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج اوّل ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

لیکن مرزا قادیانی مسیح کذاب کے وقت میں سخت ضعف اسلام رہا۔ مرزا قادیانی کی مسیحائی کی یہ حالت رہی کہ ان کے ہاتھ پر کوئی چوہڑا یا چمار تک بھی مسلمان نہ ہوا۔ مگر مرزائی اس کو مسیح بن مریم، پیغمبر رسول خدا مان رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے دعاوی یہاں تک ہیں کہ پیغمبر ورسول تو نیچے درجہ پر ہیں۔ ان کا دعویٰ خدائی بھی اچھی طرح سے ہے اور مرزائی امت اس پر ایمان رکھتی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی سرے سے مسلمان ہی نہ تھا۔ پرلے درجہ کا خارج از اسلام تھا۔

اگر کسی مرزائی کا حوصلہ ہے تو مسلمان ہونا اس کا ثابت کرے جو ہرگز نہ ہو سکے گا۔ خواہ تمام مرزائی جمع ہو جائیں اور مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین کی روحوں سے بھی مدد طلب کریں۔ میں بڑے زور سے تمام مرزائیوں، قادیانیوں، لاہوریوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ قرآن شریف اور احادیث شریف سے ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان تھا۔

پھر اور دھوکے مسلمانوں کو نہ دیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ مرزائیوں کے دھوکوں پر خیال نہ کریں اور ہمیشہ یہ دعا مانگا کریں:

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب. لاحول ولاقوة الاباللہ العلی العظیم!

راقم: فقیر قاضی فضل احمد عفی اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی انسپکٹر پولیس پنشنر مقیم لدھیانہ

نوٹ: مرزا قادیانی اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں (ص۸۱، خزائن ج۱۵ ص۸۳) پر لکھتے ہیں: ’’اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے، اس لئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے۔‘‘

مرزائی بتاویں کہ مرزا قادیانی کا کون سا بیان درست ہے۔ آیا مسیح کا گندمی رنگ درست ہے یا سفید؟

مرزا قادیانی اپنی کتاب (کتاب البریہ حاشیہ مندرجہ ص۲۶۳، خزائن ج۱۳ ص۳۰۳) پر لکھتا ہے کہ: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام عام شامیوں کی طرح سرخ رنگ تھے۔‘‘

بتاؤ کون سی بات سچ ہے۔ ایک ضرور جھوٹ ہے۔

(ماہنامہ تائید اسلام اگست ۱۹۲۲ء ص۱تا۱۴)

خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتح اہل اسلام

اور

شکست قادیانیت

(قادیانیوں کی انتیس مناظروں میں شکست کی رپورٹ)

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
مولانا عبدالحئی فاروقی لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

(۱) لاہور میں مرزائیوں کو ختم نبوت کی بحث میں شکست (۱۹۲۱ء)			۸۴
(۲) بگول ضلع گورداسپور میں مرزائیوں کی شکست (۱۹۲۲ء)			۸۵
(۳) قادرآباد میں مرزائیوں کو شکست فاش اور ان کی سخت ذلت ورسوائی (۱۹۲۳ء)			۸۶
مرزائی مناظر	۸۷	اسلامی مناظر	۸۷
مرزائی مناظر	۸۹	اسلامی مناظر	۸۹
(۴) چویا سیدن شاہ میں اہل سنت والجماعت کی فتح اور قادیانی جماعت کی شکست (۱۹۲۴ء)			۹۱
(۵) موضع پنام میں مرزائیوں کو شکست فاش (۱۹۲۴ء)			۹۴
(۶) موضع سریعہ میں اللہ دتہ قادیانی کا بحث سے گریز اور مسلمانوں کی فتح عظیم (۱۹۲۵ء)			۹۵
(۷) نوٹس بنام اللہ دتہ قادیانی مولوی فاضل سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان (۱۹۲۵ء)			۹۵
(۸) تحریری مناظرہ میں اللہ دتہ قادیانی کی شکست اور شرمناک گریز (۱۹۲۶ء)			۹۶
(۹) چک ۳۳ سرگودھا میں فتح عظیم اور قادیانیوں کو شکست فاش (۱۹۲۶ء)			۹۹
(۱۰) پکھوال ضلع لدھیانہ میں اہل سنت والجماعت سے مناظرہ میں مرزائیوں کی شکست فاش (۱۹۲۷ء)			۱۰۰
(۱۱) موضع اوڑ میں مرزائیوں کی شکست فاش (۱۹۲۷ء)			۱۰۱
(۱۲) موضع ایرانہ خورد ضلع ہوشیار پور میں مرزائیوں کو شکست فاش (۱۹۲۷ء)			۱۰۲
(۱۳) بمقام ٹونہ پونہ واقع جزیرہ ٹرینی ڈاڈ (افریقہ برٹش انڈیز) میں مرزائیوں کی شکست فاش (۱۹۲۷)			۱۰۳
مباحثہ مسجد روز ہیل پولس آف پین	۱۰۳		
(۱۴) بھلوال ضلع سرگودھا میں مرزائیوں کو شکست فاش (۱۹۲۷ء)			۱۰۵
(۱۵) موضع عینو والی میں مرزائیوں اور حنفیوں کا مناظرہ (۱۹۲۳ء)			۱۱۰۶

(۱۶) ماہل پور ضلع ہوشیار پور میں مناظرہ مسلمانوں کی فتح اور مرزائیوں کی تحریری شکست (۱۹۲۴ء)			۱۰۸
مرزائیوں کی طرف سے جواب			۱۱۳
فلاسفر صاحب کی درافشانی	۱۱۳	فیصلہ قابل منصفان	۱۱۴
تحریری فیصلہ	۱۱۴	فیصلہ بالا کی مزید تصدیق	۱۱۵
(۱۷) مولانا فضل حق صاحب کا مرزائیوں سے بالاکوٹ (ہزارہ) میں مناظرہ (۱۹۲۶ء)			۱۱۵
مسلمانوں کی ظفر جلیل اور مرزائیوں کی شکست ذلیل	۱۱۵		
(۱۸) کیفیت مباحثہ لاہور مابین مولوی غلام رسول مرزائی آف راجیکی اور سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور (۱۹۲۱ء)			۱۱۸
(۱۹) مناظرہ طغل والا ضلع گورداسپور (۱۹۲۵ء)			۱۳۹
(۲۰) پشاور میں مرزائیت کا جنازہ (۱۹۲۶ء)			۱۴۰
(۲۱) قادیانیوں سے تحریری مناظرہ لکھنؤ (۱۹۱۲ء)			۱۴۶
(۲۲) قادیانیوں سے تحریری مناظرہ مونگیر (۱۹۱۶ء)			۱۴۸
(۲۳) مناظرہ پورینی ضلع بھاگلپور بہار (۱۹۱۷ء)			۱۴۸
(۲۴) لاہوری مرزائیوں سے مناظرہ رنگون (۱۹۲۰ء)			۱۵۱
(۲۵) مناظرہ شملہ (۱۹۲۲ء)			۱۵۲
(۲۶) مناظرہ ساونت واڑی (کوکن) (۱۹۲۵ء)			۱۵۳
(۲۷) مناظرہ اچولی ضلع میرٹھ (۱۹۲۸ء)			۱۵۶
(۲۸) روداد مقدمہ ریاست بہاولپور پنجاب (۱۹۳۲ء)			۱۵۷
(۲۹) مناظرہ رودولی ضلع بارہ بنکی			۱۶۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) لاہور میں مرزائیوں کو ختم نبوت کی بحث میں شکست (۱۹۲۱ء)

برادران اسلام کی اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ جو مباحثہ خاکسار اور مولوی غلام رسول راجیکی کے درمیان جون (۱۹۲۱ء) کے اخیر دنوں موچی دروازہ کے اندر بازار چوہٹہ میں ہوا تھا اور مولوی صاحب نے اخیر دن مباحثہ میں وعدہ فرمایا تھا کہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جدید نبی کے مبعوث ہونے کے امکان پر کتاب لکھ کر دوں گا اور پیر بخش جواب دے گا اور یہ قرارداد پریزیڈنٹ جلسہ مولوی شمس الدین صاحب شائق اور مولوی احمد دین احمدی ساکن شاہدرہ منصف مرزائیاں اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری انجمن مجاہدین لاہور منصف مسلمانان اور حاضرین صاحب فریقین کی خواہش کے مطابق منظور ہوگئی تھی۔ مگر افسوس کہ مولوی غلام رسول نے ۴ر اگست ۱۹۲۱ء تک کوئی کتاب یا تحریر خاکسار کے پاس نہ بھیجی۔

۵ر اگست ۱۹۲۱ء کو مولوی غلام رسول نے مجھ کو بلایا۔ جب کہ میں خانقاہ حضرت شاہ محمد غوث صاحب کی سڑک پر جارہا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ نے ابھی تک کوئی تحریر نہیں بھیجی۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو فرصت نہیں ابھی سفر سے آیا ہوں اور دو تین ماہ کے لئے بمبئی وغیرہ کو جارہا ہوں۔ آپ پہلے لکھیں میں جواب دوں گا۔ میں نے کہا کہ یہ قرارداد جلسہ اور آپ کے وعدہ کے برخلاف ہے تو آپ نے کہا کہ مجبوری ہے۔ میں نے کہا کہ یہی بات لکھ کر میرے پاس بھیج دیں۔ میں ہی پہلے لکھوں گا۔ مگر مولوی صاحب نے کہا کہ کیا میرے کہنے کا اعتبار نہیں کہ لکھواتے ہو۔ پھر میں بانیان وکارکنان جلسہ مباحثہ کے پاس گیا اور مولوی صاحب کا انکار ان کو بتایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ چٹھی لکھ دیں ہم ان سے جواب لائیں گے۔

مگر آج ۱۶ر اگست ۱۹۲۱ء کو بانیان جلسہ نے کہا کہ ہم گئے تھے مولوی صاحب گاؤں چلے گئے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب کا فرار بحث سے ثابت ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں پہلے قرآن شریف سے پھر حدیثات نبوی سے ثابت

کروں گا کہ حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی ورسول پیدا نہ ہوگا۔ پھر دیکھیں مرزائی صاحبان کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے۔

فی الحال تو مرزائی صاحبان کو شکست ہوئی ہے۔ میں نے چٹھی لکھ دی ہے کہ مولوی صاحب جواب دیں۔ خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام جولائی ۱۹۲۱ء ص ۱۵)

(۲) بگول ضلع گورداسپور میں مرزائیوں کی شکست (۱۹۲۲ء)

آج بتاریخ ۱۹؍نومبر ۱۹۲۲ء موضع بگول تحصیل وضلع گورداسپور میں جناب مولوی مولوی محمد شریف ومولانا مولوی محمد حسین صاحبان ومنشی مہرالدین صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان علماء جماعت اہل سنت والجماعۃ اور مرزائی مولوی ظہور الحسن اور ظل الرحمٰن کے درمیان مناظرہ ہوا۔ مضمون زیر بحث ''صداقت وبطالت مرزا'' تھا۔ اسی کے ماتحت پیشین گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم پر بحوالہ کتاب (چشمہ معرفت ص ۳۲۱، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶، ۳۳۷) بحث ہوئی جس میں مرزائی علماء حاضرین مناظرہ کے روبرو فرار ہوگئے اور جواب دینے سے عاجز ہوگئے۔ بعض معزز حاضرین کے دستخط درج ذیل ہیں:

۱...... محمد وارث علی منشی فاضل ساکن دوسوہہ بقلم خود
۲...... چوہدری طالع مند سکنہ بگول (نشان انگوٹھا)
۳...... فضل حسین نمبردار سکنہ بگول بقلم خود
۴...... محمد عظیم ساکن جالندھر بقلم خود
۵...... شاہ محمد بقلم خود
۶...... چراغ الدین سکنہ ملک پور بقلم خود
۷...... نواب خان پریزیڈنٹ سکنہ بگول بقلم خود
۸...... نتھو ساکن بگول بقلم خود
۹...... صلابت خان ساکن بگول بقلم خود
۱۰...... علی محمد ساکن شینہہ بھٹی امام مسجد بقلم خود

(ماہنامہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۲ء ص ۵)

(۳) قادر آباد میں مرزائیوں کو شکست فاش اوران کی سخت ذلت ورسوائی (۱۹۲۳ء)

مؤرخہ ۲۲رمئی ۱۹۲۳ء بروز بدھ اچانک چار آدمی قادر آباد کے گاؤں سے امرتسر آئے اور آکر کہا کہ مرزائیوں نے ان کے گاؤں میں سخت فتنہ برپا کیا ہوا ہے اور وہ پکار کر کہہ رہے ہیں کہ کوئی مولوی ہمارے مقابلہ کے لئے نہیں آسکتا۔ امرتسر سے کوئی بھی جانے کو تیار نہیں تھا۔ آخر گاؤں والوں کے اصرار پر بغیر تیاری کے بندہ (ابوالبیان محمد داؤد پسروری ومولانا محمد حسن صاحب مولوی فاضل ومولانا نور عالم صاحب مولوی فاضل ومنشی فاضل، بابو حبیب اللہ صاحب کلرک اسی وقت قادر آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی چھوٹ گئی۔ آخر موٹر پر سوار ہوکر راہی بہ سمت مذکور ہوئے۔

ایک بجے قادر آباد پہنچے گاؤں کے لوگ جو منتظر تھے ان کی جان میں جان آ گئی۔ فوراً گردونواح کے دیہات میں خبر دی گئی۔ لوگ چند منٹوں میں جمع ہوگئے۔ خبر سنتے ہی مرزائی مولویوں کے رنگ اڑ گئے۔ ہونٹ خشک ہوگئے۔ آخر الامران کو بلایا گیا۔ وہ سہمے ہوئے جانور کی طرح ڈرتے ہوئے آئے۔ آتے ہی میں نے ان کو تعیّن مبحث کے لئے کہا۔ گفتگو میں حج کا تذکرہ مرزائی مولوی نے چھیڑ دیا۔ ان سے مولانا نور عالم صاحب نے سوال کیا۔ کیا مرزا قادیانی نے حج کیا تھا؟ حالانکہ حدیث نبوی میں لکھا ہے کہ مسیح حج کرے گا اور آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر آکر سلام کرے گا۔ جواباً مرزائی مولوی نے کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیوں نہیں کیا تو صاف لفظوں میں جواب دیا کہ مرزا قادیانی میں استطاعت نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ مرزا تو اپنے تئیں رئیس اعظم قادیاں لکھتے رہے ہیں۔ کیا انہوں نے جھوٹ لکھا تھا۔ اس پر مرزائی مولوی پھسلا اور کہنے لگا نہیں نہیں اس کو چھوڑیئے اور شرائط کی طرف رجوع کیجئے۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے ثالث کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا ثالث کی کوئی ضرورت نہیں۔

میں نے کہا اجی حضرت! میں تو آپ کو مرزا قادیانی کی سنت پر چلانا چاہتا ہوں آپ اس سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پبلک پر فیصلہ چھوڑیئے۔ میں نے کہا بہت خوب! آپ کو بغیر مناظرہ کئے جانے نہیں دیتا۔ ہاتھ آیا شکار کون چھوڑتا ہے۔

بالآخر بہت ہی چون وچرا کے بعد یہ بات قرار پائی کہ مناظرہ بغیر ثالث کے ہو اور مبحث صدق وکذب مرزا ہو اور ہر ایک مناظر دس منٹ بیان کرے اور مدعی کا وقت اوّل بھی ہو اور آخر بھی۔ اگر مرزا قادیانی جھوٹے نکل آئیں تو حیات مسیح پر بحث نہیں ہوگی۔

چنانچہ حسب شرائط بالا مناظرہ شروع ہوا۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتہ جالندھری اور مسلمانوں کی جانب سے خاکسار (ابوالبیان محمد داؤد پسروری) مناظر مقرر ہوا۔ جانبین سے انتخاب صدر ہوا۔ چنانچہ مرزائیوں کی جانب سے مولوی محمد شاہزادہ صاحب (مولوی فاضل) اور مسلمانوں کی جانب سے مولوی محمد حسن صاحب مولوی فاضل صدر مقرر ہوئے۔ مدعی مرزائی مناظر تھا۔ لہٰذا پہلا بیان اس نے شروع کیا۔

مرزائی مناظر

اس نے اپنے بیان میں مرزا قادیانی کی صداقت میں آیت: ’’**لو تقوّل علینا بعض الاقاویل**‘‘ کا معیار پیش کیا اور کہا کہ اگر مرزا قادیانی جھوٹے ہوتے تو جلد ہلاک ہوجاتے۔ بقول مرزا کے ’’جھوٹا نبی تیئس سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۴۳۴)

اسلامی مناظر

اس کے بعد بندہ کھڑا ہوا اور جواباً کہا کہ: ’’**تقوّل**‘‘ کی ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف راجع ہے۔ اگر نبی بالعموم لیا جائے تو پھر ضروری ہے کہ پہلے نبی ہو اور پھر جھوٹ بولے تو پھر اس کو خداوند تعالیٰ جلدی ہلاک کردیتا ہے۔ مرزا نبی نہیں تھا۔ لہٰذا ہلاک نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ لو محال کے لئے آتا ہے۔ یعنی یہ محال ہے کہ نبی جھوٹ بولے ’’**لو کان فیھما اٰلھۃ الّا اللہ لفسدتا**‘‘ (انبیاء:۲۲) یعنی یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور خدا ہو۔

دوسرا امر یہ رہا کہ چودہ سال کے اندر جھوٹے مدعی نبوت گزرے اور انہوں نے تیئس سال سے بہت زیادہ عمر پائی۔ چنانچہ میں نے (تاریخ ابن خلدون ج۶ ص۲۰۷) کا حوالہ دے کر ذیل کی عبارت سنائی۔ ’’**کان ظھور صالح ھذا فی خلافت ھشام ابن عبدالملک**‘‘ الخ یعنی صالح ۱۲۷ھ میں دعویٰ نبوت کے بعد مہدی اکبر ہونے کا دعویٰ کیا اور سنتالیس برس حکومت کی اور پھر مشرق کی جانب ہجرت کر کے چلا گیا۔ میں نے پوچھا کہ اسے

کیوں تیئس برس سے زیادہ مہلت ملی؟ اور پھر فرعون جس نے نبی نہیں بلکہ خدائی کا دعویٰ کردیا تھا وہ چارسوسال تک زندہ رہا اور اس عرصہ میں اسے بخار تک نہیں آیا۔ اسے کیوں اتنی مہلت ملی؟

اس کے بعد میں نے کہا کہ مرزا قادیانی ہمیں اپنی صداقت کے لئے (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) پر ایک معیار بتاگئے ہیں۔ وہو ہذا! ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘

۱…… اب میں مرزا قادیانی کو اس معیار پر پرکھتا ہوں۔ مرزا قادیانی (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں لکھتے ہیں: ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘

اس پر میں نے یہ کہا کہ اگر مرزائی مناظر صحیح بخاری میں شروع سے لے کر آخر تک کہیں سے یہ حدیث نکال کر دے تو میں اس پر اس کو پانچ ہزار روپیہ اس کو دینے کو تیار ہوں اور ساتھ ہی مرزائی ہونے کو تیار ہوں ورنہ مرزائی مناظر کو مرزا قادیانی کے معیار کے مطابق ان کو کاذب ماننا پڑے گا اور اسلام میں داخل ہونا پڑے گا۔ علاوہ ازیں ذیل کے مرزا قادیانی کے جھوٹ میں نے پڑھ کر سنائے اور پرزور مطالبہ کیا کہ ان کا جواب دیجئے۔

۲…… (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘

میں نے کہا قرآن شریف دنیا میں موجود ہے اٹھ نہیں گیا۔ بتلا دیجئے کہ یہ کس آیت کا ترجمہ اور کس حدیث کے الفاظ ہیں؟ خدا پر افتراء باندھا رسول اللہ ﷺ پر قصداً جھوٹ بولا۔

۳…… (۱۲؍اگست ۱۹۰۷ء مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۱۳۷ طبع جدید) مرزا قادیانی نے اشتہار دیا تھا

جس کی سرخی یہ تھی: ’’تمام مریدوں کو ہدایت‘‘ اس میں لکھا ہے کہ: ’’آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘

اس پر میں نے کہا افسوس! کس قدر آنحضرتﷺ پر افتراء باندھا ہے اور میں نے بزور مطالبہ کیا کہ کسی حدیث کی کتاب سے نکال کر دکھا دیجئے۔ ورنہ کہوں گا کہ:

دام تزویر بنا رکھا ہے قرآن کریم کار افسانہ حدیثوں سے مہیا کرتے ہیں

مرزائی مناظر

اس کے بعد میرا وقت ختم ہوگیا اور مرزائی مناظر اٹھا۔ جواب سن کر ہونٹ خشک ہوگئے، منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ کہنے لگا کہ آپ تاریخ کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ تاریخ پر کوئی اعتبار نہیں۔ ہم تاریخ کو نہیں مانتے۔ دوسرے جو بخاری والی حدیث کا مطالبہ آپ نے کیا ہے سو ایک شخص جو اسی پچاسی کتابیں تصنیف کرے ہوسکتا ہے کہ اس سے غلطی ہو جائے۔ تیسرے مرزاقادیانی کی صداقت کے لئے یہ ایک معیار ہے کہ آپ کی پہلی زندگی کو دیکھا جائے کہ کیسی پاکیزہ گزری ہے۔ بس اتنا کہا اور بقیہ جھوٹوں کا اس نے نام تک نہیں لیا۔

اسلامی مناظر

اس کے بعد ان کا وقت ختم ہوا اور بندہ کھڑا ہوا اور جواباً کہا کہ مرزائی مناظر نے تاریخ سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ مرزاقادیانی ہمیشہ تاریخی ثبوت پیش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت کرنے کے لئے من گھڑت اور غیرمعتبر تاریخوں کے حوالے دیتے رہے ہیں۔

دوسری بخاری والی حدیث کے متعلق یہ جواب دینا کہ غلطی سے لکھا گیا۔ افسوس ہے کہ نبی ہو اور جھوٹ لکھ دے اور باقی دو جھوٹ۔ ان کا جواب تو آخر تک نہیں دیا۔ خیر مان لیا کہ مرزاقادیانی نے جھوٹ لکھا۔ لہٰذا ان کی کوئی بات بھی قابل اعتبار نہ رہی۔

تیسرے یہ کہ مرزاقادیانی کی پہلی زندگی کو ان کی نبوت کا معیار بتانا۔ سو اس کے متعلق میں نے یہ کہا کہ مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔‘‘

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰)

اور نبوت سے قبل مرزاقادیانی خود حیات مسیح کے قائل تھے۔ لہٰذا پہلی زندگی تو

مرزا قادیانی کی مشرکانہ تھی اور دوسرے یہ کہ جب نبوت کے زمانہ میں مرزا قادیانی کے اور جھوٹ سنائے اور مطالبہ کیا۔ مگر جواب ندارد۔

۴...... (نور الحق حصہ دوم ص۱۹، خزائن ج۸ ص۲۰۹) میں مرزا قادیانی نے ایک حدیث نقل کی ہے: ’’**فاخبر رسول اللہ ﷺ خیر الانام ان الشمس تنکسف عند ظہور المہدی فی النصف من ہذہ الایام یعنی الثامن والعشرین قبل نصف النہار**‘‘ میں نے اس پر کہا کہ کتب احادیث سے عبارت بالا ایسے ہی نکال دیجئے ورنہ سمجھئے کہ مرزا قادیانی نے سخت جھوٹ بولا۔

۵...... (اربعین نمبر۳ ص۱۱، خزائن ج۱۷ ص۳۹۷) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی معیاد نہیں لگائی۔ یہی دعا کی کہ یاالٰہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔‘‘

مے پلا کر ساقیان ساحری فن آب میں کرتے ہیں جادو سے اپنی آگ روشن آب میں

۶...... (حقیقت النبوۃ حصہ اوّل ص۹۹، ۱۰۰، انوار العلوم ج۲ ص۴۲۹) میں لکھتے ہیں: ’’مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔‘‘

میں نے اس پر یہ کہا کہ بتلائیے کہ مجدد صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ وہ نبی کہلاتا ہے بلکہ مکتوبات میں تو محدث لکھا ہے۔ دیکھئے کیسا صریح کذب ہے۔

۷...... (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۳۴، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ: ’’ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابوہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔‘‘ میں نے اس پر یہ کہا کہ بتلائیے تفسیر ثنائی میں یہ کہاں لکھا ہے۔ اللہ رے دلیری اس قدر غضب۔ (باقی آئندہ) تصحیح۔ ماہ مئی کے رسالہ میں صفحہ۴ پر غلطی سے بجائے یعقوب علی کے قاسم علی لکھا گیا ہے۔ درست کرلیں۔ محمد پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہوری

(ماہنامہ تائید اسلام جون ۱۹۲۳ء ص۱۱ تا ۱۶)

(۴) چویا سیدن شاہ میں اہل سنت والجماعت کی فتح اور قادیانی جماعت کی شکست (۱۹۲۴ء)

’’وان جندنا لهم الغالبون وكان حقاً علينا نصر المؤمنين‘‘

انجمن اسلامیہ حنفیہ کا تیسرا سالانہ جلسہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ر مارچ ۱۹۲۴ء کو ہوا۔ جناب قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر لدھیانوی، جناب مولوی حاجی عبدالواحد صاحب علمبردار لاہوری، جناب مولوی محمد صاحب سکنہ سموال شریف ضلع میر پور اور چند دیگر علماء علاقہ کے بھی شامل تھے۔ دو اجلاس پیر مخدوم جہانیاں میں ہوئے اور ایک متصل موضع دوالمیال میں۔ قاضی صاحب اور حاجی صاحب نے مرزائیت کی ایسی قلعی کھولی کہ قادیانیوں میں ماتم برپا ہوگیا اور بہت سی حیص بیص کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر مناظرہ قرار پایا۔

۱...... دونوں طرف سے ایک ایک منصف ہو۔

۲...... ایک غیر مسلم سرپنچ ہو اور امر زیر بحث ’’مرزا قادیانی کا اسلام اور صداقت‘‘ لیکن مرزائیوں کو امر زیر بحث پر اعتراض تھا اور وہ ’’حیات وممات مسیح‘‘ کو مبحث قرار دینا چاہتے تھے۔ پھر ہم نے کہا کہ یہی سہی۔

اس بات پر اتفاق ہوا کہ بحث تھانہ چویا سیدن شاہ میں ہو۔ دونوں فریق نے سرکاری انتظام کے لئے تھانہ میں حاضر ہوکر درخواست دی۔ مہر خان صاحب انسپکٹر اور آغا عباس رضا خان صاحب سب انسپکٹر نے انتظام کردیا اور مندرجہ ذیل تنقیحات قلمبند ہوئیں۔

۱...... اہل سنت والجماعت کی طرف سے حاجی عبدالواحد صاحب علمبردار لاہوری مناظر (۲) سید لعل شاہ صاحب سکنہ دوالمیال (۳) قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی معاون۔ احمدیہ پارٹی کا مناظر (۱) مولوی کرم داد سکنہ دوالمیال (۲) فتح محمد نمبردار کلاں سکنہ ایضاً (۳) محمد بخش بافندہ سکنہ ایضاً معاون۔

(قاضی عبدالواحد کا عقیدہ ہے کہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر نہیں چڑھائے گئے وہ زندہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ زندہ آسمان پر تشریف لے گئے ہیں قیامت سے پہلے بدستور اپنے جسم میں زندہ ہی تشریف لائیں گے۔ (تردید بذریعہ مولوی کرم داد) یعنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے۔ (۲) اور نیم مردہ اتار لئے گئے اور پھر ان کو مرہم

عیسیٰ لگائی گئی، پھر اچھے ہوئے۔ پھر طبعی موت سے فوت ہوئے اور کشمیر میں مدفون ہیں۔ جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے (۳) حاجی صاحب کے ذمہ یہ بھی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نہیں ہے۔ (تردید مولوی کرم داد) یعنی کہ مرزا قادیانی سچے مسیح موعود ہیں۔ اہل سنت والجماعت قرآن شریف انجیل، احادیث کتب مرزا قادیانی سے ثبوت پیش کریں گے۔ (تردید بذمہ مولوی کرم داد) احمدیہ پارٹی کہتی ہے کہ ہم صرف قرآن شریف کے الفاظ کا ترجمہ قرآن کریم کے دوسرے مقام سے یا صحیح حدیث یا کسی الفاظ کے ترجمہ کے لئے منتہی الارب وقاموس ودیگر لغات عربی سے ثبوت پیش کریں گے۔

تقریر اوّل ۳۰ منٹ ہر دو فریق کو اور تقریر ثانی ۱۰ منٹ ہر دو فریق کو۔ ۱۶/مارچ ۱۹۲۴ء ۵ بجے شام حضرت خواجہ سیدن شاہ کے دربار میں بحث شروع ہوئی۔ پہلی تقریر حاجی عبدالواحد صاحب لاہوری کی تھی جس میں آپ نے انجیل وقرآن سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ سولی نہیں دیئے گئے۔ بلکہ شمعون نامی ایک کرینی آدمی تھا جیسا کہ انجیل متی میں (جب باہر آئے تو انہیں شمعون نام کا ایک کرینی آدمی ملا اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر تپ ملی ہوئی مے اسے پینے کو دی۔ مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا اور انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا) جس کی تائید قرآن کریم نے بھی فرمادی ''وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم'' اور قرآن نے اور بھی واضح کردیا کہ: ''وما صلبوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ'' اور فرمایا مسیح کہتے ہیں ممسوح کو یعنی جس کے سر کا مسح کیا گیا ہو۔ پہلے زمانے میں دستور تھا جب کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھتا اس کے سر پر تیل ملا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سر پر تیل ملا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سر پر پانی ملا گیا۔ جیسا کہ اب تک عیسائیوں میں رواج ہے کہ جس کو عیسائی بناتے ہیں اس کے سر پر پانی سے مسح کرتے ہیں۔ اس لئے میرا قادیانی مولوی صاحب سے مطالبہ ہے وہ بتائیں کہ مرزا قادیانی کو تیل ملا گیا یا پانی کس گرجا میں اور رات کو یا دن کو۔ وقت ختم!

مولوی کرم داد قادیانی: کلمہ شہادت۔ پھر حسبنا اللہ کتاب اللہ۔ یہ آپ نے پہلی غلطی کی اور آیت: ''یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ'' سے استدلال کر کے کہا حضرت عیسیٰ فوت ہوگیا ہے۔ آپ کی دوسری غلطی تھی جس سے آپ کے علم کی قلعی کھل گئی۔ پھر کہا کہ توفی کا معنی بجز موت کے قرآن کریم میں نہیں آیا۔ بھلا ایک آیت تو پیش کریں

جس میں توفی کے معنی موت نہ ہو اور کہ ایسا کوئی جسہ نہیں جو بغیر کھائے زندہ رہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:''وجعلنا هم جسداً لایأکلون الطعام وما کانوا خالدین'' تو پھر حضرت عیسیٰ بغیر کھائے اب تک کیوں کر زندہ رہ سکتے ہیں۔ وقت ختم!

پھر حاجی صاحب نے فرمایا: مولوی صاحب نے اصل بحث کی طرف بالکل رخ نہیں کیا۔

۱...... کیا ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ سولی چڑھائے گئے۔

۲...... کیا یہ ثابت کیا کہ وہ کشمیر میں مدفون ہیں؟ ہرگز نہیں۔ زیادہ زور آپ نے توفی پر خرچ کر دیا اور دعویٰ سے کہا کہ ایک آیت بھی توفی کی قرآن کریم میں ایسی نہیں جس کا معنی موت نہ ہو۔

سنئے: (۱)''فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم'' (۲)''توفی کل نفس ما عملت'' (۳)''ثم توفی کل نفس ما کسبت'' ان آیتوں میں توفی کے معنی پورا دینے کے ہیں اور براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے بھی اس کے یہی معنی کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو (براہین احمدیہ ص۵۱۹، خزائن ج۱ ص۶۲۰ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) اور یہ حدیث بھی پیش کی گئی جو عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس رات آنحضرت ﷺ کو معراج ہوا آپ نے ملاقات کی حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے۔ ان سب نے قیامت کا ذکر کیا تو حضرت ابراہیم سے سب نے پوچھا (سب سے بزرگ جان کر) لیکن ان کو کچھ علم نہ تھا قیامت کا۔ پھر سب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ان کو بھی علم نہ تھا۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے کہا کہ مجھ سے وعدہ ہوا ہے قیامت سے کچھ پہلے دنیا میں جانے کا لیکن قیامت کا ٹھیک وقت تو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے۔ پھر بیان کیا کہ دجال کے نکلنے کا حال اور کہا میں اتروں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جائیں گے۔ الخ (سنن ابن ماجہ مترجم مولوی وحید الزمان ج۳ ص۳۴۳)

اور شرح مقاصد میں ہے عظماء علماء کا یہ قول ہے کہ چار نبی زندہ ہیں۔ خضر والیاس زمین میں اور عیسیٰ وادریس آسمان پر۔ ملاحظہ ہو (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۴۷)

رہا مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ کوئی جسم بغیر طعام کھائے زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو میں لکھتا ہوں کہ اصحاب کہف ۳۰۹ سال غار میں زندہ رہے بغیر طعام کے اور فرمایا ہمارا حیات مسیح کا عقیدہ ۱۳۰۰سو سال سے چلا آتا ہے۔ خداوند کریم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ہم کو پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ جو تم کو اس عقیدہ سے روکے گا وہ شیطان ہوگا اور حضرت

عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں۔ ملاحظہ ہو پارہ ۲۵ سورۃ زخرف۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ نشانی تو ہو۲ ہزار برس پہلے اور قیامت کا ابھی نام ونشان تک نہ ہو۔ وقت ختم!

مولوی کرم داد قادیانی نے فرمایا قرآن کریم میں ہے: ’’قل اللّٰہ اعلم بما لبثوا ‘‘ کہہ اللہ خوب جانتا ہے اس مدت کو کہ رہے وہ۔ (حاجی صاحب نے کہا) یہ مدت بھی تو خدا نے ہی بتائی ہے (مولوی کرم داد نے کہا) وہ جاگتے تھے صرف ان کے دلوں پر پردہ تھا۔ (حاجی صاحب) ’’وتحسبھم ایقاظاً وھم رقود ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال ‘‘ (ترجمہ) گمان کرے تو ان کو جاگتے اور وہ ہیں سوتے اور کروٹیں بدلواتے ہیں ہم ان کو دہنی طرف اور بائیں طرف۔ (حاجی صاحب) اگر وہ جاگتے ہوتے تو خود کروٹیں نہ بدل سکتے۔ (مولوی کرم داد) میری عقل نہیں مانتی کہ کوئی جسد بغیر کھائے اتنی مدت زندہ رہ سکتے۔

(انسپکٹر صاحب) آپ کی عقل نہ مانے تو کیا واقعہ ہی درست نہیں؟ بس اسی پر تالیاں بج گئیں۔ ’’قادیانی ہار گئے‘‘ کی صدائیں آنے لگیں۔ مولوی کرم داد کے ضمیر میں یہ خیال ضرور آتا ہوگا:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آتے تھے لیکن بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے

چونکہ وعدہ تھا اگر حیات مسیح ثابت ہوگئی تو مولوی صاحب مرزا قادیانی کو کافر اور سب دعوؤں میں کذاب وجھوٹا مان لیں گے۔ لہٰذا امید ہے کہ وہ اپنا وعدہ ایفا کرے سچے وپکے مسلمان ہوجائیں گے۔ والسلام (سید کرم حسین شاہ سیکرٹری) انجمن اسلامیہ حنفیہ چویا سیدن شاہ ضلع جہلم ۲۲؍مارچ ۱۹۲۴ء (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۶، مئی ۱۹۲۴ء ص۲۲ تا ۲۴)

(۵) موضع پنام میں مرزائیوں کو شکست فاش (۱۹۲۴ء)

بروز جمعرات مؤرخہ ۳؍جولائی ۱۹۲۴ء کو موضع پنام میں مولوی اللہ دتہ مرزائی جالندھری مع ۲۰ دیگر مرزائیوں کے آئے اور مسلمانان اہل سنت والجماعت کو مناظرہ کے لئے چیلنج دیا۔ چونکہ اس وقت مسلمانوں کی طرف سے یہاں کوئی عالم موجود نہ تھا۔ لہٰذا گڑھ شنکر سے مولانا نادر علی صاحب کو بلایا گیا۔ مولوی صاحب اگرچہ اسی وقت ہوشیار پور سے آرہے تھے۔ مگر یہ پیغام پہنچتے ہی فوراً روانہ ہوکر ۱۲ بجے موضع پنام میں پہنچ گئے۔ یہاں آکر مرزائیوں سے شرائط مناظرہ طے کیں اور ۲ بجے مناظرہ شروع ہوکر پانچ بجے ختم ہوا۔ مرزائی

ایسے لاجواب ہوئے کہ: ’’نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن‘‘ والا معاملہ ہوگیا۔ بالآخر پبلک نے فیصلہ دیا کہ مرزائی مولوی نے چونکہ مولانا نادر علی صاحب کے اعتراضوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لہٰذا مرزائیوں کو شکست فاش ہوئی اور اہل سنت والجماعت کو فتح مبین۔

حاضرین میں سے چند معززین کے دستخط:

العبد: رانا نبی بخش، العبد: بابو خان ولد روڈے خان، العبد: رحمت خان ولد سکندر خان، العبد: امیر خان صدر جلسہ، العبد: قاضی غوث علی شاہ

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۸، جولائی ۱۹۲۴ء ص۱۶)

(۶) موضع سریعہ میں اللہ دتہ قادیانی کا بحث سے گریز اور مسلمانوں کی فتح عظیم (۱۹۲۵ء)

مولوی قاضی محمد شریف صاحب موضع سریعہ سے بذریعہ کارڈ اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی اللہ دتہ قادیانی کے باپ نے خود ہی تمام مسلمانوں کو کہا کہ میرا بیٹا مرزا قادیانی کی صداقت پر بحث کرے گا۔ تم اپنا کوئی مولوی بلالو۔ ہم نے مولوی نادر علی کو گڑھ شنکر سے بلایا۔ مگر افسوس جب مولوی نادر علی صاحب پہنچے تو مولوی اللہ دتہ جالندھری حال قادیانی بھاگ گئے اور اپنے سسرال کے ہاں چلے گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ مولوی اللہ دتہ انہی مولوی نادر علی صاحب سے گڑھ شنکر میں شکست کھا چکے تھے۔ اب مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ محمد پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۲، ستمبر ۱۹۲۵ء ص۱۴)

(۷) نوٹس بنام اللہ دتہ قادیانی مولوی فاضل سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان (۱۹۲۵ء)

جناب مولوی صاحب وفات مسیح کی نسبت جس قدر خط وکتابت آپ نے کی، آخر بے نتیجہ چھوڑ کر آپ خاموش بیٹھ گئے۔ میرے آخری خط مؤرخہ ۲۰ / اگست ۱۹۲۵ء کا جواب جب نہ آیا۔ میں نے ریمانڈر رسالہ تائید اسلام بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء میں دیا۔ تب بھی آپ کی طرف سے صدائے نخاست۔ پھر رسالہ تائید اسلام ماہ اکتوبر میں آپ کو اطلاع دی کہ آپ جواب دیں ورنہ آپ کی شکست اور مسلمانوں کی فتح شائع کی جائے گی۔ آپ نے پھر بھی توجہ

نہ کی اور کوئی جواب نہ دیا۔ اب یہ آخری نوٹس ہے کہ اگر آپ نے اب بھی جواب نہ دیا تو آپ کی پرغم شکست اور مسلمانوں کی فتح عظیم رسالہ تائید اسلام بابت ماہ دسمبر میں شائع کر کے بتایا جاوے گا کہ قرآن شریف میں سے کوئی آیت مرزائی پیش نہیں کر سکتے جس میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہو چکی ہے اور یہ مرزائیوں کا بہتان عظیم اور سخت دھوکا دہی اور دروغ بیانی ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف نے بڑی وضاحت سے وفات مسیح بیان کی ہے۔

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۴، نومبر ۱۹۲۵ء ص۱۶)

(۸) تحریری مناظرہ میں اللہ دتہ قادیانی کی شکست اور شرمناک گریز (۱۹۲۶ء)

کذب رانبود فروغی چوں آید نور حق

ایک سال چار ماہ کی خط وکتابت کے بعد مصرعہ ’’چودم براد شتم مادہ برآمد‘‘ کا مضمون صادق آیا۔ مولوی اللہ دتہ قادیانی مولوی فاضل نے (ریویو آف ریلیجنز ص۱۳ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء) میں دعویٰ کیا تھا کہ قرآن شریف میں صاف طور پر وفات مسیح بیان فرمائی گئی ہے۔ میں نے اس پر لکھا تھا کہ ایک سو روپیہ انعام دوں گا۔ اگر آپ قران شریف میں صاف طور پر لکھا ہوا دکھا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہو چکی ہے۔ اس کے جواب میں مولوی اللہ دتہ نے لکھا کہ روپیہ ڈاکخانہ میں جمع کرا دو اور شرائط لکھو کہ کن کن شرائط پر انعام دو گے۔ میں نے لکھا کہ صرف چار شرطیں ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت میں سے وہ الفاظ پیش کریں گے جن سے صاف طور پر ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہو چکی ہے۔

دوم: ایک منصف ہمارا اور ایک منصف آپ کا ہوگا اور ایک سرپنچ ہندو ہوگا جو فیصلہ دے گا کہ آیت پیش کردہ میں صاف طور پر وفات کا مسیح پر وارد ہو جانا مذکور ہے۔

سوم: انعام کا جو ایک سو روپیہ ڈاک خانہ میں جمع ہے۔ اس کی پاس بک کسی شخص معتبر فریقین کے پاس رکھی جائے گی۔ جب فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا تو اس کتاب سے سو روپیہ نکال کر آپ کو دیا جاوے گا۔

چہارم: صرف تین پرچے ہوں گے۔ میرا سوال، آپ کا جواب اور میرا جواب

الجواب۔ یہ تینوں پرچے منصفوں کے پاس بھیجے جائیں گے اور بعد میں سرپنچ کے پاس جو فیصلہ دے گا۔ پھر روپیہ نکال کر آپ کو دیا جائے گا۔ میری طرف سے مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور منصف ہوں گے۔ آپ اپنے منصف کا نام بتادیں اور سرپنچ نام زد کریں۔ الخ! چنانچہ مولوی صاحب نے چوہدری ظفراللہ خان صاحب بیرسٹر کو اپنا منصف مقرر فرمایا۔ ان شرائط پر مولوی صاحب نے کوئی اعتراض یا تنسیخ نہیں کی اور لفظ صاف طور پر بحث شروع کر دی کہ صاف طور سے آپ کیا یہ مطلب ہے۔ جو بات استدلال سے ثابت ہو۔ کیا وہ صاف طور پر ثابت نہیں ہوتی۔ الخ! فقط: مولوی اللہ دتہ مؤرخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۴ء

اس کا جواب میں نے یہ لکھا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ مسیح کا فوت ہوجانا قرآن میں صاف طور پر دکھا دوں گا۔ پھر آپ نے راہ گریز اختیار کر کے لکھا کہ استدلال سے ثابت کروں گا۔ گویا آپ وفات مسیح خصوصیت سے تو قرآن میں دکھا نہیں سکتے اور یہ آپ کے دعویٰ کے برخلاف ہے۔ الخ!

اس پر مولوی اللہ دتہ نے جواب دیا کہ استدلال سے ہماری مراد قواعد منطقیہ اور کلامیہ سے ثابت شدہ صاف اور بین استدلال ہے۔ جس سے ایک اور ایک دو کی طرح وفات مسیح ثابت ہوا۔ آپ کی لغو استدلال کو ہم استدلال نہیں سمجھتے۔ الخ!

فقط: مولوی اللہ دتہ مؤرخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۴ء

اس کے جواب میں نے لکھا: افسوس صاف طور پر لفظ آپ نے خود ہی استعمال فرمایا اور خود ہی اس سے گریز کر گئے اور استدلال کی طرف آئے۔ صاف طور کے معنی آپ کو بتادیئے کہ آپ کو وہ الفاظ دکھانے ہوں گے۔ جن کے معنی یہ ہوں کہ مسیح پر وفات وارد ہو چکی ہے۔ چونکہ ایسا دکھانے سے آپ عاجز ہیں۔ اس واسطے کج بحثی کررہے ہیں۔ الخ!

غرض کہ مولوی اللہ دتہ ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء سے کج بحثی کررہے ہیں۔ پہلے دعویٰ کیا کہ صاف طور پر قرآن کی آیت سے وفات مسیح دکھا دوں گا۔ اس سے گریز کر کے پھر لکھا کہ جس طرح موسیٰ، ابراہیم، یونس، نوح علیہم السلام کی موت مذکور ہے دکھا دوں گا۔ پھر لکھا استدلال سے ثابت کروں گا کہ مسیح فوت ہوگیا۔

پھر لکھا کہ قواعد منطقیہ اور کلامیہ سے ثابت کروں گا۔ حالانکہ دعویٰ تھا، صاف طور پر وفات مسیح قرآن میں دکھا دوں گا۔ جب کہا کہ دکھاؤ تو استدلال اور قواعد منطقیہ لے

بیٹھے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ صاف طور پر قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ جب میں پوچھا کہ استدلال کی اور قواعد منطقیہ اور کلامیہ کی کب ضرورت پڑتی ہے تو جواب ندارد۔ یہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ استدلال کی ضرورت تب ہی پڑتی ہے۔ جب کہ صراحت نہ ہو اور انعام صراحت دکھانے پر ہے۔ غرض کہ ایک سال اور چار ماہ سے اسی طرح کج بحثی ہو رہی تھی کہ ۱۲/اگست ۱۹۲۵ء سے جواب دینا مولوی صاحب نے بند کر دیا۔

میں نے رسالہ انجمن تائید اسلام لاہور کے رسالہ ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء میں لکھا کہ یہ تیسری یاددہانی ہے۔ مگر پھر بھی جواب نہ آیا اور نہ مضمون پہنچا۔ پھر میں نے رسالہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء میں لکھا کہ اگر جواب دینے سے عاجز ہو تو جواب تو دو۔ ورنہ ہم خود وفات مسیح کی تردید کر دیں گے۔ اس پر بھی صدائے برنخواست کا مضمون صادق آیا۔ پھر رسالہ نومبر ۱۹۲۵ء کے (ص۱۶) پر مبسوط نوٹس دیا کہ اگر مولوی اللہ دتہ اب بھی جواب نہ دیں گے تو ان کی شکست اور مسلمانوں کی فتح چھاپی جاوے گی۔ تب مولوی صاحب نے جواب دیا۔ جواب کیا ہے وہی گالیاں جیسا کہ اس جماعت کا قاعدہ ہے۔ کھسیانے ہو کر اور جواب دینے سے عاجز آ کر گالیاں پر اتر آتی ہے۔ لعنتوں کی پوچھاڑ کر کے لکھا کہ مساوی شرائط پر فیصلہ کروں گا۔

میں نے لکھا کہ مساوات کے تو یہ معنی ہیں کہ دونوں طرف سے شرطیں برابر ہوں تو آپ فرماتے ہیں کہ نہیں میں آپ کو کچھ نہ دوں گا اور نہ آپ کو میرے مضمون پر جرح کرنے کا حق ہوگا۔ میں صرف مضمون لکھ کر منصف کے پاس بھیج دوں گا اور وہ فیصلہ دے دیں گے۔ اللہ اکبر! مولوی فاضل اور یہ انصاف اور یہ علم کہ مساوات کے معنی یک طرفہ ڈگری۔ تعجب ہے مولوی فاضل کیسے ہوگئے۔ افسوس! انعام میں دو اور شرطیں آپ کریں۔ کوئی نظیر دنیا میں ہے کہ انعام حاصل کرنے والا انعام دینے والے کی شرط نہ مانے اور اپنی من مانی شرائط پر انعام حاصل کرنے۔ پس مولوی صاحب قرآن شریف میں کوئی آیت نہیں دکھا سکتے کہ جس کے معنی یہ ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت وارد ہو چکی ہے۔ مولوی اللہ دتہ قادیانی کا گریز ان کی اس طفلانہ حرکت سے یہی ثابت ہے۔ جو انہوں نے ایک طرف تو مجھ سے سوال کیا کہ آپ کو مساوی شروط پر فیصلہ کرنا منظور ہے یا نہیں اور دوسری طرف (اخبار الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۷۳، ۷۴ ص۱۴ کالم نمبر۲ مؤرخہ یکم و پنجم/جنوری ۱۹۲۶ء) میں زیر عنوان ''منشی پیر بخش کا فرار'' لکھتے ہیں کہ: ''پیر بخش گریز کر گیا۔ حالانکہ میں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا اور ان کا کارڈ مؤرخہ

۱۴/دسمبر ۱۹۲۵ء زیر جواب ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا گریز ہوسکتا ہے؟ ان کے پوسٹ کارڈ کا اب جواب الجواب یہی ہے کہ صرف وہ قرآن شریف کی آیت لکھیں جس میں صاف طور پر وفات مسیح بیان فرمائی گئی ہے اور میرے جرح کے ساتھ منصفوں کے پاس بھیج دیں۔ اب تو مساوی شروط ہوگئے۔ ایک پرچہ میرا اور ایک آپ کا۔ جلدی اپنا پرچہ بھیج دیں اور وقت ضائع نہ کریں اور یاد رکھیں کہ ان کی خلاصی ہرگز ایسے کذب بہتانوں سے نہ ہوگی۔

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱، جنوری ۱۹۲۶ء ص۱تا۴)

(۹) چک ۳۳ سرگودھا میں فتح عظیم اور قادیانیوں کو شکست فاش (۱۹۲۶ء)

۱۳،۱۴/اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز بدھ و جمعرات مابین مسلمانان اہل سنت والجماعت وفرقہ مرزائیہ چک ۳۳ جنوبی علاقہ سرگودھا میں مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا مولوی محمد مسعود صاحب ساکن الہرا ضلع سیالکوٹ اور مولانا مولوی حافظ محمد شفیع صاحب مناظر تھے اور جماعت مرزائیہ کی طرف سے مولوی عبدالکریم ومولوی محمد یار اور مولوی عبدالرحمٰن صاحبان تھے اور امور زیر بحث حیات مسیح، ختم نبوت، صدق وکذب مرزا قرار پائے۔ ابتداءً مولوی محمد شفیع صاحب (مسلمان مناظر) اور مولوی عبدالکریم مرزائی میں گفتگو ہوئی۔ مسلمان مناظر نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے حیات مسیح پر وہ زبردست دلائل پیش کئے کہ مرزائی مناظرہ ان کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

آیت: ''بل رفعه الله اليه'' سے حافظ محمد شفیع صاحب نے حیات مسیح کو روز روشن کی طرح ثابت کردیا۔ اس کے بعد مسلمان مناظر مولوی محمد مسعود صاحب نے آیت: ''وخاتم النّبیین'' پڑھ کر ختم نبوت کی بحث طے کی جس کا مرزائی مناظر بقول ''ھا ھا لاادری'' کوئی جواب نہ دے سکے۔ مولانا نے علاوہ آیت مذکورہ کے پندرہ صحیح احادیث بھی ثبوت دعویٰ میں پیش کیں اور مرزائی کتاب (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱) سے خاتم النّبیین کے معنی ''نبیوں کے ختم کرنے والا'' دکھا دیئے۔ اس کے بعد مولوی محمد یار مرزائی نے ظلی اور بروزی نبوت کی بحث چھیڑی جس میں نے اس نے منہ کی کھائی اور خاموش ہوا۔

زاں بعد تیسرا مسئلہ مرزا قادیانی کے صدق وکذب کا تھا۔ مسلمان مناظر نے مرزا

کی کتابوں سے توہین انبیاء علیہم السلام، محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق، ڈاکٹر عبدالحکیم اور مرزا سلطان محمد کی متعلقہ پیش گوئیوں کو جھوٹا ثابت کر کے مرزائی مناظرین کا ناطقہ بند کر دیا۔ زاں بعد ایک مرزائی نے بآواز بلند کہا کہ چوں کہ مناظرہ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ لہٰذا فریقین مباہلہ کریں۔ جس پر مسلمان مناظر نے زور سے پکار کر کہا کہ مباہلہ منظور مگر میعاد دس یوم ہی ہو تاکہ جلدی حق ظاہر ہو۔ مگر مرزائیوں نے ایک سال میعاد کہہ کر مباہلہ سے بھی فرار کیا۔ اس طرح خدا نے مسلمان اہل سنت والجماعت کو فتح عظیم اور مرزائیوں کو شکست فاش دی۔

مناظرہ میں مرزائیوں کی اس قدر کمزوری اور دلائل سے بیکسی دیکھ کر مسمی خدا بخش ساکن چک نمبر۱۲۳ جنوبی سرگودھا نے مرزائیت سے توبہ کی اور داخل اسلام ہوا۔ اللھم زد فزد!

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱۲، دسمبر۱۹۲۶ء ص۱۵)

(۱۰) پکھوال ضلع لدھیانہ میں اہل سنت والجماعت سے مناظرہ میں مرزائیوں کی شکست فاش (۱۹۲۷ء)

موضع پکھوال ضلع لدھیانہ میں ایک مرزائی مسمی محمد حسین قانون گو گاؤں کے اہل سنت وجماعت مسلمانوں کو ہمیشہ عقائد مرزائیہ کی تبلیغ کیا کرتا اور مرزاغلام احمد قادیانی کو امام وقت، نبی اور مسیح موعود بتاتا۔ لوگ کہتے کہ ہمارے علماء سے گفتگو کرو پھر ہمارے علماء ہمیں جو کچھ کہیں گے اس کے ماننے میں عذر نہ ہوگا۔ چنانچہ قرار پایا کہ ۲۰ر فروری ۱۹۲۷ء کو موضع مذکور میں علمائے فریقین کا مناظرہ ہو جس کا محمد حسین مرزائی نے اہل سنت کو چیلنج دیا تھا۔

اہل سنت ساکنین پکھوال نے میاں عمر دین، قاضی علی بخش اور فتح الدین کو لدھیانہ کے علمائے اہل سنت کی خدمت میں بھیجا اور یہ مدرسہ عزیزیہ کے مہتمم حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب نے چیلنج منظور کرتے ہوئے مندرجہ ذیل علماء کو تاریخ مقررہ پر حاضر کر دیا۔ حافظ عبدالرشید صاحب، مولانا رحمت علی صاحب، مولانا غلام محمد صاحب، مولانا مشتاق احمد صاحب، مولانا نادر علی صاحب، مولانا احمد بخش صاحب ومولانا نیاز احمد صاحب۔

مسائل زیر بحث: (۱) صداقت مرزا۔ (۲) حیات وممات مسیح اور فیصلہ پبلک پر رکھا گیا۔

بحث اوّل میں غلام احمد مرزائی مدعی اور مولانا نادر علی صاحب گڑھ شنکر والے مدعا علیہ مجیب تھے۔ وقت ۱۱بجے سے ۲بجے تک ۳ گھنٹے۔

بحث دوم میں غلام احمد مرزائی مدعی اور اہل سنت کی طرف سے مولانا رحمت علی صاحب مدرسہ عزیزیہ لدھیانہ کے مدرس عربی تھے۔ ۳بجے سے پانچ تک ۲ گھنٹے وقت تھا۔ دونوں مبحث پر نہایت امن واطمینان سے بحث ہوئی۔ فیصلہ پبلک نے بالاتفاق علمائے اہل سنت کے حق میں دیا اور مرزا قادیانی کو جھوٹا بتایا۔ اہل سنت نے خوشیاں منائیں، تحسین وآفرین اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور مرزائی صاحبان ندامت کے ساتھ فرار ہوئے۔

پھر دوسرے روز اہل سنت نے ذیلدار اور معزز اہل ہنود کی موجودگی میں مرزائیوں کو مناظرہ کے لئے کہا تو غلام احمد مرزائی نے پہلے گلا بند ہونے کا بہانہ کیا اور بعدازاں لیت ولعل کر کے ٹال دیا اور پیچھا چھڑوایا۔ اب خدا کے فضل سے پکھوال میں مرزائی عقائد کا پول کھل گیا ہے۔ آئندہ مسلمانوں کے ان عقائد سے محفوظ رہنے کی توقع ہے۔

قاضی علی بخش امام مسجد پکھوال وحبیب اللہ

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۴، اپریل ۱۹۲۷ء ص۵)

(۱۱) موضع اوڑ میں مرزائیوں کی شکست فاش (۱۹۲۷ء)

۲۹رجنوری سے یکم رفروری ۱۹۲۷ء تک موضع اوڑ میں مرزائیوں کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اہل سنت کو مرزائیوں کی طرف سے دو ایک روز پہلے ہی مناظرہ کا چیلنج دیا گیا تھا۔ لہٰذا نادر علی صاحب ساکن گڑھ شنکر کو مسلمانان اہل سنت نے بلا لیا۔ چنانچہ ۳۰رجنوری ۱۹۲۷ء کو مولانا نادر علی صاحب اور مولوی غلام رسول مرزائی راجیکے والے میں ایک بجے سے چار بجے تک مناظرہ ہوا اور فیصلہ پبلک پر رکھا گیا۔ مسلمان، ہندو، سکھ اور آریہ ہر ایک مذہب وملت کے بکثرت لوگ شریک تھے۔ مناظرہ پورے امن اور اطمینان سے ہوا اور جملہ حاضرین نے فیصلہ مولانا نادر علی صاحب مسلمان مناظرہ اہل سنت کے حق میں دے کر مرزائیوں کو جھوٹا بتایا۔ حاضرین میں سے چند ایک کے نام ودستخط درج ذیل ہیں:

چھجو خان وائس پریذیڈنٹ بقلم خود، نبی بخش نمبردار بقلم خود، بوٹے خان مدرس اور بقلم خود، عنایت خان نمبردار اوڑ، محمد حسین زرگر گوڑ وپڑ، ولایت خان نمبردار گوڑ وپڑ، حاجی

نبی بخش حکیم، چوہدری میر خان (دستخط انگریزی) چھجو رائیں، امام دین رحمت، پیر بخش گوڑوپر، رحمت شاہ، نعمت شاہ، نورالدین، جیگری مل ولد رلامل کھتری (دستخط ہندی) شورام پوسٹ ماسٹر، تاراچند بقلم خود، کرم چند حکیم، سوہن لال والد لالہ نتھومل، منشی خان، الہ بخش، ازارسنگھ، وادسدیو برہمن، سرمدیال، کریم بخش، خیرشاہ، پنڈت میلارام (دستخط ہندی) سردارو ریام سنگھ جاگیردار اوڑ۔ وغیرہ وغیرہ! (ماہنامہ تائیداسلام نمبر۴، اپریل ۱۹۲۷ء ص۶)

(۱۲) موضع ایرانہ خورد ضلع ہوشیار پور میں مرزائیوں کو شکست فاش (۱۹۲۷ء)

مکرم بندہ منشی محمد پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائیداسلام لاہور السلام علیکم!

ہمارے گاؤں کے اردگرد دوتین گاؤں میں کچھ مرزائی آباد ہیں جن کے مرزائی مولوی ہر سال دورہ پر آتے ہیں۔ اس سال بھی وہ دورہ پر آئے۔ موضع ایرانہ خورد کے مسلمانان اہل سنت وجماعت کو جب معلوم ہوا کہ مرزائی مولوی ہمارے گاؤں میں بھی آئیں گے تو انہوں نے ۱۰؍فروری ۱۹۲۷ء کو مشہور آفاق عالم جناب قاضی فضل احمد کو لدھیانہ سے بلا لیا۔ ۱۱؍فروری کو جمعہ پڑھا گیا اور ۱۲؍فروری کو علی الصباح مرزائی مولویان یعنی حافظ جمال الدین قادیانی اور غلام رسول راجیکے والے ایرانہ خورد میں پہنچ گئے۔ اہل سنت وجماعت نے ان سے کہا کہ ہم سے مناظرہ کرو۔ اس پر کہ:

اوّل: مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان تھے؟ دوم: یہ کہ کیا وہ نبی تھے؟ چنانچہ مرزائیوں نے مناظرہ قبول کیا۔ اسلامی مناظر نے کہا کہ کوئی غیرمسلم منصف ہونا چاہئے جو آزادی سے فیصلہ دے۔ مرزائیوں نے منصف ماننے سے انکار کیا۔ دوسرے روز پر بات جاپڑی۔ اب مسلمانان اہل سنت نے مرزائیوں سے کہا کہ اگر منصف آپ نہیں مانتے تو ویسے ہی مناظرہ کرلو۔ چنانچہ حسب رضامندی فریقین چوہدری عطامحی الدین خان صاحب بیرسٹر بارایٹ لاء، ہوشیار پور کے زیرصدارت جلسہ مناظرہ کا انعقاد قرار پایا اور کل ۳ گھنٹے جلسہ کا وقت تھا جس میں سے فریقین کو ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ دیاگیا۔

افسوس ہے کہ مرزائی مناظر حافظ جمال الدین مرزاغلام احمد قادیانی کو مسلمان بھی ثابت نہ کرسکے اور اہل سنت والجماعت کے مسلمان مناظر جناب قاضی فضل احمد صاحب نے مرزا

کی اپنی ہی کتابوں سے مرزا قادیانی کا کفر ثابت کردیا اور اردگرد کے مسلمان باشندگان پر جو اس مناظرہ کو سننے کے لئے بڑے شوق سے آئے تھے واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی واقعی مسلمان نہ تھے۔ اس مناظرہ میں خداوند تعالیٰ نے مرزائیوں کو شکست فاش اور مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی۔

المرسل: رائے احمد خان خریدار نمبر۲۰۲۶ رسالہ تائید اسلام لاہور از مقام کھنوڑہ ضلع ہوشیارپور (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۴، اپریل ۱۹۲۷ء ص۷)

(۱۳) بمقام ٹونہ پونہ واقع جزیرہ ٹرینی ڈاڈ (افریقہ برٹش انڈیز) میں مرزائیوں کی شکست فاش (۱۹۲۷)

مباحثہ مسجد روزہیل پوٹس آف پین

بروز جمعرات ۲۴/مارچ ۱۹۲۷ء مطابق ۲۰/رمضان المبارک کو جناب مقصود علی صاحب سوداگر بنگالی خاکسار رکن الدین کے پاس تشریف لاکر فرمانے لگے کہ جناب محمود خان صاحب (مرزائی) فرماتے ہیں کہ اگر حاجی رکن الدین صاحب قرآن مجید اور حدیث شریف سے دکھلا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ کے پیدا ہیں اور ابھی زندہ ہیں تو میں (محمود خان) توبہ کروں گا۔ بندہ نے جناب مقصود علی صاحب سوداگر سے دریافت کیا کہ کون روز، سوداگر صاحب نے فرمایا بروز جمعہ بتاریخ ۲۵/مارچ ۱۹۲۷ء بعد نماز جمعہ بندہ ۲۵/مارچ کو روزہیل کی مسجد میں حاضر ہوا۔ جاکر جناب محمود خان صاحب سے دریافت کیا۔ فرمایا کہ اگر تم قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت کردو کہ عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے اور ابھی زندہ ہیں تو میں (محمود خان) توبہ کروں گا۔ بندہ نے عرض کیا۔ بہت خوب۔ اب اوّل آپ قاضی (حکم) مقرر فرماویں جو فیصلہ کریں۔

جناب محمود خان صاحب نے تاجر الملوک اخوان المعظم میاں عبدالغنی صاحب وجناب شیخ شبراتی میاں صاحب کو قاضی (حکم) مقرر کیا۔ بندہ نے بھی ہر دو صاحبان کو منظور کیا۔ بندہ نے عرض کیا اب بندہ اور آپ تحریر فرماویں کہ یہ جو صاحبان منصف مقرر کئے گئے ہیں جو حکم (فیصلہ) فرمائیں گے وہ ماننا پڑے گا۔ چنانچہ وہ تحریر اس طرح تحریر کی گئی: ’’میں دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جو صاحبان منصف بنائے گئے ہیں بموجب کتاب اللہ اور بموجب

کتاب الاخبار کے کہیں گے وہ میں مانوں گا اور توبہ بدرگاہ رب العزت کروں گا۔ توبہ نامہ تحریر کروں گا۔ بقلم خود محمود خان!‘‘

’’منکہ بندہ رکن الدین اقرار کرتا ہے کہ یہ جو صاحبان منصف مقرر ہوئے ہیں جو فرمائیں گے مانوں گا اور توبہ نامہ تحریر کروں گا اور زبان سے توبہ کروں گا۔ بقلم بندہ حاجی رکن الدین۔‘‘

بعد اس کے بندہ نے جناب محمود خان صاحب سے عرض کیا کہ اوّل آپ اپنا دعویٰ ثابت کریں گے یا بندہ کو حکم ہوتا ہے؟ جناب محمود خان صاحب نے فرمایا کہ تم ثابت کرو میں اس کا رد کروں گا۔ پھر بندہ نے دریافت کیا کہ پہلے کیا ثابت کروں؟ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے؟ محمود خان صاحب نے کہا کہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونا ثابت کرو۔

چنانچہ بندہ نے پہلے قرآن مجید سے پھر احادیث شریف بخاری ومسلم سے اور بعد ازاں خود مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کی تصانیف سے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اب جناب محمود خان صاحب اس کے رد کرنے کو کھڑے ہوئے اور مرزائیوں کی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ جس سے وہ ایک بھی آیت قرآن شریف یا حدیث کا رد نہ کر سکے۔

اس پر قاضی (منصف) صاحبان نے فرمایا کہ آپ بے فائدہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں جو حاجی رکن الدین صاحب کی پیش کردہ آیات یا حدیث کا رد ہو۔ مگر وہ بادستور تضیع اوقات کرتے رہے اور کچھ بھی جواب نہ دے سکے نہ رد کر سکے۔ جب وہ خود ہی تھک کر بیٹھ گئے تو میاں شیخ شبراتی صاحب نے کھڑے ہوکر جملہ حاضرین مجلس سے جو قریباً چالیس صاحبان کے قدم رنجہ فرماتھے مخاطب ہوکر دریافت فرمایا کہ:

اے حاضرین مجلس! آپ صاحبان میں خداوند کریم کے فضل وکرم سے کچھ خواندہ صاحبان بھی تشریف فرما ہیں اور جو صاحبان خواندہ نہیں ہیں وہ بھی خود ہی واقف ہوگئے ہیں کہ جو آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال مرزا غلام احمد قادیانی جناب حاجی رکن الدین صاحب نے پیش کئے ہیں ان سے روز روشن کی طرح انہوں نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند کریم نے بے پدر پیدا کیا اور جناب محمود خان صاحب باوجود اس قدر زور مارنے کے اس کا رد نہیں کر سکے۔ بھائیو! ہم دونوں برادران خداوند کریم کے حکم کے بموجب میاں حاجی رکن الدین صاحب کو ڈگری دیتے ہیں۔

یہ حکم سنا کر جناب میاں شیخ شبراتی صاحب تو بیٹھ گئے۔ پھر جناب ملک التجار میاں عبدالغنی صاحب نے کھڑے ہوکر حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے دریافت فرمایا کہ کیوں حاضرین مجلس یہ عاصی کسی کی طرف داری نہیں کرتا۔ لہٰذا اگر یہ عاصی حاجی صاحب کے حق میں ڈگری دے تو آپ صاحبان ہاتھ اٹھائیں۔ اس پر سوائے ایک صاحب کے جو محمود خان صاحب کے مدح خوانوں میں تھے سب نے ہاتھ اٹھائے۔ زاں بعد جناب محمود خان صاحب سے عرض کیا گیا کہ اب آپ توبہ کریں اور تحریر کریں کہ اب میں اپنی زبان سے یہ کبھی نہیں کہوں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی باپ ہے۔ جناب محمود خان صاحب نے یہ لکھا تو تین مرتبہ مگر ہر بار مغالطہ ہی دیتے رہے۔ جیسا کہ ان کا دستور ہے۔ اس پر جو اصحاب محمود خان صاحب کے طرف دار تھے۔ انہوں نے خود بڑے زور سے محمود خان کو کہا کہ جیسا آپ نے اپنی زبان اور تحریر سے اقرار کیا تھا وہ پورا کرو۔ یعنی اپنے سابقہ عقیدہ سے توبہ کرو۔ لیکن اس خدا کے بندہ نے توبہ نہ کی۔ افسوس!

برادران اسلام! خداوند کریم اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے: ''بلیٰ من اوفی بعدہ واتقی فان اللہ یحب المتقین'' یعنی جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیزگاری کرے تو اللہ چاہتا ہے پرہیزگاروں کو۔ (آل عمران:۷۶)

(صحیح مسلم ج۱ ص۱۶۰) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار باتیں جس میں ہوں گی وہ نرا منافق ہے۔ ان چاروں میں یہ بھی ہے کہ اقرار کرے تو اس کے خلاف کرے۔ اب آپ صاحبان ہی خیال فرمائیں کہ ایسے صاحبان کو کیا کہا جائے۔

والسلام آپ کا خادم بندہ عاصی حاجی رکن الدین از ٹونہ پونہ جزیرہ ٹرینی ڈاڈ ۲۷؍مارچ ۱۹۲۷ء

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۵، مئی ۱۹۲۷ء ص۱۰تا۱۲)

(۱۴) بھلوال ضلع سرگودھا میں مرزائیوں کو شکست فاش (۱۹۲۷ء)

بمقام چک نمبر دس شمالی متصل بھلوال منڈی لادھن سرگودھا۔ مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان حیات مسیح، ختم نبوت اور صداقت مرزا پر بالترتیب تین روز مناظرہ ہوتا رہا۔ مسلمانوں کی طرف حضرت مولانا محمد حسین صاحب فاضل کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ تنہا مناظر تھے اور مرزائیوں کی طرف سے اللہ دتہ اور روشن علی صاحبان۔

خدا کا شکر ہے مسلمان مناظر نے مرزائیوں کی اپنے علمی دلائل و براہین سے وہ گت بنائی کہ تا زیست نہ بھولیں گے اور اس علاقہ کے لوگوں پر مرزائیوں کا پول کھل گیا اور حق ظاہر ہوگیا۔ مرزائی مناظر اللہ دتہ کی یہ حالت تھی کہ بیچارہ کو چھپنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ امید ہے وہ آئندہ کسی مسلمان مناظر کو منہ نہ دکھائے گا۔

زاں بعد رات کا جامع مسجد منڈی بھلوال میں حضرت مولانا محمد حسین صاحب سلمہ اللہ اسلامی مناظر نے وعظ فرمایا اور دوران وعظ میں مرزا کو کاذب ثابت کیا۔ چاروں طرف سے نعرۂ تحسین و آفرین بلند تھے۔ مرسلہ کریم بخش محلّہ معماران بھیرہ

صوفی حاجی محمد صاحب لکھتے ہیں کہ بابو فیروزالدین صاحب مرزائیت سے تائب ہوکر داخل اسلام ہوئے۔ اللہم زد فزد! (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۶، جون ۱۹۲۷ء ص۱۰،۱۱)

(۱۵) موضع عینو والی میں مرزائیوں اور حنفیوں کا مناظرہ (۱۹۲۳ء)

موضع عینو والی میں ایک شخص غلام رسول باشندہ دیہہ ہیں جو علاقہ بار میں پٹواری تھے۔ اب قادیانی مشن کے تنخواہی مبلغ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنی مفوّضہ ڈیوٹی کی ادائیگی میں موضع مذکور کے چند آدمیوں کو گمراہ کردیا۔ اس پر اہل دیہہ نے حافظ محمد شفیع صاحب کو (جو جامع مسجد قصبہ سنکھترہ میں درس دیتے ہیں) بلایا اور چار روز کی قیل وقال کے بعد بصد مشکل چوہدری صاحب کے ساتھ ۲۶ رفروری ۱۹۲۳ء کو مناظرہ قرار پایا۔

مبحث نمبر۱: دعاوی صداقت وکذب مرزا قادیانی۔

نمبر۲: حیات وممات مسیح۔

لالہ جوندامل منصف قرار پائے۔

دویوم مبحث نمبر۱ پر اور تیسرے دن حیات ممات مسیح پر بحث جاری رہی۔ آخرش اس بات پر فیصلہ قرار پایا کہ اگر حافظ صاحب کسی حدیث میں سے ''ینزل من السماء'' کا لفظ دکھا دیویں جس میں یہ تشریح ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو چوہدری صاحب عقیدہ قادیانی سے تائب ہوجاویں گے۔ طرفین میں اقرارنامہ دستخطی ہر دو صاحبان تحریر ہوکر ایک دوسرے کو دیا گیا۔ ۴ رمارچ ۱۹۲۳ء تاریخ فیصلہ قرار پائی۔ حافظ صاحب نے کتب خانہ قبلہ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور کے کتب خانہ سے کتاب حاصل کی اور کتاب

حدیث (کنز العمال ج ہفتم ص ۲۶۸ مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدرآباد دکن) سے نکال کر حدیث مذکور پیش کردی اور منصف نے فیصلہ بحق حافظ محمد شفیع سنا دیا۔ لیکن چوہدری صاحب نے اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا اور شرط وفا نہ کی اور کھسیانی بلی ہوکر بھاگے بھاگے ضلع گجرات میں مولوی غلام رسول واعظ ساکن موضع راجیکے کی خدمت میں جا حاضر ہوئے اور اپنے تازہ زخموں کی مرہم پٹی کے واسطے علاج کی درخواست کی اور ان کو مناظرہ کے لئے لا کھڑا کیا۔

مولوی صاحب ممدوح ایک پرانے جہاندیدہ تجربہ کار اور قادیانی مشن کے مسلمہ عالم اور مناظر بے نظیر ہیں اور حافظ مولوی محمد شفیع صاحب تعلیم یافتہ دیوبند صرف پچیس سالہ عمر کے ناتجربہ کار اور نوآموز سے ہیں۔ جو اوّل ہی اوّل میدان مناظرہ میں اترے ہیں۔ اس علاقہ میں مناظرہ ہذا کی شہرت عام تھی۔ اس لئے سامعین دور دور سے موقع پر جمع تھے۔ لیکن تین دن گزر گئے، شرائط مناظرہ قرار نہ پائیں۔ ہم لوگ بھی تین دن موضع عینو والی میں جاتے رہے اور بے نیل مرام واپس آیا کئے۔ آخر ۲۱؍مارچ ۱۹۲۳ء کو تنگ آکر منشی سراج دین صاحب مدرس سنکھترہ اور سید محمد شریف صاحب نمبردار نے مولوی غلام رسول راجیکے کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جہاندیدہ تجربہ کار مناظر ہوکر شرائط کو تنگ نظری سے کیوں محدود کررہے ہیں۔ یہ بات آپ کی شہرت اور قابلیت پر ایک بدنما داغ ہے۔ اس پر انہوں نے منشی سراج دین صاحب مدرس کی پیش کردہ شرائط کو منظور فرمالیا اور نصف نصف گھنٹہ دو دو بار ہر دو صاحبان کے واسطے وقت قرار پایا۔ مبحث دعاوی والہامات مرزا قادیانی مقرر ہوا۔ ہمیں یقین تھا کہ اتنے بڑے جید عالم ومناظر مقابل کے ناتجربہ کار اور کم عمر حافظ صاحب کو چند سوالات میں ساقط کردیں گے۔ لیکن:

خو غلط بود آنچہ ماپند اشتیم

مولوی غلام رسول اپنے مقابل کے حافظ صاحب اعتراضات کا دفعیہ نہ کر سکے اور حافظ صاحب نے قادیانی پیغمبر کے دعاوی والہامات کی یہاں تک مٹی پلید دی کہ مرزا قادیانی کو کافر ثابت کر کے ہی چھوڑا۔

افسوس ہے کہ مولوی غلام رسول شرائط وآداب مناظرہ کے برخلاف حافظ صاحب کے دوران تقریر میں خاموش نہ بیٹھے تھے۔ منشی سراج دین کے روکنے پر کسی قدر ساکت ہوئے۔ موضع عینو والی کے جو آدمی مرزا قادیانی کے معتقد ہوئے تھے۔ انہوں نے توبہ کی اور

قادیان میں خط لکھ دیئے کہ ہم آپ کی بیعت سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اس عقیدہ کا ذبہ سے استغفار کرتے ہیں۔ ہمارا نام رجسٹر کفر سے خارج کر دیا جائے۔ ان میں چند آدمیوں کے نام حسب ذیل ہیں: غلام محمد ولد حیات محمد، غلام دین ولد محمد یار، رحیم بخش ولد بڈھے خان، مظفر خان ولد عنایت اللہ خان قوم جٹ ساکنان موضع عینو والی ضلع سیالکوٹ۔

مرسلہ: سراج دین مدرس مڈل سکول سنکھترہ ضلع سیالکوٹ

(ماہنامہ تائید اسلام اپریل ۱۹۲۳ء ص۸ تا۱۱)

(۱۶) ماہل پور ضلع ہوشیار پور میں مناظرہ

مسلمانوں کی فتح اور مرزائیوں کی تحریری شکست (۱۹۲۴ء)

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

’’قال اللّٰہ تعالٰی: یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین ‘‘(ترجمہ)(خدا کا حکم) اے ایمان والے مسلمانو! خدا سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ فقیر قاضی فضل احمد عفی اللہ عنہ کو مولوی محمد علی صاحب ٹیچر خالصہ ہائی سکول ماہل پور ضلع ہوشیار پور نے عرصہ ایک سال سے اطلاع دی تھی کہ یہاں پر چند مرزائی فرقہ کے لوگ ہیں وہ ہمیشہ چھیڑ چھاڑ رکھتے ہیں کہ مناظرہ کرلو سوان کو لکھا گیا کہ تاریخ مقرر کرلو ہم تیار ہیں۔ اس پر میں نے ایک اشتہار مطبوعہ جس میں مرزائیان رام پور ملود کو چیلنج دیا ہوا ہے، بھیج دیا کہ اس کے مطابق شرائط مقرر کر کے مناظرہ کرلو اور مبحث مرزا قادیانی کا ’’اسلام اور صداقت‘‘ ہوگا۔ اس کے بعد مولوی صاحب کی طرف خط ملا کہ مرزائیوں نے اپنے ملکہ کو لکھا تھا کہ کوئی مناظر قادیان سے بھیجا جائے۔ مگر وہاں سے جواب آیا کہ کوئی مناظر نہیں بھیجا جائے گا۔ سو آپ مناظرہ کے لئے نہیں بلکہ وعظ کے لئے ضرور آجائیں۔ لیکن سامان مناظرہ ضرور ہمراہ لائیں۔

میں حسب الطلب ان کے ۲۰؍مارچ ۱۹۲۴ء کو ماہل پور میں پہنچ گیا۔ ۲۱؍مارچ ۱۹۲۴ء بروز جمعہ بعد نماز مذہب مرزائیت پر وعظ ہوا۔ پھر ۲۲؍مارچ ۱۹۲۴ء کو حقانیت اسلام اور تردید فرقہ مرزائیہ پر وعظ ہوا اور اسی رات کو موضع کی مسجد میں وعظ ہوا جہاں کثرت سے

مرد اور مستورات حاضر تھے۔ مرزا قادیانی کی سوانح عمری پر روشنی ڈالی گئی۔ مگر کوئی مرزائی مناظر حاضر نہ ہوا اور وہاں کے اہل ہنود وسکھ صاحبان نے مرزائیوں کو شرم دلائی کہ تمہاری طرف سے بھی کوئی مولوی ہونا چاہئے تھا جیسا کہ مسلمانوں کے مولوی نے بیان کیا ہے اس کا جواب دیا جاتا۔ لیکن میں انتظار کر کے ۲۳/مارچ ۱۹۲۴ء کو واپس چلا آیا۔

۲۶/مارچ ۱۹۲۴ء کو مولوی محمد علی اور میاں جلال الدین صاحبان میرے پاس بمقام لدھیانہ پہنچے اور کہا کہ مرزائیوں نے بوجہ شرمندگی اپنے مناظر قادیان سے بلا لئے ہیں اور ۲۹/مارچ ۱۹۲۴ء مناظرہ کے لئے مقرر ہوگئی ہے۔ آپ تاریخ مقررہ سے ایک روز پہلے ضرور پہنچ جائیں۔ چنانچہ میں حسب وعدہ ۲۸/مارچ ۱۹۲۴ء کو ماہل پور میں پہنچ گیا اور راستہ میں مولوی نادر علی صاحب گڑھ شنکری بھی شامل ہوگئے۔ رات کو شرائط مناظرہ مرزائی مناظرین سے طے کرانی چاہیں، مگر نہ ہوئیں۔ صبح دس بجے تھانہ کے قریب میدان مناظرہ میں ہم حاضر ہوگئے۔ اس کے بعد مرزائیوں کی طرف سے ایک ٹیچر صاحب سکول بنگہ (جن کا نام فضل حق مولوی فاضل اختر بیان کیا جاتا ہے اور ایک دوسرا شخص جس کا الہ دین نام اور فلاسفر کہلاتا تھا) قادیان سے آئے ہوئے معلوم ہوئے۔ پہلے میں نے چند منصف صاحبان غیر مسلم کے نام پیش کئے کہ فیصلہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ اوّل انہوں نے انکار کیا۔ لیکن منشی ہمت خان صاحب کے کہنے سے انہوں نے قبول کر لیا اور ہر دو فریق کے مناظرین کی طرف سے ان کی خدمت میں عریضہ بھیجا گیا اور وہ حسب ذیل صاحبان تشریف لے آئے:

۱...... سردار ہر بھجن سنگھ صاحب بی.اے. بی.ٹی ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول ماہل پور
۲...... چوہدری سردار بلونت سنگھ صاحب ذیل دار و رئیس اعظم //
۳...... ڈاکٹر رام لال صاحب پنشنر و رئیس //
۴...... پنڈت رلیا رام صاحب بی.اے //
۵...... سردار پرتاب سنگھ صاحب کرسی نشین //
۶...... پنڈت رلا رام صاحب پنشنر //

علاوہ ان صاحبوں کے اور چند معززین بھی تشریف لے آئے اور سردار بلونت سنگھ صاحب پریذیڈیٹ منتخب ہوئے۔ پہلے میں نے مسئلہ ’’مرزا قادیانی کا اسلام اور ان کی صداقت‘‘ کا پیش کیا کہ مناظرہ اسی پر ہوگا۔ مگر مناظرین مرزائیہ نے اس کو منظور نہ کیا بلکہ کہا

کہ: ''حیات وممات مسیح'' پر مناظرہ ہوگا۔ اس حیص وبیص کے بعد پریذیڈنٹ صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلے آپ اپنے اعتراضات پیش کریں۔ فریق مخالف ان کا جواب دے۔ پہلے ہر دوفریق کونصف نصف گھنٹہ کا وقت دیا جاتا ہے اور بعد اس کے پندرہ پندرہ منٹ دیئے جائیں گے اور مناظرین سے تحریری اقرار لیا گیا کہ کوئی مناظر خلاف تہذیب بات کرنا نہ پائے گا۔

میرے مقابلہ میں میاں الہ دین عرف فلاسفر سفید ریش قادیانی مناظر مقرر ہوئے۔ تب میں نے کھڑے ہوکر حسب ذیل پانچ اعتراضات پیش کئے:

اوّل: یہ کتاب براہین احمدیہ جو میرے ہاتھ میں ہے مرزا سب سے پہلی الہامی کتاب ہے۔ دس ہزار روپیہ کا اس میں الہامی اشتہار بھی درج ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے سب سچ ہے۔ لیکن اس کے پہلے ہی دیباچہ (ص۱۶، خزائن ج۱ ص۲۴) میں لکھا ہے کہ: ''اس کتاب میں ایک اشتہار، ایک مقدمہ، چار فصل اور ایک خاتمہ ہے۔'' مناظر صاحب! اس کتاب میں سے نکال کر دکھلائیں اور مرزا قادیانی کو سچا ثابت کریں جو ہرگز نہیں کرسکیں گے۔

دوم: مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ: ''محمدی بیگم دختر احمد بیگ ہوشیار پوری کا نکاح خدا نے میرے ساتھ آسمان پر پڑھ دیا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

جب مرزا احمد بیگ صاحب نے اپنی لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد ساکن پٹی کے ساتھ کر دیا تو غصہ میں آکر مرزا قادیانی نے اپنے دولائق فرزندوں کو عاق کر دیا اور ان کی والدہ ماجدہ اپنی نیک بیوی کو بلاقصور طلاق دے دی۔ محض اس وجہ سے کہ انہوں نے میرے نکاح میں مدد نہیں کی۔ پھر اور زور کے ساتھ الہام ہوا کہ: ''محمدی بیگم کا باپ تین سال کے اندر اور اس کا شوہر مرزا سلطان محمد اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہوکر میرے نکاح میں آئے گی۔'' (شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶)

''زمین وآسمان ٹل جائیں گے مگر یہ بات نہیں ٹلے گی۔ یہ تقدیر مبرم ہے۔ اگر میرے نکاح میں نہ آوے تو میں بد سے بدتر ٹھہروں گا اور میری صداقت کا یہی معیار ہے کہ وہ ضرور ضرور میرے نکاح میں آوے گی اور اگر میرے نکاح میں نہ آوے اور مجھے موت آجائے تو مجھ کو جھوٹا سمجھ لینا۔''

(انجام آتھم ص۳۱ حاشیہ وص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً اور ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

چونکہ مرزا سلطان محمد اور محمدی بیگم اس وقت تک زندہ بااولاد خرم وشاد قصبہ پٹی میں

موجود آباد ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد ملہم سولہ سال ہوگئے۔ اس جہاں سے چل بسے۔ حاضرین ومنصفین غور فرمائیں اور مناظر مرزائی سوچ کر جواب دیں۔

سوم: مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ: ’’میری عمر ۸۰ سال کی ہے۔‘‘ پھر ایک صاحب قبر سے لڑائی اور کشتی کر کے پندہ سال عمر اور بڑھوالی۔ پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا اس کا حوالہ دیا جائے۔ چنانچہ (اخبار الحکم ۱۴؍۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء) کا حوالہ دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ اصل عبارت پڑھ کر سنائی جائے۔ چنانچہ سنائی گئی جو عجیب قسم کا مجادلہ اور کشتی کے ساتھ مقابلہ تھا۔ اس کے سوا پانچ سال کی عمر مولوی مردان علی حیدرآبادی نے اپنی عمر میں سے کاٹ کر بذریعہ خط مرزا قادیانی کو ارسال کی۔ (ازالہ اوہام ص۹۴۵، خزائن ج۳ ص۶۲۴) علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو ایزادی عمر کے الہام ہوتے رہے بلکہ ۱۹۰۶ء میں الہام ہوا کہ: ’’تجھ کو اور تیری بیوی کو جوانی دی جائے گی۔‘‘ (اخبار بدر ۲۴؍مئی ۱۹۰۶ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی الہامات کے بموجب سوسال سے بھی زیادہ جینے چاہئیں تھے۔ مگر افسوس مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں صرف ۶۸ سال ہی عمر پاسکے۔ مناظر صاحب مرزا قادیانی کی عمر پوری کریں اور سچا ثابت کریں جو ہرگز نہیں کرسکیں گے۔

چہارم: ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ساکن ریاست پٹیالہ جو بیس سال تک مرزا قادیانی کے خاص الخاص مرید رہے اور بیس روپیہ ماہوار مرزا قادیانی کی نذر کرتے رہے۔ ایک تفسیر انگریزی میں اور ایک اردو مرزا قادیانی کی تائید میں لکھی اور کئی ہزار روپیہ صرف کیا۔ مرزا قادیانی کے حالات اور دعاوی نبوت اور رسالت دیکھ کر مخالف ہوگئے۔ مخالف بھی ایسے کہ ایک دوسرے کی موت کے آرزومند۔ آپس میں خوب الہام بازی ہوئی۔ آخر کو ڈاکٹر صاحب کا الہام تھا کہ مرزا قادیانی چودہ مہینے کے اندر مریں گے۔ یہ واقعہ ۱۹۰۷ء کا ہے۔

اس پر مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ: ’’ڈاکٹر عبدالحکیم خان تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نیست ونابود ہو جائے گا اور تیری عمر بڑھادی جائے گی۔‘‘

(اشتہار تبصرہ مؤرخہ ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۶ تا ۲۱۷ جدید ملخص)

اس اشتہار میں تین الہام تھے: (۱) مرزا قادیانی کا لڑکا مبارک احمد جو آٹھ سالہ فوت ہوگیا ہے اس کی جگہ ویسا ہی مبارک احمد دیا جائے گا۔ (۲) تیری عمر بڑھادی جائے گی اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان تیرے سامنے مرے گا۔ (۳) الہام یہ تھا کہ اس سال (۱۹۰۷ء) یا آئندہ

سال ایسی طاعون پڑے گی کہ کوئی انسان زندہ نہیں رہے گا وہ لوگوں کو دیوانہ کی طرح کر دے گی۔'' مرزا قادیانی کے یہ تینوں الہام گاؤ خورد ہوگئے۔ کیوں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان زندہ رہا اور خود مرزا قادیانی چھ ماہ کے بعد دنیا سے کوچ کر گئے۔ کوئی مبارک احمد پیدا نہ ہوا۔ حتیٰ کہ کوئی حمل بھی نہ چھوڑا جو پیچھے ہی پیدا ہو رہتا۔ کوئی طاعون ایسی ویسی اب تک نہیں ہوئی۔ سولہ سال بھی گزر گئے۔ اب مناظر صاحب مرزا قادیانی کو سچا ثابت کریں جو ہرگز نہیں کر سکیں گے۔

پنجم: مرزا قادیانی کو ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا کہ: ''تمہارے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔'' اس کی تعریف یوں کی ''فرزند ارجمند، **مظہر الحق و العلیٰ کان اللہ نزل من السماء** گویا خود خدا آسمان سے اترا ہے اس کے کپڑوں سے بادشاہ برکت پائیں گے۔''

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۹۶ طبع جدید)

مگر افسوس! لڑکی پیدا ہوگئی۔ اعتراضات ہونے پر مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ: ''میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی حمل سے وہ لڑکا پیدا ہوگا۔'' اس کے بعد (۷ر اگست ۱۸۸۷ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۲۲ طبع جدید) کو لڑکا پیدا ہوگیا اور فوراً ایک اشتہار ''خوشخبری'' دیا کہ وہی لڑکا پیدا ہوگیا جس کا الہام تھا۔ مگر افسوس یہ لڑکا سولہ ماہ کا ہو کر فوت ہوگیا اور اب تک وہ الہامی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ سولہ سال سے مرزا قادیانی بھی سدھار گئے۔ ذرا مناظر صاحب مرزا قادیانی کی صداقت پر روشنی ڈالیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی مرزائی مرزا قادیانی کو سچا ثابت نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد میں یہ سمجھ کر کہ میرا وقت پورا ہوگیا بیٹھ گیا۔ لیکن جناب پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ: ''آٹھ منٹ آپ کے ابھی باقی ہیں۔'' یہ سنتے ہی مرزائی مناظر الہ دین فلاسفر بے محابا چلّا اٹھا اور پریذیڈنٹ صاحب سے کہا کہ تم نے بڑا ظلم کیا کہ آٹھ منٹ اور ان کو دے دیئے۔ کھلواڑہ کے جلانے کے لئے ایک تیلی کافی ہے اور بھی کئی باتیں خلاف تہذیب کیں۔ لیکن آٹھ منٹ مجھ کو مل گئے۔ تب میں نے ایک اور یہ اعتراض کیا:

ششم: مرزا قادیانی (تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۲) پر لکھتے ہیں کہ: ''میں مسیح موعود ہوں اور توراۃ سے ثابت ہے کہ میں ۱۳۳۵ھ تک زندہ رہ کر اپنا کام کروں گا۔'' مگر افسوس مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ کو ۹ سال پیشتر ہی اس دنیا سے کوچ کر کے اپنے کذب پر مہر لگا گئے۔

یہ چھ صریح جھوٹ ایسے ہیں کہ ان کا کوئی جواب نہیں۔ اگرچہ مرزا قادیانی کے جھوٹ بکثرت ہیں جو وقت پر بیان ہو سکتے ہیں۔ مگر اس وقت یہی کافی ہیں اور یہ بھی یاد رہے

کہ مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) میں لکھتے ہیں: ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ پس ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کی تو ایک بات بھی سچی نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ اب دیکھیں مناظر صاحب بہ دلائل کیا جواب دیتے ہیں۔ اس پر قابل اور فاضل پریذیڈنٹ اور جج صاحبان بھی توجہ فرمائیں گے۔ اب میرا وقت ختم ہوا اور میں بیٹھ گیا اور مناظر مخالف الہ دین بے لکھا پڑھا مہذب فلاسفر کھڑا ہوا اور فاضل اختر سر بر میز رکھ کر بیٹھ گئے۔

مرزائیوں کی طرف سے جواب

فلاسفر صاحب کی درافشانی

کھلواڑہ کو آگ لگانے کے واسطے ایک تیلی کافی ہے۔ آدھ گھنٹہ تھوڑا ہے بار بار تیلی کے لفظ کو کہا۔ منصفان میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ آگ بجھانے کے لئے آپ کے پاس علمی دلائل کی نہر ہونی چاہئے جس سے آگ بجھا سکو۔ اگر یہ نہیں تو وہ کھلواڑہ جل کے رہے گا۔ پھر کہا اگر مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا تو اور پیغمبروں نے بھی جھوٹ بولا ہے۔ قرآن کو (نعوذ باللہ) تیلی لگادو۔ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) (بہتیرا تقاضا کیا گیا مگر اس سے بعد کا لفظ کاتب نہیں لکھ سکتا......) بیٹے کو کیا حق ہے کہ اپنی ماں سے پوچھے کہ تو میرے باپ کے پاس کیوں گئی تھی؟ اہاہا! میں ٹھیلا ہوں، میں ڈاک گاڑی ہوں۔ ابھی میں نے صرف اردو کی پہلی پڑھی ہے۔ اگر دوسری پڑھ لیتا تو میرا تماشا دیکھتے۔ مولوی نادر علی نے فرج کے معنی یہ بتائے۔ انگلیوں سے یوں بتایا۔ قرآن کو تیلی لگا کر جلا دوں ایسی ایسی بے تکی باتیں نقالوں کی طرح کر کے جہلا کو ہنسی کو موقع دیا اور مدبر اور فہیم اہل ہنود اور مسلمان سخت ناراض ہوئے۔ بلکہ جس وقت مناظر مخالف نے قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی توہین کی تو مسلمان لوگ سخت جوش میں آئے جن کا جوش بمشکل فرو کیا گیا۔

اس پر میں نے پریذیڈنٹ اور منصف صاحبان کو توجہ دلائی کہ میرے کون سے اعتراضات کا جواب ہو رہا ہے؟ فلاسفر صاحب نے جو جو لغویات اور فحش نکات بیان کئے اور اپنے تحریری اقرار کے برخلاف ایسی بدتہذیبی کا اظہار کیا کہ جس کا اظہار کرنا اپنی تہذیب کو نقصان پہنچانا ہے۔ اگر قادیانی جماعت میں ایسے ایسے فاضل اور اردو کی پہلی پڑھے ہوئے

مہذب سفید ریش فلاسفر ہیں اور ضرور ہیں تو ان کو مبارک ہو:

گر ہمیں است فاضل و فلاسفر مرزا کار مرزائیاں تمام خواہد شد

بہت بڑی بدحواسی سے ہاتھ مار مار کر مرزائی فلاسفر نے اپنا وقت ضائع کیا اور بٹھا دیئے گئے۔

میں اٹھا ہی تھا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا ذرا بیٹھ جائیں اور فلاسفر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ نے تمام تقریر خلاف تہذیب کی اور اپنے تحریری اقرار کی پرواہ نہیں کی اور میری نسبت ظالم کا لفظ استعمال کیا جو سخت گستاخی ہے۔ اگر آپ معافی مانگیں تو ہم ٹھہرتے ہیں ورنہ جاتے ہیں۔ اس فلاسفر نے ایک طرح کی بے معنی معافی مانگی اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ پیشاب کر کے استنجاء بھی کر لیا جاتا ہے۔ یہ اور بھی بدتہذیبی تھی۔ غرضیکہ جو بات فلاسفر کے منہ سے نکلی وہ ایسی ہی بدبودار کہ جس سے تہذیب مرزائیہ کا استیصال تھا۔

فیصلہ قابل منصفان

میں ابھی اٹھنے نہیں پایا تھا کہ پریذیڈنٹ صاحب اور مصنف صاحبان نے یہ فیصلہ دیا کہ الہ دین فلاسفر، قاضی فضل احمد صاحب کے سوالات اور اعتراضات کا جواب نہیں دے سکا۔ بعض اعتراضات کو تو اس نے قبول ہی کر لیا اور باقی کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔ بے شک قاضی صاحب حق پر ہیں۔ اتنے میں لوگوں میں تالی بج گئی اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور مرزائی مع اپنے مناظرین کے فوراً میدان سے نکل گئے اور فاضل اور فلاسفر دونوں مرزائیوں میں خوب جنگ ہوا اور دیگر مرزائیوں نے فلاسفر کو بہت ذلیل کیا۔ ہر دو گاؤں سے باہر کو کوچ کر گئے۔ یہ تین بجے دن کا وقت تھا جو مرزائیوں پر سخت وقت تھا۔ اصل تحریری فیصلہ یہ ہے:

تحریری فیصلہ

’’فریقین کی بحث سن کر قرار دیا گیا کہ قاضی فضل احمد صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس مقیم لدھیانہ کے اعتراضات کا جواب مولوی الہ دین عرف فلاسفر ساکن قادیان نہیں دے سکا اور بہت سے اعتراضات کو اس نے تسلیم کر لیا۔ تاریخ تحریر ۲۹ / مارچ ۱۹۲۴ء ماہل پور‘‘

(۱) چوہدری سردار بلونت سنگھ ذیل دار ماہل پور بقلم خود (ڈاکٹر رام لال پنشنر ماہل پور بقلم خود۔ (۳) پنڈت رلا رام پنشنر ماہل پور بقلم خود۔ (۴) پنڈت رلیا رام بی۔اے

ماہل پور بقلم خود۔(۵) سردار ہر بھجن سنگھ بی.اے. بی.ٹی ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول ماہل پور۔ (۶) سردار پرتاب سنگھ کرسی نشین ماہل پور بقلم خود۔

فیصلہ بالا کی مزید تصدیق

’’ہم اشخاص مندرجہ ذیل شروع سے اخیر تک اس مباحثہ میں موجود رہے۔ جج صاحبان کا فیصلہ بالکل درست ہے۔اہل سنت واقعی حق پر ہیں۔

چندولال ولد سیتا رام ماہل پور بقلم خود، رام لال اسسٹنٹ ڈی.اے. بی سکول ماہل پور بقلم خود، رام سنگھ ولد جواہر سنگھ جٹ ماہل پور بقلم خود۔

اب میں سب سے پہلے سردار بلونت سنگھ پریذیڈنٹ اور جملہ منصف صاحبان فاضل اور قابل کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت ہمارے مذہبی کام کے لئے وقف فرمایا اور ایسی لیاقت اور صبر وتحمل وبرداشت سے کام لیا کہ کسی قسم کا نقص امن بھی نہ ہوا اور فیصلہ بھی نہایت منصفانہ بے رو ورعایت کیا۔خداوند کریم ان کو خوش وخرم رکھے۔

دوسرا شکریہ مولوی محمد علی ٹیچر خالصہ ہائی سکول اور منشی عمرالدین اور میاں جلال الدین صاحبان کا ہے جنہوں نے اپنی سعی سے مرزائیوں کے روزمرہ اترانے کا خاتمہ کرادیا اور مسلمانان ماہل پور کا اطمینان کرادیا کہ:’’واقعی مرزائی مذہب جھوٹا ہے۔‘‘

آخر پر میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ہمارے ان دوستوں کو اسی طرح امور دینیہ پر قائم اور مستعد رکھے آمین ثم آمین!(راقم:فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی انسپکٹر پولیس پنشنر مقیم لدھیانہ پنجاب) (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۷، جون ۱۹۲۴ء)

(۱۷) مولانا فضل حق صاحب کا مرزائیوں سے

بالاکوٹ (ہزارہ) میں مناظرہ (۱۹۲۶ء)

مسلمانوں کی ظفر جلیل اور مرزائیوں کی شکست ذلیل

’’ان فی ذالک لذکریٰ لمن کان لہ قلب‘‘

بخدمت سیکرٹری صاحب انجمن تائید اسلام لاہور بعد از سلام علیکم!

آں کہ مضمون مندرجہ ذیل کو اپنے رسالہ میں درج فرما کر مسلمانان اہل سنت

بالخصوص اہالیان بالاکوٹ (ضلع ہزارہ) کو مشکور فرماویں۔

جب حضرت مولانا مولوی فضل حق صاحب ساکن بانڈی ڈونڈاں کا ورود مسجد الہ داد خان صاحب رئیس بالاکوٹ میں ہوا تو فرقہ مرزائیہ وہاں طلب کیا گیا۔ مرزائیوں کے مناظر نے یہ دعویٰ کیا کہ از روئے قرآن وحدیث صحیحہ عیسیٰ ابن مریم مرچکے ہیں اور ان کا نزول پھر جسد عنصری سے بالکل ثابت ہیں تو جناب مولانا صاحب سے حیات مسیح کی دلیل طلب کی۔ مولانا صاحب نے کہا کہ کیسی دلیل ہونی چاہئے۔ مرزائیوں کے مناظر نے کہا کہ آیہ قرآن جس کی تفسیر حدیث نبویہ سے ہو۔ مولانا صاحب نے آیت: ’’**وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ**‘‘ (النساء:۱۵۹) پیش کی اور اس کی تفسیر میں حدیث صحیحین مرفوع مرویہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پیش کی۔

پھر مولانا صاحب نے مناظر مرزائیہ سے اسی شرط پر وفات مسیح کی دلیل طلب کی کہ آیت قرآنی مفسر بالحدیث پیش کرو۔ مرزائی نے آیت: ’’**انّی متوفیک ورافعک الیّ**‘‘ پیش کی۔ مولانا صاحب نے اس کا ترجمہ پوچھا۔ مرزائی نے کہا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔‘‘ مولانا صاحب نے کہا کہ یہ ترجمہ کس حدیث مرفوع نے کیا۔ تب مرزائی مناظر حدیث پیش کرنے سے عاجز ہوا۔

پھر مرزائی نے کہا کہ ہمارے پاس اور دلیل ہے۔ مولانا صاحب نے فرمایا پیش کرو تو اس نے آیت: ’’**فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**‘‘ پیش کی۔ مولانا صاحب نے پوچھا کہ یہ مدعا پر کس طرح منطبق ہوتی ہے اور ترجمہ آیت کا کیا ہے؟ مرزائی نے کہا جب عیسیٰ علیہ السلام سے خداتعالیٰ نے شرک قوم سے سوال کیا تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ: ’’جب تک میں ان میں تھا شرک سے مانع رہا جب تو نے مجھے مارا تو تو نگہبان تھا۔‘‘

مولانا صاحب نے فرمایا کہ اوّل تو یہ بتاؤ کہ یہ ترجمہ کس حدیث مرفوع نے کیا۔ مگر مرزائی مناظر حدیث پیش کرنے سے عاجز ہوا۔ پھر مولانا صاحب نے سوال کیا کہ یہ کس دن کا واقعہ ہے۔ مرزائی کہنے لگا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ فقرہ ’’**یوم ینفع الصادقین صدقھم**‘‘ (المائدہ:۱۱۷) خود بتلا رہا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اور قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام ضرور فوت ہوکر مدینہ میں مدفون ہوں گے۔ پھر آپ کے مدعا پر جو اس سے پہلے موت ہے اس کے واسطے آپ کو دلیل چاہئے۔ اس پر وہ عاجز ہوا۔

پھر مناظر قادیانی نے مخبوط الحواس ہوکر کہا کہ ہمارے پاس اور دلیل ہے اور آیت: ’’**ولو شئنا لرفعناہ ولکنہ اخلد الی الارض**‘‘ پیش کی۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا کہ اوّل تو اس میں موت عیسیٰ کی ذکر تک نہیں۔ آپ بتلائیں کہ یہ کس کا واقعہ بیان کررہی ہے تو قادیانی نے کہا کہ یہ بلعم باعور کا واقعہ ہے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کجا بلعم اور کجا مسیح اور کجا موت اور کجا رفع۔ آپ کو کیا ہوگیا۔

قادیانی مناظر نے پھر عاجز ہوکر کہا کہ ہمارے پاس اور دلیل ہے۔ ’’**والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئا وھم یخلقون امواتاً غیر احیاء**‘‘ مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس کا ترجمہ حدیث صحیحہ سے پیش کریں۔ مرزائی کو اپنی زبان نے رسواء کیا۔ بے چارہ حدیث کہاں سے پیدا کرتا۔ آخر کار مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر ترجمہ موافق حدیث کے پیش نہیں کرسکتے تو اتنا تو کرو کہ اپنے دعویٰ کے مطابق تو معنی کرو۔ آپ کا دعویٰ جو موت مسیح ہے اس سے کس طرح ثابت ہوتا ہے۔ مرزائی نے کہا کہ آیت معبودات باطلہ ثابت کرتی ہے اور مسیح بھی معبودات باطلہ میں داخل ہیں۔

مولانا صاحب نے الزامی طور پر فرمایا کہ اگر بزعم قائل یہ معبودات باطلہ کی موت کی دلیل ہو تو پھر بھی مسیح اس سے خارج ہیں۔ اس واسطے کہ آیت نے موت ان کی بیان فرمائی جو متصف بالخلق نہیں۔ چنانچہ فقرہ ’’**لایخلقون شیئا**‘‘ اس کی تائید کرتا ہے اور حضرت مسیح خلق ھیئۃ الطیر کرتے تھے۔ پھر بھی آپ کے مدعا کے واسطے آیت مفید نہ ہوئی۔

اس پر قادیانی نے عاجز ہوکر ایک دن کی مہلت طلب کی۔ مولانا صاحب نے اس کو مہلت دے دی۔ جب ایک دن گزر گیا قادیانی دلیل پیش نہ کرسکا۔ پھر دوسرا دن گزرا، پھر تیسرا دن گزرا۔ پھر چوتھے دن مولانا صاحب نے اس کو طلب کیا تو حاضر ہوکر کہنے لگا کہ آپ کی دلیل میں کلام ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو تفسیر حدیث نے آیت کی کی ہے وہ باقی آیات قرآنیہ سے مخالف ہے۔ وہ یہ ہے: ’’**واغرینا بینھم العداوۃ والبغضآء الٰی یوم القیامۃ. وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ**‘‘

مولانا صاحب نے پوچھا کہ ان میں کیا مخالفت ہے۔ مرزائی نے جواب دیا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بغض قیامت تک رہے گا اور مسیح کے مومن اور مسیح کے کافر قیامت تک رہیں گے۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ اوّل تو ہمیں جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ جب کہ ہم آپ کی تسلیم کردہ شرط کے مطابق جواب دے چکے ہیں۔ اس واسطے کہ ہم آیت قرآنی جس کی تفسیر حدیث مرفوع نے کی ہے پیش کر چکے ہیں۔ لیکن تبرّعاً ہم کہتے ہیں کہ آیتوں اور معنی حدیث میں کوئی تعارض نہیں۔ اس واسطے کہ قرآن کا نزول موافق کلام عرب ہوا ہے اور یہ عرب کی اصطلاح ہے کہ امر طویل کی غایۃ یوم القیامۃ وغیرہ سے کردیتا ہے۔ کیا تمہاری اگر کسی سے مخالفت ہو۔ جس سے تم راضی ہونا نہیں چاہتے تو تم یہ نہیں کہتے کہ میں قیامت تک اس سے راضی نہ ہوگا (یا نہ بولوں گا) اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ آپ اور وہ دونوں قیامت تک زندہ رہیں اور مخالف بھی رہیں۔

اور اگر بالفرض غایت قیامت ہی کیا جاوے۔ پھر بھی مخالفت نہیں۔ اس واسطے کہ مسیح کا نزول علامات قیامت سے ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے امام نے بھی یہی معنی لیا ہے۔ وہ کہتا ہے ''جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لاوے گا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۷۸)

پھر قادیانی (مرزائی) لاجواب ہوکر مفرور ہوگیا اور اہل شہر میں سے جو لوگ مذبذب تھے۔ ان کے عقائد پختہ ہوگئے اور قادیانی لوگ (مرزائی) سخت مذبذب ہوئے اور مباحثہ ختم ہوا۔ مولانا کے اس دورہ میں خلق خدا کو بہت فائدہ پہنچا۔ اللہ آپ کو ہدایت خلق کے لئے تادیر زندہ رکھے۔ آمین! (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۳، مارچ ۱۹۲۶ء ص۱۱تا۱۳)

(۱۸) کیفیت مباحثہ لاہور مابین مولوی غلام رسول مرزائی آف راجیکی اور سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور (۱۹۲۱ء)

برادران اسلام! دو مسلمان ساکنان لاہور موچی دروازہ چوہٹہ مفتی باقر میاں حافظ سراج الدین وغیرہ میرے پاس آئے اور کہا کہ مرزائیوں سے مباحثہ ہے آپ بھی چلیں۔ میں وہاں گیا اور مفصلہ ذیل شرائط مباحثہ قرار پاکر مباحثہ شروع ہوا:

۱...... اس جلسہ مباحثہ کا مولوی شمس الدین صاحب شائق پریذیڈنٹ اور دو منصف مولوی احمد دین ساکن شاہدرہ مرزائیوں کی طرف سے اور مولوی محمد ابراہیم صاحب مسلمانوں کی طرف سے مقرر ہوئے۔

۲...... مسئلہ زیر بحث امکان نبی بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ باتفاق رائے قرار پایا۔

۳...... بحث صرف قرآن شریف اور حدیث نبوی سے ہوگی۔

۴...... اگر کسی قرآن اور حدیث کے معانی میں اختلاف ہوگا تو سلف صالحین کے معانی وتفسیر منظور فریقین ہوگی اور اس پر فیصلہ سمجھا جائے گا۔

۵...... ہر ایک بحث کرنے والا اپنی تقریر لکھ کر سنا دے گا اور جواب دینے والا بھی پہلے تقریر لکھ کر بعد میں سنا دے گا۔

پہلے روز جلسہ مولوی عبدالکریم صاحب وکیل کی بیٹھک میں ہوا اور مولوی شمس الدین کی غیر حاضری کے باعث مولوی عبدالکریم صاحب صدر قرار پائے اور مسئلہ ختم نبوت پر بحث شروع ہوئی۔ مگر ہر ایک مقرر کی تقریر نہ تو پہلے لکھی گئی اور نہ سنائی گئی جیسا کہ شرط نمبر۵ میں قرار پایا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ حاضرین جلسہ انتظار اس قدر عرصہ کی جس میں تقاریر لکھی جاتیں نہ کر کے اور اتفاق رائے حاضرین قرار پایا کہ مختصر نوٹ رکھے جائیں۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی احمد دین صاحب ساکن شاہدرہ نوٹ کہتے رہے اور مسلمانوں کی طرف سے قاضی حبیب اللہ صاحب مالک کتب خانہ مصری کشمیری بازار لاہور نوٹ کرتے گئے۔

پہلے خاکسار نے قرآن شریف کی آیت: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘(احزاب:۴۰) آخر تک پڑھی اور بیان کیا کہ خاتم النّبیین کے معنی لا نبی بعدی رسول مقبول ﷺ نے خود فرمادیئے ہیں جس کے معنی ہیں کہ کسی قسم کا نبی بعد میرے نہ ہوگا۔ کیونکہ لانفی جنس نبوت کے واسطے آیا ہے۔ جب خاتم النّبیین کے معنی رسول اللہ نے خود لا نبی بعدی فرمادیئے تو اب افراد امت میں سے کسی شخص کا حق نہیں کہ کوئی اور معنی کرے جو رسول اللہ کے مدعا کے برخلاف ہوں۔ دوم میں نے قرآن مجید کی آیت: ’’والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک ‘‘(بقرہ:۴) پڑھ کر کہا کہ تمام قرآن میں قبلک ہی آیا ہے۔ اگر بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی نبی کا آنا جائز ہے تو مولوی صاحب قرآن شریف میں بعدک دکھلا دیں اگر نہ دکھائیں گے تو ثابت ہوگا کہ بعد حضرت محمد رسول اللہ کے کسی جدید نبی کا آنا جائز نہیں۔ اتنے میں وقت تقریر کا جو دس منٹ تھے گزر گئے اور میں بیٹھ گیا۔

پھر مولوی غلام رسول قادیانی اٹھے اور فرمایا کہ لانفی جنس کے واسطے ہمیشہ نہیں ہوتا۔ دیکھو’’لافتی الا علیّ لا سیف الّا ذوالفقار ‘‘ حالانکہ تلواریں تو دنیا میں موجود

اس وقت تھیں اور اب بھی ہیں۔ پس جس طرح لانفی جنس سیف پر نہیں ایسا ہی لانفی جنس نبوت پر نہیں۔ دوم: انہوں نے پڑھ کر ایک حدیث پیش کی۔ ''**فانی آخر الانبیاء مسجدی آخر المساجد** '' یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آخرالانبیاء ہوں اور میری مسجد آخرالمساجد ہے۔ اس حدیث سے قادیانی مولوی نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ چونکہ مسجدیں تو دنیا میں لاکھوں ہزاروں ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ نبی بھی بعد آنحضرت ﷺ کے ہوسکتے ہیں اور ساتھ قرآن مجید کی آیت: ''**اھدنا الصراط المستقیم** '' اس آیت کو ''**من یطع اللہ ورسولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین** '' الخ! سے جوڑ کر فرمایا کہ سورہ فاتحہ میں دعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا ہم کو نبوت عطا فرما اور جب دعا ہے تو قبول ہوکر دعا کرنے والا نبی ہوسکتا ہے۔ وقت گزر گیا اور مولوی صاحب بیٹھ گئے۔

پھر خاکسار کھڑا ہوا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ کا ''**لافتی الا علیّ لا سیف الا ذوالفقار** '' پیش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اوّل تو یہ خلاف شرط ہے۔ کیونکہ شرط یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے سوا اور کوئی دلیل پیش نہ کی جائے اور آپ نے ایک شعر پیش کیا ہے۔ دوم: یہ شعر اس موقع پر غیر محل ہے۔ کیونکہ حدیث میں ''**لانبی بعدی** '' ہے ''الّا'' کا لفظ نہیں ہے اور اس شعر میں ''الّا'' کا لفظ ہے یا تو آپ حدیث میں ''الّا'' کا لفظ دکھادیں یا اس شعر کو واپس لیں۔ کیونکہ اس میں اور حدیث میں فرق ہے۔ حدیث جو آپ نے پیش کی ہے یہ تو ہمارے حق میں ہے نہ کہ آپ کے حق میں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں اپنے آپ کو آخرالانبیاء فرمایا ہے۔ جب حضور علیہ السلام آخرالانبیاء ہیں تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ناممکن ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

دوم: سورہ فاتحہ میں جو دعا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خدایا ہم کو نبی بنا۔ آپ جو معنی کرتے ہیں کسی سلف صالحین نے کئے ہیں تو بتاؤ۔ سوم: یہ کیونکر درست ہے کہ ہر روز لاکھوں مسلمان سورہ فاتحہ پڑھیں اور کسی کی دعا قبول نہ ہو اس سے تو مذہب اسلام پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اسلام ایسا ردّی مذہب ہے کہ لاکھوں کروڑوں امت محمدی کے سرگروہ کے لوگ ''**اھدنا الصراط المستقیم** '' (الفاتحہ:۵) پڑھتے رہے یعنی بقول آپ کے نبوت طلب کرتے رہے اور سب کی دعا رد کی گئی۔ صرف تیرہ سو برس کے عرصہ میں ایک نبی بنا۔

حالانکہ اتنے ہی عرصہ میں حضرت موسیٰ نے ہزاروں نبی بناڈالے۔ محمد رسول اللہ بھی یہی سورہ فاتحہ پڑھتے تھے کیا وہ بھی نبوت طلب کرتے تھے۔ وقت گزر گیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرے روز مولوی عبدالکریم نے کسی نامعلوم وجہ سے اپنے مکان پر اجازت نہ دی مگر مولوی شمس الدین کی غیر حاضری میں پریذیڈنٹ ہونا منظور فرما کر مسجد دومنزلی تشریف لائے اور مباحثہ شروع ہوا۔

پہلے خاکسار نے کھڑے ہوکر کہا کہ کل کی تقریر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وقت ختم ہوگیا تھا میں اپنی کل کی تقریر کی تائید میں اور حدیث پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہوگا کہ مولوی صاحب کا استدلال اس حدیث سے کہ میری مسجد آخری مسجد ہے نفی جنس کے واسطے نہیں غلط ثابت ہوگا اور وہ حدیث یہ ہے: ''**انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء** ''یعنی میں ختم کرنے والا نبیوں کا ہوں اور میری مسجد ختم کرنے والی نبیوں کی مسجد کی ہے۔ (کنزالعمال ج۶ص ۲۵۶) میرا وقت ختم ہوا اور مولوی صاحب اٹھے۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مسجد خاتم مساجد انبیاء ہے مگر جنس مسجد تو بعد آنحضرت ﷺ کے جاری ہے۔ یعنی جس طرح دوسری قسم کی مسجدیں بعد حضرت خاتم النّبیین کے ہیں۔ اسی طرح دوسرے قسم کے نبی بھی بعد حضرت خاتم النّبیین ہوسکتے ہیں اور اسی تقریر کے درمیان مسیح موعود کی بحث کو چھیڑ دیا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود یوں فرماتے یہ تحریر کرتے ہیں، میں نے اسی وقت پریذیڈنٹ کو کہا کہ یہ خلاف شرائط ہے۔ مگر مولوی صاحب نے نہ سنا اور غیر متعلق باتیں کہتے رہے اور مرزا قادیانی کے اشعار پڑھتے رہے۔ آخر وقت گزرنے پر بیٹھ گئے۔

پھر میں نے کھڑے ہوکر کہا کہ مولوی صاحب اصل بحث کو چھوڑ کر مسیح موعود کی بحث لے بیٹھے ہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوں کہ میں بھی مرزا قادیانی کی تحریریں پیش کروں۔ چنانچہ میں نے مرزا قادیانی کی تحریریں پیش کروں۔ چنانچہ میں نے مرزا قادیانی کی تحریران کی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم سے پڑھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ: ''باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ الخ'' (ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ص ۵۱۱)

میں نے کہا کہ جب باب نزول جبرئیل بند ہے اور وحی رسالت کا آنا ہی بند ہے تو پھر جدید نبی کوئی کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ رسول بنانے والی طاقت کا نزول ہی بند ہے تو پھر

رسول کیسے بن سکتا ہے۔

دوم: مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱) اسی آیت خاتم النّبیین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ''محمد ﷺ تم میں سے کسی فرد کا باپ تو نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔'' اور دوسری جگہ لکھا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ خدائے کریم ورحیم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے بطور تفسیر حدیث مذکورہ میں فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰) مرزا قادیانی کی جو کہ الہامی کتاب ہے۔ میرا وقت ختم ہوا اور میں بیٹھ گیا۔

پھر مولوی صاحب اٹھے اور ہونٹوں پر زبان مبارک پھیرتے تھے اور مرشد کی تفسیر اسی آیت خاتم النّبیین کی سن کر کوئی بات نہ بنا سکے عجب حیرت کا عالم تھا کہ فرماویں تو کیا فرماویں۔ اگر کہیں کہ یہ مرزا قادیانی کا لکھنا غلط ہے تو قادیانی نبی کے کافر ہوتے ہیں اور مرزائیت سے خارج ہوتے ہیں اور اگر اس کی کوئی تاویل کریں تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی ''لا نبی بعدی'' سچی تفسیر خاتم النّبیین کی تسلیم کر رہے ہیں۔ آخر دبی زبان سے فرمایا کہ یہ مراتب ہوتے ہیں کبھی آدمی ادنیٰ درجہ پر ہوتا ہے تو اس کے مطابق کلام کرتا ہے اور جب اعلیٰ درجہ پر چلا جاوے تو اور کلام کرتا ہے جیسے ایک عہدہ دار ادنیٰ عہدہ سے ترقی پا کر اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہو جاتا ہے ایسا ہی مرزا قادیانی کی یہ تحریریں عہدہ نبوت ورسالت پر پہنچنے سے پہلی ہیں وقت ان کا ختم ہوا اور بیٹھ گئے۔

پھر میں اٹھا اور کہا کہ مرزا قادیانی اگر اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہوئے تو ادنیٰ درجہ کے کیوں مدعی ہوئے۔ جب ایک عہدہ دار تحصیلداری کے عہدہ سے ترقی کر کے ڈپٹی کمشنر یا لاٹ صاحب ہو جائے تو پھر وہ اس اعلیٰ حالت میں اپنے آپ کو تحصیلدار نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح اگر مرزا قادیانی نبوت ورسالت کے عہدہ اعلیٰ پر ممتاز ہو گئے تھے تو پھر مہدی ومجدد ہونے کے مدعی کیوں تھے۔ مریم ہونے کے مدعی کیوں تھے؟ کیونکہ مہدی اور مجدد اور مریم تو نبی نہ تھے۔ پس مرزا قادیانی تمام دعوے کر کے تمام دعاوی میں سچے نہیں ہو سکتے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... پھر میں نے زمین وآسمان بنائے...... اور خداتعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا...... میرے ہاتھ اس کے ہاتھ، میرے کان اس کے کان، میری آنکھ اس کی آنکھ بن

گئی۔ غرضیکہ میں بندہ سے خدا بن گیا۔ اب کوئی روک کرنے والا نہ رہا۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔''

(کتاب البریہ ص۷۸،۷۹ ملخص، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳ تا۱۰۵)

یہ عبارت پڑھ رہا تھا کہ میرا وقت ختم ہوگیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

تیسرے روز پھر جلسہ شروع ہوا۔ اس روز اصل پریذیڈنٹ صاحب یعنی مولوی شمس الدین صاحب شائق تشریف لائے اور کارروائی شروع ہوئی۔ مولوی صاحب نے کل کے اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا اور فرمایا کہ مرزا قادیانی کا کشف اگر ناجائز ہو تو اس میں ان کا کچھ قصور نہیں۔ کیونکہ خواب کی حالت انسان پر بے اختیار طاری ہوتی ہے اور حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدے کے اشعار پڑھنے شروع کر دیئے اور کہا کہ اولیائے اللہ سے ایسی ایسی باتیں ہو جایا کرتی ہیں۔ سب حاضرین حیران تھے اور کوئی کوئی آواز بھی دے دیتا تھا کہ مولوی صاحب کیا کر رہے ہو؟ اصل مسئلہ کی طرف آؤ! مگر وہاں تو ان کا فرض تھا کہ حق تبلیغ ادا کریں۔ شکر خدا کا کہ ان کا وقت ختم ہوا میں پھر اٹھا۔

میں نے کہا کہ مولوی صاحب خدا کا شکر ہے کہ آپ نے قبول کرلیا ہے کہ مرزا قادیانی کا کشف ناجائز تھا جب ایک شخص ناجائز خواب دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ قرآن مجید کے اگر خلاف ہو تو رد کرے اور شیطانی حکم سمجھ کر لاحول پڑھ کر شیطانی وسوسہ سمجھے اور جیسا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک کشف میں ایک نورانی شکل کو آسمان کے افق پر دیکھا اور اس نے کہا کہ اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں تیری عبادت منظور ہے۔ اب شریعت کی تکلیف تجھ پر نہیں رہی۔ جو چاہے سو کر۔ حضرت پیران پیر نے فرمایا کہ لعین دور ہو تب وہ شیطانی طلسم دور ہوا۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب اگر مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خدا دیکھا اور نعوذ باللہ خالق زمین وآسمان اور خالق انسان دیکھا تھا تو ان کو بھی حضرت پیران پیر کی طرح اس کشف کو رد کرنا چاہئے تھا۔ مگر مرزا قادیانی تو حالت بیداری میں بجائے رد کرنے کے الٹی اپنی فضیلت جتا کر اپنی کئی ایک کتابوں میں فخریہ درج کرتے ہیں اور طول طویل عبارت میں اپنا خدا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ دیکھو ان کی کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً) جیسا کہ لکھتے ہیں کہ: ''خداتعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میں خدا بن گیا۔''

مفصل جیسا کہ آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے جو کہ کفر ہے۔کیسی اولیاء اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب نے شریعت محمدی کی تعظیم کی اور مریدوں کو فرمایا کہ اگر سکر کی حالت میں ہمارے منہ سے کوئی کلمہ کفر نکلے تو ہم کو قتل کر دو۔بعض نے سولی چڑھنا قبول کیا،بعض نے کھل اتروائی۔مگر مرزا قادیانی ہیں کہ بجائے شریعت کی تعظیم کرنے کے شریعت کی ہتک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:''جو حدیث میرے الہام کے برخلاف ہو وہ ردی ہے۔''

(اعجاز احمدی ص۳۰،خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

کہاں اولیاء اللہ اور کہاں مرزا قادیانی سب حاضرین نے آفرین کے نعرے بلند کرنے چاہے مگر روک دیئے گئے۔میرا وقت ختم ہوا۔

مولوی صاحب پھر اٹھے،چہرہ مبارک سے وہی آثار وحشت عیاں تھے فرمایا کہ بابو صاحب بحث کو چھوڑ کر دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔اصل بحث تو مسئلہ ختم نبوت تھا۔اس کو چھوڑ کر مرزا قادیانی پر اعتراضات کرنے لگ گئے۔مرزا قادیانی کے وقت میں چونکہ دنیا پر عذاب طاعون آیا۔اس واسطے وہ سچے نبی تھے جب ضرورت کے وقت ہمیشہ نبی آیا کرتے تھے تو اب چونکہ ضرورت بھی ہے اور عذاب بھی آرہے ہیں تو پھر مرزا قادیانی کو نبی کیوں نہ مانا جائے اور ایسی طویل تقریر کی کہ سب سامعین تنگ آگئے۔کیونکہ بحث تو یہ تھی کہ بعد حضرت محمد ﷺ کے کسی نبی کے آنے کا امکان ثابت ہو اس پر مولوی صاحب پھر وہی آیت:''**یابنی آدم امّا یأتینکم رسل منکم یقصون علیھم آیاتی**''آخر تک پڑھی اور کہا کہ اس آیت سے ہمیشہ رسولوں کا آنا ثابت ہے اور دوسری''**اھدنا الصراط المستقیم**''والی آیت ہے اور تیسری''**ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا**''یعنی جب عذاب آئے تو نبی بھی ضرور آنا چاہئے اس پر ان کا وقت ختم ہوا اور بیٹھ گئے۔

پھر میں اٹھا اور میں نے کہا:''**یابنی آدم امّا یأتینکم رسلاً**''(اعراف:۳۵) والی آیت حضرت آدم کے قصے کی مشابہ ہے اور خطاب حضرت آدم کی اولاد کو ہے نہ مسلمانوں کو۔کیونکہ قرآن مجید نے جب کبھی خطاب امت محمدی کو کیا ہے تو''**یا ایھا الذین آمنوا**''فرمایا ہے اور جب دوسری آیات سے ثابت ہوتا ہے۔اسی طرح خطاب صرف آدم کی اولاد کو بہشت سے خارج کرنے کے وقت کیا تھا۔مجھ کو کہا گیا کہ وہ آیت پیش کرو۔میں نے کہا کہ میں نے بہت باتوں کا جواب دینا ہے بعد میں آیت دکھا دوں گا۔چنانچہ وہ آیت یہ

ہے:’’قال اھبطا منھا جمیعاً بعضکم لبعض عدو. فامّا یأتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدٰی فلا یضل ولا یشقی‘‘(ترجمہ)فرمایا ترجاؤ یہاں سے دونوں اکھٹے رہو۔ایک دوسرے کے دشمن پر جب کبھی پہنچے تمہاری نسل اور تم کو میری طرف سے ہدایت کی خبر پر جو چلا میری بتلائی ہوئی اور راہ پر بھکے گا اور نہ تکلف میں پڑے گا۔ (طٰہٰ:۱۲۳)

اس قرآن شریف کی آیت کے بھی قریب قریب وہی الفاظ ہیں جو آیت پیش کردہ مولوی صاحب میں ہیں اور یہ صاف صاف آدم کے قصہ کی آیت ہے تو ثابت ہوا کہ یا بنی آدم بھی آدم اور اس کی اولاد جو محمد ﷺ سے پہلے تھی مراد ہے نہ کہ بعد محمد ﷺ کے جو پیدا ہوگی۔ان کے واسطے یہ حکم ہے۔اگر محمد کے بعد اولاد آدم کے واسطے یہ حکم مانا جائے تو قرآن شریف کی دس آیات اور احادیث کے مخالف ہوگا اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ قرآن کے معنی کرنے میں قرآن کی مخالفت نہ کرنی چاہئے۔

’’ما کنا معذبین‘‘ کے جواب میں میں نے بہت سے عذابوں کا بمعہ سنہ وتاریخ ونام کتاب بتایا کہ مشاہدہ ہے کہ عذاب آئے۔مگر کوئی سچا نبی بعد حضرت خاتم النّبیین کے نہ آیا۔مثلاً ۸۰ھ میں سخت زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے منارے گر گئے۔(ص۱۵۸ تاریخ الخلفاء)مگر کوئی نبی نہ آیا ۲۳۳ھ میں دمشق میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ ہزاروں مکان گر گئے اور خلقت ان کے نیچے آکر دب گئی۔(ص۱۵۸ تاریخ الخلفاء)مگر کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے نہ بھیجا۔۲۴۵ھ میں تمام دنیا میں زلزلے آئے شہر اور قلعے اور پل گر گئے۔انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا۔آسمان سے سخت ہولناک آواز سنائی دی۔(تاریخ الخلفاء ص۱۸۶)مگر کوئی نبی نہ آیا۔۷۴۹ھ میں طاعون کی بیماری ایسی سخت پڑھی کہ اس کی مثل آگے کبھی نہ پڑھی تھی (ص۱۶۰ تاریخ الخلفاء)شاہجہان کے عہد حکومت میں ہندوستان میں سخت طاعون پڑی۔

غرض میں نے حوالے دے کر کہا کہ عذاب بیشک نبی کی تصدیق کے واسطے اور منکروں کے واسطے بطور سزا آتا ہے۔مگر لازم نہیں کہ جب عذاب آئے تب ہی نبی بھی ضرور آوے۔میں نے کہا کہ اگر ضروری ہے تو بتاؤ۔اوپر جو بیان ہوا ہے کہ عذاب آئے تو ان وقتوں میں کون کون نبی ورسول آیا۔اگر کوئی نہیں آیا تو پھر آپ کی یہ دلیل غلط ہے کہ چونکہ مرزاقادیانی کے وقت عذاب آیا نبی ورسول ضرور آنا چاہئے۔

میں نے یہ بھی کہا کہ اب جو مرزاقادیانی سے زیادہ عذاب آرہے ہیں۔عالمگیر جنگ

ہوا قحط پڑا ہوا ہے، بارش نہیں ہوتی، پانی پینے کو نہیں ملتا، جنگلوں میں جانور پیاسے مر گئے۔ اب یہ عذاب کسی جدید نبی کا آنا بتاتے ہیں یا نہیں اور مدعی بھی موجود ہیں آپ ان کو مانتے ہیں۔ ایک میاں نبی بخش موضع معراجکے ضلع سیالکوٹ میں یہ مرزا قادیانی کے بعد مدعی نبوت میں دوسرا شخص نیل دھاری ضلع لائل پور میں مدعی نبوت ہے۔ کیا یہ سچے نبی ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

میرا وقت ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ یہ فیصلہ نہیں ہوسکتا مولوی غلام رسول قادیانی کہتے ہیں کہ مجھ کو وقت کم ملتا ہے۔ اگرچہ ان کو کہا گیا کہ اگر آپ کو وقت کم ملتا ہے تو دوسرے فریق کو بھی تو کم ہی ملتا ہے۔ مولوی غلام رسول قادیانی نے فرمایا کہ میں نے ۳۰/جون ۱۹۲۱ء کو باہر جانا ہے اور آج ۲۸ یا ۲۹ ہوگی۔ میں اپنے دلائل امکان نبوت بعد حضرت خاتم النّبیین کے کتاب کی شکل میں بوضاحت تمام لکھ کر بابو پیر بخش صاحب کو بھیج دوں گا اور وہ بھی تحریری جواب دیں اور پبلک خود فیصلہ کرلے گی کہ کون حق پر ہے۔

پریذیڈنٹ صاحب اور ہر دو منصفان اور حاضرین جلسہ نے مولوی صاحب کی درخواست قبول کی اور ایک مہینے کی مہلت مولوی صاحب کو دی گئی اور جلسہ بخیر وعافیت تمام امن کے ساتھ برخاست ہوا۔

جولائی ۱۹۲۱ء کا تمام مہینہ گزر گیا۔ مگر مولوی غلام رسول قادیانی کی طرف سے کوئی تحریری رسالہ نہ پہنچا۔ ۴/اگست ۱۹۲۱ء کو اتفاق سے مولوی غلام رسول مجھ کو حضرت شاہ محمد غوث والی سڑک پر اس مکان کے نیچے جہاں خلافت کمیٹی کا دفتر ہے ملے اور مولوی صاحب نے مجھ کو خود ہی آواز دی۔ بعد احوال پرسی کے میں نے پوچھا کہ آپ کا کوئی تحریری رسالہ نہیں پہنچا تاکہ میں جواب دوں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو فرصت نہیں ملی اور اب بھی دو تین ماہ کے واسطے بمبئی کی طرف جاتا ہوں۔ آپ پہلے رسالہ لکھیں میں سفر میں ہی جواب دوں گا۔ میں نے کہا آپ یہی الفاظ لکھ کر میرے پاس بھیج دیں۔ میں ہی پہلے لکھوں گا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ کیا میری زبان کا اعتبار نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھ کو تو ہے مگر دوسرے مسلمان نہ مانیں گے۔ پھر میں حافظ سراج دین صاحب کے پاس آیا اور مولوی صاحب کی بات سنائی۔ انہوں نے کہا کہ ہم مولوی صاحب کے پاس جاتے ہیں تم چٹھی لکھ دو۔ میں نے چٹھی لکھ دی۔

مگر افسوس کہ ۵/اگست ۱۹۲۱ء کو وہ واپس آئے اور کہا کہ مولوی صاحب گاؤں چلے گئے ہیں۔ میں نے یہی کیفیت انجمن تائید اسلام لاہور کے رسالہ ماہ اگست ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۱۵ پر لکھ

کر وعدہ کیا تھا کہ میں ہی پہلے لکھوں گا۔ بموجب وعدہ لکھتا ہوں تا کہ مسلمان بھائی قرآن شریف کی آیات اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیثات دیکھ کر خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کون حق پر ہے۔

پہلی آیت جس کی رو کسی جدید نبی کا بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ''**وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین**''(احزاب:۴۰) یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا ہے۔ یہ آیت قطعی نص ہے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی نبی کا پیدا ہونا امکان نہیں رکھتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بیٹا نہ ہونا دلیل وعلت گردانا ہے۔ خاتم النّبیین یعنی محمد ﷺ جو کسی مرد کا باپ نہیں اس کی علت غائی یہ ہے کہ سلسلہ نبوت اس کی ذات پاک پر ختم ہے۔ اگر بیٹا ہوتو بھی نبی ہوتا تو پھر آپ خاتم النّبیین نہ رہتے۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے بیٹے کو زندہ نہ رکھا تا کہ سلسلہ نبوت ختم ہو جائے۔

دوسری آیت جو کسی جدید نبی کے آنے کی ضرورت کو ہی مسدود فرماتی ہے۔ ''**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**''(المائدہ:۳) یعنی ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور نعمت نبوت کو تم پر تمام کر دیا ہے۔ یہ آیت پہلی آیت کی تائید ہے۔ کیونکہ نبی ورسول ضرورت کے وقت آتا ہے اور ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب کہ موجودہ مذہب ودین میں کوئی نقص ہو۔ اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت پڑے تو ثابت ہوگا کہ دین اسلام کامل نہیں اور یہ بھی ثابت ہوگا کہ نعمت نبوت بھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ جو جدید نبی آئے گا کچھ نہ کچھ ضرور لائے گا تو ثابت ہوگا کہ اس چیز کی کمی دین اسلام میں تھی جو جدید نبی لایا ہے۔ کیونکہ جدید نبی کے آنے سے نہ دین کامل رہا اور نہ نعمت نبوت تمام ہوئی۔

تیسری آیت جو بعد خاتم النّبیین کے کسی نبی کے آنے کی مانع ہے۔ ''**وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم**''(جمعہ:۳) یعنی محمد ﷺ اولین وآخرین کی طرف بھیجا گیا ہے اور ہماری آیات سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ ''**آخرین منھم لما یلحقوا بھم**'' سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد کے زمانہ کے لوگوں کا بھی معلم اور مزکی ہے۔ کتاب اور حکمت سکھانے والا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی نبی ورسول پیدا نہ ہوگا اور نہ وہ علم وحکمت سکھانے والا ہوگا۔ بفرض محال اگر کوئی جدید نبی بعد حضرت خاتم النّبیین کے مانا جائے تو ذیل کے نقص عائد ہوں گے۔

(اوّل) دین اسلام اوّلین وآخرین کے واسطے نہ ہوا، کیونکہ آخرین کا نبی الگ آیا۔

(دوم) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخرین کا معلم ومزکی نہ رہا۔ کیونکہ جدید نبی آئے گا تو پھر وہ اپنے زمانہ کے لوگوں کا معلم ومزکی ہوگا جس سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا باطل ٹھہرے گا۔ کیونکہ پھر جدید نبی کی وحی کی پیروی ذریعہ نجات ہوگی۔

(سوم) ثابت ہوگا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قدسی طاقت محدود ہے کہ آخرین امت کے واسطے نہ مزکی ہے اور نہ معلم کتاب اللہ ہے۔ کیونکہ خداتعالیٰ نے جدید نبی بھیج کر آخرین کی تعلیم وتزکین کی۔

(چہارم) خداتعالیٰ وعدہ خلاف ثابت ہوگا کہ محمد ﷺ کو خاتم النّبیین قرار دے کر رحمۃ اللعالمین فرما کر پھر آخرین کے واسطے الگ نبی ورسول بھیجا جو ان کو حکمت وکتاب سکھائے گا۔

(پنجم) رحمۃ اللعالمین کے لقب سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ محروم ہوں گے کیونکہ آخرین منہم کا جب نبی بعد میں آیا تو ثابت ہوگا کہ آنحضرت ﷺ سب عالموں کے واسطے نہ تھے صرف اپنے عالم کے واسطے رحمت تھے۔

چوتھی آیت جو بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی جدید نبی کے پیدا ہونا جائز نہیں رکھتی۔ ’’**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون**‘‘ (صف:۹) وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول محمد کو ہدیات اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

جب حضرت محمد رسول اللہ کامل دین لے کر تشریف لائے کہ اس کو سب ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ ہے تو پھر اگر کوئی جدید نبی آئے گا تو پھر وہ اپنے دین کو غالب کرے گا۔ **علی الدّین کلّہ** سے صاف ثابت ہے کہ اب اسلام کے دین کے سوا کوئی دین ذریعہ نجات نہیں۔ جب دین اسلام ذریعہ نجات ہے تو پھر جدید نبی کا آنا باطل ہے۔

پانچویں آیت: ’’**والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم اولٰئک ھم المفلحون**‘‘ (بقرہ:۵،۴) یعنی اے پیغمبر جو کتاب تم پر اتری اور جو تم سے پہلے اتریں ان سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے

راستے پر ہیں اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے۔

یہ آیت قطعی فیصلہ کرتی ہے کہ کوئی جدید نبی بعد خاتم النّبیین کے پیدا نہ ہوگا۔ کیونکہ صاف صاف فرمادیا ہے کہ اے محمد جو اس وحی پر جو تم پر اتری اس پر ایمان لانے والے سیدھے راستہ پر ہیں اور وہی لوگ آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے۔ اگر کوئی جدید نبی بعد محمد کے پیدا ہونا ہوتا تو من قبلک کی قید نہ لگائی جاتی۔ پھر یوں فرمایا جاتا۔ ’’بما انزل الیک وما انزل من قبلک ومن بعدک ‘‘ ہوتا۔ یعنی جو لوگ تیری وحی پر اور تجھ سے پہلی وحی پر اور تجھ سے بعد کی وحی پر جو ایمان لائیں گے وہی لوگ فلاح پانے والے اور سیدھے راستہ ہیں۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ الحمد سے والناس تک دیکھ جاؤ من بعد کہیں نہیں پاؤ گے۔ سب جگہ من قبلک ہی لکھا ہے۔ ہم ذیل میں اس دعویٰ کی تصدیق میں چند آیات نقل کرتے ہیں۔

الف: ’’ولقداستھزی برسل من قبلک ‘‘(رعد:۳۲) اگر بعد میں بھی کوئی رسول آنا ہوتا تو بعد ہوتا۔

ب: ’’یا ایھا الذین آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزّل علٰی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل‘‘(النساء:۱۳۶) یہاں بھی من قبل ہے من بعد نہیں۔

(ج): ’’ولقد کذبت رسل من قبلک ‘‘(انعام:۳۴) یہاں بھی من قبلک ہے من بعدک نہیں۔

(د): ’’وما ارسلنا من قبلک الا رجال نوحی الیھم ‘‘(النحل:۴۳) یہاں بھی من قبلک ہے من بعدک نہیں۔

(ہ) ’’وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ ‘‘(الانبیاء:۲۵) یہاں بھی من قبلک ہے من بعدک نہیں۔

(و) ’’وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا ‘‘(الزخرف:۴۵) یہاں بھی من قبلک ہے من بعدک نہیں۔

(ر) ’’کذالک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکم ‘‘(الشوریٰ:۲) یہاں بھی من قبلک ہے من بعدک نہیں۔

(ح) ’’ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک ‘‘(المؤمن:۷۸) یہاں بھی من

قبلک ہے من بعدک نہیں۔

(ط)’’وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ‘‘(الحج:۵۲) یہاں بھی من قبلک ہے من بعدک نہیں۔

چھٹی آیت جس کی رو سے جدید نبی کی ضرورت نہیں ہے۔’’والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وآمنوا بما انزل علی محمد وھوالحق من ربھم ‘‘(محمد:۲) یعنی جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کئے اور جومحمد پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے، وہی حق ہے ان کو پروردگار کی طرف سے۔اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ جو کچھ محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے یعنی قرآن مجید وہی حق ہے اور وہی ذریعہ نجات آخروی ہے۔جب قرآن مجید کافی ہے اورکامل کتاب ہے تو پھر نہ کسی جدید نبی کی ضرورت ہے اور نہ کوئی سچا نبی ہوسکتا ہے۔

ساتویں آیت:’’ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنٰت تجری من تحتھا الانھار ‘‘(الفتح:۱۷) یعنی جواللہ اوراس کے رسول (محمد) کا حکم مانے گا اللہ اس کو جنت کے باغوں میں داخل کرے گا۔اس آیت سے بھی ثابت ہے محمد ﷺ کی پیروی ذریعہ نجات ہے کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں۔

آٹھویں آیت:’’یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم ‘‘(نساء:۵۹) یعنی اے مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کا بھی حکم مانو۔

اس آیت کے موافق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے۔جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا تھا۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔البتہ خلفاء ہوں گے اور سیاست کریں گے۔یعنی غیرشرعی نبیوں کا کام اب خلیفے اسلام کے کیا کریں گے۔دیکھو (بخاری ص۴۹۱) پس رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا اور اسی پر صحابہ کرام اور خلفائے امت کا اتفاق رہا ہے کہ کسی ایک نے نبی کا لقب نہیں پایا بلکہ تاریخ اسلام بتارہی ہے کہ امت محمدی میں سے جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔خلیفہ اسلام اور علمائے اسلام نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا اور اس کو بمعہ اس کی امت کے ہلاک کیا۔چند مثالیں پیش کرتا ہوں:

۱...... مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ جو کہ خلیفہ رسول مقبول ﷺ تھے انہوں نے مسیلمہ کذاب کو بمعہ اس کی امت کے قتل کرایا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہوا تھا۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی مدعی نبوت ہوئے تھے اور نبوت بھی وہی جس کے مرزا قادیانی مدعی تھے۔ یعنی غیرتشریعی کیونکہ مسیلمہ کہتا تھا کہ جیسا موسیٰ کے ساتھ ہارون تھا ویسا ہی میں محمد کے تابع فرمان ہوں اور شریک نبوت ہوں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو کافر فرمایا اور قتل کا حکم دیا۔

۲...... عبداللہ بن زبیر وعبدالملک کے زمانہ میں ایک شخص مدعی نبوت ہوا جس کا نام مختار ثقفی تھا اس کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ میں تابع محمد ہوں۔ یہ شخص پہلے خارجی تھا، پھر زبیری، پھر شیعی اور پھر کیانی ہوگیا اور پھر خود نبی بن بیٹھا اور مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے واسطے کہا کہ میں امام حسین ؓ کے بدلہ لینے کے واسطے کھڑا ہوا ہوں اور حلول کا قائل تھا۔ کہتا تھا کہ خداتعالیٰ نے میرے وجود میں جلوہ فرمایا ہے اور داخل ہے۔

۳...... ابن مقنع نے خراسان سے خروج کیا اور مدعی نبوت ہوا۔ چار ماہ تک مسلمانوں سے لڑتا رہا آخر خلیفہ اسلام مہدی نے سید حرشی کو بہت لشکر دے کر بھیجا اور اس کاذب مدعی کا خاتمہ ہوا۔

۴...... ملک خراسان میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کے ساتھ تین لاکھ سپاہی لڑنے والے تھے۔ جب تین لاکھ سپاہی لڑنے والے تھے تو قیاس کرو کہ مرید کس کثرت سے ہوں گے۔ اس کاذب کو خلیفہ منصور نے ہلاک کر دیا اور اس کی امت کو نابود کیا۔

۵...... خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ایک عورت نے دعویٰ نبیہ ہونے کا کیا۔ خلیفہ کے دربار میں جب حاضر کی گئی تو خلیفہ نے پوچھا کہ تو محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتی ہے تو اس عورت نے جواب دیا کہ ہاں! پھر خلیفہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: ’’لا نبی بعدی‘‘ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں تو اس عورت نے جواب دیا کہ حدیث میں لا نبی بعدی ہے لا نبیة بعدی تو نہیں ہے یعنی نبی مرد کے اوپر لانفی جنس کا ہے عورت کے واسطے نہیں۔ عورت نبی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح آج کل کہا جاتا ہے کہ غیرتشریعی نبی وامتی نبی اور آنحضرت ﷺ کی متابعت سے نبی ہوسکتا ہے جو کہ کذاب مدعیان ہمیشہ ایسی ایسی تاویلیں کرتے آئے ہیں۔ مگر اجماع امت اسی پر چلا آیا ہے کہ کسی قسم کا نبی حضور خاتم النّبیین کے

بعد نہ ہوگا چاہے امتی اپنے آپ کو کہتا ہو جیسا کہ نظائر بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب کاذب مدعی امتی نبی تھے۔ یعنی اپنے آپ کو امتی بھی کہتے تھے اور نبی بھی۔ مگر عمل صحابہ وخلفائے اسلام اسی پر چلا آتا ہے کہ مدعی نبوت بعد حضرت خاتم النّبیین کے کافر ہے۔

جب غیر تشریعی نبی کی ڈیوٹی اور فرض منصبی خداتعالیٰ اور اس کے رسول نے اولی الامر یعنی خلیفہ اسلام کے سپرد کر دیئے تو اظہر من الشّمس ثابت ہوا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی قسم کا نبی غیر تشریعی وامتی وفنافی الرسول نہ ہوگا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے تو جھوٹا ہے۔

نویں آیت جو حضرت خاتم النّبیین کی محبت ذریعہ نجات بتاتی ہے اور جدید نبی کی مانع ہے۔ ''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ''(آل عمران:۳۱) یعنی کہو اے محمد کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہو پس میری پیروی کرو خدا تم سے محبت کرے گا۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی حضرت خاتم النّبیین کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی فرمائی ہے تو پھر دوسرا نبی کیوں آوے۔ کیونکہ جب دوسرا نبی آوے گا تو پھر رسول اللہ ﷺ کی محبت بجائے ایک رسول کے دو رسولوں میں منقسم ہوگی اور جدید نبی کی امت اپنے جدید نبی کی محبت رکھ کر اس کی پیروی کرے گی تو اس صورت میں امت محمدی سے خارج ہوکر جدید امت ہوگی اور ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ''(آل عمران:۱۱۰) کی فہرست مبارک سے خارج ہوکر حسرت دنیا والآخرہ کا مورد ہوگی۔ ''اعوذبک ربی ''پس جدید نبی کسی صورت بعد خاتم النّبیین کے نہیں ہوسکتا۔ اگر مدعی ہوگا تو کاذب سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ تیرہ سو برس سے ہوتا آیا ہے۔

دسویں آیت: ''واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ''(التغابن:۱۲) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو۔ اگر بعد حضرت خاتم النّبیین کے سلسلہ انبیاء ورسل جاری رکھنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اور بعد آں حضرت ﷺ کے کوئی سچا رسول پیدا ہونا ہوتا اور اس کی پیروی ذریعہ نجات ہوتی تو اللہ تعالیٰ بجائے لفظ رسول کے رسل صیغہ جمع سے ارشاد فرماتا۔ چونکہ رسل جمع کا صیغہ نہیں فرمایا۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کوئی سچا نبی پیدا نہ ہوگا۔ چونکہ قرآن شریف عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس واسطے اہل زبان جن کی عربی مادری زبان ہے قرآن شریف کی جو تفسیر ومعانی کرتے ہیں وہی درست ہیں۔ خاص کر حضرت خلاصہ موجودات محمد ﷺ جن پر قرآن نازل ہوا ہے اور خدا کا وعدہ ہے کہ: ''ثم انّ

علینا بیانہ''(القیامہ:۱۹) یعنی اے محمد قرآن مجید کا سمجھا دینا ہمارا ہی کام ہے۔

جس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ کے معانی جو حدیثوں میں خاتم النّبیین کے مذکور ہیں وہی درست اور سند ہوں گے۔ کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ وحی اور الہام کے معانی اور تفسیر وہی شخص درست سمجھ سکتا ہے جس پر وحی نازل ہوئی ہے۔ اب میں ذیل میں خاتم النّبیین کے معنی اور تفاسیر جو رسول اللہ ﷺ نے خود فرمائے اور حدیثوں میں مذکور ہیں لکھتا ہوں تاکہ مولوی غلام رسول قادیانی جواب دیں کہ رسول اللہ ﷺ کے معانی اور تفسیر کیوں درست نہیں اور کیوں کر جدید نبی آ سکتا ہے۔

پہلی حدیث جس میں خاتم النّبیین کے معنی **لانبی بعدی** رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دیئے۔ اب کسی دوسرے شخص کا کوئی حق نہیں کہ خاتم النّبیین کے کوئی اور معنی کرے اور رسول اللہ کی مخالفت کرے۔''**سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لایضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ**(مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرھم ائمۃ الحدیث)''میری امت میں تیس جھوٹے نبی پیدا ہونے والے ہیں ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی اللہ ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا اس کے مخالف اسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک خدا کا حکم آ جاوے یعنی قیامت۔

اس حدیث سے ذیل کے امور ثابت ہیں:

اوّل: یہ کہ خاتم النّبیین کے معنی ختم کرنے والا نبیوں کا درست ہیں اور تصدیق وغیرہ معانی غلط ہیں۔ کیونکہ جو لفظ قرآن شریف میں ہیں وہی حدیث میں ہیں یعنی خاتم النّبیین جس کے معنی رسول اللہ ﷺ نے **لانبی بعدی** فرمائے یعنی کوئی نبی نہیں بعد میرے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ خاتم النّبیین کے معنی ختم کرنے والا نبیوں کا درست ہیں اور دوسرے معنی جو خلاف فرمودہ رسول اللہ ہیں سب غلط ہیں۔

دوم: یہ امر ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو مدعی نبوت ہوگا وہ جھوٹا ہوگا۔

سوم: یہ کہ امتی نبی یعنی جو شخص محمد ﷺ کی امت میں ہونے کا مدعی بھی ہو اور فنافی الرسول کا مدعی ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ جو امتی دعویٰ نبوت کرے وہ جھوٹا ہے

وہ متابعت سے خارج ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی کی نظیریں موجود ہیں کہ دونوں مسلمان تھے اور تابع محمدؐ تھے۔ مگر جب انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا اور حکم دیا کہ ان کے ساتھ قتال کیا جائے۔ چنانچہ وہ دونوں کذاب بمعہ ان کے مریدوں کے قتل کئے گئے اور کئی ہزار کلمہ گو مسلمان ہلاک ہوئے جو بیّن ثبوت ہے کہ بعد محمد ﷺ کے کوئی نبی نہیں۔ کیونکہ وہ امتی محمدؐ تھے۔ مگر نبوت کے دعویٰ سے کافر ہوئے تھے۔

چہارم: یہ امر کہ مدعی نبوت کسی صورت میں سچا نہ ہوگا چاہے ظلی وبروزی واستعاری وفنافی الرسول ہونے کا ڈھکوسلا پیش کر کے دعویٰ نبوت کرے یہ سب اس کے گمان اور زعم ہوں گے۔ کیونکہ بزعم کا لفظ بتا رہا ہے کہ ان کو اپنے خیالات پر وحی والہام کا گمان ہوگا کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ مگر وہ جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ وحی رسالت ونبوت جاری رہے گا۔

پنجم: یہ امر ثابت ہوا کہ تمام قسم کے مدعیان نبوت جھوٹے ہوں گے کسی کو آپ نے مستثنیٰ نہیں فرمایا۔

دوسری حدیث: ''**کانت بنی اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء**'' (بخاری ص۴۹۱) یعنی بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور وہ سیاست کریں گے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ غیرتشریعی نبی بھی میرے بعد نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سلسلہ وار نبی ہوتے رہے جب ایک غیرتشریعی نبی فوت ہوتا تو فوراً دوسرا غیرتشریعی نبی اس کے جانشین ہوتا۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیرتشریعی نبی کا کام میرے خلفاء کریں گے جس سے ثابت ہوا کہ غیرتشریعی نبیوں کی بعد حضرت خاتم النّبیین کی ضرورت نہیں رہی خلفائے اسلام حدود شریعت کی حفاظت کریں گے۔ جب فرائض غیرتشریعی نبی خلفائے اسلام کے سپرد ہوئے تو پھر غیرتسریعی نبی کی ضرورت نہ رہی۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت تامہ منظور خدا ہوتی تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ یوشع غیرتشریعی نبی ہوئے تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی حضرت ابابکر صدیق اور دوسرے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نبی کا لقب پاتے۔ مگر تیرہ سو برس تک اسی پر اجماع امت رہا ہے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔ یہ حدیث بخاری کی ہے کہ جو بعد قرآن کے اصح الکتب مرزا قادیانی نے بھی اس کو مانا ہے۔ (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

تیسری حدیث: ’’عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الّا انه لانبی بعدی متفق علیه. رواه بخاری ومسلم ‘‘ روایت ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ علیہ السلام سے۔ مگر بعد میرے کوئی نبی نہیں۔ اس واسطے تو نبی نہیں ہوسکتا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے صحابی اور رشتہ دار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جن کا فنافی الرسل ہونا اظہر من الشّمس ہے کہ حضور علیہ السلام کے دوش بہ دوش جنگ کرنے اور یہاں تک محبت میں کامل ثابت ہوئے کہ جب کفار نے محاصرہ کیا اور چاہا کہ رسول اللہ کو شہید کر ڈالیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بارشاد رسول اللہ حضور علیہ السلام کے بستر پر لیٹ گئے۔ اللہ اکبر! ایسا شخص جان فدا کرنے والا رات دن مصائب کا شریک فقر وفاقہ برداشت کرنے والا، روحانی مراتب کا اکمل فرد ایسا کہ ہر ایک سلسلہ روحانی منازل فقر کا آپ تک پہنچتا ہے اور ہر ایک کو روحانی فیض آپ کی ذات پاک کے طفیل ملتا ہے جن کے حق میں رسول اللہ نے خود فرمایا کہ: ’’لحمک لحمی وجسمک جسمی ‘‘ وہ نبی نہ ہوا تو کوئی اور دوسرا شخص امت میں سے کس طرح نبی ہوسکتا ہے جس کو نہ صحبت رسول اللہ حاصل، نہ محبت میں جان فدا کرنے والا ثابت ہو:

دعویٰ سے نہیں ہوتی تصدیق نبوت ‏ ‏ ‏ پہلے بھی بہت گزرے ہیں نقّال محمد

بلا دلیل کہہ دینا کہ فنافی الرسول ہوکر نبی ہوگیا ہوں، قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی تو متابعت تامہ بھی ثابت نہیں۔ جہاد نہیں کیا، حج بیت اللہ شریف نہیں کیا، ہجرت نہیں کی، جب متابعت کامل نہیں تو پھر نبی کیونکر ہوسکتے ہیں۔

چوتھی حدیث: ’’عن عقبة بن عامر قال قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمربن الخطاب. رواه ترمذی ‘‘ (ترجمہ) عقبہ بن عامر سے کہا کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اگر ہونا ہوتا بالفرض پیچھے میرے کوئی نبی تو البتہ ہوتا عمر بیٹا خطاب کا۔

(مظاہر حق ج۴ ص۶۷۳)

اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ متابعت تامہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص الہام کا دعویٰ کر کے نبی ہونا چاہے تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ ملہم تھے ان کو الہام ہوتا تھا۔ مگر وہ الہام پر حکم نہ کرتے جب تک کہ کتاب اللہ یعنی قرآن شریف سے مقابلہ کر کے موافق نہ پاتے۔ جب حضرت عمرؓ جیسا جلیل القدر صحابی اور خادم اسلام متابعت اور خدمت اسلام سے بعد خاتم النّبیین کے نبی نہ ہوا تو امت میں سے کوئی کیونکر ہوسکتا ہے۔ جو فیض صحبت نبی ﷺ سے محروم ہے۔

پانچویں حدیث: یہ مسلم کی حدیث ہے: ''عن ابوھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلّت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النّبیون'' روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ فضیلت دیا گیا میں نبیوں پر ساتھ چھ خصلتوں کے (۱) دیا گیا میں کلمے جامع۔ (۲) فتح دیا گیا دشمنوں کے دل میں رعب ڈالنے کے ساتھ۔ (۳) حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں۔ (۴) اور کی گئی میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی۔ (۵) بھیجا گیا میں ساری خلقت کی طرف۔ (۶) ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت۔ (مظاہر حق ج۴ ص۵۰۷)

اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی ذات پاک میں یہ خصوصیت تھی کہ جو کسی نبی کو نہ تھی کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا یہی جواب ہے جو کہتے ہیں رفع اور نزول اور درازی عمر عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ پر فضیلت ہے۔

چھٹی حدیث: یہ حدیث مسلم شریف کی ہے: ''قال رسول اللہ ﷺ فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد'' (صحیح مسلم ص۴۴۶ مطبوعہ انصاری) یعنی میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

اس حدیث نے فیصلہ کردیا ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنے کے ہیں اور آخر آنے کے ہیں۔ کیونکہ تمام دنیا میں مسجد نبوی ایک ہی ہے جس طرح مسجد نبوی بعد آنحضرت ﷺ نہیں۔ اسی طرح جدید نبی بھی تیرہ سو برس کے عرصہ میں کوئی نہیں مانا گیا۔ مسجدی کی (ی) متکلم کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ کی مسجد سو دنیا میں سوا مدینہ منورہ

کے کسی جگہ مسجد نبوی محمدی نہیں ہے۔ اس جگہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح مسجدیں لاکھوں ہزاروں ہیں۔ اسی طرح نبی بھی ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ نفی جنس نہیں ہوسکتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نفی صفت نبوت کی ہے نہ کہ نفی جنس نوعیت کی یعنی نفی صفت میں ہے نہ ذات میں تو انسان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت ذاتی نوعی رکھتے ہیں۔ مگر نبوت میں شریک نہیں جیسا کہ عبدہ ورسولہ سے ظاہر ہے۔ اسی طرح دنیا کی مسجدیں جنسیت میں تو شریک ہیں مگر صفت میں محمدی ہونے کا شرف ان کو حاصل نہیں۔ چنانچہ مشاہدہ شاہد حال ہے کہ دنیا میں لاکھوں مسجدیں ہیں مگر مسجد نبوی سوا مدینہ منورہ کے نہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں رسول ﷺ نے خود ہی تشریح کر دی ہے۔

ساتویں حدیث: ''انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء'' (کنزالعمال ج۶ص۲۵۶) یعنی میں انبیاء کے آخر میں ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد کے آخر میں ہے۔ پس نہ بعد میرے کوئی مسجد انبیاء کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مسجد نبوی۔

آٹھویں حدیث: ''انہ لانبی بعدی ولا امۃ بعدکم فاعبدوا ربکم'' اے حاضرین میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے۔ (کنزالعمال ج۳) یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات شریف کے تین مہینے کے بعد پیشتر حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوالیس ہزار اصحاب کرامؓ کے روبرو پہاڑی پر چڑھ کر فرمائے اور سب نے اس ارشاد کو قبول کیا۔ جس سے اظہر من الشّمس ثابت ہوا کہ اسی پر اجماع امت ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی سچا نبی نہ ہوگا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار میں سے ایک نے بھی عرض نہ کیا کہ یارسول اللہ اس میں تو آپ کی ہتک ہے کہ آپ کے پیرووں میں سے ایک بھی نبی نہ ہو۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کی متابعت سے ہزاروں نبی ہوئے۔ چونکہ سب کا سکوت ہے تو اجماع صحابہ ثابت ہوا۔ اب تیرہ سو برس کے بعد کس دلیل سے جدید نبی کا آنا مانا جاسکتا ہے جب کہ علمائے اسلام کا فتویٰ ہے کہ: ''دعویٰ النبوۃ بعد نبینا محمدؐ کفر بالاجماع'' یعنی دعویٰ نبوت بعد حضرت ہمارے نبی محمدؐ کے کفر ہے اجماع امت سے۔ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری)

نویں حدیث: ''عن جبیر بن معطم قال سمیت نبی ﷺ یقول ان لی

اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحواللہ الکفر بی وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی ’’جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمد، احمد، ماحی، حاشر، عاقب۔ عاقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی نبی بعد اس کے۔ نقل کی بخاری ومسلم نے۔ (مظاہر حق ج۴ ص۵۱۴) عاقب کے معنی رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دیئے کہ:’’الذی لیس بعدہ نبی ‘‘یعنی عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ پس خاتم النّبیین کے معنی ختم کرنے والا نبیوں کا درست ہیں اور کسی نبی کا آپ کے بعد پیدا ہونا ناممکن ہے۔

دسویں حدیث:’’قال رسول اللہ ﷺ ان النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ہے۔

اس حدیث سے بھی بلاکسی استثناء کے رسول اور نبی کا آنا محال ہے جب قرآن شریف اور احادیث نبوی سے ظاہر ہے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی جدید نبی ورسول کا آنا ہی ممکن نہیں۔

پس مولوی غلام رسول قادیانی اس اصول کی پابندی سے جو کہ مسلمہ فریقین ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے معنی کرنے میں قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ممانعت نہیں کرنی چاہئے اور کسی مدعی کے من گھڑت معانی وتفاسیر کو بمقابلہ قرآن وحدیث کے کچھ وقعت نہیں دینی چاہئے۔ کسی نص قرآنی سے بعبارت النص ثابت کریں کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے سلسلہ نبوت جاری ہے اور جیسا کہ ہم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے اور حدیث رسول اللہ سے تفسیر کی ہے، مولوی صاحب بھی ثابت کریں اور خیال رکھیں کہ شریعت محمدی میں تضارب وتدافع حرام ہے۔ اس کے مرتکب نہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:’’انما ھلک من کان قبلکم بھذا ضرب الکتاب اللہ بعضھہ ببعض ‘‘یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے لوگ (یہود ونصاریٰ) تباہ ہوگئے کہ انہوں نے کتاب کو بعض کو بعض کے ساتھ ٹکرایا یعنی ایک آیت کو دوسری آیت سے ٹکرایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

تدافع وتضارب کی شکل یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی آیت کو پیش کرے تو دوسرا شخص کوئی دوسری آیت بے محل بے موقع پیش کر کے غلط معنی کر کے اس کا مقابلہ کرے اور حکم خداوندی کو ٹالنے کی کوشش کرے۔

پس مولوی صاحب تدافع جو حرام ہے اس سے پرہیز کر کے جواب دیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار‘‘ یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کے معنی اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مولوی صاحب جواب دینے کے وقت خوف خدا دل میں رکھیں اور سوال کے مطابق جواب دیں ایسا نہ ہو کہ سوال از ریسماں جواب از آسماں جیسا کہ وہ تقریر میں کرتے رہے ہیں۔ صرف قرآن شریف میں من بعدک دکھادیں۔ یعنی خدا نے فرمایا ہو کہ اے محمد! ہم تیرے بعد نبی اور رسول بھیجتے رہیں گے۔ جب امکان ثابت ہو جائے گا پھر دیکھیں گے کہ کون نبی ہوسکتا ہے۔ پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام

(ماہنامہ تائید اسلام ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۱ تا ۱۶)

(۱۹) مناظرہ طغل والا ضلع گورداسپور (۱۹۲۵ء)

۲۹؍اگست ۱۹۲۵ء کو بمقام طغل والہ تحصیل وضلع گورداسپور میں اہل سنت والجماعت ومرزائیوں کے مابین مناظرہ ہوا۔ مرزائیوں کی طرف سے مناظر مولوی عبدالکریم اور اہل سنت والجماعت کی طرف سے جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ساکن بھامڑی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پریذیڈنٹ مرزائیوں کی طرف سے بابو عبدالحمید اور اہل سنت والجماعت کی طرف سے پریذیڈنٹ علی محمد ساکن شہنہ بھٹی تحصیلدار گورداسپور قائم ہوئے اور مسئلہ پیش گوئیاں مرزا قادیانی اور ختم نبوت پر گیارہ بج کر ۲۵ منٹ پر شروع ہو کر اڑھائی بجے تک ختم ہوا۔ بعد نماز ظہر کے مسئلہ حیات وممات عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔ جن میں دونوں مسئلوں پر حاضرین مجلس نے اہل سنت علماء کو عش عش کر کے آواز بلند کی اور مرزائیوں کو شکست عام ہوئی۔ تمام اہل ہنود کی زبانی بھی مضمون واحد تھا۔ لہٰذا روئیداد مناظرہ کے موجودہ اشخاص کی مختصر فہرست مندرجہ ذیل ہے:

جناب مولانا محمد یعقوب صاحب مناظر اہل سنت، چوہدری اللہ داد صاحب ساکن بھامڑی، رحمت علی صاحب ساکن شہنہ بھٹی، شیخ نور محمد صاحب طغل والہ، علم الدین صاحب موضع گھوڑیواہ، علی محمد صاحب امام مسجد پریذیڈنٹ اہل سنت، چوہدری بشیر سنگھ صاحب طغل والہ، شیخ اسماعیل صاحب طغلوالہ، عبداللہ صاحب ساکن طغل والہ، شیخ اللہ لوک صاحب طغل والہ۔ گواہ شد: چوہدری محمد طفیل صاحب ساکن بگھیاڑی راجپوتانہ

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۲، ستمبر ۱۹۲۵ء ص۱۵)

اطلاع: ہم اپنے گمنام ناصح کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ختم نبوت کے منکر اور مدعی نبوت کو اہل قبلہ تسلیم کرنا اور ان کی شرک اور کفر کی تبلیغ کو نہ روکنا سخت ضلالت ہے۔ یہ لوگ مسلمانی لباس میں اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور آریوں اور عیسائیوں کے باطل عقائد اسلام میں داخل کررہے ہیں۔ مثلاً آریوں کے کرشن بنے اور ان کے مسئلہ اوتار کو مانا، عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ کو مانا اور خود ابن بنے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے باطل عقائد امت محمدیہ میں نہ پھیلنے دیں۔ بموجب ان کے اعتقاد کے کہ مرزا آخری نبی ہے۔ محمد ﷺ کا قبلہ ان کا قبلہ نہیں ہوسکتا۔ اگر راقم اپنا نام لکھتا تو بسط کے ساتھ جواب دیا جاتا۔ بہتر ہے کہ اپنا نام لکھے اور باقاعدہ بحث کرے۔

(۲۰) پشاور میں مرزائیت کا جنازہ (۱۹۲۶ء)

۴،۵،۶ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء کو قادیانی مرزائیوں کا جلسہ سالانہ تھا۔ قادیان کا مشہور گرو حافظ روشن علی قادیانی بمعہ چند ایک اور مولوی صاحبان کے رونق افروزی جلسہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ جلسہ شہر کے باہر منڈوہ میں تھا۔ اگرچہ قادیانیوں کے عقائد کے باعث مسلمانان پشاور متنفر ہوچکے ہیں۔ لیکن چونکہ قادیانی فرقہ علامہ موصوف کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان اور ہروقت ان کی قابلیت کے گیت گاتے تھے۔ اس لئے مسلمانان پشاور علامہ موصوف کی تقریر سننے کے خیال سے ہزارہا کی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ کیونکہ گزشتہ سال انجمن احمدیہ کے مشہور ومعروف مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب نے انجمن احمدیہ پشاور کے سالانہ جلسہ پر اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے پر دوروز متواتر لیکچر دیا تھا اور اس کا لیکچر نہایت مقبول ہوا تھا۔ چنانچہ قادیانی علامہ نے بھی ۴،۵ تاریخ ماہ حال کو اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے

پر تقریر کی۔ مگر علامہ صاحب کی تقریر مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریر کی طرح نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قادیان کی زمین مرزا جیسے نبی پیدا کرسکتی ہے۔ اسی طرح سرزمین قادیان حافظ روشن علی جیسے علاّموں کی روئیدگی کی طرح پیدا کرنے میں بھی ممتاز ہے۔ سچ تو یہ ہے جیسا قادیان کا نبی نرالا ویسا ہی قادیان کا علامہ بھی انوکھا۔ ماں پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔ چونکہ مرشد بھی انسان کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ حافظ صاحب بھی مسلمانوں کو کافر بنانے میں کسی طرح کم نہ ہوتے۔ چنانچہ ۶ / تاریخ کو اجرائے نبوت وصداقت کرشن قادیانی پر انہوں نے جو تقریر کی اس کا لب لباب یہ تھا کہ سوائے قادیانی مرزائیوں کے اور روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان نہیں۔ غیر احمدی مسلمان تو کیا لاہوری مرزائی بھی مرزا قادیانی کی نبوت کے انکار کی وجہ سے کافر اور مرتد ہیں۔

علامہ موصوف کی تقریر کے بعد صدر جلسہ مولوی غلام رسول قادیانی نے اعلان کیا کہ اگر کوئی صاحب اعتراض کرنا چاہیں علامہ صاحب مباحثہ کے لئے تیار ہیں جس پر ہمارے شہر کے مشہور ومعروف نوجوان مبلغ اسلام صوفی حاجی محمد فاروقی اسٹیج پر کھڑے ہوگئے اور ان کا اور علامہ صاحب کا مباحثہ شروع ہوگیا۔ سب سے پہلے صوفی صاحب نے مسلمانوں کو خاموش رہنے کی تاکید کی۔ بعدہٗ یوں سلسلہ کلام شروع کیا۔

صوفی صاحب: حافظ روشن علی قادیانی نے دوروز متواتر تقاریر سے ہمیں مسرور کیا۔ لیکن آج علامہ صاحب نے اپنے عقائد کے خلاف تقیہ بازی سے کام لے کر ہم غیر احمدیوں کو اپنا بڑا بھائی اور مسلمان قرار دیا۔ حال آنکہ خلیفۃ المسیح قادیان کے نزدیک سوائے قادیانیوں مرزائیوں کے تمام روئے زمین کے مسلمان کافر اور خارج از اسلام ہیں بلکہ ان کے بڑے بھائی یعنی لاہوری جماعت بھی مرتد ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ علامہ حافظ روشن علی جیسا ذمہ دار شخص کیونکر اپنے خلیفۃ المسیح قادیان کے ارشاد کے خلاف کہنے کی جرأت کرسکتا ہے اور اگر یہ بات نہیں تو میں بعد از معافی علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت کے چشم وچراغ اور استاد کل ہونے کی حیثیت سے یہ منافقانہ چال علامہ صاحب کی شان کے مناسب نہیں۔ جب علامہ صاحب کا ظاہر باطن کا یہ حال جھوٹ اور کذب کو شیر مادر کی طرح سمجھتا تو پھر اور قادیانیوں کا کیا کہنا۔ خیر! بہرحال میں علامہ صاحب کو اصل موضوع بحث کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

جناب علامہ صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات پر اور نزول مسیح کی تاویل کر کے کرشن قادیانی مرزا آنجہانی کو پنجابی نبی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ حال آنکہ مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱) میں کہتے ہیں: ’’مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ ہماری صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔‘‘

اب چونکہ آپ کا اور ہمارا اختلاف اصولی ہے یعنی مرزا قادیانی کی نبوت کے متعلق ہے اور مرزا قادیانی بحیثیت مدعی نبوت ہونے کے نزول مسیح کے مسئلہ کو اصولی مسئلہ نہیں سمجھتے۔ لہٰذا آپ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ نزول کے مسئلہ کو آپ پیش کریں۔ علامہ صاحب! آپ کو چاہئے کہ آپ مرزا قادیانی کے مقرر کردہ معیار کے مطابق مرزا قادیانی کی نبوت کا استدلال پیش کریں نہ کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ خوامخواہ نزول مسیح کہہ کر اپنا دل خوش کریں اور بلاثبوت غیراحمدی مسلمانوں کو کرشن قادیانی کے انکار کے باعث خارج از اسلام کہیں۔

مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص ایضاً) میں اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کا معیار اپنی پیش گوئیوں کو ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے پنجابی نبی کی مشہور پیش گوئیوں میں سے مشت نمونہ از خروارایک پیش گوئی کو لیتا ہوں۔

عبداللہ آتھم کے ساتھ جو مشہور مباحثہ امرتسر میں ہوا، اس کے متعلق مرزا قادیانی اپنی کتاب (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲،۲۹۳) میں فرماتے ہیں کہ: ’’پندرہ ماہ کے عرصہ میں عبداللہ آتھم رجوع بہ حق کرے گا یا بہ سزائے موت ہاویہ میں پڑے گا اور اگر یہ بات غلط ہو تو میں جھوٹا، میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل سے ذلیل کیا جاوے، روسیا کیا جاوے اور میرے گلے میں رسہ ڈال کر پھانسی پر لٹکایا جاوے، زمین اور آسمان ٹل جاویں مگر خدا کی باتیں ہرگز نہیں ٹلتیں اور چونکہ یہ خدا کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میں بطور نشان کے ہوں۔ لہٰذا یہ ضرور ہوگا ضرور ہوگا، ضرور ہوگا۔‘‘

لیکن پندرہ ماہ تک نہ تو عبداللہ آتھم نے رجوع بہ حق کیا اور نہ ہی وہ بہ سزائے موت ہاویہ میں پڑا تو نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی جھوٹے کذاب مفتری اور دجال تھے اور جو

الہام خدا کی طرف سے انبیاء کو ہوتا ہے وہ ضرور پورا ہوا کرتا ہے، شیطانی الہام آگے جھوٹے مدعیان نبوت کے نہ سچے ہوئے اور نہ آئندہ کبھی ہوں گے تو مرزا قادیانی کے اپنے الہام میں جھوٹا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے الہامات رحمانی نہ تھے بلکہ شیطانی تھے اور مرزا قادیانی بھی فنافی الشیطان تھے جو اپنے شیطانی الہامات کی بناء پر رحمان کی نافرمانی کر کے اور مسلمانوں کو بھی اپنی طرح اسلام سے گمراہ کرنا چاہتے تھے۔

علامہ صاحب کیا کسی نبی نے بھی اس طرح اپنی پیش گوئی پر تحدی کی اور اس کو معیار صداقت قرار دیا ہو۔ پھر باوجود پیش گوئی پر تحدی کرنے کے وہ پیش گوئی غلط ہوئی ہو اور پھر اس کو نبی مانا گیا ہو۔ یہ تو آپ کے پنجابی نبی کا حصہ تھا کہ جھوٹا کذاب مفتری دجال ثابت ہونے کے دعویٰ نبوت سے باز نہ آیا اور یہ آپ ہی کی سعادت مندی ہے کہ ایسے ہی پنجابی نبی کی امت کہلائے۔ ہم تو آپ کے کرشن قادیانی کے مقرر کردہ معیار کے مطابق مجاز ہیں کہ ان کو جھوٹا، دجال، کذاب، مفتری اور مسیلمہ کذاب کا بھائی خیال کریں اور روسیاہ کر کے گلا میں رسہ ڈال کر پھانسی پر لٹکا دیں۔ اب علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ جواب دیں۔

علامہ: چونکہ مرزا قادیانی نے رجوع حق کی قید لگائی تھی اور عبداللہ آتھم نے رجوع حق کیا۔ پس پیش گوئی پوری ہوئی اور مرزا قادیانی سچے نبی تھے۔

صوفی: رجوع حق کب کیا تھا بلکہ وہ تو اخیر دم تک عیسائی ہی رہا۔

علامہ: دل سے تو تائب ہو گیا تھا، کیا ہوا اگرچہ بظاہر مسلمان نہ ہوا۔

صوفی: بہت خوب وہ تو زبان سے اقرار کرتا تھا کہ میں پکا عیسائی ہوں۔ اسلام جھوٹا مذہب ہے، تثلیث کا قائل ہوں اور کفارہ پر نجات ہے۔ ایسے عقیدہ کے شخص کو دنیا کا ہر ایک شخص عیسائی کہے گا اور اگر مرزائی صاحبان اس کو مسلمان کہیں تو شاید ان کے پنجابی نبی کی شریعت میں جائز ہو گا۔

علامہ: جناب دل سے اگر آدمی مسلمان ہو جائے تو زبانی اقرار کرنا کوئی ضروری نہیں۔

صوفی: اچھا آپ حضرت علیؓ کے والد ابوطالب کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اگر نہیں تو کیوں؟

علامہ: نہیں وہ ہرگز مسلمان نہ تھا اسلام کو سچا تو اس نے مان لیا اور قوم کی عار اور آبائی تقلید کے باعث اس نے کلمہ نہیں پڑھا تھا۔

صوفی: پس جب آپ کے نزدیک ابوطالب مسلمان نہیں کہلاسکتا تو عبداللہ آتھم کیونکر مسلمان سمجھا جاوے۔

ماسوائے اس کے ڈاکٹر عبدالحکیم زبانی اقرار کے باوجود مرتد ٹھہرایا جاوے۔ مرزا قادیانی فرماتے تھے کہ تم دل سے تو مجھ کو نہیں مانتے صرف زبانی اقرار سے کیا فائدہ تو جناب علامہ صاحب! یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے کہ عبداللہ آتھم دل سے تو کیا زبان سے بھی اقرار نہیں کرتا وہ کیونکر مسلمان کہلاسکتا ہے۔ ذرا سوچ کر جواب دیں:

آں چہ برخود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

علامہ: آپ نے تو الزامی بحث شروع کردی، مرزا قادیانی کے مقرر کردہ معیاروں سے آپ کو کیا؟

صوفی: علامہ صاحب! آپ کی ذات پر بہت افسوس ہے۔ آپ بےخودی میں کیا کہہ رہے ہیں۔ امتی کہلا کر اپنے پنجابی نبی کو کم فہم قرار دیتے ہیں اور ان کے مقرر کردہ معیار صداقت سے انکار کر کے ان کی تکذیب کررہے ہیں۔

علامہ: نہیں میں تو مرزا قادیانی کو مانتا ہوں۔

صوفی: تو پھر ان کے مقرر کردہ اصولوں کو آپ کیوں نہیں مانتے ہیں۔

علامہ: جناب فرعون کے زمانہ میں بھی ایک عورت درپردہ مسلمان ہوئی تھی۔

صوفی: چونکہ فرعون کا خدائی دعویٰ تھا اور وہ ظالم اور سفاک بادشاہ وقت تھا اور اس زمانہ میں موسوی شریعت تھی اور اس عورت کے مسلمان ہونے کی شہادت قرآن دیتا ہے۔ آپ بھی قرآن سے عبداللہ آتھم کے اسلام کا ثبوت دیں۔

علامہ: اچھا آتھم اگر مسلمان نہیں ہوا تھا تو وہ خاموش کیوں رہا۔

صوفی: کیا خاموشی کا معنی رجوع بہ حق ہے؟

علامہ: ہاں! کیوں نہیں۔

صوفی: تو اس وقت دنیا میں جس قدر غیر مسلم ہیں اور ان میں جو علانیہ اسلام کی مخالفت نہیں کرتے تو کیا وہ سب مسلمان کہلائیں گے۔

علامہ: اور اگر آتھم نے رجوع حق نہیں کیا تھا تو مرزا قادیانی نے پانچ ہزار کا اشتہار دیا تھا۔ اس نے کیونکر نہ قسم کھائی۔

صوفی: اس لئے کہ قسم اس کے مذہب میں جائز نہ تھی اور مباحثوں کا فیصلہ کیا قسموں ہی پر ہے؟

علامہ: وہ ضرور قسم کھالیتا تا کہ فیصلہ ہو جاتا۔

صوفی: بجواب آتھم نے مرزا قادیانی کو کہا تھا کہ تم بھی مجھ پر دعویٰ کردو تو میں عدالت میں قسم کھالوں گا کہ میں ہرگز مسلمان نہیں بلکہ پکا عیسائی ہوں۔

علامہ: اچھا یہ تو جناب نے مان لیا کہ فرعون کے زمانہ میں علانیہ مسلمان نہ ہونے کے باوجود وہ عورت مسلمان تھی تو پھر آتھم کیوں نہیں؟

صوفی: اس کا جواب آپ کو دیا گیا ہے۔ آپ علامہ ہوکر کیا ہی تجاہل عارفانہ کررہے ہیں۔ کجا فرعون کا جبر واستبداد کا زمانہ اور اس کا دعویٰ خدائی اور کجا ہندوستان میں انگریزوں جیسی منصف قوم کی حکومت۔ بلکہ مسلمانوں کی حکومت کہئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو تو گورنر جنرل ووائسرا ہونے کا الہام ہوا تھا تو عبداللہ آتھم کم از کم کرشن قادیانی پنجابی نبی کی بیعت تو کر لیتا۔

علامہ: نہیں جناب فرعون کا اور یہ زمانہ ایک ہی ہے۔ آج بھی ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت ہے۔ آتھم کیونکر مسلمان ہوتا۔ کیونکہ وہ پادری بھی تو تھا۔

صوفی: آپ کے کرشن قادیانی پنجابی نبی تو انگریزوں کے بہت ہی مداح تھے اور بلکہ اپنے مریدوں پر انگریزوں کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں۔

(ضمیمہ شہادت القرآن ص۳ ج، خزائن ج۶ ص۳۹۰)

تو آپ امتی ہوکر اپنے پنجابی نبی کی تکذیب کرتے ہیں کہ فرعون جیسے ظالم بادشاہ کو انگریزوں کے برابر کرتے ہیں۔

ابھی صوفی صاحب کی تقریر باقی تھی کہ علامہ صاحب نے حواس باختہ ہوکر صدر جلسہ کو کہا کہ جلسہ بند کردو۔ چنانچہ صدر موصوف نے کہا کہ بباعث وقت ختم ہونے کے جلسہ کی کارروائی بند کی جاتی ہے۔ جس پر صوفی نے کہا کہ ابھی میری تقریر باقی ہے آپ کے علامہ صاحب کیوں بھاگتے ہیں۔ مرزائیوں نے کہا نماز مغرب کا وقت قریب ہے۔ بجواب صوفی صاحب نے کہا کہ ابھی مغرب میں بہت وقت باقی ہے اور اگر نہیں تو بعد نماز مغرب میں گیس کا انتظام بھی کردوں گا۔ آپ علامہ صاحب کو لائیے۔

لیکن علامہ صاحب نے کہا کہ نہیں میں اور مباحثہ نہیں کرتا۔ مگر صوفی صاحب نے کہا کہ میں بعد از نماز عشاء میں آپ کی انجمن میں آجاؤں گا۔ آپ علامہ ہو کر کیوں پریشان ہو رہے ہیں اور اگر یہ بھی نہیں تو پھر کل سہی۔ مگر افسوس کہ علامہ صاحب کو بالکل جرأت نہ ہوئی اور انہوں نے قطعاً گریز اختیار کی۔ کیونکہ حاضرین جلسہ پر مرزائیت کی کافی حقیقت ظاہر ہو چکی تھی اور قادیانی علامہ صاحب کے پاس کوئی تسلی بخش جواب نہ تھا۔

حاضرین جلسہ میں مسلمانوں کے سوا ہندو، سکھ، عیسائی اور آریہ صاحبان بھی تھے جو سب صوفی صاحب کی کامیابی اور حسن بیان کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ ہمیں اپنے قادیانی دوستوں کی شکست وندامت پر بہت افسوس ہے۔ ان کا علامہ اور استاد کل ہمارے ایک نوجوان صوفی صاحب کا جواب نہ دے سکا اور ہزارہا خلق خدا کے سامنے بیک بینی و دو گوش ناکام ہو کر پشاور سے چل دیا۔ فقط: حاجی محمد عظیم از پشاور

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر ۱۲، دسمبر ۱۹۲۶ء ص ۱ تا ۷)

(۲۱) قادیانیوں سے تحریری مناظرہ لکھنؤ (۱۹۱۲ء)

محلّہ بشیرت گنج لکھنؤ میں قادیانیوں کی ایک انجمن احمدیہ عرصہ سے قائم تھی جو اپنے مذہب کی تبلیغ وترویج میں برابر ساعی رہتی تھی۔ اس انجمن کے سیکرٹری مولوی کبیرالدین اکبرآبادی تھے جو اکثر حضرت لکھنوی سے تحریری رابطہ رکھتے تھے اور سوال وجواب کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اس جماعت کے ایک دوسرے رکن مولوی حسام الدین فیض آبادی بھی تھے۔ وہ بھی اکثر مولانا سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے۔ لکھنؤ میں اس انجمن کا ہیڈ کوارٹر تھا جہاں بابو فرمان علی انجینئر قادیانیت کے پرزور حامیوں میں سے تھے۔ ان سب حضرات نے متفقہ طور پر مولانا لکھنوی کو ایک فیصلہ کن مناظرہ پر آمادہ کیا اور طے کیا کہ یہ مناظرہ لکھنؤ میں ہوگا اور مولوی کبیرالدین قادیانیوں کے مناظر ہوں گے اور موضوع بحث یہ رکھا گیا کہ مولانا لکھنوی حیات مسیح کے مدعی ہوں گے اور قادیانی مناظر وفات مسیح کے دعویدار ہوں گے۔ اس کے علاوہ مولانا لکھنوی اپنے لئے ایک اور اہم موضوع یہ بھی منتخب کیا تھا کہ وہ مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور اس کے دلائل پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں گے۔ اس طرح جب فریقین کے درمیان تحریری معاہدہ ہو گیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا گیا تو انجمن قادیانیہ لکھنؤ کی جانب سے

اطلاع آئی کہ ہمارے مرکز قادیان نے ہمیں لکھنؤ میں لسانی مناظرہ کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ طے کیا ہے کہ مولوی میر قاسم علی ایڈیٹر الحق دہلی مولوی سرور شاہ مدرس اوّل مدرسہ احمدیہ قادیان اور مفتی محمد صادق ایڈیٹر بدر قادیان وغیرہ آ کر مولانا سے مناظرہ کریں گے۔ چنانچہ اس کو بھی منظور کرلیا گیا۔ عرصہ تک ان حضرات کا انتظار ہوتا رہا مگر وہ نہیں آئے۔ اسی عرصہ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے کچھ حضرات قادیان سے بھی آئے، جن میں مرزاغلام احمد کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود اور خواجہ کمال الدین ایڈووکیٹ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ سالانہ جلسہ سے فراغت کے بعد ان لوگوں نے شہر میں بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ مرزا بشیرالدین لکھنؤ کے تین روزہ پروگرام میں اپنے مذہب کی خصوصیات بیان کریں گے۔ لہٰذا مولانا لکھنوی نے اس موقعہ پر ان سے مناظرہ کی یاددہانی کرائی تو مرزا بشیرالدین نے جواب دیا کہ ہم اپنے امام (حکیم نورالدین) کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ مگر جب انہیں بسلسلۂ مناظرہ سابقہ تحریریں، وعدے اور معاہدے کی بابت کاغذات وغیرہ دکھلائے گئے تو یہ حضرات گھبرا کر اپنے بقیہ پروگرام کو ادھورا ہی چھوڑ کر قادیان روانہ ہوگئے۔

النجم کے بار بار تقاضوں کے بعد پھر اتنی بات طے ہوئی کہ مذکورہ بالا تینوں حضرات قادیان سے لکھنؤ بھیجے جارہے ہیں، وہ مناظرہ کریں گے۔ چنانچہ وہ حضرات آ بھی گئے لیکن لسانی مناظرہ کے لئے آمادہ نہ ہوئے اور کہا کہ بجائے لسانی مناظرہ کے ہم تحریری مناظرہ کریں گے اور موضوع مناظرہ یہ ہوگا کہ مولانا لکھنوی حیات مسیح کے دلائل تحریر کریں گے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر بحث کریں گے اور قادیانی مناظر وفات مسیح کے دلائل تحریر کریں گے اور مرزا قادیانی کی صداقت کی تصدیق کریں گے اور ان عنوانات پر دونوں فریق اپنے اپنے تین تین مقالات لکھیں گے جو بیک وقت النجم لکھنو اور بدر قادیان میں شائع کئے جائیں گے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں باقاعدہ ایک تحریری معاہدہ ہوگیا۔ حضرت مولانا لکھنوی نے معاہدہ کے مطابق اپنا ایک مضمون ختم نبوت پر اور ایک مضمون حیات مسیح پر لکھ کر بدر قادیان بھیج دیا۔ مگر اسے ان لوگوں نے شائع نہیں کیا اور نہ ہی اپنے مضامین النجم میں شائع ہونے کے لئے بھیجے۔ اس طرح وہ تحریری مناظرہ سے بھی گریز کر گئے۔ بعد میں مذکورہ بالا دونوں مضامین مولانا نے النجم میں شائع کر کے قادیانیوں کی شکست فاش پر آخری مہر ثبت کردی اور پھر ان کی طرف سے کوئی جواب الجواب نہ آیا۔ (النجم ۲۱؍ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ، مطابق ۲۲؍اکتوبر ۱۹۱۳ء)

(۲۲) قادیانیوں سے تحریری مناظرہ مونگیر (۱۹۱۶ء)

سیالکوٹ پنجاب کے ایک سرکاری دفتر کے قادیانی کلرک نے خانقاہ رحمانیہ مونگیر کو ایک تحریری چیلنج لکھ کر بھیجا تھا جس میں انہوں نے بخیال خود حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کو ثابت کیا تھا اور مسلمانوں کے اس خیال کو غلط قرار دیا تھا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں۔ مولانا لکھنوی کی طرف سے اس تحریری چیلنج کا ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ہمارے علماء کرام کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کا کذب قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور عقلی دلائل سے ثابت کیا جاچکا ہے اور اس عنوان پر درجنوں رسائل وکتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کا مطالعہ ہر ایک کو کرنا چاہئے۔ مولانا نے اپنے اس جواب چیلنج میں دعویٰ کیا تھا کہ قادیانیوں کو پہلے مرزا قادیانی کے کذب اور جھوٹ کو دلائل کے ساتھ رد کرنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد پھر کسی دوسرے مسئلہ کو چھیڑنا چاہئے تھا۔ حیات مسیح کے مسئلہ کو چھیڑ کر ان کی جان بچ نہیں سکتی۔ حیات مسیح پر بھی ہمارے علماء نے درجنوں کتابیں لکھی ہیں، جن کا اب تک کسی قادیانی سے جواب نہ بن سکا۔ لہٰذا پہلے وہ ہمارے دعوؤں کی تردید کریں۔ پھر کسی دوسرے مسئلہ کا ادعا کریں۔ کیونکہ جس شخص کا جھوٹا ہونا ہر طرح سے ثابت ہو گیا ہو اور اس کے ماننے والے اس کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہوں تو وہ مسیح موعود کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ جوابی اعلان پہلے مولانا عبدالغفار صاحب حیدرآبادی کی طرف سے شائع ہونا تھا مگر اچانک ان کی وفات ہو جانے سے حضرت لکھنوی نے اس اعلان کو اپنے نام سے صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴ میں شائع کرادیا۔ خانقاہ رحمانیہ مونگیر نے حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں بہار میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے قدم کو روکنے میں نمایاں رول ادا کیا تھا اور اس خاص مبحث میں درجنوں مفید کتابیں شائع کی تھیں جو آج بھی اس موضوع پر مشعل راہ کا کام کر رہی ہیں۔ مولانا کے اس چیلنج کے جواب میں قادیانیوں کی طرف سے پھر کوئی ردعمل کا اظہار نہ ہوا اور انہوں نے اپنی لاجوابی اور پسپائی قبول کرلی۔ (صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴ مطبع رحمانیہ مونگیر ۱۳۳۵ھ)

(۲۳) مناظرہ پورینی ضلع بھاگلپور بہار (۱۹۱۷ء)

یہ مناظرہ مشہور قادیانی عالم مولوی عبدالماجد بھاگلپوری[1] سے ان کے مکان واقع

[1] مولوی عبدالماجد بن عبدالواحد کی پیدائش اور پرورش بھاگلپور میں ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

موضع پورینی ضلع بھاگلپور میں ہوا تھا۔ مولوی موصوف برابر اپنے جلسوں میں قادیانیت کی تبلیغ اور مسلمانوں پر ناروا اعتراضات کرتے رہتے تھے جس سے عام مسلمانوں میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی مگر وہ کسی عالم سے بالمشافہ گفتگو کرنے سے گریز کرتے تھے۔ حضرت مولانا لکھنوی بھی کم وبیش ایک سال سے یہ کوشش کر رہے تھے کہ مولوی عبدالماجد سامنے آ کر حق وباطل کا فیصلہ کر لیں۔ لیکن وہ برابر ٹال مٹول کرتے رہے۔ بالآخر وہ وقت آ ہی گیا کہ انہیں حق کا سامنا کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ چنانچہ ایک بار موضع پورینی کے مسلمانوں نے اپنے یہاں ایک دینی جلسہ کا بندوبست کیا اور اس میں مختلف علماء کرام کے ساتھ حضرت لکھنوی کو بھی مدعو کیا۔ اس جلسہ کو بے اثر کرنے کے لئے مولوی عبدالماجد نے اپنے گھر پر ایک جلسہ کا اعلان کر دیا جس کا منشا یہ تھا کہ لوگوں کا دھیان بٹایا جائے اور بزعم خود مسلمانوں پر اعتراضات کئے جائیں۔ مقامی مسلمانوں نے بہ نیت اظہار حق مولوی عبدالماجد کے پاس پیغام بھجوایا کہ آپ خود ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے ہیں اور نہ ہم کو ہی بلاتے ہیں۔ لہٰذا ہم خود ہی آپ کے جلسہ میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ آپ بحث کے لئے تیار ہو جائیے۔ اس اطلاع کے بعد لوگ ان کے جلسہ میں پہنچ گئے۔ حاضرین جلسہ کی تعداد معقول تھی اور دونوں طرف کے لوگ وہاں موجود تھے۔ مولوی عبدالماجد سے گفتگو شروع ہوئی۔ شرائط مناظرہ اور حکم کے تقرر پر مباحثہ ہوتا رہا۔ مگر مولوی صاحب کسی پہلو پر قائم نہیں رہتے تھے۔ بالآخر مولانا لکھنوی نے فرمایا کہ میں بغیر کسی شرط کے جس طرح آپ چاہیں اور جہاں آپ فرمائیں آپ سے بحث کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ چنانچہ مجبور ہو کر اور ہر طرف سے راہ فرار مسدود پا کر بادل ناخواستہ مولوی عبدالماجد کو مناظرہ منظور کرنا پڑا۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ابتدائی کتابیں مقامی اساتذہ سے پڑھ کر حضرت مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ تکمیل کے بعد کلکتہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ وہاں سے علی گڑھ پہنچے اور ایک سال تک مدرسۃ العلوم میں کام کیا۔ اس کے بعد بھاگلپور آ گئے اور یہاں ایک انگریزی کالج میں استاد ہو گئے۔ اسی عرصہ میں انہوں نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا اور اس کی تبلیغ وتوسیع میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مولوی صاحب موصوف مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر تھے۔ ۱۳۷۵ھ میں قادیان میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر ج۸ ص۹-۳۰۸ پہلا ایڈیشن حیدر آباد ۱۹۷۰ء)

اس مناظرہ میں بھاگلپور، چمپانگر، برہ پورا اور آس پاس کے علاقوں کے مسلمان بڑی تعداد میں شریک ہوئے اور اسی طرح قادیانی عقائد رکھنے والے لوگ بھی اکثر وبیشتر شریک ہوئے۔ مولوی علاؤالدین وکیل مناظرہ کے حکم باتفاق رائے مقرر کئے گئے۔ مناظرہ کے شروع میں مولوی عبدالماجد نے یہ اصرار کیا کہ مولانا لکھنوی کو دوسرے علماء زبانی یا تحریری کسی قسم کا مشورہ نہ دیں۔ حتیٰ کہ کتابوں کی عبارات محولہ کے نکالنے میں بھی ان کی مدد نہ کی جائے۔ رفع شرر کے لئے ان کی یہ بات مان لی گئی اور بحث شروع ہوگئی۔ سب سے پہلے حضرت لکھنوی نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر اپنی دس منٹ کی تقریر میں یہ واضح کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف اپنے نبی ورسول ہونے کا بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض انبیاء پر تو صراحۃً اپنی فضیلت بیان کی ہے اور بعض پر اشارۃً۔ لیکن مرزا قادیانی کے حالات واوصاف پر نظر ڈالنے سے ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے یہ حالات ہوں، شریعت اسلامیہ اس کو اچھا آدمی سمجھنے اور کہنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ چہ جائیکہ اس کو نبی اور رسول ماننا بڑی چیز ہے۔ مرزا قادیانی کے حالات واوصاف کے بارے میں آپ نے درج ذیل دو باتوں کی حوالوں کے ساتھ وضاحت کی۔

۱...... مرزا قادیانی نے خدا کے پیغمبروں کی توہین کی ہے۔

۲...... مرزا قادیانی جھوٹ بہت بولتے تھے۔

یہ دونوں باتیں مرزا قادیانی کی تصانیف سے نکال کر سنائی گئیں اور مولوی عبدالماجد کو بھی دیکھنے کے لئے دی گئیں۔

اس دس منٹ کی تقریر کے جواب میں مولوی عبدالماجد نے سوا گھنٹہ تقریر کی جس میں بہت سی خارج از بحث باتیں شامل تھیں۔ اصل مبحث کے متعلق صرف اتنا کہا کہ مرزا قادیانی کی نیت توہین انبیاء کی نہ تھی۔ انہوں نے ایسے الفاظ الزامی طور پر استعمال کئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے جھوٹ کے بارے میں کہا کہ اس طرح تو دیگر انبیاء کا جھوٹ بھی ثابت ہے۔ (معاذ اللہ منہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ایک حدیث کا حوالہ بھی دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق دعویٰ کیا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان کی پیشین گوئی ٹل گئی اور بڑی پرلطف بات یہ کہی خدا خود اپنی بات ٹال دیتا ہے اور اپنے کلام میں پھیر بدل کر دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ! (استغفراللہ)

حضرت مولانا لکھنوی نے اس کے جواب میں پچیس منٹ کی تقریر کی اور کہا کہ

مولوی عبدالماجد نے بجائے مرزا قادیانی کی برأت کرنے کے ان کا جرم اور زیادہ سنگین کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے مرزا قادیانی کی ایک عبارت پڑھی جس کا مضمون یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام نے قابل نفرت اور مکروہ افعال کا ارتکاب خدا کے حکم سے کیا جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے خدا کی بھی توہین کی ہے اور خدا کو بھی قابل نفرت اور مکروہ کاموں کا حکم دینے والا کہا ہے۔ (معاذ اللہ منہ) توہین انبیاء کا الزامی نہ ہونا بھی مرزا قادیانی کے کلام سے ثابت کیا گیا اور توہین کی نیت نہ ہونے کا بھی شافی جواب دیا گیا۔ حضرت ابراہیم اور حضرت یونس علیہما السلام کے قصے کا تو ایسا جواب دیا کہ مولوی عبدالماجد گھبرا گئے اور ان باتوں کی تردید میں کوئی واضح بات نہ کہہ سکے جس کو سارے مجمع نے محسوس کیا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک گھنٹہ بارہ منٹ تقریر کی۔ لیکن اس میں سوائے دفع الوقتی اور بدحواسی کے کچھ نہ کہا۔

آخر میں مولانا لکھنوی نے تیس منٹ کی ایک جوابی تقریر کی جس نے مولوی عبدالماجد سے مکابرہ کی طاقت بھی سلب کر لی اور انہوں نے صاف الفاظ میں اعلان کیا کہ میں تو مناظرہ کے لئے تیار نہ تھا۔ جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے اپنی تقریر کا اثر لوگوں پر ڈال دیا۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ میری تقریر کا اثر کسی پر نہ پڑے گا۔ اب میں مناظرہ نہ کروں گا بلکہ آئندہ قادیان سے کسی عالم کو بلوا کر اور تاریخ مقرر کر کے مناظرہ کروں گا۔

اس طرح مناظرہ سے اظہار حق بہ تمام وکمال ہوگیا اور پورینی و بھاگلپور وغیرہ کے مرزائیوں کو مرزا قادیانی کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہوگئی۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس مناظرہ میں مسلمانوں کے مشہور عالم دین مولانا محمد سہول صاحب عثمانی حنفی فاضل دیوبند (م ۱۹۴۸ء) بھی شریک تھے اور انہوں نے اس روداد کی تحریری تصدیق بھی کی ہے۔

(آئینہ کمالات مرزا مرتبہ ناظم دارالاشاعت رحمانی مونگیر ص ۵۶ تا ۶۳، خانقاہ رحمانی مونگیر اشاعت ندارد)

(۲۴) لاہوری مرزائیوں سے مناظرہ رنگون (۱۹۲۰ء)

یہ مناظرہ مولانا لکھنوی اور قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے رہنما خواجہ کمال الدین بی۔اے، ایل۔ایل۔بی کے درمیان ۱۹۲۰ء میں رنگون (برما) میں ہوا تھا۔ اس کا اہتمام جمعیۃ علماء رنگون نے کیا تھا جس کے سربراہ اس زمانہ میں حضرت مولانا احمد بزرگ سملکی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو جامع سورتی رنگون کے مہتمم اور مفتی بھی تھے۔ آپ ہی کی خصوصی دعوت پر مولانا لکھنوی

رنگون تشریف لے گئے تھے۔ فرق باطلہ کا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ وہ براہ راست مناظرہ سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن آڑ میں بیٹھ کر خطوط یا اشتہار بازی سے کام لے کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین نے بھی رنگون میں یہی کیا اور صرف مراسلات واشتہارات کو ذریعہ تخاطب بنایا اور براہ راست مناظرہ کی نوبت نہیں آنے دی۔ دوران قیام رنگون میں وہ اپنے فرقہ کے عقائد کی تبلیغ جگہ جگہ کرتے رہے۔ لیکن جب علماء اسلام نے ان کو روک ٹوک کی اور آمنے سامنے بیٹھ کر عقائد کے معاملات میں گفتگو کرنا چاہی تو انہوں نے روگردانی کی کوشش شروع کر دی اور مختلف حیلوں بہانوں سے راہ فرار اختیار کرتے رہے اور مزید ستم یہ کہ اپنی فرضی کامیابیوں کی رودادیں اشتہاروں کے ذریعہ چھاپ چھاپ کر تشہیر کرتے رہے۔ اپنے آخری اشتہار میں خواجہ صاحب نے اسلامی معتقدات کے خلاف چار سوالات قائم کر کے شائع کئے اور اپنے دفاع میں یہ مفروضہ قائم کر لیا کہ علماء اسلام سے ان کا جواب دیتے نہ بن پڑے گا۔ یہ چاروں سوالات اور ان کے جوابات ہم اس کتاب کے تیئسویں باب میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔ (اب اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمایا جائے)

حضرت لکھنوی نے جو خاص طور سے خواجہ صاحب سے مناظرہ کرنے کے لئے رنگون بلائے گئے تھے، فی الفوران چاروں سوالات کے جوابات قرآن اور حدیث کی روشنی میں لکھ کر شائع کر دیئے۔ ان جوابات کے شائع ہونے کے بعد پھر خواجہ صاحب کی طرف سے کوئی جواب الجواب نہیں آیا اور وہ انتہائی ذلت ورسوائی کے ساتھ رنگون سے روانہ ہوگئے۔

پھر مولانا نے اس مناظرہ کے سلسلہ میں اپنے وخواجہ صاحب کے تمام مراسلات ان کے اعتراضات اور اپنے جوابات مرزائی عقیدوں کی پوری تفصیل ایک رسالہ میں مرتب کر کے شائع کر دی۔ (صیحہ رنگون بر پیروان دجال زبون، مرتبہ مولانا احمد بزرگ سملکی عمدۃ المطابع لکھنو سنہ ندارد)

(۲۵) مناظرہ شملہ (۱۹۲۲ء)

یہ مناظرہ موجودہ ہماچل پردیش کے کوہستانی شہر شملہ میں قادیانیوں سے ہوا تھا۔ جس میں اس وقت کے ان کے تمام ہی مشہور علماء شامل ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرات علماء دیوبند اور حضرت مولانا لکھنوی تشریف فرما تھے جو اس مناظرہ کے اصل مناظر تھے۔ یہ مناظرہ گیارہ بجے دن میں شروع ہو کر چار بجے صبح کو ختم ہوا، جس میں صرف نمازوں کے اوقات پر کچھ دیر

کے لئے کارروائی ملتوی کر دی جاتی تھی۔ مناظرہ میں قادیانیوں کی کیا حالت ہوئی، اس کے لئے کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ حاضرین محفل نے خود اٹھ کر بآواز بلند کہہ دیا کہ آج ہم کو معلوم ہو گیا کہ مرزاغلام احمد کی حقیقت کیا ہے۔ مولوی عمر دین صاحب نے جو قادیانیوں کی طرف سے مناظر تھے، اٹھ کر درخواست کی کہ اب مناظرہ بند کیا جائے۔ ہم بغیر حکم کے مناظرہ نہیں کریں گے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ بات آپ لکھ کر دے دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے لکھ کر دے دیا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک لفظ درست کرنے کے بہانہ سے اسے واپس لے کر دوبارہ نہیں لوٹایا۔ حاضرین محفل بول اٹھے کہ آپ تو حکم بنانے کو ناجائز کہتے تھے، اب کیا ہوا؟ تو اس پر کچھ جواب نہ دیا اور مجلس سے بدحواس ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ اس طرح وہاں موجود لوگوں کی طرف سے اعلان ہوا کہ ہمارے شکوک بالکل رفع ہو گئے اور اب ہمیں کوئی قادیانی بہکا نہیں سکتا۔ مناظرہ کی ساری کارروائی مع فریقین کی تقریروں کے اسی وقت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی (م۱۹۷۴ء) نے قلمبند کر لی تھی۔ مولانا محمد ادریس صاحب کی علمی زندگی کے یہ آغاز کا زمانہ تھا۔ آپ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاد کام کر رہے تھے۔ اس مناظرہ کی روداد کا نام ''ازالة الغفله عن مرزائية شمله'' تھا۔ یہ پتہ نہ چل سکا کہ یہ روداد شائع ہوئی تھی کہ نہیں۔ قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' نے بھی اس کی جھوٹی تفصیل شائع کی تھی جو بالکل فرضی اور خانہ ساز تھی۔ ہماری یہ اطلاعات النجم سے ماخوذ ہیں۔ جھوٹ بولنا تو قادیانی پیغمبر کی سنت مستمرہ رہی ہے جس کی جزا تو انہیں آخرت میں ملے گی۔ لیکن دنیا میں بھی ان کو جھوٹ بولنے کے نتیجہ میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا۔ اخبار ''الفضل'' میں فریقین کی تقریریں بھی چھپی ہیں۔ حالانکہ قادیانیوں کی طرف سے کسی نے بھی ان کا ایک حرف بھی قلمبند نہیں کیا تھا۔ اس سلسلہ میں اپنی معذوری ومجبوری کا اظہار مولوی عمر دین نے اپنے دستخطی رقعہ میں کیا تھا۔ جو ''ازالة الغفلة'' میں درج تھا کہ میں تقریروں کے قلمبند کرنے کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا اور میری طرف سے کوئی اس مجمع میں انہیں ضابطۂ تحریر میں نہیں لا سکتا ہے۔ لہٰذا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اخبار ''الفضل'' نے جو کارروائی اور تقاریر چھاپی تھیں وہ محض فرضی اور خانہ ساز تھیں۔ (النجم لکھنؤ ص۱۳۴۱ھ)

(۲۶) مناظرہ ساونت واڑی (کوکن) (۱۹۲۵ء)

یہ مناظرہ بمبئی کے اسی سفر کے دوران ہوا، جس میں بریلوی عالم مولوی نثار احمد

کانپوری سے آپ کا زبردست مناظرہ ہوا تھا۔ ساونت واڑی بمبئی اور گوا کے درمیان ایک سرسبز وشاداب پہاڑ کے اوپر آباد ہے۔ جس کے قریب ایک قدیم بندرگاہ وینگورلا واقع ہے، کسی زمانہ میں یہ علاقہ ریاست بیجاپور (دکن) سے تعلق رکھتا تھا اور اسلامی حکومت عادل شاہی کا مرکز تھا۔ اس کے اطراف میں شہر عادل آباد اور اس کی پرانی عمارتوں کے شاہی کھنڈرات اب بھی تھوڑے بہت باقی ہیں۔

ساونت واڑی میں ایک شخص حکیم محمد یونس نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے پہلے تو ایک انجمن بنائی اور پھر اخبارات میں مرزاغلام احمد قادیانی کے مسیح، مہدی اور نبی ہونے کے دلائل لکھ کر شائع کرانے لگے۔ چنانچہ جب کچھ لوگ اس قسم کے پیگنڈہ سے متاثر ہونے لگے تو ملی درد وحمیت کے حامل لوگوں کو اس کا احساس ہوا کہ اگر اس کا تدارک نہ ہوا تو آئندہ اس کے نتائج خراب نکلیں گے۔ قادیانی انجمن کے ان اخباری مضامین کے سلسلہ میں فقیر محمد صاحب ساکن ساونت واڑی نے حکیم محمد یونس مرزائی کو خط بھی لکھا مگر انہوں نے بجائے اس کا جواب دینے کے ایک اشتہار چھاپ دیا جس میں قادیان سے اپنے علماء کی آمد کی اطلاع دیتے ہوئے اہل اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ اشتہار مذکور کے نکلنے کے بعد مقامی حضرات نے اپنے علماء سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے مولوی نثار احمد کانپوری ہی سے ساونت واڑی آنے اور قادیانیوں سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی۔ موصوف نے شروع میں وعدہ بھی کر لیا تھا مگر جب ماہم کے مناظرہ میں شکست کھانے کے بعد بمبئی میں ان کی بدنامی اور رسوائی ہونے لگی تو انہوں نے اس مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔ مجبور ہو کر ساونت واڑی کے لوگوں کے ایک وفد نے بمبئی آ کر حضرت لکھنوی سے ملاقات کی اور سارے معاملات سے مطلع کر کے ان کو اس مناظرہ میں شرکت کے لئے مجبور کیا۔ لہٰذا آپ نے وعدہ فرمالیا اور ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۵ء کو بمبئی سے بذریعہ سمندری جہاز روانہ ہو کر وینگورلا پہنچے اور وہاں سے کار کے ذریعہ ساونت واڑی تشریف لے گئے، جہاں آپ نے جناب اسماعیل خاں صاحب پروپرائٹر الیکٹرسٹی کمپنی کے مکان پر قیام کیا۔ تین دن آپ کا قیام وہاں رہا اور پھر مناظرہ سے فراغت کے بعد وہاں سے ۳۱/اکتوبر ۱۹۲۵ء کو آپ کی بمبئی واپسی ہوئی۔

اس مناظرہ میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت لکھنوی مناظر تھے اور قادیانیوں کی طرف سے حکیم محمد یونس کے علاوہ ان کے علامہ حافظ روشن علی، مولوی عبدالکریم فاضل

بی.اے، ایل.ایل.بی اور مولوی عبدالرحمٰن قادیان سے بھیجے گئے تھے جن میں حافظ روشن علی اصل مناظر تھے۔ قادیانی مناظر کا اصرار تھا کہ پہلے بحث کا موقع ان کو ملے تاکہ وہ مرزا قادیانی کی سچائی اور نبوت کا ثبوت دیں۔ مسلمانوں کی جانب سے کہا گیا کہ سچائی ثابت کرنے میں تو بڑا اطول ہوگا۔ کیونکہ کسی کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تمام باتوں کو سچا ثابت کیا جائے۔ لہٰذا اس کے لئے دو ایک روز نہیں بلکہ مہینوں کی ضرورت ہو گی۔ مقصد اس اصرار کا یہ تھا کہ وہ مرزا قادیانی کی سچائی اور ان کی تعریف دو ایک روز تک بیان کر کے چل دیں گے اور اصل حقیقت پر پردہ پڑا رہ جائے گا۔ لہٰذا مسلمانوں نے ان کے اس اصرار کو قبول نہیں کیا۔ چنانچہ مجبور ہو کر ان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

مناظرہ کا موضوع یہ تھا کہ مولانا لکھنوی مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب ومنکر ضروریات دین ہونا ثابت کریں گے اور اس کا جواب دینا قادیانی مناظر کے ذمہ ہوگا۔ اس مناظرہ میں شیخ آدم صاحب صوبیدار میجر پنشنر کو باتفاق رائے ثالث مقرر کیا گیا تھا۔

مولانا نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں مرزا قادیانی کی بہت سی صفات میں صرف دو صفتیں اس وقت بیان کروں گا اور اس کا ثبوت خود انہی کی کتابوں سے دوں گا۔ اوّل یہ کہ مرزا قادیانی بڑے جھوٹے تھے، ان کے جیسا بے باک جھوٹ بولنے والا شاید ہی دنیا میں کوئی دوسرا ہوگا۔ دوم یہ کہ مرزا قادیانی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو نہایت ناپاک اور بازاری گالیاں دی ہیں۔ اس طرح اگر یہی دو صفات کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ عقلاً ونقلاً کسی طرح بھی اچھا آدمی نہیں کہا جاسکتا۔ اس کا نبی ورسول ہونا تو دور کی بات ہے، اس کے بعد آپ نے مرزا قادیانی کی دو کتابیں ''تحفۃ الندوہ'' اور ''شہادۃ القرآن'' سے ان کے جھوٹ اور کتابوں کے غلط حوالوں کا ثبوت دیا۔ مرزا قادیانی کے توہین انبیاء والے بیانات کو ان کی کتاب ''حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم'' اور ''اعجاز احمدی'' کے حوالہ سے ثابت کیا۔ قادیانی مناظر ان تمام دلائل کی صرف لفظی تاویلات کرتے رہے اور اس میں بھی فرضی حوالے دیئے اور اصل عبارتوں میں کتر بیونت سے کام لیا۔ دوران مناظرہ قادیانی مناظر نے مرزا پر لگائے گئے الزامات کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی توہین آمیز کلمات کہے جس سے حاضرین کو ان کی اصل حقیقت کا پتہ چل گیا۔ اس کے بعد جلسہ کے ثالث نے کھڑے ہو کر اپنے مختصر الفاظ میں اپنا فیصلہ اس طرح سنا دیا۔

’’حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب اور دشنام دہندۂ انبیاء علیہم السلام ہونا ثابت کر دیا ہے۔ انہوں نے چار عبارتیں مرزا قادیانی کی پیش فرمائی ہیں۔ مرزائی صاحبان ان چاروں عبارتوں میں سے کسی ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔‘‘ (تحفہ ایمانی ص۱۴)

تمام ہندو مسلمان جو حاضرین جلسہ تھے، وہ فیصلہ سننے سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اب بات اتنی صاف ہو چکی ہے کہ کسی فیصلہ کی حاجت باقی نہیں رہی۔ مرزا صاحبان جب مجلس مناظرہ سے اٹھ کر جانے لگے تو وہ منظر پسپائی اور شکست خوردگی دیکھنے کے قابل تھا۔ وہ اپنی کتابوں سے بھرا ہوا صندوق جس طرح دو آدمیوں کے کندھے پر لاد کر لائے تھے۔ اسی طرح واپس لے گئے۔ مسلمانوں میں کچھ لوگ جو مرتد ہو چکے تھے وہ تائب ہوئے اور جو مذبذب تھے، ان کے ایمان درست ہو گئے۔ اس طرح آئندہ کے لئے وہاں اس فتنہ کا سد باب ہو گیا۔

مناظرہ سے فراغت پانے کے بعد مولانا لکھنوی نے اس کی پوری روداد مرتب کرا کے ’’تحفہ ایمانی‘‘ کے نام سے اپنے رسالہ النجم میں قسط وار شائع کرادی تھی جس کو بعد میں کتابی شکل میں بھی منتقل کر دیا گیا تھا۔

(تحفہ ایمانی مرتبہ مولوی فقیر محمد ساکن گونجاڑہ علاقہ ساونت واڑی، دوسرا ایڈیشن عمدۃ المطابع لکھنو ۱۳۴۴ھ)

(۲۷) مناظرہ اچولی ضلع میرٹھ (۱۹۲۸ء)

۱۹۲۸ء میں قصبہ اچولی ضلع میرٹھ میں قادیانیوں سے ایک زبردست مناظرہ مولانا کا ہوا تھا۔ اس مناظرہ میں دارالعلوم دیوبند سے مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا محمد شفیع مفتی دارالعلوم اور بعض دوسرے حضرات بھی تشریف لائے تھے۔ لکھنؤ سے مولانا لکھنوی بھی آئے اور اپنے ساتھ امروہہ سے مولانا محمد منظور نعمانی کو بھی لیتے آئے جو اس وقت مدرسہ اسلامیہ چلہ امروہہ میں تازہ تازہ مدرس ہوئے تھے۔ یہ مناظرہ تین دن تک ہوتا رہا۔ مقامی لوگوں نے پہلے ہی سے موضوع وترتیب مناظرہ باہمی طور پر طے کر رکھی تھی۔ لہٰذا اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی۔ مقامی طور پر اس مناظرہ کو اہمیت بہت زیادہ تھی اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ دین سے زیادہ واقفیت نہ رکھنے والے عوام کہیں راہ حق سے بھٹک نہ جائیں۔ اس

لئے علماء حق کو اس مناظرہ کی فکر زیادہ تھی پہلے سے فریقین کے درمیان جو پروگرام طے ہو چکا تھا، اس کے مطابق مسئلہ ختم نبوت پر مولانا محمد منظور نعمانی نے مناظرہ کا آغاز کیا اور پھر دوسرے دن حضرت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مستند حوالوں کے ساتھ مرزا قادیانی کے جھوٹے اور کذاب ہونے کو ثابت کیا اور پھر تیسرے دن اسی طرح کے موضوع پر مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرہ کیا۔

اس مناظرہ نے قادیانی مبلغین کے حوصلے پست کر دیئے اور سوائے فرار کے ان کے پاس کوئی راستہ نہ تھا۔ اس مناظرہ کی برکت سے مسلمانوں کے ایمان میں تازگی اور کمزور ایمان والے لوگوں کے عقیدوں میں پختگی پیدا ہوئی۔ (النجم لکھنؤ ۱۹۲۸ء، اس مناظرہ کی اکثر تفصیلات راقم سے حاجی بدرالدین اچھلوی نے بھی بیان کی تھیں جو خود اس مناظرہ کے چشم دید گواہ تھے)

(۲۸) روداد مقدمہ ریاست بہاولپور پنجاب (۱۹۳۲ء)

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان نواب سر صادق محمد خاں صاحب کے عہد میں ایک مقدمہ ریاست بہاولپور کی عدالت میں عرصہ سے چل رہا تھا۔ مقدمہ کا سبب یہ تھا کہ مولانا الٰہی بخش صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند وساکن گاؤں مہند تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور نے اپنی بیٹی غلام عائشہ (م۱۹۴۲ء) کا عقد کمسنی میں اپنے ایک عزیز عبدالرزاق (م۱۹۳۴ء) کے ساتھ کر دیا تھا۔ عبدالرزاق نے کچھ عرصہ کے بعد اپنے اسلامی معتقدات سے انحراف کرتے ہوئے قادیانی مذہب اختیار کرلیا۔ جب مسماۃ غلام عائشہ سن بلوغ کو پہنچی تو عبدالرزاق نے مولانا الٰہی بخش سے اس کی رخصتی کرنے کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ اسی عرصہ میں مولوی صاحب موصوف کو عبدالرزاق کے قادیانی ہو جانے کا علم ہوگیا۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ چونکہ عبدالرزاق قادیانی ہوگیا ہے۔ اس لئے شرعاً وہ کافر ہے اور کسی مسلمان لڑکی کو کافر کے نکاح میں نہیں دیا جاسکتا۔ اس طرح جب اس معاملہ میں مولوی الٰہی بخش اور عبدالرزاق کے مابین کشیدگی بڑھ گئی تو مولوی الٰہی بخش نے بحیثیت مختار کے مسماۃ غلام عائشہ کی طرف سے ۲۴ر جولائی ۱۹۲۶ء میں عبدالرزاق کے خلاف احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور کی عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر دیا۔ عبدالرزاق نے جواباً یہ صفائی دی کہ وہ قادیانیت اختیار کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ بقول اس کے قادیانیت کوئی علیحدہ مذہب نہیں

ہے۔ عبدالرزاق کی درخواست پر عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور نے مقدمہ کی نوعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے ۷ / مئی ۱۹۲۷ء کو عدالت ڈسٹرکٹ جج بہاولپور میں منتقل کر دیا۔ عدالت مذکور نے ایک سابقہ نظیر کی روشنی میں اس مقدمہ کو خارج کر دیا۔ عدالت جوڈیشنل کونسل بہاولپور میں اپیل دائر کی گئی جس کے جواب میں کافی غور وخوض کے بعد عدالت نے رائے دی کہ چونکہ اس مقدمہ میں کچھ قانونی اسقام پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ مقدمہ مزید تحقیقات کا محتاج ہے۔ عدالت نے یہ بھی رائے دی کہ ہندوستان کے جید علماء دین سے بھی اس معاملہ میں رائے لی جائے اور عبدالرزاق قادیانی کو بھی موقع دیا جائے کہ وہ بھی ان علماء کے مقابلہ میں اپنے اکابر کو پیش کرے۔ اس طرح اب یہ مقدمہ دو فریق کے درمیان نہ رہ کر مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان حق و باطل کا ایک میدان کارزار بن گیا۔

(روداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۵ء جلد اوّل ص ۱۳، ۱۴، اسلامک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۸ء)

مسلمانوں کی طرف سے اس مقدمہ کی پیروی انجمن مؤیدالاسلام بہاولپور نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی اور حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ، جامعہ عباسیہ بہاولپور نے جو کہ ریاست کے صدر الصدور بھی تھے۔ اس دور کے اکابر واماثل کو عدالت کے سامنے قادیانیت کے خلاف شہادت دینے کے لئے مدعو کیا تھا۔ چنانچہ حضرت لکھنوی کے پاس بھی آپ نے دعوت نامہ بھیجا مگر اس وقت آپ اپنی ناسازی طبع کے باعث بہاولپور تشریف نہ لے جاسکے۔ مگر دوسرے اکابر واماثل بحمداللہ وہاں پہنچ گئے اور عدالت کے سامنے اپنی اپنی شہادتیں پیش کیں۔ ان حضرات میں حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ کے علاوہ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری صدر المدرسین مدرسہ امدادیہ مرادآباد، حضرت مولانا نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور، حضرت مولانا محمد شفیع دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ اور جناب مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کی شہادتوں کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد اور ان کے متبعین کافر ومرتد ہیں۔ ان کے ساتھ مناکحت حرام ہے۔ اگر نکاح کے بعد کوئی شخص مرزائی ہو جائے تو وہ نکاح بغیر قضائے قاضی فسخ ہو جاتا ہے اور اس کی منکوحہ کو کسی دوسری جگہ نکاح کر لینا درست

ہے۔ مرزا غلام احمد کے کافر و مرتد ہونے کے پانچ وجوہ بیان کئے گئے تھے۔ اوّل یہ کہ انہوں نے اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ دوم یہ کہ انہوں نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ سوم یہ کہ انہوں نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی اور حضرت سید الانبیاء ﷺ کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں کی تھیں۔ چہارم یہ کہ انہوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور پنجم یہ کہ انہوں نے تمام دنیا کے ان مسلمانوں کو جو ان کو نبی نہیں تسلیم کرتے کافر کہا ہے۔

علماء اسلام کی ان شہادتوں کے بعد عدالت نے مقدمہ کی آئندہ پیشی کے لئے ۵ / نومبر ۱۹۳۲ء مقرر کی۔ اس موقع پر مولانا غلام محمد نے حضرت لکھنوی کو پھر دوبارہ ان واقعات کی اطلاع دی اور اصرار کیا کہ آئندہ پیشی پر آپ مرزائی مولویوں کی شہادت سننے کے بعد ان پر جرح کرنے کے لئے بہاولپور تشریف لائیں۔ چنانچہ حضرت ممدوح یکم / نومبر ۱۹۳۲ء کو وہاں پہنچ گئے۔ اس سفر میں آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بھی شریک تھے۔ قادیانیوں کی طرف سے پہلا گواہ جلال الدین شمس کو قرار دیا گیا تھا۔ جنہوں نے دمشق اور قاہرہ وغیرہ میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی اور اس وقت اس فرقہ کے تمام اکابر سے زیادہ مستند عالم سمجھے جاتے تھے۔ وہ اپنے فرقہ کے تمام اکابر کے متفقہ مشورہ اور جانکاہ محنت سے مرتب کردہ شہادتی بیان کے ایک ضخیم دفتر کو لے کر عدالت میں حاضر ہوئے تھے اور اسی کو دیکھ دیکھ کر پڑھنا شروع کیا جس کا سلسلہ سات دن تک جاری رہا۔ باوجودیکہ یہ شہادت اس قدر محنت اور اتنی مدت میں تیار کی گئی تھی مگر اس میں الفاظ و معانی کا بے ربط و بے محل ہونا، عبارت کا اکثر مقامات میں خبط ہونا، طویل و لاطائل اور مکرر الفاظ کا بے فائدہ بار بار لانا، عربی الفاظ اور اعراب کی غلطیوں کے علاوہ معمولی فارسی عبارتوں اور اشعار کا غلط پڑھنا وغیرہ اس کی غمازی کر رہا تھا کہ اس مقدمہ نے قادیانیوں کو بدحواس کر دیا۔ قادیانیوں کی یہ شہادت ہمارے علماء کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ بقول مرتب ''صولت محمدیہ[1]'' اگر پورے ایک سال تک مرزا اور مرزائیوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا تو بھی اس کے کفریات کی اتنی حقیقت منکشف نہ ہوتی جتنی کہ اس ہفت روزہ شہادت سے منکشف ہوگئی۔

[1] صولت محمدیہ برفرقہ غلمدیہ الملقب بہ بطش الصادقین بطاغوت المارقین، مرتبہ حضرت مولانا عبدالسلام فاروقی، عمدۃ المطابع لکھنؤ سنہ ندارد

جلال الدین شمس نے ۱۲ر نومبر ۱۹۳۲ء کو اپنی شہادت ختم کی۔ اب خیال تھا کہ اس پر جرح کا موقع ملے گا مگر عدالت نے جرح کے لئے آئندہ چھ ماہ کے بعد کی تاریخ مقرر کی جس کی بناء پر اس وقت جرح نہ ہوسکی اور فی الوقت یہ مقدمہ آئندہ کے لئے مؤخر ہوگیا۔ لہٰذا حضرت لکھنوی وطن واپس آگئے اور پھر دوبارہ آپ کا جانا وہاں نہیں ہوسکا۔ غالباً اسی وجہ سے اس مقدمہ کی جو روداد پاکستان میں ۱۹۸۸ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اس میں آپ کی شرکت کا حوالہ نہیں ملتا ہے۔ لیکن اصولاً اس مقدمہ کے حصہ لینے والوں میں آپ کا ذکر بھی اس میں ہونا چاہئے تھا۔

اس مقدمہ کا حق وانصاف پر مبنی تاریخ ساز فیصلہ جناب محمد اکبر خان صاحب بی.اے، ایل.ایل.بی ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے دیا تھا، جنہوں نے فریقین کے پیش کردہ قانونی حوالہ جات ونظائر کا پوری تحقیق سے جائزہ لینے کے بعد مسماۃ غلام عائشہ کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے ۷ر فروری ۱۹۳۵ء کو یہ فیصلہ صادر فرمایا: ’’قرآن پاک، احادیث نبویہ اور حکومت کے قانون کی روشنی میں مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین اپنے عقائد واعمال کی بناء پر مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ لہٰذا کوئی مسلمان عورت کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔‘‘

چنانچہ اس نکاح کے فسخ ہونے کے بعد مسماۃ غلام عائشہ کا دوسرا عقد ۱۹۳۵ء میں مولانا سلطان محمود صاحب شیخ الحدیث مدرسہ محمدیہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان سے ہوگیا جن سے دو صاحبزادے بھی پیدا ہوئے تھے۔

(۲۹) مناظرہ رودولی ضلع بارہ بنکی

رودولی ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں مولانا لکھنوی سے ایک مناظرہ مولوی رونق علی رودولوی سے حیات مسیح کے موضوع پر ہوا تھا جس میں مولوی رونق علی نے لاجواب ہوکر اپنے قادیانی عقائد سے برسرعام توبہ کی تھی۔ اس کی روداد مناظرہ رودولی کے عنوان سے شائع ہوئی تھی۔ مگر اب نایاب ہے۔ اس لئے ہمارے مطالعہ میں نہیں آسکی۔

(مولانا عبدالشکور لکھنوی حیات وخدمات ص۵۲۹ تا ۵۴۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۰ مرزائیوں اور ایک خاندان

کے

اسلام قبول کرنے کی رپورٹ

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان سے ایک مرزائی کا توبہ نامہ

در خرابات مغاں نور خدا مے بینم — وایں عجب کہ چہ نورے زکجا مے بینم

برادران اسلام کی آگاہی کے واسطے ذیل میں ایک چٹھی آمدہ قادیان نقل کی جاتی ہے۔ایڈیٹر

بندہ کے مرزا قادیانی کی بیعت سے تائب ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔

مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰ تا ۳۵، خزائن ج۱۱ ص۳۱۴ تا ۳۱۹) تک میں تحریر فرماتے ہیں: ’’اگر ان سات سال میں میری طرف سے خداتعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے۔یعنی خداتعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔‘‘ فقط

دوسرا اعلان جو اپنے ہی قلم سے (۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء اخبار البدر، مکتوبات احمد ج اوّل ص۴۹۸ مکتوب نمبر۲۹ طبع جدید) میں کیا ہے کاذب اور غلط ثابت کرتا ہے۔ دوسرا اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کا مضمون یہ ہے: ’’میرا کام جس کے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وشان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علّت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا کیوں مجھ سے دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود ومہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو میں پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (مکتوبات احمد ج۱ ص۴۹۸ مکتوب نمبر۲۹ طبع جدید)

اب مرزا قادیانی کے اس اعلان نے مرزا قادیانی کے پہلے اعلان کو اس لئے کاذب کردیا کہ اگر مرزا قادیانی کا سابقہ اعلان جو ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء کو کیا تھا پورا ہوجاتا تو پھر

دوبارہ وہی اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء نے ثابت کردیا کہ اعلان ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء کا جو حلفیہ تھا پورا نہیں ہوا بلکہ واضح طور سے کاذب ثابت ہوئے ...... اگر سات سال میں جو مسیح کا کام ہے پورا نہ ہوا تو میں حلفاً جھوٹا ہوں گا اور ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء سے شمار کیا جاوے تو سات سال کی معیاد ۲۲؍جنوری ۱۹۰۴ء کو ختم ہوجاتی ہے۔ مگر جب مرزا قادیانی نے دوسرا اعلان ۲۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو کیا تو بجائے میعاد سات سال کے معیادی نو سال کے کیا جس سے معلوم ہوا کہ بجائے سات سال کے معیادی نو سال تک وہ کام جو مسیح کا تھا پورا نہ ہوا۔ اس لئے دوسرا اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء میں کرنا پڑا۔ لیکن جب کہ وہ اپنے پہلے اعلان سے کاذب ٹھہر چکے تھے تو اب وہ راست باز کب ہوسکتے تھے۔ کیونکہ کاذبوں کی تمام باتیں کاذب ہی ہوا کرتی ہیں۔ قدرت خدا سے اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کا بھی خود مرزا قادیانی نے اپنی قلم سے جیسا کہ پہلا اعلان کاذب اور غلط کر کے حلف اٹھانے کے بعد لوگوں کو اپنے کذب پر گواہ کردیا تھا ویسے ہی یہ اعلان بھی جو ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء اخبار بدر میں کیا تھا کہ ستون عیسیٰ پرستی توڑ دوں گا اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلادوں گا۔

مگر قدرت خدا سے معاملہ اس کے برعکس ہی ہوتا رہا۔ کیونکہ اس اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کے بعد حقیقت الوحی میں ۱۵،۲۰؍مارچ ۱۹۰۷ء کو اشتہار جیسے مرزا قادیانی آغاز و وسط دعویٰ مسیح موعود میں مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں کو دیتے رہتے تھے۔ ویسے ہی ۱۵ و ۲۰؍مارچ ۱۹۰۷ء حقیقت الوحی میں مسلمانوں، آریوں، عیسائیوں کو اشتہار دیتے ہیں۔ اس لئے ان اشتہاروں نے اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کو کاذب وغلط ثابت کردیا۔ کیونکہ اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کا ظہور جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا پورا ہوجاتا تو پھر ۱۵ و ۲۰؍مارچ ۱۹۰۷ء کو اشتہار دینے کی کیا ضرورت تھی۔

اب ان اشتہاروں نے روز روشن کی طرح ثابت کردیا کہ اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کا پورا نہیں ہوا۔ جس میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اگر وہ جو کام جو مسیح ومہدی کے سپرد ہے مجھ سے نہ ہوا اور میں مرگیا تو تم سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس لئے اب تمام مخلوق خدا مرزا قادیانی پر گواہ موجود ہے کہ وہ بذریعہ اپنے اعلان کے کاذب ہیں۔

اب اس اعلان ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء کے بعد مرزا قادیانی جب ایک سال دس ماہ تک زندہ رہے کیونکہ صاحب حسرت وافسوس لے کر ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء یوم شنبہ بمقام لاہور

فوت ہوگئے۔ گو اعلان ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء میں کوئی شرطی معیاد نہ تھی۔ مگر ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء کے اعلان کے بعد ایک سال دس ماہ تک زندہ رہے۔

اب ہر ایک دانا بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جب مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت کو عرصہ ۳۰ سال تک لوگوں میں شائع کر کے ان ہر دو اعلانوں کو پورا نہ کر سکے تو پھر ان اعلانوں کا ظہور عرصہ ایک سال دس ماہ میں کس طرح سے پورا ہو جاتا۔ اس لئے اعلان ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء میں پورا نہ ہوا اور مرزا قادیانی فوت ہوگئے۔ لیکن مرزا قادیانی کے بعد میاں محمود قادیانی خلیفہ ثانی ان ہر دو اعلانوں کو اظہر من الشّمس کی طرح کاذب کر کے لوگوں کو دکھلا رہے ہیں۔ کیونکہ خلیفہ صاحب جو اپنے مبلغ ولایت ہند میں اور دیگر ممالک وغیرہ میں برائے تبلیغ ارسال کرتے ہیں۔

ان قادیانی مبلغوں سے ہی روز روشن کی طرح سے ثابت ہوا کہ ہر دو اعلان مرزا قادیانی کے کاذب ہیں۔ کیونکہ ان اعلانوں میں شرط تھی کہ اگر یہ کام مجھ سے نہ ہوئے اور میں مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس لئے اگر وہ تمام کام جو مرزا قادیانی نے فرمائے تھے پورے ہو جاتے تو عرصہ دراز سے عیسائی مذہب فنا ہوا ہوتا اور بجائے تثلیث کے توحید ہوتی۔ اب مبلغین میاں صاحب اور بذات خود میاں صاحب نے ثابت کر دیا کہ ستون عیسیٰ پرستی و تثلیث ہنوز ٹوٹی نہیں ہے۔ اس لئے اعلان ۲۲/جنوری ۱۸۹۷ء اور ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء مرزا نے اپنے حکم سے اور میاں صاحب نے بذریعہ مبلغین کاذب کر کے سب لوگوں کو گواہ کر دیا۔ پس ایسے کاذب کی بیعت سے تائب ہو میری طرح سے ہر ایک احمدی کو مسلمان ہو جانا چاہئے۔ والسلام!

قاضی عنایت اللہ سیکرٹری انجمن اسلامیہ قصبہ قادیان بتاریخ ۲۲/اکتوبر ۱۹۱۹ء

(ماہنامہ تائید اسلام ج۲ ش۴، نومبر ۱۹۱۹ء ص۱۷، ۱۸)

مرزائیت سے توبہ

محمد عبدالکریم صاحب فرسٹ ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ملتان شہر سے اپنے پیر مرزا محمود قادیانی کو ایک خط میں جو ۲۰/نومبر ۱۹۲۰ء کے زمیندار میں چھپا ہے لکھتے ہیں:

’’آپ ایک طرف تو اسلام اسلام پکارتے ہیں، دوسری طرف اپنے پیرواں کو اسلام کی خدمت سے منع کرتے ہیں، شرم نہیں آتی۔ میں آج ۱۴/نومبر ۱۹۲۰ء سے خدائے واحد کو شاہد کرتا ہوا مذہب مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں۔ خدا دوسرے بھائیوں کو بھی اس سے نجات دے۔‘‘ وغیرہ وغیرہ! (ماہنامہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۰ء ص۱۵)

مرزائیت سے توبہ

ایم ابراہیم صاحب لائل پوری جو کہ بغداد شریف میں ملازم ہیں، مرزائی عقائد سے توبہ کر کے داخل اسلام ہوئے۔ الحمدللہ! خدابخش ثاقب بغداد

(ماہنامہ تائیدالاسلام ستمبر۱۹۲۲ء ص اٹائٹل)

حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب پنشنر لدھیانوی نے جو وعظ بمقام کھماچوں وبنگہ فرمایا تھا۔ اس سے متأثر ہوکر تین خوش قسمت مرزائیت سے تائب ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’میرے وعظ میں خداوندکریم نے یہ برکت دی ہے کہ تین کس مرزائی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ہرسہ کے توبہ نامجات میرے پاس پہنچ گئے ہیں جن کے توبہ نامہ کی نقل ذیل میں کرتا ہوں۔

نقل توبہ نامہ

’’منکہ ابراہیم ولد فیروزالدین نعلبند ساکن قصبہ بنگہ ضلع جالندھر میں نے حضرت مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کے وعظ جو کہ بنگہ وکھماچوں میں ہوئے خوب غور سے سنے ہیں جن سے روز روشن کی طرح معلوم ہوگیا ہے کہ مذہب مرزا صاحب گمراہی اور کفر ہے۔ عاجز قریباً سات سال تک مرزائی رہا۔ اب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اعانت وفضل اور مولانا صاحب موصوف کی تقریر اور وعظ کے اثر سے مذہب مرزائیت سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں اور نئے سرے سے مسلمان ہوتا ہوں۔ **اشھد ان لاالٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ**۔ اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

نشان انگوٹھا، ابراہیم ولد فیروزالدین بقلم عبدالغنی ولد حاجی مولابخش ساکن کھماچوں۔

نوٹ: ہرسہ توبہ نامجات تحریری جن پر انگوٹھے لگے ہوئے ہیں میرے پاس موجود ہیں۔ چونکہ مضمون ہرسہ کا قریب قریب یکساں ہے۔ اس لئے ایک ہی توبہ نامہ کی نقل درج کی گئی ہے۔ یہ ابراہیم مسمی رحمت سیکرٹری انجمن احمدیہ (مرزائیہ) بنگہ کا برادرزادہ ہے۔‘‘

باقی دوکسان کے فقط نام درج ذیل ہیں:

۱…… ہدایت اللہ ولد غلام اللہ ساکن موضع کھماچوں ضلع جالندھر جو۱۰سال تک مرزائی رہ کر اب مشرف بہ اسلام ہوا۔

۲...... محمد قاسم ولد نتھو ساکن کھماچوں ضلع جالندھر جو ایک سال مرزائی رہ کر پھر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ دعا ہے خداوند کریم ہمارے ان تائب بھائیوں کو ثابت قدم رکھے اور باقی گم گشتگان کو توفیق توبہ رفیق کرے۔ آمین! (ماہنامہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۲ء ص۴)

ایک مرزائی عالم کی عقائد مرزائیہ سے توبہ

اخبار اہل سنت امرتسر مؤرخہ ۲۱؍جون (۱۹۲۴ء) میں ایک مرزائی مباحث مولوی کا مرزائیت سے توبہ نامہ چھپا ہے جس کا باپ طاعون سے فوت ہوا۔ تحریری توبہ نامہ بلفظہٖ درج ذیل ہے: ’’مرزا قادیانی کی پیش گوئی تھی کہ خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔‘‘ (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۵)

میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔ خاص قادیان وغیرہ دیہات میں اور جماعت احمدیہ میں طاعون پھیل گئی ہے اور بہت احمدی طاعون سے فوت ہوگئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ میں نے بڑے بڑے فاضل احمدیوں سے اس کی وجہ پوچھی تو تاویل کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ طاعون بہت زور کا نہیں پھیلے گا۔ یہ تاویل تسلی بخش نہیں۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہی پیش گوئی مدینہ منورہ کی بابت فرمائی تھی کہ اس شہر میں طاعون نہیں پھیلے گی تو آج تک چودھویں صدی جارہی ہے وہاں کبھی بھی تھوڑی یا بہت طاعون نہیں پھیلی۔‘‘

علاوہ اس کے اور بہت سی وجوہات ہیں جن کے سبب سے مجھ کو اس مذہب کے غلط ہونے کا پورا پورا یقین ہوگیا ہے۔ اس واسطے میں بخوشی خاطر مذہب احمدی (مرزائی) چھوڑ کر اور اس سے تائب ہوکر اپنے اصلی مذہب اسلام محمدیہ پر آتا ہوں اور مذہب احمدیہ سے بیزار ہوں۔ میری توبہ یہ ہے کہ مذہب احمدیہ دلیل کے رو سے غلط ہے اور مذہب اسلام محمدیہ سچا ہے۔ مسلمان بھائی گواہ رہیں کہ میں مسلمان ہوں اور میں نے تجدید نکاح بھی کر لی ہے۔

الراقم: کمترین محمد شریف از گڑیالہ ڈاک خانہ خاص ضلع لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۸، جولائی ۱۹۲۴ء ص۱۵)

مرزائیت سے توبہ

مکرم بندہ! سلام مسنون چندہ ماہ کا عرصہ ہوا کہ ایک شخص مسمی اقبال محمد ساکن سٹھیانہ تحصیل وضلع ہوشیارپور بدقسمتی سے مرزائی ہوگیا تھا۔ کل ۸؍جنوری ۱۹۲۵ء کو وہ

دو مسلمان ہمرائیوں کے ساتھ میرے پاس آیا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق سوال کیا۔ خاکسار نے مرزا غلام احمد قادیانی کی الہامی کتاب (براہین احمدیہ ص۳۶۱، خزائن ج۱ ص۴۳۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) نکالا اور کہا کہ سنو تمہارے گورو جی مہاراج کیا لکھتے ہیں: ''مگر میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے وہ سب باتیں کھول دے گا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔''

پھر اسی (ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) نکالا اور کہا سنو مرزا قادیانی کیا لکھتے ہیں: ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

اس کے بعد خاکسار نے اس کو مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ الہامات اور تحریرات جس پر انہوں نے خود بذاتہ مطلق عمل نہیں کیا دکھائیں:

۱...... (براہین احمدیہ ص۸۳، خزائن ج۱ ص۷۱) میں ہے: ''اوّل ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہیں بصد ادب اور غربت عرض کی جاتی ہے جو اس کتاب کی تصنیف ہے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور مدعا نہیں جو کسی دل کو رنجیدہ کیا جائے۔''

۲...... (ایضاً ص۱۰۱، خزائن ج۱ ص۹۰، ۹۱) ''چہارم بخدمت جملہ صاحبان یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسرشان لازم آوے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتہً یا کنایۃً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔''

۳...... ''**تلطف بالناس وترحم علیھم** لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔'' (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

۴...... ''**یاداؤد عامل بالناس رفقا واحسانا**'' اے داؤد لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔'' (انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ ص۶۰)

ان تحریرات والہامات کے خلاف (انجام آتھم بقیہ حاشیہ ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱) میں لکھتے ہیں: ''اے بدذات فرقۂ مولویان تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔''

اس پر اقبال مذکور نے اقرار کیا کہ واقعی مرزا قادیانی کذاب ہیں اور میں عقائد مرزائیہ سے توبہ کرتا ہوں اور توبہ نامہ لکھ دیا جس کی نقل بغرض آگاہی ناظرین بعینہ درج ذیل کرتا ہوں:

نقل توبہ نامہ

مرزا غلام احمد قادیان کو جھوٹا اور مفتری جانتا ہوں اور آج سے میں عقائد مرزائیہ سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ تحریر میں نے بلاجبر لکھی ہے اور بقائمی ہوش کے لکھا ہے۔

اقبال محمد بقلم خود سکنہ مٹھیانہ تحصیل وضلع ہوشیارپور تاریخ ۸/جنوری ۱۹۲۵ء

گواہ شد: علی محمد بقلم خود سکنہ مٹھیانہ تاریخ ۸/جنوری ۱۹۲۵ء

گواہ شد: جلال دین بقلم علی محمد سکنائے مٹھیانہ (نشان نرانگشت)

میں دعا کرتا ہوں کہ رب بے نیاز صانع بے انباز اس کو بطفیل جناب رسول کریم علیہ السلام توبہ پر ثابت قدم رکھے۔ آمین ثم آمین! والحمدللہ اوّلاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ دائماً سرمداً!

حررہ راجی بربہ القوی امجد علی غفرلہ الوالی من مقام کھنوڑہ ڈاک خانہ خاص ضلع ہوشیارپور ۲۳/جمادی الاوّل ۱۳۴۳ھ (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱۵، فروری ۱۹۲۵ء ص۱۲ تا ۱۴)

ایک پورے خاندان کا مرزائیت سے توبہ کرنا

۱۷/اگست ۱۹۲۵ء کو ایک شخص مسمی محمد شعبان دوکان دار کوہ مری کا جو چند سال سے مرزائیوں کے دام تزویر کا شکار ہوکر مرتد ہوگیا تھا انتقال ہوگیا۔ تمام اہلیان کوہ مری خاکسار کے کہنے سے اس بات پر متفق ہوگئے کہ نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ اہل اسلام کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اس پر مرحوم کے لواحقین اور متعلقین خاکسار کے پاس آئے اور چار معتبر اشخاص نے حلفیہ شہادت دی کہ مرحوم نے عرصہ ہوا مرزائیت سے توبہ کی تھی۔ چنانچہ اس شہادت کی رو سے اس کا جنازہ پڑھا گیا اور ۲۱/اگست ۱۹۲۵ء کو مرحوم کے خاندان

کی مستورات نے گھر پر اور مردوں نے جامع حنفیہ کوہ مری میں نماز جمعہ پر مرزائیت سے توبہ کی۔ نیز اسی جامع حنفیہ میں ۲؍محرم الحرام کو ایک سوداگر مسمی شیخ عبدالصمد بھی خاکسار کے ہاتھ پر مرزائیت سے تائب ہوا۔ تحریری توبہ نامہ میرے پاس موجود ہے۔

محمد عبداللہ میر منشی سیکرٹری انجمن تائید اسلام کوہ مری

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۲، ستمبر ۱۹۲۵ء ص۱۴)

مرزائیت سے توبہ

مکرم بندہ زاد عنایۃ، السلام علیکم! جیسا کہ پہلے اطلاع دے چکا ہوں کہ جناب صاحبزادہ سید چراغ دین صاحب نے مرزائیت سے توبہ کی۔ الحمدللہ کہ اب صاحبزادہ صاحب کی سعی سے مسمی بہادر خان اور ملک نتھو تائب ہوئے ہیں۔ زاں بعد میاں محمد اور عبدالعزیز نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہوکر مرزائیت سے تائب ہوئے ہیں۔ اللهم زد فزد! رقیمہ نیاز مند صوفی حاجی محمد فاروقی الحنفی القادری آنریری سیکرٹری انجمن فاروقی جہانگیر پورہ پشاور

نوٹ: صاحبزادہ چراغ دین صاحب کی نسبت یہ معلوم کر کے مسلمان خوش ہوں گے کہ آپ پشاور میں لاہوری احمدی جماعت کی طرف سے امیر تھے جو بفضل خدا خود ہی تائب ہوکر روبراہ آ گئے۔ قادیانی پشاوری جماعت نے یہاں تک اپنے ساتھ ملانے پر زور لگایا کہ خلیفۂ قادیان نے ان کو تاحین حیات ڈیڑھ سو روپیہ ماہور دلائیں گے اور یہ ماہانہ رقم کا معاہدہ رجسٹری کرادیا جائے گا۔ مگر صاحبزادہ صاحب نے قبول نہ کیا اور آئندہ وہ اسلامی مبلغ بن کر قادیانی قلعہ توڑنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۴، نومبر ۱۹۲۵ء ص۱۵)

مرزائیوں کی شکست اور چار مرزائیوں کا مرزائیت سے توبہ کرنا

جناب ایڈیٹر صاحب: تقریباً ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا کہ مولوی غلام رسول قادیانی ساکن راجیکے ضلع گجرات مبلغ جماعت احمدیہ مرزائیہ علاقہ سرگودھا چک نمبر۴۰ و چک نمبر۳۳ و چک نمبر۱۴۱ وغیرہ جگہ کا دورہ کیا۔ جن کا اثر یہ ہوا کہ بہت آدمی ان کی تبلیغ سے مرزائی ہونے کو تیار ہوگئے اور اچھے اچھے آدمیوں کے ایمان متزلزل ہونے لگے۔ کیونکہ اس علاقہ میں علماء اہل سنت کا ایک حد تک قحط ہے اور اگر کوئی ہے بھی تو اس مثل کا مصداق کہ: ”تجھ کو پرائی کیا

پڑی اپنی نبیڑ تو'' ہم نے علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ صاحبزادہ حافظ محمد حسین صاحب کی خدمت میں ان دیہات کی کیفیت لکھی کہ اگر چند روز کے اندر اندر کوئی عالم اہل سنت اس علاقہ میں نہ آئے تو اس علاقہ کی حالت از حد ابتر ہو جائے گی۔ لہٰذا بہت جلدی کسی عالم اہل سنت کو اس علاقہ میں روانہ کیا جائے۔ ہماری اس درخواست پر آپ نے حافظ شفیع صاحب خطیب جامع مسجد سنکھترہ ضلع سیالکوٹ کو اس جانب روانہ کیا۔ الحمدللہ! کہ حافظ صاحب کے چند مواعظ حسنہ سے تمام لوگوں کے ایمان مستحکم ہوگئے اور فتنہ مرزائیہ کو پاش پاش ہوتے دیکھا تو مناظرہ کی خواہش ظاہر کی اور موضوع بحث مسیح کی حیات وممات پیش کیا۔ حافظ صاحب نے درخواست مناظرہ منظور فرمائی۔ مگر فرمایا کہ موضوع بحث مرزا قادیانی صدق وکذب ہوگا۔ کیونکہ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔''

پس جب آپ کے نزدیک مسیح کا نزول اور عدم نزول ضروریات دینی سے نہیں ہے تو اس کو بحث کرنا تضیع اوقات ہے۔ بہتر ہے کہ ایسے مسئلہ پر بحث ہو جو ضروریات دین سے ہو اور جس کے اعتقاد یا انکار سے دین اسلام میں فرق پڑتا ہے اور وہ مسئلہ مرزا قادیانی کا صدق وکذب ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''میرا منکر کافر ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

باوجود اس حقیقت کے مرزا قادیانی کی جماعت نے حیات وممات مسیح کو ہی موضوع بحث مقرر کرنے پر اصرار کیا۔ آخر حافظ صاحب نے اتمام حجت کے لئے فرمایا کہ چلو دونوں موضوع پر بحث ہوگی۔ جن کو جماعت مرزائیہ نے طوعاً وکرہاً منظور کیا۔

تاریخ مناظرہ ۱۴/دسمبر ۱۹۲۵ء قرار پائی۔ جماعت مرزائیہ نے ضلع سیالکوٹ موضع گھٹیالیاں سے سید نذیر حسین کو دعوت دی۔

حافظ محمد شفیع صاحب نے قرآن شریف سے ''ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الخ. وان من اھل الکتاب الخ''

پیش کر کے مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت کی اور احادیث صحیحہ تقریباً ایک درجن پیش کیں۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوں گے اور ۴۵ برس ٹھہریں گے۔ نبی ﷺ کے روضہ میں مدفون ہوں گے۔ ان کے زمانہ میں حسد بغض جاتا رہے گا اور ان کے زمانہ میں امن ہوگا۔ بادشاہ ہوں گے، عادل ہوں گے، خانہ کعبہ کا حج کریں گے۔ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب نیست ونابود ہوجائیں گے۔ شب معراج میں مسیح علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا کہ میں قیامت کے قریب زمین پر نازل ہوں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ قیامت سے پہلے تمہاری طرف رجوع کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ

پھر مرزا قادیانی کتاب (براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹ و۵۰۵، خزائن ج۱ ص۵۹۳ و۶۰۱، ۶۰۲) سے حوالہ پیش کر کے فرمایا کہ مرزا قادیانی قبل از نبوت مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے رہے اور بعد از دعویٰ نبوت بھی ۱۲برس تک زندہ مانتے رہے۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۴)

نیز (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶، ۱۷ ملخص وضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰) پر مرزا قادیانی نے فرمایا ہے کہ: ''مسیح کی حیات کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔'' سو یہ امر بالکل امر ہے۔ اگر مسیح علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ مشرکانہ اور واقعہ کے خلاف ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کے مرزا کو ضرور ابتدائے وحی میں مطلع کر دیتا اور بارہ برس تک مشرک نہ رہنے دیتا۔

الغرض حافظ صاحب نے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اقوال مرزا قادیانی سے ثابت کیا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ شاہ صاحب (نذیر حسین قادیانی) نے دلائل پر جرح کی۔

۱...... ''اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی، عیسائی قیامت تک رہیں گے۔ ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ. لوکان عیسیٰ وموسیٰ حیین الخ. وقولوا کما قال عبدالصالح الخ''

حافظ صاحب نے فرمایا کہ: (۱) مخصوص البعض اور اس کی مخلص آیت کریمہ: ''وان من اھل الکتاب الخ''

(۲) کی نسبت فرمایا یہ قضیہ مہملہ ہے اور یہ مسلم ہے اور قضیہ مہملہ لکم میں قضیہ جزئیہ کے ہوتا ہے۔کل انبیاء کا فوت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) کی بابت فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔آپ اس کی سند پیش کریں۔میں باقاعدہ ان کے راویوں پر جرح کرتا ہوں۔

(۴) کی بابت فرمایا کہ مشبہ ومشبہ بہ میں مغائرت ہوتی ہے۔پس کما کا لفظ ظاہر کررہا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا مقولہ:''توفیتنی برفع السماء'' ہے اور آنحضرت ﷺ کی بالموت تو حافظ صاحب نے بہت اچھی طرح مسیح علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ نزول کو ثابت کیا اور شاہ صاحب نے کوئی معقول جواب نہ دیا اور اپنے وقت میں ادھر ادھر کی باتیں کیں اور وقت ضائع کر دیا۔

دوسرے وقت مرزا قادیانی کے صدق اور کذب پر بحث ہوئی۔مرزا قادیانی کے کذب ثابت کرنے پر بھی حافظ صاحب نے کمال کر دکھایا۔مثلاً آیت کریمہ:''لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا للکافرین عذاب الیم'' (البقرہ:۱۰۴)

پڑھ کر مختصر تقریر کے بعد کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی نبی کی مخالفت اور توہین کرے یا بے ادبی کرے تو وہ کافر ہے۔مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ تا۸، خزائن ج۱۱ص ۲۸۹ تا ۲۹۳ حاشیہ، دافع البلاء فرنٹ ٹائٹل، خزائن ج۱۸ص ۲۱۹، ۲۲۰) میں مسیح علیہ السلام کی شدومد سے توہین کی ہے۔پس ان کے کفر میں کیا شک وشبہ ہے۔

۲...... ''لقال الذین کفروا ان ھذا الّا سحر مبین'' (الانعام:۷)

جب مسیح علیہ السلام نے اپنے معجزات لوگوں کے سامنے پیش کئے تو کفار نے کہا کہ یہ جادو ہے۔اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص معجزات انبیاء کو سحر سے تعبیر کرے وہ کافر ہے۔مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۳۰۳ و۳۰۵، خزائن ج۳ص ۲۵۴، ۲۵۶ حاشیہ) میں مسیح علیہ السلام کے معجزات کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ ساحرانہ اور مسمریزم اور بطور لہوولعب ہے۔

''وقالت الیھود عزیر ابن اللہ الخ'' (المائدہ:۷۲)

پڑھ کر فرمایا جو خدائے واحد کے سوائے اور خدا تجویز کرے وہ کافر ہے۔مرزا قادیانی (کتاب البریہ ص۷۸، ۷۹، خزائن ج۱۳ص ۱۰۳ تا ۱۰۵) میں صاف لفظوں میں اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں۔اس قسم کی کئی آیات سے مرزا قادیانی کا کفر ثابت کیا اور فرمایا کہ مہدی موعود کی نشانی بھی مرزا قادیانی میں کوئی نہیں۔کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ سید ہوگا۔

فاطمہ کی اولاد سے ہوگا، ملک عرب کا بادشاہ ہوگا، سات سال بادشاہی کرے گا۔ زمین کو عدل وانصاف سے ایسا پر کرے گا جس طرح وہ کفر سے پر ہوگی۔ اس کا نام محمد ہوگا، باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ، کنزالعمال وغیرہ وغیرہ)

پس ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نشان بھی مرزا قادیانی بھی موجود نہیں۔ نیز فرمایا کہ مسیح کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ ۴۵ سال زمین پر رہیں گے، نکاح کریں گے۔ نبی ﷺ کے روضہ میں مدفون ہوں گے، ان کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں سے حسد وبغض دور ہو جاوے گا۔ بادشاہ عادل ہوگا۔ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب نیست ونابود ہو جاویں گے۔ خانہ کعبہ کا حج کریں گے۔ (صحیح مسلم ومشکوٰۃ وغیرہ)

ان میں سے کوئی بھی نشانی مرزا قادیانی میں نہیں ہے۔

(اربعین نمبر۲ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۳۷۵ ملخص حاشیہ) پڑھ کر سنایا۔ جس میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''مسیح کے ظہور کی نشانی قرآن وحدیث میں یہ مذکور ہے کہ اس کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان جو اونٹ چلتے ہیں، وہ بیکار ہو جاویں گے اور ان کی جگہ ریل تیار ہو جاوے گی۔ سو چونکہ مکہ اور مدینہ والے اونٹ ریل کی تیاری سے بیکار ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میرا دعویٰ مسیحیت صحیح ہے۔''

حوالہ مذکورہ پیش کر کے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ یہ بھی نشانی مرزا قادیانی کے زمانہ میں مفقود ہے۔ غرض حافظ صاحب نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت ومہدیت کی تکذیب اور ان کے کفر وشرک کو پرزور دلائل سے ثابت کیا۔ جن کا جواب شاہ صاحب سے کچھ نہ ہوسکا۔

الحمدللہ! کہ مناظرہ کا اثر اس علاقہ میں بہت اچھا ہوا۔ کیونکہ جن لوگوں کے ایمان متزلزل تھے۔ ان کے ایمان مستحکم ہوگئے اور منشی سردار خان ورنیکلر محرر ساہیوال اور چوہدری غلام رسول سکنہ چک نمبر۴۰ جنوبی اور چوہدری غلام محمد صاحب آبادگار چک نمبر۴۰ جنوبی اور چوہدری سردار خان ولد حیات محمد سکنہ چک نمبر۵۵ جنوبی نے مرزائیت سے بدل توبہ کی۔ ہم حافظ محمد شفیع صاحب کے نہایت مشکور ہیں کہ انہوں نے تشریف لاکر ہمیں راہ راست پر مستحکم کیا اور فتنہ مرزائیہ سے پناہ دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین!

(راقم چوہدریان: جلال الدین، غلام حیدر، حسین محمد، محمد اشرف نمبردار، رحیم بخش باجوہ آبادگارو غیرہ وغیرہ) (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱، جنوری ۱۹۲۶ء ص۵تا۹)

مرزائیت سے توبہ

میں مرزائیوں کے بہکانے سے چند روز مرزائی رہا اور میرے چچا صاحب نے مجھے مرزا قادیانی آنجہانی کی کتابوں پر توجہ دلائی۔اب میں اپنے اصلی مذہب حنفی اہل حدیث میں آ گیا ہوں۔کوئی صاحب مجھے مرزائی تصور نہ کریں۔(خاکسار سید محمود شاہ پسر سید مسعود شاہ صاحب) اخبار اہل سنت والجماعت ۲۴/ستمبر ۱۹۲۶ء (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱۲ص۸)

توبہ نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ جناب سیکرٹری صاحب پیر بخش جی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ عرصہ ۱۳سال سے منڈی سلانوالی ضلع شاہ پور سرگودھا رہتا ہے۔عرصہ تقریباً ۶،۵ سال ہوتے ہیں کہ سیکرٹری منظور احمد مرزائی منڈی سلانوالی کے اثر سے مرزائی ہو گیا ہوا تھا۔اس فرقہ کی اصلیت پر غور کرنے سے پایۂ ثبوت کو پہنچا کہ سراسر مغالطہ میں پڑا ہوا ہوں۔اس لئے اب سچے دل سے توبہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے رسالہ تائید اسلام میں مشتہر فرمادیں اور دعا فرماویں کہ بندہ کو پاک پروردگار اہل سنت والجماعت کے طریقے پر تازیست قائم رکھے۔جھوٹے فرقوں سے نجات بخشے۔زیادہ سلام! ۲۹/جون ۱۹۲۶ء

بقلم خود: الہ بخش درزی ولد کرم الٰہی سکنہ منڈی سلانوالی

گواہ: مقبول شاہ مدد محرر تھانہ سلانوالی

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۷، جولائی ۱۹۲۶ء ص۱۴)

خوشخبری بابت پیر رانی پور سندھ

برادران اسلام کی آگاہی کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ قریباً عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا ہے کہ مجھ کو مولوی فقیر محمد صاحب بھٹو ساکن پیر بخش بھٹو ملک سندھ نے خبر دی کہ رانی پور سندھ میں ایک پیر صالح شاہ صاحب ہیں جن کے بہت مرید ہیں اور وہ پیر صاحب رانی پور سندھ کے سجادہ نشین ہیں۔وہاں مرزائی پہنچ گئے ہیں اور پیر صاحب اور ان کے مریدوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

میں نے فوراً رسالجات پیر صاحب کی خدمت میں روانہ کرنے شروع کر دیئے اور پیر صاحب سے ہرگز کبھی چندہ وغیرہ بھی طلب نہ کیا اور رسالہ جات مفت دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے محض فضل وکرم سے رانی پور کے مرزائیوں کو پھر مسلمان بنایا اور وہ اپنے ایک خط مؤرخہ ۳/اکتوبر ۱۹۱۵ء میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

''آپ کو پیسہ اخبار سے معلوم ہوا ہوگا کہ راقم آثم دس برس مرزائی رہا ہے اور مرزائی بھی ایسا کہ سندھ بھر کے امیر وغریب واقف ہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ اس قصر ضلالت سے نکلا ہے اور معلوم ہو کہ میرے ''ترک مرزائیت'' میں آپ کے رسائل کو بہت کچھ دخل ہے۔ کیونکہ آپ کے فرستادہ رسائل حضرت پیر صاحب میرے حوالے فرمادیتے تھے۔ بلکہ روبرو پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جس ملا محمد یوسف قادیانی نے آپ کے ساتھ مرزا کی نسبت بحث کیا تھا وہ میرا نوکر تھا وہ اور دیگر مرزائی خیال یا جو میرے زیر اثر تھے۔ سب کے سب میری طرح تائب ہوئے ہیں۔

اب مرزا قادیانی کو وہی کچھ جانتے ہیں جس کا وہ مستحق ہے اور جو فتویٰ علمائے اسلام نے لگائے ہیں۔ اب تک سندھ میں مرزائیت کی تبلیغ نہیں ہوئی۔ اب مرزا کے جانشین فرزند مرزامحمود احمد نے کثیر تعداد میں اشتہار وغیرہ تقسیم کرائے ہیں اور کرا رہے ہیں۔ مرزامحمود نے بھی اپنے والد کی طرح دھوکا دہی، چالاکی، منافقت سے کام لے کر مرزا کو مجدد چہاردہم صدی کا بنا کر پیش کیا ہے اور دعوت دی ہے۔

اب عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے ماہوار رسالہ ٹریکٹوں کی وہ کاپیاں جو آج تک شائع ہوچکی ہیں وہ میری طرف بھجوادیں۔ میں ان کا ترجمہ سندھی زبان میں کر کے طبع کرا کر مفت تقسیم کروں۔ سندھ کے لئے یہ فتنہ عظیم ہے۔ آپ کو اجر ہوگا۔ خرچ اشاعت میں ایک روپیہ ماہوار میں دوں گا۔ میرے خط کا اقتباس لے کر مسلمان پبلک کو معاونت کے لئے اپیل کریں۔ حساب باقاعدہ رکھوں گا۔

الراقم: خلیفہ محمد صادق مختار عام حضرت سجادہ نشین رانی پور سندھ شریف ریاست خیر پور میرس''

ناظرین! یہ شخص بہت جوشیلا مسلمان ہے اور امید ہے کہ جس طرح وہ مرزائیت کی اشاعت میں کوشش کرتا تھا۔ اب مرزائیت کے فتنہ کے فرو کرنے میں کوشش کرے گا۔ چونکہ پبلک کام پبلک کی امداد کے بغیر نہیں چل سکتے۔ اس لئے مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اگر سچی محبت دین اسلام اور بانی دین اسلام سے رکھتے ہیں اور ان کے دلوں میں اسلام کی ہمدردی ہے تو اس شخص کی امداد کے واسطے کھڑے ہو جاویں۔ اللہ خود ایسے کاموں میں امداد فرماتا ہے۔

اس فتنہ مرزائیت کا اب جادو دور دور ملکوں میں جہاں ناواقف مسلمان ہیں چل جاتا ہے۔ کیونکہ مسلمان ان کی منافقانہ چرب زبانی میں آجاتے ہیں اور چونکہ وہ خود مسائل دین سے ناواقف ہوتے ہیں اور مرزائی دھوکہ دہی سے بچنا نہیں جانتے قرآن اور محمد رسول اللہ کا نام سن کر پھنس جاتے ہیں۔

مرزائی صاحبان اوّل وفات مسیح پر بحث کرتے ہیں جب دوسرا مسلمان ناواقف ہوتا ہے اور بحث کے واسطے تیار نہیں ہوتا، جواب سے عاجز ہوتا ہے تو پھر مرزا قادیانی کو صرف ایک امام کہا جاتا ہے اور پھر مثیل عیسیٰ اور پھر مجدد اور بعدازاں نبی ورسول منوایا جاتا ہے۔ جب شرک فی النبوت کسی مسلمان کا اعتماد ہوا۔ یعنی محمد ﷺ کی نبوت کے ساتھ مرزا قادیانی کو شریک کیا تو پھر مسیلمہ پرستی میں کیا فرق رہا۔ وہ بھی محمد ﷺ کا نبوت میں صرف شریک ہونا چاہتا اور رسول اللہ کی نبوت بھی مرزا قادیانی کی طرح مانتا تھا۔

غرض ایسے باطل عقائد کا انتظام مسلمانوں کا فرض ہے جو کوئی مسلمان خلیفہ صاحب کی امداد حسب توفیق کرنا چاہے۔ ان کی خدمت میں بھیج دے تاکہ وہ اس کار خیر کو شروع کردیں۔ میں نے رسالہ جات ان کی خدمت میں بھیج دیئے ہیں۔ امید ہے کہ ترجمہ سندھی زبان میں کر رہے ہیں ہوں گے۔ اب صرف چھپوائی اور قیمت کاغذ وغیرہ کے واسطے امداد کی ضرورت ہے۔ خلیفہ صاحب کا پتہ یہ ہے: خلیفہ محمد صادق مختار عام حضرت سجادہ نشین رانی پور سندھ ریاست خیر پور میرس۔ الملتمس: پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور بھاٹی

(ماہنامہ تائید اسلام لاہور ج۲ نمبر۱۰ ص۱۲ تا۱۴)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

انجمن تائید اسلام

اور

یورپ میں اشاعت اسلام

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصف گل و ریحان بہوا باز نگردد ہر چند ہوا عطر دید قدرت شم را

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ﷺ!

ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب مریدان مرزاغلام احمد قادیانی مدعی نبوت، مہدویت، مسیحیت وکرشنیت وغیرہ وغیرہ کے رکن رکین ہیں اور اہل اسلام ہندوستان پنجاب پر پھر ایسی ہی عظیم غلطی کا وقت آ گیا ہے جو کہ مرزا قادیانی کے اشتہار براہین احمدیہ کا تھا۔ جب کہ انہوں نے اسلام کی حمایت کے بہانہ سے مسلمانوں سے روپیہ بٹورا اور بجائے اشاعت اسلام کے مرزائیت (یعنی اپنے دعاوی نبوت وغیرہ) کی اشاعت کے واسطے اشتہارات اور تالیف کتب پر اس بے رحمی سے دل کھول کر خرچ کیا کہ لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات مسیح موعود ہونے کے واسطے تمام ممالک غیر تک پہنچائے اور یہ وہ روپیہ تھا جو اس واسطے مسلمانوں سے لیا تھا کہ قرآن اور محمد ﷺ کی صداقت پر تین سو دلائل کل ادیان کی تردید میں بیان کی جاویں گی اور اسلامی تعلیم اور مذہب کو سچا ثابت کیا جائے گا۔ مگر وہ وعدہ بالکل وفا نہ کیا گیا اور روپیہ بے محل خودستائی اور اپنی نبوت رسالت کی اثبات میں خرچ کیا اور وفات مسیح علیہ السلام کی خاطر تمام اسلاف اہل اسلام کو غلطی پر بتایا گیا۔ تمام تفاسیر کو ردی قرار دیا گیا۔ ائمہ اربعہ کو اور اجماع امت کو کورانہ تقلید کا خطاب دیا گیا اور اسلام کے تمام مسائل کے الٹ پلٹ میں کتابیں اور اشتہارات اس کثرت سے لکھے کہ ممالک متمدنہ یورپ کے شاید کسی ہوشیار سے ہوشیار دوکان دار نے بھی اس قدر شائع نہ کئے ہوں گے اور وہ روپیہ جو خدمت وحمایت اسلام کے واسطے جمع کیا گیا۔ وہی تخریب دین میں اسلام اور مسلمانوں کی دل آزاری پر خرچ کیا گیا اور مرزائیت کی اس قدر اشاعت ہوئی کہ کوئی شہر وقصبہ پنجاب وہندوستان میں نہیں کہ مرزائیوں کی اڑھائی اینٹ کی مسجد الگ نہ ہوا اور تفرقہ امت محمدیؐ میں اس قدر ڈالا کہ بھائی بھائی سے، میاں جورو سے، جورو میاں سے، خویش واقارب تمام اجزاء جو اسلام کے تھے الگ الگ کر دیئے۔ حتیٰ کہ نمازیں اور جنازے پڑھنے بھی بند ہو گئے اور یہی مرزا ہی کی پیدا کردہ چھوٹی سی جماعت تمام موجودہ واسلاف اہل اسلام کو یہودی، کافر کا

لقب دینے لگے۔ حتیٰ کہ اب تک کتابوں میں ایسا ہی لکھتے ہیں اور امت محمدیؐ میں وہ فساد ڈالا ہوا ہے کہ کوئی جگہ نہیں جس جگہ چرچا نہ ہو اور اب تو ہندو پنجاب کے علاوہ بلاد غیر میں جا پہنچے ہیں۔ منہ سے قرآن (محمد ﷺ) کہتے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام کا خیرخواہ بتاتے ہیں۔ مگر جب انہوں نے تمام مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں مانتے کافر قرار دے دیا تو اب مسلمانوں سے کیا واسطہ ہے۔ لیکن یہ عیاری دیکھئے کہ چندہ لینے کے واسطے اور مال وزر وصول کرنے کے واسطے ان یہودیوں کو مسلمان کہہ دیتے ہیں اور جس طرح بھی بن پڑے۔ مسلمانوں سے روپیہ بٹور لیتے ہیں۔ مگر خود ایسے گرہ کے پکے اور تعصب کے پتلے ہیں کہ سوا قادیان کے ٹیکس کے ایک پیسہ کسی قومی کام میں نہیں دیتے۔ انجمن حمایت اسلام کو دینا گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر جب اپنا مطلب ہو تو یہی یہودی بھائی مسلمان ہیں اور گندم نمائی کر کے اپنا مطلب نکال لیا تو پھر وہی علیحدگی اور قطع تعلق تو کون اور میں کون؟

وہی وقت اب مسلمانوں پر آ گیا ہے اور ویسی غلطی میں مسلمان مبتلا ہونے لگے ہیں کہ چندہ جمع کر کے خواجہ کمال الدین کو روانہ کر رہے ہیں یا ارادہ کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ اخیر وہی پشیمانی ہوگی جو مسلمانوں نے مرزا قادیانی کو چندے اور براہین کی قیمت پیشگی ادا کرنے سے ہوئی تھی۔ روپیہ مسلمانوں کا ہوگا اور مرزائیت کی اشاعت میں خرچ ہوگا اور برائے نام مسلمانوں کا منہ بند کرنے کے لئے کسی انگریز کی تبلیغ کے نام سے بھی خرچ کیا جائے گا۔ ہم نہایت ادب سے مرزائی صاحبان اور ان کے معاونین سیدھے سادے مسلمانوں سے خیرخواہ اسلام بنتے ہیں، پوچھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کیا ولایت میں یہی نمونہ تعلیم اسلام پیش کر رہے ہیں جو مرزا قادیانی کے کشوف والہام وتعلیم ہے کہ:

۱...... ’’میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا...... اور اس کی خلق پر قادر تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۸،۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳ تا ۱۰۵)

۲...... ’’خدا نے مجھ کو کہا کہ: ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ تو میرے بیٹے کی مانند ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۳...... کن فیکون کے اختیارات[1] خداوندی مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

(اخبار الحکم ج۹،نمبر۷،ص۱۲،مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء)

۴...... قادیان قرآن مجید میں کشفی حالت میں مرزا قادیانی نے کشفی حالت میں دیکھا۔

(ازالہ اوہام ص۷۶،۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰ حاشیہ ملخص)

۵...... ’’قادیان خدا کے رسول کی تخت گاہ ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

۶...... مرزا قادیانی نے ’’خدا کو مجسم دیکھا اور اس کے دستخط پیش گوئیوں پر کرائے اور سرخی کے چھینٹے مرزا قادیانی کے کرتہ پر پڑے۔‘‘

(حقیقت الوحی نشان ۱۰۶ ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷ ملخص)

مرزا قادیانی کی تصانیف ایسے ایسے کشوف والہامات وغیرہ سے بھری پڑی ہیں۔ اگر یہی تعلیم خواجہ صاحب ولایت میں پیش کر کے عیسائی کو مرزائی بنا کر برائے نام مسلمان بنا دیں تو مسلمانوں کو اسی مشرکانہ تعلیم کے واسطے روپیہ دینا جائز نہیں ہے اور اس عیسائی بیچارے کو ایسے اسلام سے کیا فائدہ ہوا کہ:

۱...... عیسائی ہونے کی حالت میں وہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتا تھا اور اب مرزائی ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا کا بیٹا مانتا ہے۔

۲...... عیسائی ہونے کی حالت میں وہ خدا کا تجسم مانتا تھا اور اب مرزائی ہوکر بھی خدا کا تجسم مانتا ہے۔

۳...... عیسائی ہوکر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ومقتول مانتا تھا اور مرزائی ہوکر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب ومقتول اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب مانتا ہے۔

۴...... عیسائی ہونے کی حالت میں وہ ناچیز انسان کو تاویلات کر کے خداوند جانتا اور کہتا تھا مرزائی ہوکر بھی مرزا قادیانی کو خالق زمین وآسمان کو مٹی کے خلاصہ سے بنانے والا یقین کرتا ہے۔

[1] ’’انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون‘‘ (ترجمہ) اب تیرا یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف اس قدر کہے کہ ہوجا وہ ہو جائے گی۔

(اخبار الحکم قادیان ج۹ نمبر۸ ص۱۲ مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء مندرجہ تذکرہ ص۴۴۳ طبع چہارم)

۵...... عیسائی ہونے کی حالت میں اس کا یقین تھا کہ خدا سے جب ہم محبت کریں اور وہ ہم سے محبت کرے تو انسان خدا ہو جاتا ہے، مرزائی ہو کر بھی اس کو ایسا ہی ماننا پڑا۔

۶...... عیسائی ہونے کی حالت میں وہ محرف کتاب پر عمل کرتا تھا۔ مرزائی ہو کر بھی اس کو ماننا پڑے گا کہ قرآن محرف ہے۔ اس میں ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' جو سوا تیرہ سو برس تک قرآن میں نہ تھا اب داخل کیا گیا ہے یا ابتدائی حالت قرآن میں تھا سچے مسلمانوں نے نکال دیا ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۸۸، خزائن ج۲۲ ص۹۱، ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰ حاشیہ)

۷...... عیسائی ہو کر وہ تثلیث کا قائل تھا جو کفر ہے، مرزائی ہو کر بھی اس کو تثلیث ماننی پڑے گی، خدا کی محبت روح القدس جیسے مرزا (توضیح المرام ص۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲) میں ''پاک تثلیث کہتے ہیں۔'' اگر یہی اسلام کا نمونہ خواجہ صاحب ولایت میں پیش کرتے ہیں تو بقول سعدی: ''میری رونق مسلمانی'' اور بہت جلد اسلام سے نفرت شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ جن جن نامعقول باتوں سے ان ملکوں کے باشندوں کو عیسائیت سے نفرت ہوئی ہے وہی باتیں بلکہ اس سے زیادہ ان کو اسلام میں نظر آویں گی تو وہ کیونکر یہ گوارا کریں گے کہ عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں۔

اگر خواجہ صاحب قرآن اور محمد ﷺ کو پیش کریں گے اور براہین اور غلام احمد کو پیش نہ کریں گے تو امید کامیابی کی ہے اور امید بھی یہی ہے کہ جیسا کہ خواجہ صاحب کی روش رہی ہے کہ وہ مرزائیت مختلف رنگوں میں لاکر ظاہر کرتے تھے۔ ظاہراً صلح کل بنتے تھے اور عام جلسوں میں ہمیشہ قرآن اور محمد ﷺ پیش کرتے تھے وہاں بھی یہی کرتے ہوں گے تو اس صورت میں صرف اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ: ''کھانے کو گنگو شاہ کی دوکان اور عیش کرنے کو رحمان شاہ کا تکیہ'' وہی مثل ہوئی ہندوستان میں تو اس اسلام کے پیروؤں کو بلکہ ۲۳ کروڑ کل مسلمانوں کو کافر بناؤ اور باہر جا کر انہیں کا مذہب پیش کر کے لوگوں کو مسلمان بناؤ۔ یہ کون سا اسلام وانصاف ہے۔

ہم تمام مسلمان یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے مدد دینے کو تیار ہیں۔ کیونکہ ہم کو دھوکہ ہو چکا ہے کہ بجائے اسلام کی ترقی اور حمایت کے اسلام کے ہی ٹکڑے کئے گئے اور اسی کو کمزور کیا گیا۔

اب مرزائی ہر ایک شہر اور گاؤں میں شور مچا رہے ہیں کہ دیکھو خواجہ صاحب نے ایک لاٹ کو مسلمان بنا دیا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ جیسا کہ وہ انگریز لاٹ خود لکھتا ہے: ’’میں بیس برس سے زیادہ عرصہ سے تحقیق کر رہا تھا اور اب میں نے مسلم سوسائٹی کے سامنے اظہار اسلام کا عمدہ موقع پایا ہے۔‘‘

اب ہر ایک عقل مند مسلم سوسائٹی کے معنی جانتا ہے کہ خواجہ کمال الدین کا نام مسلم سوسائٹی نہیں ہے۔ دوم: اگر خواجہ صاحب بھی سوسائٹی میں شامل ہیں تو پھر ان کی واحد کارروائی کیسی ہوسکتی ہے۔ سوم: اگر خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں جو اسلام میں واقعی ہیں جن کے باعث وہ ہر ایک ملک میں برقی رو کی طرح پھیل رہا ہے تو اس میں خواجہ صاحب کی کیا خصوصیت ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک تو وہ اسی صورت میں قابل ستائش ہوسکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو بھی منوائیں۔

الگزینڈر رسل وب صاحب امریکہ میں جو مسلمان ہوا تھا اور اس کے اخبار کے ذریعہ بہت انگریز مسلمان ہوگئے تھے تب بھی وہاں خواجہ گئے تھے۔

لندن میں لیورپول میں عبداللہ کوئیلم جو مسلمان ہوا اور شیخ الاسلام کا کام کر رہا ہے معلوم نہیں وہ اپنے فرائض کس مستعدی سے ادا کرتا ہوگا اور کتنے انگریز مسلمان کئے۔ کیا تب بھی خواجہ صاحب ہی تھے۔ ہرگز نہیں تو پھر یہ شور مچانا اور بغلیں بجانا کہ دیکھو خواجہ صاحب نے یہ کر دکھایا۔ اس لئے مرزائی سچے ہیں کیسی پھیکی بات ہے۔ ہوا کا بگولا جنگل سے کسی شہر میں جائے اور وہاں کیوڑہ یا گلاب کی خوشبو پھیل جائے اور اس سے لوگوں کے دل ودماغ معطر ہو جائیں تو اس میں ہوا کی خوبی نہیں۔ اصل چیز یعنی کیوڑہ یا گلاب کی خوبی ہے۔ کیونکہ ہوا کے بگولے کا فعل صرف گھلنا تھا جو خشبو وبدبو پر سے گزرنے کے علاوہ کئی کھیتیاں اور خرمن بھی

برباد کرتا چلا گیا ہے۔ یہ فعل قدرت کا ہے کہ اس نے کیوڑہ وغیرہ میں خوشبو رکھی ہے اور بگولا جیسی تباہ کن چیز سے خوشبو لوگوں تک پہنچانے کا کام لے لیا اور اسی کی تائید کرتی ہے۔ یہ حدیث: ''ان اللہ لیؤید ھذالدین بالرجل الفاجر '' یعنی خداتعالیٰ کبھی فاسقوں فاجروں سے بھی اپنے دین کی تائید کرالیتا ہے۔ چہ جائیکہ خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو واقعی اسلام کی فضیلت ہے اور اسلام کی خوبی ہے۔ خواجہ صاحب جس قدر تعریف کے مستحق ہیں۔ اسی قدر ان کی تعریف ہوسکتی ہے۔ وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے ایک مستعد صحابی ہیں۔ یہ نہیں کہ چونکہ خواجہ صاحب نے اسلام کی خوبیاں سنائی تھیں۔ اس واسطے وہ حضرت عمرؓ بن گئے اور ان کے مرشد مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ثابت ہوگئے۔ (معاذ اللہ) یہ دھوکہ بازیاں ہیں جو جاہل مسلمانوں کو مرزائی دے رہے ہیں۔ دراصل اسلام خود اپنی خوبیوں کے باعث دلوں پر گھر کر رہا ہے بلکہ تمام یورپ میں اہل تحقیق کے دنوں میں ایک تحریک پیدا ہوچکی ہوئی ہے کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ہمیشہ اسلام کسی نہ کسی ملک میں نمودار ہوتا رہتا ہے۔

چین میں اسلام کس قدر پھیلا صرف چند سوداگر اور غفور کے طلب کرنے پر کچھ مسلمان سپاہی ابتداءً چین گئے تھے جن کے ذریعہ سے اسلام تمام چین میں پھیل گیا۔ ایک ایک مسلمان نے جاکر عیسائیوں کی سلطنتیں مسلمان کردیں اور اسلام کی خوبیاں بیان ہونے پر تمام باشندے معہ بادشاہ ورعیت مسلمان ہوتے رہے۔ کیا وہاں بھی خواجہ صاحب یا مرزا قادیانی گئے تھے ہرگز نہیں تو پھر یہ کیوں خواہ مخواہ شور مچا کر دھوکہ دیا جاتا ہے۔

ہم آئندہ کسی وقت بتائیں گے کہ کس طرح ایک ایک مسلمان نے شاہوں کے درباروں میں پہنچ کر شہنشاہوں کو بمعہ رعایا کے مسلمان کیا تھا کہ ان دھوکہ دینے والوں اور غلط بیان کرنے والوں کو معلوم ہو کہ خواجہ صاحب اگر کچھ کر رہے ہیں تو اچھا ہے کریں۔ مگر سوال یہ ہے کہ واعظوں کی طرح خدمت اسلام کی آڑ بنا کر روپیہ بھی بٹوریں، خود مزے اڑائیں، مال مفت دل بے رحم کا مصداق بھی ہوں اور پھر مسلمانوں پر احسان رکھیں کہ میں خدمت اسلام کرتا ہوں۔ کہاں تک درست ہے؟

لندن جیسا عروس البلاد شہر رہنے کو زہرہ جہاں مہوشاں کا نظارہ ہردم موجود ہر کوچہ وبازار میں:

ہوائے ناز پر کافر اڑائے بال پھرتے ہیں
بچے کیونکر یہ مرغ دل کہ اڑاتے جال پھرتے ہیں

بہشت کا نمونہ عین الیقین کے مرتبہ تک پہنچ رہا ہو کہ خرچ کی کشائش جس قدر چاہو خرچ کرو۔ پبلک کا روپیہ نہ کسی بنک کے دینے کا فکر ہے نہ موکل کی آمد کا انتظار ہے، نہ منشی کے گاہک لانے کا تقاضا ہے، نہ مقدمہ کی پیروی کا فکر، نہ اس کی تیاری کی محنت۔ چپ چاپ سب کام ہورہے ہیں۔ اگر وہ شخص تبلیغ دین نہ کرے تو کیا کرے۔ اگر کیا تو کون سی شمشیرزنی کی۔ تنخواہ لی اور تنخواہ بھی بلامفرور جس قدر چاہے خرچ کرے مسلمان سادہ لوح چندے دینے کو تیار ہیں۔ مگر لطف یہ ہے کہ خواجہ صاحب الٹا احسان جتاتے ہیں:

منت منہ کہ خدمت اسلامیان کنم منت شناس از وکہ بخدمت گزاشت

گھر سے خرچ کر کے سرسید احمد کی طرح کوئی خدمت اسلام کرتا تو قابل تعریف تھا۔ جس نے عوضانہ لے کر خدمت کی اس نے کچھ نہیں کیا۔ مرزا قادیانی مدعی خدمت اسلام تھے۔ مگر انہوں نے عوضانہ پر خدمت اسلام کی قادیان کے فنڈ نے اور چندوں نے ان کو مالا مال کر دیا۔ اگر نوکری و وکالت کرتے اور تمام ایڑی چوٹی کا زور لگاتے کسی اور قسم کی تجارت وحرفت کرتے تو کبھی یہ دولت نصیب نہ ہوتی۔ جیسے ان کو خدمت اسلام کے بہانہ سے ہوئی۔

ایسا ہی خواجہ صاحب اٹھے ہیں کہ خدمت اسلام کریں گے اور لندن کے چین اڑائیں گے۔ کیونکہ یہ انگریزی خواں ہیں۔ ان کو پنجابی تمدن ومعاشرت پسند نہیں اور ویسی خدمت اسلام بھی پسند نہیں۔ اس لئے یہ ولایت کے آب وہوا کے دلدادہ ہیں۔ وہاں رہ کر ایام زندگی بھی آرام سے گزاریں گے اور خدمت اسلام کے بہانہ سے مسلمانوں کا روپیہ بٹوریں گے۔

مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہئے اور مار آستین کو اپنے ہاتھوں سے دودھ دے کر

اپنے ہی اوپر نیش زنی کے واسطے تیار نہیں کرنا چاہئے۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کا روپیہ ہمارے ہی عقائد خراب کرنے پر خرچ ہوگا۔ کچھ لندن بھی جائے گا اور اس روپیہ سے مرزائی اخبار پیغام صلح یا کوئی اور اخبار جاری ہوگا جس میں مرزائی عقائد کی تبلیغ ہوا کرے گی اور ماہوار کثرت سے ہینڈ بل نکلا کریں گے اور ’’جس کا منہ اسی کا مکا‘‘ والی مثال ہوگی۔

عقل کی مار اگر مسلمانوں کو اشاعت اسلام کا عشق ہے تو ایک ڈیپوٹیشن تیار کریں اور ہر ایک فرقہ اسلام کے ممبر اس میں ہوں۔ اس ڈیپوٹیشن کو ہر ایک مسلمان امداد دے۔ جب مرزائی الگ ہیں اور کمال الدین کی کارروائی مرزائیت کی کارروائی ہے اور بلکہ مسلمانوں کو زیادہ خراب کرنے کا آلہ ہے تو پھر مسلمان کس واسطے چندہ دیتے ہیں۔ اس واسطے کہ مرزائیوں سے ان کو اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ کیسی افسوس کی بات ہے کہ مرزائی ایک انگریزوں کے خود بخود مسلمان ہونے سے اس قدر خوش ہیں:

زصدمہ گوش ملایک بر آسمان کہ شد　　　ز بسکہ نعرہ شاباش و واہ واہ رسید

کہ آسمان پر آواز جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ جب ۲۳ کروڑ مسلمانوں کو ہم نے کافر کر کے اسلام سے خارج کر دیا ہے اور اس کے عوض میں ایک دو انگریز شامل ہوگئے ہیں تو یہ اسلام کے واسطے سخت ماتم کا دن ہے یا خوشی کا جس شخص نے ۲۳ کروڑ روپیہ کھو کر ایک دو روپیہ حاصل کئے ہوں۔ اس بے وقوف کے لئے ماتم کا دن ہے یا خوشی کا۔

دوسری طرف اگر مسلمان دیکھیں تو بھی ہم کو مرزائیوں کی تعداد نکال کر ایک دو انگریز آ ملے تو بھی ماتم کا دن ہے کہ ہزاروں مرزائی اسلام سے نکل گئے اور ہم سے الگ ہوگئے۔ قطع تعلق کے بعد نمازیں چھوڑ دیں اور ترک جنازہ کر دیا۔ بلکہ ہندوؤں سے میل جول اچھا رکھتے اور مسلمانوں کو یہودی کا لقب دے کر تکلیف پہنچانا ثواب سمجھیں تو اس صورت میں ہمارے ہاتھ کیا آیا۔ کئی ہزار مرزائیوں کو دے کر اگر ایک دو انگریز لئے تو خاک لی۔ کیسا مبارک ہو وہ زمانہ اور کیسا ہی سعید ہو وہ وقت کہ پہلے ہم اپنا تفرقہ احمدی وغیر احمدی کا دور کریں۔ آپس میں گلے ملیں اور اختلاف کو دور کریں۔ آپس میں کی اختلاف کو ہٹا دیں تو پھر بہ ہیئت مجموعی غیر کی اصلاح کی طرف رغبت کریں تو کامیابی کی امید ہے اور جب ہم میں

اتفاق نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ جب تک مسلمانوں کو احمدیوں سے نفرت ہے اور احمدیوں کو مسلمانوں سے پرہیز ہے۔ تب تک باہر جا کر کامیابی کی امید خیال باطل ہے۔ پہلے گھر کا اختلاف دور کرو پھر اسلام کی اشاعت کرو۔ مجھ کو کئی مثالیں یاد ہیں کہ غیر مذہب کے لوگ مسلمان ہونے کو تیار ہوئے۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان تو آپس میں ایک دوسرے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ہم کس طرح جاویں۔ پس پہلا زینہ ترقی کا اتفاق ہے۔ کیسا ہی خوب ہو کہ سب مل کر کام کریں اور ملنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔

۱...... ایک یہ کہ ہر ایک شخص تعصب چھوڑ کر تحقیق حق کی خاطر جو اصولی اختلاف ہے اور صرف لفظی تنازعہ ہے۔ اس کو دور کر کے اور چڑانے والے لفظ نہ کہے۔ مثلاً نبی ورسول کے بارہ میں دونوں کا اتفاق کہ محمد رسول اللہ خاتم النّبیین ہیں۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماع امت چلا آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اولیاء اللہ ہوں گے، مجدد ہوں گے۔ مگر وہ نبی رسول نہیں کہلائیں گے۔

پس مرزا قادیانی نے جو سب کے برخلاف یہ فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ ومجدد ورسول ونبی ایک ہی ہے چھوڑا جائے۔ جب ۱۳ سو برس تک کسی شخص نے اپنے آپ کو رسول ونبی کا لقب نہیں دیا تو مرزا قادیانی کو بھی نہ دیا جائے۔

چنانچہ وہ خود بھی فرما چکے ہیں: ’’من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب‘‘

(ازالہ اوہام ص ۱۷۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۵)

تشریعی وغیر تشریعی الفاظ پر بحث کر کے فروعی بحث کو اصولی بنا کر تفرقہ ڈالنا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے جنازہ پر بھی نماز نہ پڑھیں۔ کس قدر مکروہ ہے وغیر مناسب ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو رسول مانتے اور بعض کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی رسول اللہ تھے وناسخ دین تھے۔ ان باتوں کا فریقین کے مولوی جمع کر کے فیصلہ کیا جائے اور پھر اتفاق کیا جائے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان خواہ کسی فرقہ کا ہو اپنی دو حالتیں رکھے۔ ایک حالت تمدنی ہو اور دوسری مذہبی ہو، تمدنی حالت میں تمام اہل اسلام خواہ شیعہ ہوں، خواہ سنی

ہو، خواہ معتزلہ ہو یا قادریہ، جبریہ ہو سب کے سب ایک آواز پر جمع ہوں اور اپنے اپنے فرقہ اور جماعت کی طرفداری نہ کی جائے۔ جب گھروں میں جاویں تو مذہبی حالت کی پیروی سے عبادات وغیرہ اور فرائض اپنے بجالاویں۔

مگر یہ بڑے حوصلے اور اخلاق کا کام ہے، اختلاف عقائد ایک ایسی لاعلاج بیماری کہ کبھی دور نہیں ہوسکتی۔ جب ایک شخص کے عقائد دوسرے کے مطابق نہیں تو بہت مشکل سے وہ تمدنی خیالات میں متفق ہوں گے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس کے سوا چارہ نہیں کہ اتفاق ہو اور تحقیق حق کے واسطے بیشک اندرونی مباحثات ہوا کریں۔ مگر تہذیب کے ساتھ اور باہمی اتفاق کے ساتھ۔

میں ڈنکے کی چوٹ تمام اہل اسلام کو دعوت دیتا ہوں اور ان کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ پہلے اس سے کہ کچھ کرنا چاہیں۔ آپس میں اتفاق کریں اور ایک تمدنی مجلس قائم کریں جس میں ہر ایک فرقہ اسلام کے ممبر ہوں اور تمدنی اصول پر ترقی کریں۔ عبادات جس طرح چاہیں ادا کریں اور اوامر نواہی بجالائیں۔ جو طریق کسی کو پسند ہو اختیار کرے ہاں مجلس میں کوئی فریق کسی فریق کا ذکر نہ کرے۔ وہاں صرف ''عیسیٰ بدیں خود و موسیٰ بدیں خود'' پر عمل ہو۔

جب اتفاق ہو جائے اور مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ ان کا روپیہ اسی غرض پر خرچ ہوگا۔ جس کے واسطے وہ دیں گے۔ تب مسلمانوں کے لئے چندہ دینا درست ہے۔ ورنہ دلیش خود دست خود کا معاملہ ہوگا۔ مسلمانوں کا ہی روپیہ کھا کر احمدی بن کر گھوریں گے اور یہودی بنا کر جب کبھی بس چلا صفحہ ہستہ سے نابود کرنے کی کوشش کریں گے:

چراہ رے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

وما علینا الا البلاغ!

الملتمس پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر
سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام رسالہ نمبر ۱۰ص ۱ تا ۸)

کھلی چٹھی بنام میر قاسم علی مرزائی ایڈیٹر اخبار الحق دہلی

جناب میر صاحب! السلام علی من اتبع الہدیٰ! انجمن کے رسالہ نمبر۸ کی پشت پر آپ کو چیلنج دیا گیا تھا کہ آپ کی کتاب ’’النبوۃ‘‘ کا جواب انجمن کی طرف سے دیا جائے گا۔ آپ منصف مقرر فرمائیں۔ نیز یہ کہ جو انعام آپ نے مشتہر کیا ہے وہ قادیانی خلافت کی اجازت حاصل کر کے کیا ہے کہ نہیں تاکہ آپ کے دلائل کمزور ثابت ہونے کی صورت میں آپ کے خلیفۃ المسیح یہ نہ کہہ دیں کہ میر صاحب ہم میں سے ہی نہیں۔

مگر عرصہ قریب تین ماہ کے گزرتا ہے کہ آپ نے تاحال کوئی جواب نہیں دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف خریداروں کی ترغیب کے واسطے ایک ہزار روپیہ انعام اپنی کتاب ’’النبوۃ‘‘ کا جواب دینے والے کے واسطے لکھ دیا تھا تاکہ خریدار ایک ہزار روپیہ انعام پڑھ کر کتاب کی خوبی کا گمان کریں اور خریدیں ورنہ آپ کی کمزوری تو اشتہار سے ہی معلوم ہوگئی تھی کہ جواب دینے والے کے واسطے صرف قرآن سے جواب لازمی قرار دیتے ہیں اور خود دائیں بائیں سے کام چلاتے ہیں۔

چونکہ آپ کی کتاب النبوۃ کا جواب تیار ہوگیا ہے۔ لہٰذا مکرر بتاکید گزارش ہے کہ منصف مقرر کر کے اطلاع دیں کہ ان کے پاس آپ کی کتاب اور اس کا جواب فیصلہ کے لئے روانہ کئے جائیں۔ اگر اب بھی آپ نے ایسا نہ کیا تو ۲۲۴ صفحہ کی کتاب شائع کر دی جائے گی اور آپ کا گریز سمجھا جائے گا۔

الملتمس پیر بخش

سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(تائید اسلام نمبر۱۰ ص۸)

☆☆☆

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کھلی چٹھی

بنام

مولوی نظام الدین قادیانی مبلغ کشمیر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کی کتاب ’’المسیح الموعود لامام المھدی المسعود‘‘ ملاحظہ سے گزری۔ آپ نے اس کے جواب دینے والے کے واسطے ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور تمام فرقوں کے علماء کو ہدایت کی ہے کہ کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ کر جواب دیں اور ہمارے دلائل جو وفات مسیح علیہ السلام پر ہم نے دیئے ہیں غور کریں اور پھر دیکھیں کہ ان دلائل کا کوئی جواب ان کے پاس ہے۔ اس کا جواب جو شخص لکھے گا اس کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ یہ آپ کا وعدہ آپ کی کتاب کی ابتداء میں دوسرے صفحہ پر درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ آپ کی ہر ایک دلیل کا جواب اور تردید رسالہ جات انجمن تائید اسلام لاہور کے دس نمبروں میں ہو چکا ہے جن کا کوئی جواب کسی قادیانی کی طرف سے نہیں دیا جاسکا۔ پھر اپنے رسالہ جات کو جمع کر کے مزید حوالہ جات تفاسیر سے ثابت کیا گیا تھا اور کتاب ’’الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح‘‘ کی صورت میں ۳۵۲ صفحات پر انجمن کی طرف سے شائع کئے گئے اور ایک دوسری کتاب ’’تردید قبر مسیح در کشمیر‘‘ شائع کی گئی جس کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔

آپ نے جب ’’قبر مسیح‘‘ بطور دروغ بے فروغ لکھا تو رسالہ تائید اسلام بابت ماہ اگست ۱۹۲۵ء میں جواب لکھا گیا جس کا کوئی جواب آپ سے نہ بن آیا اور نہ دیا۔ علماء اسلام نے حیات مسیح علیہ السلام پر قرآن کریم اور احادیث واقوال سلف صالحین سے کتابیں لکھیں جن کا کوئی جواب مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ اگر آپ کو خبر نہیں تو دیکھو ’’الحق الصریح‘‘ مفتی مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ومولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور حجۃ اللہ البالغہ المعروف سیف چشتیائی مؤلفہ علامہ زمان قطب دوران، حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ادام اللہ فیوضھم وغیرہم آپ کا عدم علم دلیل نہیں۔

آپ مہربانی کر کے اس چٹھی کا جواب جلد عنایت فرماویں کہ آپ ایک ہزار روپیہ کس طرح دیں گے۔ ہمیشہ آپ لوگوں کے انعامی اشتہارات اسی طرح دھوکا دہ ہوا کرتے ہیں اور مقصود ان سے صرف اپنے ہم خیال اور ہم مذہبوں کو قابو رکھنا ہوا کرتا ہے اور یہ قدیم سنت القادیانی ہے۔

مرزا قادیانی ہمیشہ اشتہار دیتے رہے، کبھی کسی وعدہ انعامی کو پورا نہ کیا۔ شرائط ایسی لگاتے ہیں کہ نہ وہ شرطیں پوری ہوں اور نہ آپ وعدہ کو پورا کریں۔ آپ شرائط لکھیں اور ایک ہزار روپیہ کی بابت تسلی کرادیں کہ اگر آپ کے دلائل وفات مسیح کو غلط اور اقوال سلف صالحین کے معانی اور تفاسیر کی رو سے یہودیانہ تحریف ثابت ہوجاویں تو جواب دینے والا انعام پانے کا مجاز ہوگا۔ آپ ایک ہزار روپیہ انعام کی نسبت ڈاکٹر عبدالواحد صاحب (سرینگر کشمیر) کی تسکین کرادیں۔ جب ان کا لکھا ہوا انجمن میں آجائے گا تو آپ کی ہر ایک دلیل کا جواب نمبروار دیا جائے گا۔ آپ کی معلومات تو اسی سے ظاہر ہیں کہ آپ نے اس کتاب کے (ص۱۱سطر۱۰) میں لکھا ہے کہ: ''سید علی حائری شیعوں کے مجتہد تھے اور لاہور میں رہتے تھے۔ اب فوت ہوچکے ہیں۔'' حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔ سنی سنائی باتوں پر کتابیں لکھ دینا اور شرمسار نہ ہونا مرزائیوں ہی کا کام ہے۔

آپ نے پہلے صفحہ پر ''لا مھدی الّا عیسٰی'' لکھ کر مسیح اور مہدی ایک ہی سمجھا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود ہی اسی کتاب کے (ص۵۶) پر رسول اللہ ﷺ کی حدیث نقل کی۔ ''عن ابن عباسؓ قال النبی ﷺ لن تھلک امة انا اولھا وعیسٰی ابن مریم آخرھا والمھدی وسطھا'' جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ: ''لا مھدی الّا عیسٰی'' ان معنوں میں بالکل غلط ہے جن معنوں میں مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہلاک نہ ہوگی وہ امت جس کے پہلے میں ہوں اور آخر عیسٰیؑ ابن مریم

ہے اور درمیان میں مہدی ہے۔ اگر مہدی الگ نہیں ہے تو درمیان میں آنے والا کون ہے اور ’’من عترتی‘‘ جس کی نسبت فرمایا وہ کون ہے؟ غرض آپ کی تمام باتوں کا مأخذ کتاب عسل مصفّٰی ہے جو مزخرفات وکذب بیانی کا ایک ذخیرہ ہے۔ آپ کو جواب سن کر خود بخود علم ہو جائے گا کہ: ’’خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم‘‘

پس آپ شرائط لکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ مولوی اللہ دتہ قادیانی احمدی کی طرح شرائط میں ہی رہ جائیں۔ جس طرح اس نے ایک سال اور چار ماہ کی خط وکتابت کے بعد وفات مسیح ثابت کرنے سے گریز کیا۔ حالانکہ پہلے بڑے زور شور سے لکھا کہ صاف طور پر قرآن کریم میں وفات مسیح بیان فرمائی گئی ہے۔ جب میں نے لکھا کہ بتاؤ کہاں ہے تو ایک سال چار ماہ بعد بھاگ گئے۔ لہٰذا براہ کرم! آپ میرے اس نیاز نامہ کا جواب جلد عطاء فرماویں۔

فقط خاکسار محمد پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام لاہور نمبر۳، مارچ ۱۹۲۶ء ص۸تا۱۰)

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

رسول قادیانی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

ناظرین! مرزائی صاحبان میں سے اکثر اشخاص مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے واسطے کہتے ہیں کہ ہم مرزاقادیانی کو نبی ورسول نہیں مانتے۔ حالانکہ مرزاقادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ’’میں نبی ورسول ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)

لہٰذا ہم نیچے نمبروار مرزاقادیانی کی تحریریں والہامات جن میں انہوں نے صاف اور کھلے طور پر دعویٰ نبوت ورسالت کیا ہے درج کرتے ہیں اور ساتھ ہی صفحات اور کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں تاکہ ثابت ہو کہ مرزاقادیانی مدعی رسالت تھے اور جو مدعی وحی ورسالت ہو وہ اجماع امت محمدی کے رو سے مسلمان نہیں اور نہ اس کی بیعت کرنی کسی مسلمان کو جائز ہے۔ دیکھو فتاویٰ ابن حجر مکی میں لکھا ہے: ’’من اعتقد وحیاً من بعد محمد ﷺ کان کافراً باجماع المسلمین‘‘ یعنی جو شخص بعد محمد کے وحی کا معتقد ہو تو مسلمانوں کے اجماع سے کافر ہے۔ اب وہ گروہ اپنے مسلمان بھائیوں کی تسلی کے واسطے تحریر فرماویں کہ مرزاقادیانی کے مفصلہ ذیل الہامات وتحریرات کی نسبت وہ کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔

۱...... مرزاقادیانی لکھتے ہیں:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲...... (براہین احمدیہ ص۵۱۱، خزائن ج۱ ص۶۱۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) پر الہام مرزاقادیانی اس طرح درج ہے: ’’قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحٰی الیّ‘‘ یعنی اللہ نے مجھ کو کہا کہ کہہ دے کہ مجھ پر وحی اترتی ہے ورنہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔‘‘ اس الہام میں ظل وبروز کا ہرگز ذکر نہیں۔ پس صاف صاف دعویٰ نبوت ہے۔

۳...... (براہین احمدیہ ص۲۴۳، خزائن ج۱ ص۲۶۷، ۲۶۸ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) الہام مرزاقادیانی ’’واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک‘‘ یعنی وہ وحی جو تجھ پر اترتی ہے وہ ان کو پڑھ کر سنایا کرو۔‘‘

۴...... (براہین احمدیہ ص۵۰۶، خزائن ج۱ ص۶۰۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) الہام مرزاقادیانی

’’وما ارسلناک الّا رحمة اللعالمین یعنی ہم نے تجھ کو واسطے رحمت دونوں جہاں کے بھیجا۔‘‘ محمد اور مرزا میں کچھ فرق نہیں دونوں رحمۃ اللعالمین ہیں۔

۵...... (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ۱۸ص۲۳۱) ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

۶...... (دافع البلاء ص۹، خزائن ج۱۸ص۲۲۹) ’’یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں۔‘‘

۷...... ’’مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

۸...... ’’میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ص۲۲۰)

۹...... ’’قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین‘‘ کہہ کہ میں مامور ہوں اور اوّل مومنوں سے ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۰۳، خزائن ج۳ص۴۷۹)

۱۰...... ’’قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله‘‘ یعنی کہہ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو تابعداری کرو میری تم کو اللہ تعالیٰ دوست رکھے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۷و۲۵۸، خزائن ج۳ص۱۴۰ حاشیہ و۲۳۰)

۱۱...... ’’قل یاایھا الکفار انی من الصادقین‘‘ کہہ کہ اے کافروں میں سچوں سے ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۸۵۵، خزائن ج۳ص۵۶۵)

یہ الہام مرزا قادیانی تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر بتاتا ہے۔

۱۲...... ’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ تاکہ سب ادیان پر غالب ہوجائے۔‘‘ (براہین ص۴۹۸، خزائن ج۱ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) ظل و بروز صرف مسلمانوں سے ڈر کر کہتے ہیں۔

۱۳...... ’’محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینھم‘‘ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔‘‘

اور’’ھو الذی ارسل رسولہ‘‘میرے زمانہ کے متعلق ہے۔‘‘(ایضاً) کیونکہ تمام ادیان پر غلبہ بجز اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ممکن نہ تھا۔ یہ الہام تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔

۱۴…… ’’ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد‘‘یعنی عیسیٰ نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا نام اس کا احمد ہوگا۔ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ص۴۶۳) پر لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:’’یہ میرے حق میں ہے محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی ہے۔‘‘ حالانکہ بعدی میں ی متکلم کی ہے عیسیٰ کے بعد تو محمد آئے نہ کہ غلام احمد۔

۱۵…… ’’جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶،۴۰۷)

ناظرین! یہ بالکل سچ ہے کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ کیونکہ امتی کبھی نبی نہیں کہلا سکتا اور اگر نبی کہلاوے تو پھر امتی ہرگز نہیں کہلا سکتا۔ جیسا کہ مسیلمہ جب تک مدعی نبوت نہ تھا امتی تھا۔ جب نبی ہونے کا اس کو خیال ہوا تو امت سے نکل گیا۔ اس کو بھی مرزا قادیانی کی طرح وحی ہوتی تھی اور اس کو وحی اس قدر کثرت سے ہوتی تھی کہ تھوڑے عرصہ میں قرآن بنا لیا تھا اور اس کی امت اسی قرآن کو پڑھتی تھی۔ (معاذ اللہ) مرزا قادیانی تو ۲۳اور ۳۰برس کے عرصہ میں بھی مسیلمہ جتنا قرآن نہیں بنا سکے اور نہ مرزا قادیانی کے الہامات کثرت میں مسیلمہ کی برابری کر سکتے ہیں۔ چونکہ اولیائے امت محمدیہ وصحابہ کرام وابدال واقطاب تو امت محمدی میں رہے، مگر جن کذابوں نے رہنا پسند نہ کیا اور مرزا قادیانی کی طرح نبوت ورسالت کا عہدہ پانے کے مشتاق تھے۔ انہوں نے بیشک بقول خود نبی کا نام پایا اور مرزا قادیانی سے بڑھ کر وہ کامیاب ہوئے۔ صرف مرزا قادیانی ہی امت محمدی میں سے نبوت کا نام پانے کے واسطے مخصوص نہیں بلکہ بہت سے کذابوں نے امت محمدی سے نبوت کا نام پایا ہے۔

اوّل: مسیلمہ کذاب جو محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی نبی برحق مانتا تھا اور خود بھی مدعی نبوت تھا اور قرآن کے مقابل قرآن بھی بنایا اور اس کو کامیابی بھی اس قدر ہوئی کہ چند ہفتوں میں لاکھ سے اوپر پیرو ہوئے تھے۔

دوسرا: اسود عنسی یہ بھی امت محمدی میں سے تھے بعد حج کے مدعی نبوت ہوا نجران کا تمام علاقہ اس کا پیرو ہوا، یہ بڑا شعبدہ باز تھا۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو مسمریزم کہتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کے اعتقاد میں اسود عنسی بھی سچا تھا اور نبی کے نام پانے

کا مرزا قادیانی کی طرح مستحق تھا۔ مفصل حال دیکھو (تاریخ ابن اثیر ج دوم)

تیسرا: ابن صیاد تھا یہ بھی مرزا قادیانی کی طرح غیب کی خبریں دیا کرتا تھا جس کی تردید رسول مقبول نے خود کی ہے۔

چوتھا: طلحہ بن خویلد تھا۔

پانچواں: مختار تھا۔ یہ شخص مرزا قادیانی کی طرح محمد رسول اللہ کی نبوت بھی مانتا تھا اور اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا مختار کہتا تھا وہ خطوط میں اپنے آپ کو مختار رسول اللہ لکھتا تھا۔

(۶) بہبود (۷) یحییٰ (۸) عیسیٰ بن مہرویہ (۹) سلیمان قرمطی (۱۰) ابوجعفر (۱۱) استاذسیس (۱۲) عطا المعروف مقنع (۱۳) عثمان بن مہینک (۱۴) لا یہ شخص علاوہ رسول اللہ اور قرآن کی حدیثوں کو بھی مانتا تھا۔ مگر مرزا قادیانی کی طرح اپنے مطلب کے معنی کرتا تھا۔ کہتا تھا کہ لا مبتداء ہے اور نبی اس کی خبر ہے یعنی محمد رسول اللہ نے فرمایا ہے: ’’**لا نبی بعدی**‘‘ جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد لا نبی ہوگا۔ یعنی جس شخص کا نام ’’لا‘‘ ہوگا۔ میرے بعد نبی ہوگا۔ غرض بہت شخص امت محمدی میں گزرے ہیں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

ہر ایک کا نام و مفصل حال لکھنا باعث طوالت ہے جس کو شوق ہو وہ تاریخ الخلفاء تاریخ ابن اثیر کامل، تذکرۃ المذاہب ان کتابوں میں دیکھ سکتا ہے سب نے مرزا قادیانی کی طرح محمد رسول اللہ کے تابع ہوکر اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو کہ سب کے سب کاذب ثابت ہوئے۔ کیونکہ مخبر صادق محمد رسول اللہ ﷺ پہلے ہی سے خبر دے چکے ہیں کہ میری امت میں سے تیس کاذب ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں:

’’**عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثلين كلّهم يزعم انا رسول الله. رواه البخاری ومسلم**‘‘ ابوداؤد وترمذی میں ہے ’’**سيكون فی امتی كذابون كلّهم يزعم انه نبی الله وانا خاتم النّبيين لانبی بعدی**‘‘ یہ پیشین گوئی رسول اللہ کی پوری ہورہی ہے۔

اس موقع پر مرزائی صاحبان کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو جس قدر مدت ملی ہے کسی کاذب کو نہیں ملی یعنی ۲۳ برس تک مرزا قادیانی مدعی نبوت رہے کوئی کاذب ۲۳ برس تک بعد دعویٰ نبوت زندہ نہیں رہا۔ اس لئے وہ سچے نبی ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ صالح نے دعویٰ نبوت کیا اور ۴۷ برس تک ساتھ دعویٰ نبوت ومہدویت کے بادشاہت کی اور اس نے بھی قرآن بنایا تھا اور بہت اہل زبان اس پر ایمان

لائے تھے۔ مرزا قادیانی کی کامیابی اس کے مقابل ہیچ ہے وہ تو بادشاہ ہوگیا اور مرزا قادیانی نے ایک ادنیٰ عہدہ بھی نہ پایا۔ (تاریخ ابن اثیر ج۸ص۹۰) میں درج ہے کہ عبداللہ بن مہدی کا زمانہ مہدویت ۲۴سال ایک ماہ دو یوم تھا۔

حسن بن صباح: جو مدعی وحی والہام تھا اس کا زمانہ ۳۵برس تھا اور ۵۱۸ھ میں اپنی موت سے مرا۔ (ذکرالحکیم ص۷۹)

حاکم بامراللہ: اس شخص نے مصر میں دعویٰ نبوت کیا۔ ۶۵برس زندہ رہا اور اپنی موت سے مرا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ج۹)

اکبر بادشاہ ہند: اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا اور اس کی مدت ۱۵۸۱ سے ۱۶۰۵ تک تھی ۲۴برس سے کچھ اوپر تھے۔ غرض یہ بالکل غلط ہے کہ کاذب مدعی کو مرزا قادیانی جتنی مدت نہیں ملی۔ بلکہ کاذب کا نشان ہے کہ اس کو زیادہ مہلت دی جاتی ہے۔ محمد رسول اللہ صادق نبی پہلے فوت ہوگئے تھے اور مسیلمہ کذاب زندہ رہا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ نہ تو مسلمان سمجھا گیا اور نہ اس کو سچا نبی تسلیم کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود مسیلمہ کو کاذب فرمایا۔ پس رسول اللہ کے فیصلہ سے سب مدعیان نبوت کاذب ہیں چاہے محمد رسول اللہ کی تابعداری کا دم مارتے ہیں اور فنافی الرسول کی دھوکہ دہی کام میں لاتے ہیں سب صورتوں میں کاذب ہیں۔ سچے امتی وتابعدار اور فنافی الرسول وہی شخص ہیں جن کو خود نبی ہونے کا زعم نہیں ہوا اور نہ وہ مدعی نبوت ہوئے سب سے اعلیٰ درجہ کا تابعدار اور مطیع وفدائی وفنافی الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ علاوہ دنیاوی املاک واموال کے جان تک قربانی دینے کو تیار ہوکر رفیق غار ثور رہا اور دشمنوں کو تکلیف دہی اور آزار رسائی کا کچھ خوف نہ کیا اور جان عزیز ہتھیلی پر رکھ کر محمد رسول اللہ کا ساتھ دیا اور پھر اس غار میں بھی اسی رسالت ونبوت کا لحاظ اعلیٰ پیمانہ پر رکھا کیا کوئی یقین کرسکتا ہے کہ مرزا قادیانی سے ایسا ہوسکتا ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی تو انگریزوں کے خوف اور ان کو خوش کرنے کے واسطے اسلامی عقائد کو پس پشت ڈال دیتے تھے جان کو عزیز کر کے ترک فریضہ کیا اور حج کو نہ گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کو خونی کا لقب دیا۔ ایک ڈپٹی کمشنر کے ساتھ الہاموں کے شائع نہ کرنے کا اقرار نامہ لکھ دیا مرزا قادیانی جیسے دل وگردہ کے اگر صحابہ کرام ہوتے تو پھر نتیجہ معلوم ہی ہے۔ ہاں! زبانی دعوی میں مرزا قادیانی سب سے بڑھ جاتے ہیں مگر بلاثبوت بلادلیل کبھی عشق رسول اللہ کا کوئی ثبوت بھی دیا ہے ہرگز نہیں۔

حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات کے باب ۹۳ میں فرماتے ہیں کہ: ’’جاننا چاہئے کہ امت محمدیہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو ابوبکر صدیق کا مرتبہ کل امت سے زیادہ بتاویں۔‘‘ اور مرزاقادیانی کو بھی دعویٰ کشف ہے مگران کا کشف ایسا پرغرور ہے کہ فرماتے ہیں کہ نبی کے نام پانے کے واسطے امت محمدیہ سے میں ہی مخصوص ہوں جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ابوبکر سے افضل ہوں اور اس خصوصیت کا ثبوت یہ دیتے ہیں کہ میں چونکہ امت محمدیہ میں سے ہوں تو میرا دعویٰ نبوت محمدیہ کے برخلاف نہیں۔ ’’میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت ورسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

یہ ایسی ردی دلیل ہے کہ کوئی مرزائی کہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور مرزاقادیانی کی پیروی سے غلام احمد بن گیا ہوں، میرا دعویٰ مسیح موعود مرزاقادیانی کے برخلاف نہیں۔ کیونکہ بسبب پیروی غلام احمد عین غلام احمد بن گیا ہوں کیا کل مرزائی اس دلیل کو مان کر مرزاقادیانی کی تعلیم سے منہ موڑ کر مدعی مسیحیت کی بیعت کرلیں گے۔ حالانکہ اس کی تعلیم مرزاقادیانی کے برخلاف پائی جاوے۔ ہرگز نہیں تو پھر مرزاقادیانی کی یہ دلیل کس طرح مانی جاوے کہ پیروی محمد سے محمد بن گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرات امامین رضی اللہ عنہم اور اولیائے امت محمدی میں سے بھی جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی، حضرت جنید بغدادی، حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت شبلی وغیرہم میں سے بھی کوئی مدعی نبوت ہوا؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ ان حضرات کی تابعداری اور فنافی الرسول ہونے میں مرزاقادیانی کا دعویٰ متابعت تامہ وفنافی الرسول بالکل بناوٹی ہے۔ مگر مرزاقادیانی گھر بیٹھے مصرعہ:

بجز دو رکعت و آں ہم بصد پریشانی

زبانی دعویٰ سے نبی بن گئے اور تمام صحابہ کرام اولیائے عظام اس قابل نہ ہوئے کہ دعویٰ نبوت کریں اور صحابہ کرام واولیائے عظام امت مرحومہ دعویٰ کرنے کے قابل نہ ہوں۔ اس کا سبب سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ خداتعالیٰ نے ان حضرات کو کاذبوں کے زمرہ میں شمار کئے جانے سے اپنی رحمت سے بچالیا تھا اور خداتعالیٰ نے نہ چاہا کہ حضرات محمد رسول اللہ کے سچے عاشق اور فدائی کذابوں کی فہرست میں داخل ہوکر دعویٰ نبوت کریں۔ اگر کوئی شخص متابعت تامہ سے نبی ہوسکتا تھا تو صحابہ کرام سب سے پہلے غیرتشریعی نبی ہوتے، جنہوں نے مال وجان تک رسول اللہ پر قربان کردیا۔ مگر کیا مجال کہ سوا غلامی کے اور کوئی دعویٰ کریں۔

حضرت علیؓ تو فرمادیں کہ:’’الا وانی لست نبیٌ ولا یوحٰی الیّ ‘‘یعنی میں نہ نبی ہوں اور نہ وحی کی جاتی ہے۔ میری طرف اور مرزا قادیانی فرماویں کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے۔ یہ کذابوں کی چال ہے جو مرزا قادیانی چلے نہ کہ صحابہ کرام کی ہم نیچے مرزا قادیانی کے زیورات کی فہرست درج کرتے ہیں تاکہ فنافی الرسول کا زبانی دعویٰ جو ہے اس کی قلعی کھل جاوے۔ کڑے طلا قیمتی (۷۵۰روپیہ)، کڑے خورد طلا قیمتی (۱۵۰روپیہ)، ڈنڈیاں (۱۴عدد)، بالیاں (۲عدد)،نسبی (۲عدد)، ریل (۱۰عدد)، بالے گھنگروالے دوعدد قیمتی (۶۰۰روپیہ)،کنگن طلائی قیمتی (۲۵۰روپیہ)، بند طلائی قیمتی (۱۰۰روپیہ)،کہنہ طلائی قیمتی (۲۲۵روپیہ)،جھاں جوڑ طلائی قیمتی (۳۰۰روپیہ)، پونچاں طلائی بڑی ۴عدد قیمتی، جوجس مونگے چار عدد قیمتی (۱۵۰روپیہ)، جناں کلاں تین عدد (۲۰۰روپیہ)، چاند طلائی قیمتی (۵۰روپیہ)، بالیاں جڑاؤ سات قیمتی (۱۵۰ روپیہ)، نتھ طلائی قیمتی (۴۰روپیہ)، ٹکہ خورد طلائی قیمتی (۲۰روپیہ)، حمائل قیمتی (۲۵روپیہ)، پہونچیاں خورد طلائی (۲۵روپیہ)، ۲۲دانہ بری طلائی قیمتی (۴۰روپیہ)، ٹپ جڑاؤ طلائی قیمتی (۷۰روپیہ)۔ (ماخوذ از کلمہ فضل رحمانی ص۱۳۲،۱۳۳ مطبوعہ دہلی پنچ لاہور)

مرزا قادیانی نے صحابہ کرام واولیائے عظام کی پیروی تو نہ کی کیوں کہ وہ تو تمام آستانہ محمدی سے غلامی کا دعویٰ رکھتے تھے اور سنت نبوی سمجھ کر فقیرانہ گزاران کرتے تھے اور دعویٰ نبوت کو کفر جانتے تھے اور مدعی نبوت کو بہ نص قرآنی کا فریقین کرتے تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے کذابون مدعیان نبوت کی پیروی کی اور بخلاف اجماع امت وحی ونبوت کے مدعی ہوئے۔ پس برادران اسلام ہوش میں آویں اور وہ چال چلیں جو رسول اللہ وصحابہ کرام واولیائے عظام کی ہے اور کذابوں کی پیروی سے خدا کی پناہ مانگیں۔ وما علینا الا البلاغ!

جب کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور وحی کا ہے تو لاہوری جماعت کس طرح کہتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں چونکہ مرید کا اعتقاد پیر کے موافق ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا یا تو لاہوری گروہ مرزا قادیانی کی بیعت میں نہیں رہے یا تقیہ کرتے ہیں اور یہ حیلہ صرف مسلمانوں سے چندہ لینے کا نکالا ہے۔ پس لاہوری جماعت اپنے عقیدہ سے برادران اسلام کو مطلع فرماوے تاکہ شک رفع ہو اور مسلمان چندہ دیں کیونکہ اشاعت محمدی اسلام تو مسلمان بھی چاہتے ہیں۔ مگر جو مرزائی اسلام ہے اس کی اشاعت کے واسطے چندہ دینا نہیں چاہتے۔

(ماہنامہ تائید اسلام ج۳ ش۳ ص۱تا۸)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نبوت قادیانی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

کیا لطف کہ جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

جب کبھی مرزا قادیانی پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ وہ مدعی نبوت ورسالت تھے اور ایسا دعویٰ شریعت محمدی کے رو سے باجماع امت کفر ہے تو مرزائی جھٹ مرزا قادیانی کا مصرعہ: ''من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب'' (ازالہ اوہام ص۱۷۸، خزائن ج۳ص۱۸۵) سنا کر مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈال کر چپ کرا دیتے اور زیر اثر مسلمانوں کو مرزائی بنانے میں کامیاب ہوتے، مگر چونکہ سنت اللہ تعالیٰ یہی ہے کہ جھوٹ کو پہلے فروغ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہم کاذب کو فوراً نہیں پکڑتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''واملی لھم ان کیدی متین'' (القلم:۴۵)

(ترجمہ) مہلت دیتے ہیں ہم ان منکرین کو بیشک ہمارا یہ مہلت دینا پختہ تجویز ہے۔

اور نبوت ورسالت کے مدعی کو بھی سنت اللہ کے مطابق مہلت ملتی ہے۔ چنانچہ کذابون مدعیان کا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مسیلمہ سے لے کر مرزا قادیانی تک پچیس سے زیادہ شخصوں نے امت محمدی میں ہوکر اور قرآن وشریعت محمدی کے متبع ہوکر مدعی نبوت ورسالت ہوئے اور خدا تعالیٰ کا غالب ہاتھ کذابون کو مٹاتا آیا۔ مگر نہایت حلم اور آہستگی سے۔ حالانکہ ان کذابوں کی کامیابی اس قدر ہوتی رہی کہ اسی دعویٰ نبوت ومہدویت کے ذریعہ سے سلطنتیں قائم کرلیں اور مرزا قادیانی سے ان کا زمانہ بھی زیادہ دراز تھا۔ جس سے مرزا قادیانی کے من گھڑت معیار کی تکذیب ہوتی ہے کہ صادق کاذب سے پہلے نہیں مرتا ہے اور کاذب کو ۲۳ برس تک مہلت نہیں دی جاتی ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی اپنی طبع زاد معیار خلاف واقعات ہے۔

اوّل: سچے نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے پہلے اس دنیا سے رحلت فرمائی اور مسیلمہ کذاب زندہ رہا جس کو رسول اللہ ﷺ نے خود کاذب فرمایا۔

دوم: صالح کاذب نبی کو ۴۷ برس کی مہلت ملی۔ (تاریخ ابن خلدون) ۴۷ برس تک برابر وحی کا مدعی رہا اور اس کو اس قدر کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا تھا کہ ایک قرآن بھی بنالیا تھا۔

سوم: عبداللہ مہدی کا زمانہ مہدویت ۲۴سال ایک ماہ دو یوم تھا۔

(تاریخ ابن خلدون ص۹۰ ج۸)

چہارم: حسن بن صباح کاذب کا زمانہ ۳۵ برس تھا۔

غرض یہ بالکل غلط ہے کہ کاذب مدعی کو کامیابی نہیں ہوتی اور جس قدر مرزا قادیانی کو مہلت ملی، کاذب کو اتنی مہلت نہیں ملتی۔ بلکہ مرزا قادیانی کا تو شیرازہ بہت ہی جلد بکھر گیا ہے جو کہ زوال کا نشان ہے جو جو باطل عقائد مرزا قادیانی نے اسلام میں داخل کئے اور دعاوی خلاف نصوص شرعی کئے اور ان پر شاعرانہ لفاظی کا جامہ پہنایا تھا وہ وہ باطل عقائد اب آپس میں کی پھوٹ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر لاہوری جماعت مرزا قادیانی کی نبوت سے انکار کرتی ہے تو قادیانی جماعت مرزا قادیانی کی وہ وہ تحریرات بحوالہ کتاب وصفحہ جس میں انہوں نے دعویٰ نبوت ورسالت کیا ہے پبلک میں پیش کر رہی ہے اور مرزا قادیانی کو مستقل نبی مانتی ہے اور مرزا قادیانی کے منکروں کو کافر مطلق جانتی ہے اور ساتھ ہی لاہوری جماعت کو اکفر کا خطاب دیتی ہے۔ کیونکہ لاہوری جماعت مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان کر نبی اللہ نہیں مانتی اور یہ واقعی سچ ہے کہ جب مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانا اور مرزا قادیانی کا جب دعویٰ ہے کہ: ’’میں مسیح موعود و نبی اللہ ہوں۔‘‘ (نزول مسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۷)

تو پھر مرزائی ہو کر مرزا قادیانی کے نبی اللہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ بعض حصہ وحی والہام مرزا قادیانی تو مانا جاوے اور بعض سے انکار کیا جاوے۔ یہ تو وہی بات ہوگی: ’’افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض‘‘ (البقرہ:۸۶)

اروپی قادیانی گروپ

اب ہم نیچے ایک تیسرے گروہ قادیانی کے مریدوں کا مختصر حال بتاتے ہیں۔ کیونکہ بہت لوگ اس گروہ سے واقف نہیں ہیں۔ ان کی تعداد تھوڑی ہے اور یہ گروہ مرزا قادیانی کو ناسخ دین محمد یقین کرتی ہے اور کہتی ہے کہ جس طرح محمد نبی وصاحب شریعت تھا اسی طرح مرزا قادیانی تھے۔ بلکہ کلمہ ’’لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ‘‘ کا ایجاد کرلیا۔ چنانچہ ان کی اصل عبارت نقل کرتا ہوں۔ وہو ہذا!

’’ہم حضرت مرزا قادیانی کے دعاوی کو سچے دل سے حق اور راست یقین کرتے ہیں اوران کوجری اللہ فی حلل الانبیاء، ولداللہ، رسول اللہ، نبی اللہ مانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ خدا نے اسی احمد آخرالزمان کو بمنزلہ توحید وتفرید کے پکارا اوراسی کو کہا کہ انت منی وانا منک، یحمدک اللہ من العرش، برتر گمان ووہم سے احمد کی شان ہے، آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ انی مھین من اراد اھانتک وغیرہ۔ باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ مرزا قادیانی تشریعی نبی ہیں یا غیرتشریعی نبی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے اپنی جماعت کے لئے ایک قانون بنایا دینی رنگ میں حکم دیا کہ غیراحمدیوں کے ساتھ مل کر عبادت نہ کریں اور دنیاوی رنگ میں حکم دیا کہ غیراحمدیوں کو لڑکیاں نہ دیویں، جہاد یعنی قتال کو دین کے لئے قطعاً حرام کر دیا۔ سود کو اشاعت اسلام کے لئے جائز کر دیا۔ حدیث یجمع لہ الصلوٰۃ کو مدنظر رکھ کر اور نیز خدا کے ایما واشارہ سے عرصہ دراز تک جمع صلواتین پر عمل درآمد رہا بلکہ ان کی عمر کے آخری چھ سال تو اسی طرح گزرے کہ مستورات سے بھی شام اور عشاء کی نمازیں گھر میں جمع کراتے رہے۔ اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ قرار دیا۔ جس کے لئے بارکنا حولہ کا ارشاد ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذکری کا الہام سنا کر بتلایا کہ خدا کی محبت اسی کا خوف اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے۔ ظاہری حرکات اور رسومات جو بطور پوست کے ہیں ان کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ آیت حج یعنی ’’یأتیک من کلّ فجّ عمیق ویأتون من کلّ فجّ عمیق‘‘ بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خدا نے ان کے حق میں فرمایا جس کی تفصیل کبھی آئندہ وقت میں ظہیرالدین خود کریں گے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی نے خود ہی لکھا ہے کہ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا صاحب شریعت ہوگیا اور میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اب آپ خود سوچ لیں کہ ان کو صاحب شریعت کہنا کہاں تک درست ہے اور کس قدر حق وراستی پر مبنی ہے۔ رہا یہ کہ بعض جگہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ وہ صاحب الشریعت نہیں ہیں۔ سو اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ قوم ایسے دعاوی کو ماننے اور برداشت کرنے اور قبول کرنے کے قابل نہ تھی۔‘‘ انتہیٰ بلفظہٖ (ماخوذ از ص۲ حقیقی احمدیت) خط جو پادری ٹامس ہاول کو حکیم نور محمد صاحب نے لکھا ۲۸؍ستمبر ۱۹۱۳ء

ناظرین! مذکورہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی ظہیر الدین کی جماعت مرزا قادیانی کو صاحب شریعت نبی یقین کرتی ہے۔ بلکہ مولوی ظہیرالدین کو مرزا قادیانی کی طرح وحی کا بھی دعویٰ ہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں: ''اے احمدی قوم کے معزز بزرگو! گوش ہوش سے سنو کہ خود خدا نے اپنی وحی سے مجھے مخصوص کیا۔ اگرچہ میں آپ لوگوں کو ایک معمولی انسان دکھائی دیتا ہوں لیکن سچی بات ہے کہ احمد ﷺ کے مخالفین کے مقابلہ کے لئے الہاماً میں مامور کیا گیا ہوں۔''

اگلے صفحہ ۳ پر اپنی تعریف میں لکھتے ہیں: ''کوئی ایک اخص احمدی احمد کی جماعت میں سے پیش کرو جس کو مسیح موعود نے اپنے ہاتھ سے ایسا سرٹیفکیٹ دیا ہو۔ جس کا خلاصہ یہ ہو کہ مسیح موعود نے تو اپنے بعض الہامات کے پہچاننے میں غلطی کی ہو اور اس مصلح موعود نے اس غلطی کی اصلاح کی ہو۔ انتہیٰ''

(المبارک مؤرخہ یکم/مارچ ۱۹۱۵ء مصنفہ مولوی ظہیر الدین اروپ ضلع گوجرانوالہ)

<u>دوسری جماعت</u>: مولوی محمد علی ایم.اے لاہوری کی ہے ان کے عقائد یہ ہیں کہ وہ اور ان کی جماعت مرزا قادیانی کو مسیح موعود تو مانتی ہے اور ان کی وحی والہامات کو خدا کی طرف سے یقین کرتی ہے۔ مگر ان کو نبی ورسول نہیں مانتی اور نہ مرزا قادیانی کے منکروں کو اسلام کے دائرہ سے خارج سمجھتی ہے۔

<u>تیسری جماعت</u>: قادیانی ہے جو کہ صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین قادیان کی پیرو ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو مستقل نبی تو مانتی ہے۔ مگر ساتھ ہی غیر تشریعی نبی کہتی ہے اور جو مرزا قادیانی کو نہ مانے اس کو کافر جانتی ہے۔ ہر ایک جماعت اپنے دعاوی کی تائید میں مرزا قادیانی کی تصانیف سے عبارات نقل کر کے ثبوت پیش کرتی ہے۔ قرآن اور احادیث کی طرف بالکل نہیں آتے ورنہ فوراً فیصلہ ہو جاوے۔

مگر مرزا قادیانی نے ان کے دلوں میں ایسا بیج بویا ہے کہ وہ کبھی حق بات قبول نہیں کرتے۔ مرزا قادیانی نے جو لکھ دیا وہی صحیح ہے۔ حالانکہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ فساد امت محمدیہ میں علی العموم اور جماعت احمدیہ میں بالخصوص مرزا قادیانی کی یہی مبہم کلام اور پہلودار تحریروں نے ڈالا ہوا ہے۔ کوئی بات ان کی پختہ بغیر پیچ اور تضاد کے نہیں اور نہ یقینی ہے، مرید بیچارے

بھی جھگڑالو بنے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ سچ جھوٹ ملا کر دوسرے کو لاجواب کر دینے میں نجات ہے اور یہ نہیں جانتے کہ سب کذابوں کے وقت میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور جب نفاق وتفرقہ پیدا ہوا اور آپس میں جھگڑا تنازعہ شروع ہوا، بربادی کی ابتداء شروع ہوئی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ خداتعالیٰ اپنی سنت قدیمہ کے موافق باطل کا بخیہ ادھیڑے۔ جیسا کہ مرزاقادیانی کی وفات ناگہانی آ گئی اور تمام ارادے دل میں لے گئے۔ بھلا جس شخص کا خدا رازدار ہو اور اس کی دعا سے اپنی مخلوق مارتا ہو اور عرش پر سے اس کی حمد کرتا ہو اس کو اتنا بھی نہ بتاوے کہ لاہور میں تیرا جانا اچھا نہیں اور پھر اسی موت سے مارے جس موت سے وہ اپنے مخالفین کو ڈراتا تھا۔ یعنی اچانک دست اجل کا آ جانا اسی طرح اب وقت آ گیا ہے کہ خداتعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ یہ باطل طلسم ٹوٹے اور جو جو اندرونی راز ہیں وہ باہر آویں تاکہ مسلمان اس فتنہ عظیم سے خلاصی پاویں اور مقررہ وقت تک آپس میں لڑ جھگڑ کر پہلی کاذب امتوں کی طرح نابود ہو جاویں۔ جس طرح پہلے جھوٹے نبیوں نے نہ دیکھا تھا اور اپنی اپنی امتیں چھوڑ گئے تھے۔ اسی طرح مرزاقادیانی بھی چھوڑ گئے۔ مگر جس طرح اور جن اسبابوں سے خدا نے ان کو مٹایا۔ اب یہ بھی مٹ جائیں گے۔ اگرچہ ہم تم نے دیکھیں۔ مگر بقول شخصے:

دو دستش دید و دایہ زیر لب میخند و می میگفت
کہ ایں سرپنجہ از خون کسان رنگین شود روزے

کیا قانون قدرت ہمارے سامنے نہیں ہے کہ جس جگہ بے اتفاقی آئی ترقی واقبال رخصت ہوا۔ کیا تاریخ پکار پکار کر یہ نہیں کہہ رہی کہ باہمی نفاق نے کئی قوموں اور سلطنتوں کو مٹا دیا۔ ابھی مرزاقادیانی فوت ہوئے گویا راستہ میں ہیں اور باہمی پھوٹ اس قدر ہے کہ بدتہذیبی سے صاحبزادہ (مرزامحمود) صاحب اور مولوی محمد علی کی خط وکتابت ہو رہی ہے کہ کافر واکفر وفاجر وفاسق کے خطابات ایک دوسرے کو دے رہے ہیں۔ دوسری طرف مولوی ظہیرالدین الگ بے خوف ہوکر یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزاقادیانی کامل نبی وناسخ دین محمدی تھے۔

اس اختلاف سے صاف ظاہر ہے کہ اب خداتعالیٰ نے اس باطل کے مٹانے کے سامان مہیا کر دیئے ہیں اور جلد پہلے کذابوں مدعیان نبوت ورسالت کی طرح صفحہ روزگار سے

مٹ جائیں گے۔ کہاں ہے اب مسیلمہ اوراس کی امت کدھر ہے؟ کہاں ہیں دوسرے کاذب اوران کی امتیں جنہوں نے اس قدر کامیابی حاصل کی کہ بادشاہت تک حاصل کرلی۔ تذکرۃ المذاہب میں لکھا ہے کہ بہبودزنگی کاذب کے ایک کروڑ پانچ لاکھ پیرو تھے اوراپنی عزیز جانیں اس کے حکم کے آگے قربان کرتے تھے، وہ سب مٹ گئے تو مرزا قادیانی اوران کی مٹھی بھر جماعت کی کیا حقیقت ہے۔

اب ہم ایک طرف ذیل میں جماعت قادیانی کے دلائل نقل کرتے ہیں جوانہوں نے مولوی محمد علی کے جواب میں مرزا قادیانی کی مستقلہ نبوت کے ثبوت میں دی ہیں۔ دیکھو (ص۲۲ تشہیذ الاذہان نمبر۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء) اور ہرایک کے مقابل مختصر جواب دیتے جاتے ہیں:

۱...... ’’**ھوالذی ارسل رسوله بالھدی**‘‘ سے ظاہر ہے اور رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت ﷺ بھی ہیں اور مسیح بھی مراد ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۷۶،۷۵، خزائن ج۱۷ص۲۱۷)

آیت:’’**ھوالذی ارسل رسوله بالھدی الخ**‘‘ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے۔‘‘ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ت، خزائن ج۱۶ص۱۸)

(جواب) اس جگہ رسول سے مراد صرف محمدؐ ہے۔ ۱۳سو برس کے بعد غلام احمد کس طرح مراد ہوسکتی ہے۔ اس طرح بلادلیل تو جس شخص کا نام محمد بخش ہو کہہ سکتا ہے **محمد رسول الله والذین معه** جو قرآن میں ہے اس سے میری مراد ہے اور میں محمدؐ ہوں اور چونکہ خدا نے میرا نام محمدؐ رکھا ہے۔ اس لئے میں نبی ورسول ہوں۔ کیا کوئی آیت وحدیث ہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی آئے گا۔ ہرگز نہیں تو پھر یہ غلط ہے کہ اس جگہ مراد مرزا قادیانی کی ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ سے شرکت بالنبوۃ لازم آتا ہے۔

۲...... ’’**ماکنّا معذبین حتی نبعث رسولاً**‘‘ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۵، خزائن ج۲۲ص۵۰۰)

(جواب) یہ تحریر نص قرآنی خاتم النّبیین کے برخلاف ہے جب نیا نبی آیا تو مہر نبوت ٹوٹی۔ یہ بھی غلط ہے کہ جب عذاب آوے تو نبی ضرور آئے محمدؐ کے بعد کئی قسم کے عذاب دنیا پر آئے۔ مگر ۱۳سو برس تک تو کوئی نبی نہ آیا اور نہ خدا نے اپنا وعدہ خاتم النّبیین توڑا۔

۳...... ’’فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الّا من ارتضٰی من رسول ‘‘یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہوسکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ ۱۳سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی...... پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۰،۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶،۴۰۷)

(جواب) مرزا قادیانی نے جو غیب کی خبر دی غلط نکلی۔ ایک پیشین گوئی بھی صحیح نہیں نکلی۔ نمونہ کے طور عبداللہ آتھم، منکوحہ آسمانی، ڈاکٹر عبدالحکیم، مولوی ثناء اللہ وغیرہ کی اموات کی خبریں سب غلط نکلیں۔ پس نہ یہ خبریں خدا کی طرف سے ہیں اور نہ مرزا قادیانی نبی ورسول ہوسکتے ہیں۔

۴...... ’’کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی‘‘...... پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں...... اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔‘‘ (نزول المسیح ص۲،۳، خزائن ج۱۸ص۳۸۰،۳۸۱)

(جواب) مرزا قادیانی ہمیشہ مغلوب رہے کسی بحث میں غالب نہ آئے اور مباحثہ ادھورا چھوڑ کر بھاگے۔ دہلی کا مباحثہ مولوی محمد بشیر سے مشاہد حال ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے سامنے نہ آئے اور فرار کیا۔ حالانکہ بڑے زور سے خود ہی دعوت دی۔ مخالفین مذاہب کی بہت ترقی ہوئی جس کے مقابل مرزا قادیانی کے کچھ ترقی نہ ہوئی۔ عیسائی، آریہ، برہمنوں نے گاؤں ہزاروں کی تعداد میں اپنے ساتھ ملائے۔ مرزا قادیانی نے ۲۳کروڑ مسلمانوں کو کافر بنایا اور اسلام گھٹایا۔

۵...... ’’اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا تو یہ نئی بات نہیں دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:’’یا حسرۃً علی العباد مایأتیھم من رسول الّا کانوا بہ یستھزؤن‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۸،۳۱۹، خزائن ج۲۳ص۳۳۴)

(جواب) یہ مصادرہ علی المطلوب ہے نبی ورسول ہونا ممکن ہی نہیں۔ جب رسالت ثابت ہوگی، تب ٹھٹھا بھی مفید مطلب ہوسکتا ہے ورنہ جس کو ٹھٹھا کیا جائے وہی نبی ہوگا اور یہ باطل ہے۔ یہ کہ جس کو ٹھٹھا کیا جاوے وہ نبی بن بیٹھے۔ اس طرح تو سب پاگل نبی بن سکتے ہیں۔

۶…… ''یہ عجیب خداتعالیٰ کی رحمت ہے کہ قرآن شریف کی پہلی سورۃ میں ہی جس کو پنج وقت مسلمان پڑھتے ہیں میرے آنے کی نسبت پیشین گوئی کردی۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۱۱۱ حاشیہ)

''میں منعم علیہم کے گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں اور میں وہ منعم علیہ ہوں کہ اس کے طرف سورۃ فاتحہ میں ان دو گروہ کے ظہور کے وقت اشارہ تھا۔''

(خطبہ الہامیہ ص۱۱۲، خزائن ج۱۶ ص۱۷۸،۱۷۹)

(جواب) اگر یہ مانا جاوے کہ ''**انعمت علیهم**'' سے مراد نبوت کا عطا ہونا ہے تو ثابت ہوگا کہ اسلام ایک ایسا ناقص مذہب ہے کہ ۱۳ سو برس کے بعد صرف غلام احمد کی دعا قبول ہوئی اور کروڑہا بلکہ اربہا افراد امت کی دعا رد ہوتی آئی۔ دوم محمد رسول اللہ ﷺ خود بھی سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے کیا وہ نبی نہ تھے اور رسالت مانگتے تھے۔ ذرہ خوف خدا کرنا چاہئے۔ اس طرح تو محمد کی نبوت بھی جاتی ہے۔

۷…… ''میں اسم احمد میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں …… اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیش گوئی کا زیروزبر ہوجاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذباللہ اس کفر تک نوبت پہنچاتی ہے۔ لہٰذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعثت ہیں۔ ایک بعثت محمدیؐ، دوسرا بعثت احمدی جو اجمالی رنگ میں ہے۔ جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے: ''**ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد**'' (تحفہ گولڑویہ ص۹۶، خزائن ج۱۷ ص۲۵۴)

اس نے پہلے فرمایا اور ''مہدی معہود و مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے جس پر آنحضرت ﷺ کا بعثت دوم موقوف ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۹۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۵۰)

(جواب) آنحضرت ﷺ کے صرف آپ ہی شریک نہیں، مسیلمہ نے بھی شرکت کا دعویٰ کیا تھا اور نصف زمین اور امت مانگتا تھا اور دیگر کذابون سب کے سب محمدؐ کے شریک اور آپ کے بھائی ہیں۔ صرف آپ ہی شریک نہیں ہیں۔ محمدؐ کی دو بعثتوں پر ایمان لانا جو فرض قرار دیتے ہو۔ اس ڈھکوسلہ کی سند شرعی کیا ہے۔ محمدؐ کا ظہور پہلے عرب میں اور پھر قادیان میں ہونا تناسخ نہیں تو اور کیا ہے؟ دوم محمدؐ کی ہتک ہے کہ قادیان میں دوبارہ پیدا ہوکر عدالتوں میں مارا مارا پھرے۔ عربی شجاعت اس سے خدا چھین لے۔

۸...... ''واذا الرسل اقتت'' اور جب رسول وقت مقرر پر لائے جاویں گے یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے۔'' (شہادت القرآن ص۲۴، خزائن ج۶ ص۳۱۹)

(جواب) مسیح موعود تو ایک ہے اور مرزا قادیانی بھی ایک مگر اس آیت پر رسل کا لفظ ہے جو جمع کا ہے جو کہ قیامت میں جمع ہوں گے۔ پس یہ غلط استدلال ہے۔

۹...... یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعود ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۷۸، خزائن ج۲۳ ص۸۶)

پھر ایک اور جگہ فرمایا: ''اس کے فیصلہ کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا وہ قرنا کیا ہے وہ اس کا نبی ہوگا۔'' (چشمہ معرفت ص۷۶،۷۷، خزائن ج۲۳ ص۸۴،۸۵ ملخص)

(جواب) قیامت کے منکر اور محمدؐ کو سچا مخبر صادق نہ یقین کرنے والے ایسا ہی کہا کرتے ہیں اور مرادی معنی لے کر جہلاء کو اپنی دام میں لاتے ہیں۔

۱۰...... ''اسی وجہ سے صحیح بخاری وصحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۶، خزائن ج۱۷ ص۶۱ حاشیہ)

(جواب) صحیح بخاری وانجیل ودانیل وغیرہ دوسرے نبیوں کے ساتھ غلام احمد کا ذکر نہیں۔ اگر ہے تو باب وآیت بتادیں۔

ناظرین! مذکورہ بالا حوالجات سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ورسالت تھے اور ان کا طریق استدلال وہی ہے جو کہ پہلے کذابون مدعیان نبوت کا تھا۔ نمونہ کے طور پر میں چند کذابوں کا ذکر لکھتا ہوں تا کہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی نے کوئی نئی بات نہیں کی کہ من گھڑت ڈھکوسلے لگا کر اپنی نبوت ورسالت ثابت کرتے ہیں وہو ہذا!

(شواہد الولایت باب ۲۷) میں لکھا ہے کہ میراں (سید محمد جونپوری) نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ: ''انّا اعطیناک الکوثر'' میں کوثر سے مراد ذات تمہاری ہے اور ''اللّٰہ نور السمٰوات والارض'' آخر رکوع تک ہے تمہارے حق میں ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۶۶)

(شواہد الولایت باب ۱۷) میں لکھا ہے کہ شیخ جونپوری نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفیٰ نے خدا تعالیٰ سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے ناصر مانگا تھا کہ: ''واجعل لی من لدنک سلطانا نصیراً'' یعنی بناوے مجھ کو اپنے پاس سے ایک حکومت کا مددگار مراد ذات تمہاری ہے۔

پنج فضائل میں لکھا ہے کہ حضرت میراں نے فرمایا: ''انّا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال'' سے مراد سمٰوات سے انبیاء ہیں اور مراد ارض سے اولیاء ہیں اور مراد جبال سے علماء ہیں۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۶۴)

پنج فضائل میں لکھا ہے کہ محشر میں محمد ﷺ اور مہدی جونپوری نوری ہاتھی پر سوار ہوں گے کہ نام اس کا محمودا ہوگا اور گرد اس کے انبیاء اور رسل اولوالعزم اور اولیاء اور شہداء اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے ہوں گے اور دانت اس ہاتھی کے اس قدر لمبے ہوں گے کہ ان پر تمام فرقہائے مہدویہ سوار ہوگا۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۸۰)

پنج فضائل میں لکھا ہے ان کی ماں فاطمہ ولایت ہیں اور سب جوروان مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المؤمنین سے ملقب ہیں اور ان کے مہدی نے دعویٰ کیا کہ بندہ کی ایک نظر ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۱)

احمد کیال ایک شخص تھا جو کہ مدعی امام زمان ہونے کا تھا اور من گھڑت حقائق ومعارف مرزا قادیانی سے بہت بڑھ کر بیان کیا کرتا تھا۔ ایک مختصر تقریر اس کی نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے۔ وہو ہذا!

کل عالم تین ہیں، اعلیٰ، ادنیٰ، انسانی۔ عالم اعلیٰ میں پانچ ہیں مکان الاماکن یعنی عرش محیط جو بالکل خالی ہے نہ اس میں کوئی موجود رہتا ہے نہ اس کی کوئی روحانی تدبیر کرتا ہے اس کے نیچے نفس اعلیٰ اور اس کے نیچے مکان نفس ناطقہ اور اس کے نیچے مکان نفس حیوانیہ ہے۔ سب کے نیچے نفس انسانی کا مکان ہے۔ نفس انسانی نے چاہا کہ عالم نفس اعلیٰ تک

چڑھے۔ چنانچہ حیوانیت اور ناطقیت کو اس کے قطع بھی کیا۔ مگر جب مکان نفس اعلیٰ کے قریب پہنچا تھک کر متحیر ہوگیا اور متعفن ہوکر اس کے اجزاء مستحیل ہوگئے۔ جس سے عام سفلی میں گر پڑا۔ پھر اسی عفونت اور راست مالہ میں ایک مدت تک پڑا رہا۔ اس کے بعد نفس اعلیٰ نے اپنے انوار کا ایک جز اس پر ڈالا جس سے اس عالم کی تراکیب حادث ہوئیں اور آسمان اور زمین ومرکبات معادن نبات حیوان اور انسان پیدا ہوئے اور ان تراکیب میں کبھی غمی، کبھی خوشی، کبھی سلامتی، کبھی محنت واقع ہوئیں۔ یہاں تک کہ قائم ظاہر ہوا جو اس کو کمال تک پہنچاوے اور تراکیب منحل ہوجائیں اور متضادات باطل اور روحانی جسمانی پر غالب ہوجاوے، جانتے ہو کہ وہ قائم کون ہے۔ یہی عاجز احمد کیال ہے۔'' (ماخوذ از افادۃ الافہام حصہ اوّل ص۳۵۲ مصنفہ حاجی انوار اللہ خان صاحب صدر الصدور امور مذہبی حیدرآباد دکن بحوالہ ملل ونحل)

مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے کہ: ''میں نے زمین وآسمان بنائے اور میں اس کے خلق پر قادر تھا اور پھر میں نے ارادہ کیا کہ انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کروں اور اس حالت میں کہہ رہا تھا کہ: **انّا زینا السماء الدنیا بمصابیح** الخ۔

(کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵ ملخص)

اب جائے غور ہے کہ جب انسان مطلق العنان ہوجاوے اور اس کو کوئی پابندی نہ رہے اور اپنی گردن متابعت دین اور ہدایات وارشادات نبوی سے نکال لے تو پھر اپنی رائے جس طرح چاہے تحریر کرسکتا ہے اور جس طرح چاہے مرادی معنی لے سکتا ہے اور خود گمراہ ہوکر اپنی لیاقت کے ذریعہ سے دوسرے شخصوں کو گمراہ کرسکتا ہے۔ اسی واسطے سچے رسول پاک محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''**من قال فی القرآن برأیه** '' یعنی جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی جگہ دوزخ میں بناتا ہے۔ پس مرزا قادیانی کا استدلال اپنی نبوت ورسالت کے ثبوت میں نرالا نہیں۔ سب کذابون اسی طرح کرتے آئے ہیں اور امتی نبی ہونے کا دعویٰ کرتے آئے ہیں۔

اب انصاف کرو کہ رسول اللہ کے مقابل مرزا قادیانی یا کسی دوسرے امتی کا کہنا کیا وقعت رکھ سکتا ہے؟ جب رسول اللہ نے خود فرمادیا کہ: ''**یأتی من بعدی اسمه احمد** '' احمد سے میری مراد ہے تو پھر اگر ایک نہیں ہزار مرزا کہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ کا فرمانا درست نہیں اور میرا کہنا درست ہے اور یہ میرے حق میں ہے اور من گھڑت تاویل کرے کہ محمد جلالی

نام ہے اور احمد جمالی ہے اور چونکہ میں شجاعت سے عاری ہوں۔ اس لئے احمد میں ہی ہوں کون مان سکتا ہے۔

دوم: ہر ایک شخص جس کا نام صرف احمد ہو مرزا قادیانی سے زیادہ اہل ہے۔ کیونکہ ان کا نام غلام احمد تھا، نہ کے صرف احمد۔

سوم: احمد کیال مرزا قادیانی سے پہلے مدعی عیسویت ونبوت ورسالت ہوا ہے اور اس کا نام صرف احمد ہے وہ زیادہ اہل ہے کہ کہتے کہ یہ آیت میرے حق میں ہے۔

چہارم: سرسید مرحوم جس کا نام صرف احمد تھا اور مرزا قادیانی نے ان سے تمام مسائل لئے ہیں زیادہ اہل ہے۔ کیونکہ نقل کرنے والے سے اصل پیدا کرنے والا زیادہ اہل ہوتا ہے۔ وفات مسیح سرسید سے سن کر مدعی نبوت ہوئے ہیں۔ پس آیت کا مفہوم سرسید کیوں نہ ہو۔ جس نے مرزا قادیانی کی طرح اسلام کے مسائل کے الٹ پلٹ کی ہے اور مرزا قادیانی بھی انہیں کے ریزہ خوان ہیں۔

پنجم: یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جمال سے ہوگا۔ کیونکہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا جلال سے ہوگا اور دجال کو قتل کرے گا۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے: ’’تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کے سارے گھرانے چھاتی پیٹیں گے اور اس آدم کو بڑی قدرت وجلال کے ساتھ آسمان کی بدلیوں پر آتے دیکھیں گے۔‘‘ (آیت ۳۰ و ۳۱ باب ۲۴، انجیل متی)

رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ حضرت علیہ السلام مسیح موعود کا سانس جس کافر کو پہنچے گا سو وہ مرجائے گا اور ان کا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی وہاں تک ان کا دم یعنی سانس کی بھاپ اثر کرے گی اور لد جو شام میں ایک پہاڑی ہے وہاں دجال کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔ الخ دیکھو حدیث نواس بن سمعان۔ یہ حدیث بہت طویل ہے۔ اس لئے صرف دو تین فقرے اس جگہ نقل کئے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی کتاب آسمانی انجیل اور حدیث رسول اللہ کے برخلاف اپنی من گھڑت تاویل کرتے ہیں کہ احمد جمالی نام ہے اور حضرت عیسیٰ جمال کے ساتھ نزول فرمائیں گے۔

حالانکہ مضمون انجیل وتصدیق محمدؐ وصحابہ کرام واجماع امت یہ ہے کہ وہ جلال کے ساتھ اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔

مگر مشکل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بزدل آدمی ہمیشہ یہی خیال کرتا ہے کہ جہاں میں کوئی بہادر نہیں اور اگر کوئی ہو بھی تو وہ اس بہادر کو خونی کا لقب دیتا ہے۔ مرزا قادیانی چونکہ خود شجاع نہ تھے۔ اس لئے جلال کو جمال سے بدل دیا اور یہ خبر نہیں کہ جمال کے ساتھ تو پہلے حضرت عیسیٰ آچکے اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ورسالت تھے بلکہ ان کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ وہ تمام رسولوں اور نبیوں سے افضل تھے۔ مگر بقول ان کے مریدان حکیم نورمحمد ومولوی ظہیرالدین کے امت سے ڈر کر ظلی وبروزی کہہ دیا کرتے تھے کیونکہ امت میں صلاحیت نہیں تھی جیسا کہ اسی رسالہ میں پہلے لکھا گیا ہے ورنہ مرزا قادیانی کی تحریریں تو ثابت کرتی ہیں کہ وہ تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل تھے جن میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی آجاتے ہیں۔ چنانچہ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) میں لکھتے ہیں:

آدم نیز احمد مختار در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام

(ترجمہ) میں آدم ہوں اور احمد مختار ہوں، میری بغلوں میں ہر ایک پاک (نبی) کا جامہ یعنی صفت ہے۔ وہ جو کچھ جو ہر ایک نبی کو جام دیا گیا ہے وہ تمام مل کر مجھ کو دیا گیا ہے۔

اب اس کے ساتھ الوصیت مرزا قادیانی کی جو تصنیف ہے اس کی عبارت پر غور کرو کہ فرماتے ہیں: ''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا ہوں اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔'' (الوصیت ص۶، خزائن ج۲۰ ص۳۰۶)

اس کے ساتھ مرزا قادیانی کے الہامات:

''انت من ماء نا'' (اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۳۰۶)

''انت منی بمنزلۃ ولدی'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''انت منی بمنزلۃ اولادی'' (البشریٰ ج دوم ص۶۵ وتذکرہ ص۳۲۵ طبع چہارم)

(ترجمہ) تو میرے پانی سے ہے، تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے اور تو میری اولاد کی جا بجا ہے، کو ملاؤ تو صاف ثابت ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کل رسولوں اور نبیوں سے افضل ہیں اور چھوٹے خدا ہیں۔ کیونکہ خدا کے پانی یعنی نطفہ سے پیدا ہوگا وہ ضرور خدا تعالیٰ کی جز ہوگا اور جس طرح خدا لائق پرستش ہے وہ بھی ہوگا۔ کیونکہ چھوٹا خدا جو ہوا، بڑا خدا اگر پانچ نمازیں چاہتا ہے تو چھوٹا خدا ایک تو ضرور ہی چاہے گا۔

دوم: محمد رسول اللہ کو افضل الرسل وسرور انبیاء کیوں کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ سب رسولوں اور نبیوں کے بعد آیا اور ایسا کامل آیا کہ تمام رسولوں اور نبیوں کی صفات اس میں جمع تھیں اور تمام نبیوں کی شریعتوں کا مجموعہ اور کامل شریعت اس کو دی گئی۔ مگر جب مرزا قادیانی اب نبی ورسول ہوکر آئے اور محمدؐ کے بعد آئے اور تمام انبیاء کی صفات وکمالات ان میں جمع تھے اور محمد ﷺ کے تمام صفات بھی جو اس میں اپنے اور دوسرے نبیوں کے تھے وہ تمام مرزا قادیانی اکیلے کو دیئے گئے تو ضرور ہے کہ مرزا قادیانی محمد ﷺ سے بھی افضل ہوئے۔ کیونکہ محمد ﷺ بھی ایک رسول تھا۔ جب مرزا قادیانی میں محمد ﷺ کے صفات اور آدم سے محمد تک کے کمالات جمع ہوگئے تو مرزا قادیانی محمد ﷺ سے افضل ہوئے۔ کیونکہ محمد میں صرف آدم سے عیسیٰ تک کے کمالات تھے اور مرزا قادیانی میں آدم سے محمد تک کے کمالات تھے۔ یہ صرف منہ سے محمد محمد پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا فرار ہونا ڈراتا ہے اور چندہ بند ہونے کا خوف ہے۔ ورنہ محمد پر بھی دعویٰ افضلیت ہے۔

دوم: محمد ﷺ نے تو اپنے آپ کو نہ خدا کی قدرت مجسم کہا، نہ خدا کے پانی سے ہونا بتایا، نہ خدا کی اولاد بنے اور نہ خدا کا بیٹا بنے، نہ خدا نے عرش سے محمد کی حمد کی۔ مگر مرزا قادیانی سب کچھ بنتے ہیں تو محمد ﷺ سے افضل کیوں کر نہ ہوئے۔

سوم: مرزا قادیانی (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳ خلاصہ) لکھتے ہیں کہ: ’’میرا تین لاکھ سے اوپر معجزہ ونشان آسمانی ہے، محمد اور کسی نبی اور رسول کے شاید تین لاکھ تو کیا تین سو بھی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ کے جن کے معجزات سب انبیاء سے زیادہ ہیں ایک سو تک بھی نہیں پہنچے۔‘‘ تو پھر کس قدر روشن دلیل ہے کہ مرزا قادیانی محمد ودیگر تمام انبیاء سے افضل ہونے کے مدعی تھے۔ کیونکہ جب معجزات وجہ فضیلت ہے تو جس کے معجزات زیادہ ہوں گے وہی افضل ہوگا۔

اب دیکھو جب مرزا قادیانی کے تین لاکھ معجزات اور محمد ﷺ کے سو سے بھی کم معجزات ہوئے تو ظاہر ہے کہ تین لاکھ والا افضل ہے۔ مرزا قادیانی کی اصل عبارت نقل کرتا ہوں تا کہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔

’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

ناظرین! کوئی ایمان سے کہے کہ ایسا عظیم الشان دروغ کوئی بول سکتا ہے اور پھر قسم کھا کر کیونکہ اگر ایک معجزہ روزانہ کریں تو ۲۳ برس کے عرصہ میں جب تک مرزا قادیانی مدعی رہے صرف ۳۸۰ ہوتے ہیں۔ ضرب دے کر دیکھ لو اور اس جھوٹ پر انصاف کرو اور خوف خدا کرو کہ ایسا راست گو کبھی نبی ہوسکتا ہے۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی نے (بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۹، ص ۴ کالم نمبر ۳ مؤرخہ ۱۹/ جولائی ۱۹۰۶ء) میں لکھتے ہیں کہ: ’’کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرا۔‘‘

جس سے ظاہر ہے کہ جس قدر مہینے مرزا قادیانی کی بعثت کے زمانہ کے ہیں اسی قدر نشان ہیں۔ اب حساب کرو کہ ۲۳ سال کے کتنے مہینے ہوتے ہیں۔ ۲۳ کو ۱۲ سے ضرب دو تو حاصل ضرف ۲۷۶ ہوتا ہے تو مرزا قادیانی کے اپنے اقرار سے ۲۷۶ معجزہ ہوا تو پھر یہ لکھنا کہ میرے معجزات تین لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہیں دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا حساب میں بھی استعارہ ہے اور تین لاکھ سے مراد شاید نفی ہو۔ کیونکہ سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی سے کوئی ایک معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا۔ رمّالوں اور نجومیوں اور جوتشیوں کی طرح موت کی پیشین گوئیاں مہمل الفاظ میں کرتے رہے اور وہ بھی جھوٹی نکلتیں تو پھر تاویلات کرتے۔ آسمان پر نکاح محمدی بیگم کے ہونے کی پیشین گوئی بڑے زور سے کی اور اپنی صداقت کا نشان قرار دیا اور وہ بہت صفائی سے جھوٹی نکلی۔

حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ جب تک محمدی بیگم میرے نکاح میں بیوہ ہوکر آوے گی۔ خود چل دیئے اور محمدی بیگم نہ بیوہ ہوئی اور نہ نکاح میں آئے۔ کیا نبیوں کی پیشین گوئیاں ایسے ہوتی ہیں۔ کاش کادیانی اس پر غور کریں۔ ایسے کذاب شخص کو معاذ اللہ نبی تسلیم کر کے کیوں خلق خدا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام ج ۲ ش ۵ ص ۱ تا ۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مسئلہ نبوت

و دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج کل مرزا قادیانی کی نبوت پر بحث ہورہی ہے۔ جماعت لاہوری یعنی مولوی محمد علی مرزائی اوران کے پیروتو زبانی کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے اوران کو مسیح موعود ضرور مانتے ہیں۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا قادیانی کے جب دو دعوے ہیں کہ میں مسیح موعود ونبی اللہ ہوں۔ یعنی بحیثیت مسیح موعود ہونے کے نبی اللہ بھی ہوں۔ کیونکہ مسیح موعود کو حدیثوں میں تو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اگر یہ غلط ہے کہ آنے والے مسیح موعود کا نام نبی اللہ رکھا جائے گا۔ حدیثوں میں تو حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری صاحب انجیل کی تشخیص بتائی گئی ہے کہ وہی نبی اللہ آئے گا۔ جو پہلے نبی ہو چکا ہے اور جس کے اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ یہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ امتی ہوکر بھی کوئی شخص محمد ﷺ کے بعد نبی اللہ کا لقب پاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ صریح نص قرآنی خاتم النّبیین وصحیح حدیث نبوی: ''لانبی بعدی'' کے برخلاف ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ مسیح موعود کا مانا جاتا ہے تو پھر نبی اللہ کا کیوں نہیں مانا جاتا اور لاہوری جماعت ''اتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض '' کے مصداق ہے یا نہیں؟ باقی رہا یہ امر کہ مرزا قادیانی کی نبوت اصلی نبوت نہیں ظلی وبروزی ہے تو یہ دعویٰ پہلے اسی ہندوستان میں پونے چارسو برس گزرے ہیں کہ سید محمد جونپوری ۱۹۰۱ء میں کرچکا ہے اوراپنی نبوت ظلی وبروزی بہ سبب پیروی محمد ﷺ کے بتا چکا ہے۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ اوراس کا سلسلہ اب تک جاری ہے اوراس وقت جب کہ کوئی ذریعہ اشاعت کا نہ تھا۔ یعنی نہ ریل تھی اور نہ ڈاک رسانی کا انتظام تھا۔ نہ پیغام رسانی بذریعہ تار برقی ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں اس کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ ہندوستان سے خراسان تک پہنچ گیا تھا اوراس کے مرید بہت کثرت سے ہوتے جاتے تھے۔ حالانکہ اس وقت حکومت بھی مسلمانوں کی تھی یہ کثرت مریدان اگر مرزا قادیانی کے لئے صداقت کی دلیل ہے تو سید محمد جونپوری کی صداقت بدرجہ اعلیٰ ثابت ہے۔ کیونکہ یہ نہایت درجہ کا کمال ہے کہ اسلامی حکومت اور علمائے وقت مخالفت پر ہوں اور پھر جونپوری مہدی کے مرید کثرت سے ہوں اور قتل نہ کیا جاوے۔

مرزا قادیانی کا ایک مرید کابل میں واپس گیا اور مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہ کرسکا اور قتل کیا گیا اور اللہ داد جیسے فاضل وشاعر جس نے ایک دیوان غیر منقوطہ اور رسالہ بار امانت ورسالہ نبوت مہدی تصنیف کی اور سلطان غیاث الدین کی وزارت چھوڑ کر اور قاضی

علاؤالدین جیسے عہدہ قضا چھوڑ کر تارک دنیا ہوکر اس کے مرید ہوکر تا مرگ اس کے ساتھ رہیں۔

مرزا قادیانی صرف ایک حکیم نورالدین کا مرید ہونا اپنی صداقت کی دلیل پیش کرتے ہیں اور حقیقت الوحی وغیرہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ: ''اگر میں سچا نہ ہوتا تو حکیم نورالدین جیسا فاضل گھربار چھوڑ کر میرا مرید کیوں ہوتا۔''

(حقیقت الوحی ص۲۲۴، خزائن ج۲۲ ص۲۳۴،۲۳۵)

ہم کہتے ہیں کہ سید محمد جونپوری مہدی سچا نہ ہوتا تو اللہ داد وزیر وزارت چھوڑ کر اور قاضی علاؤالدین عہدۂ قضا چھوڑ اس کی غلامی نہ کرتے۔ جب سید محمد سچا مہدی گزر چکا تو اب مرزا قادیانی کا دعویٰ کیونکر سچا ہے؟ اور جب مرزا قادیانی مہدی اور مسیح موعود ایک ہی بتاتے ہیں تو مسیح موعود بھی آچکا۔ اب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی سچا نہیں یا یہ ماننا پڑے گا کہ مسیح موعود ومہدی بہت ہوں گے اور سب سچے ہوں گے پھر کذاب کوئی نہ رہا سب سچے ثابت ہوئے۔ کیونکہ سب کے پیرو اور مرید ہوگئے تھے اور پھر بلاخوف شاہان اسلام کے سامنے پیش ہوتا اور متانت اور دلیری سے کہتا کہ اگر میں اپنے دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ہوں تو قتل کیوں نہیں کرایا اور اگر سچا ہوں تو میری بیعت کیوں نہیں کرتے، باوجود اس مخالفت کے حج کو چلے گئے اور حج بھی کیا۔ پھر جیسا کہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی رکن ومقام میں بیعت لے گا۔ وہاں جاکر بیعت بھی لی اور بہت عربوں نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اب مرزا قادیانی نے اس کے مقابل کچھ نہیں کیا۔ مہدی ہونے کا دعویٰ تو کر دیا اور حدیثوں کی بھی توڑ مروڑ کی اور تاویلات اپنے مطلب کے مطابق کیں ہر ایک چیز استعاری ومجازی، ظلی، بروزی، عکسی، تصوری، وہمی، خیالی، حقیقی طور پر ایک امر بھی اپنے میں ثابت نہ کر سکے۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی مہدی ہونے کی حالت میں ایک ضعیف حدیث: ''لا مہدی الا عیسٰی '' سے تمسک کر کے بن گئے اور نزول کے معنی بھی پیدا ہونے کے کئے۔ حج کے عوض روحانی حج کر لیا۔ رکن ومقام کے معنی بھی پنجاب ولدھیانہ کر لئے۔ دمشق کے معنی بھی قادیان بنالئے۔ مگر تمام کارخانہ وہمی وخیالی تھا۔ حقیقی ایک بھی نہ تھا۔ ایک دادی پڑدادی سیدہ کہہ کر سید بھی بن گئے۔ حتیٰ کہ خیالی وفرضی طور پر حدیثوں کے مطابق رسول اللہ کے مقبرہ میں مدفون ہوگئے۔ حالانکہ جگہ اب تک خالی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی ہر ایک بات مجازی تھی اور سید محمد جونپوری کی ہر

ایک بات اپنے دعویٰ کے متعلق حقیقی تھی۔ یعنی اس کا نام حدیثوں کے مطابق محمد تھا، سید بھی تھا۔ عرب میں جاکر بیعت بھی حقیقی طور پر لی، صاحب سیف بھی تھا کہ راجہ دلیپ راؤ سے جنگ کی اور اس کو مغلوب کیا۔ چنانچہ ہدیہ مہدویہ میں لکھا ہے کہ: ’’شیخ جونپوری نے عنفوان جوانی میں قدم درویشی میں رکھا اور لوگ ان کے نہایت معتقد ہوگئے۔ یہاں تک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گزار دلیپ راؤ والی ملک کوڑ کا تھا، بھی ان کے ساتھ رابطہ اعتقاد واختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم میں ہمراہ رکھتا تھا۔ آخر کار شیخ موصوف نے اس کو اطاعت کافر مذکور سے ننگ وعار دلا کر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لے کر ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ کوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب ان کا بیراگیاں تھا۔ رکاب شیخ میں رکھے۔ جب یہ خبر دلیپ راؤ کو پہنچی ستر ہزار سوار ہمراہ لے کر اپنے قلعہ سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا۔ سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی۔ لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جما کر پندرہ سو بیراگیوں سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ ودلیپ راؤ دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اس پر ایسی کاری پہنچی کہ دو پارہ ہوگیا اور دل اس کا نکل آیا اور میاں دلاور خلیفہ شیخ کہ بھانجے راؤ مذکور کے ہیں۔ اسی جنگ میں دستگیر ہوکر خدمت شیخ میں آئے۔ انتہیٰ‘‘

انصاف سے کہو محمد کا بروز شیخ جونپوری تھا یا مرزا قادیانی جنہوں نے جہاد کو حرام کردیا۔ کیونکہ خود بہادر نہ تھے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۲۳)

اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری مہدی کی ہر ایک بات حقیقی تھی اور مرزا قادیانی کی ہر ایک بات مجازی وتاویلی تو پھر کس قدر ظلم عظیم ہے کہ شیخ کو کاذب مہدی کہا جاوے اور مرزا قادیانی کو سچا مہدی اور مسیح موعود مانا جاوے۔ جس قدر حقیقت کو مجاز پر شرف ہے۔ اسی قدر شیخ جونپوری مہدی کو دعویٰ مہدویت میں مرزا قادیانی پر شرف ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ جو فرق حقیقت اور مجاز میں ہے وہی فرق سید محمد جونپوری اور مرزا قادیانی میں ہے۔ جب بہ سبب نہ پائی جانے چند علامات مہدی موعود کے جو حدیثوں میں مذکور ہیں۔ شیخ جونپوری کو اصلی مہدی نہ مانا گیا تو مرزا قادیانی کو کس طرح مانا جاوے؟ جن کا ہر ایک دعویٰ بلا دلیل شرعی ہے اور شاعرانہ رنگ میں مضمون نویسی کے زور سے ثابت کیا جاتا ہے کہ جس میں حقیقت کی بو تک نہیں۔ شاعرانہ لفّاظی سے مرزا قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ تو کردیا۔ مگر جب عربی شجاعت سے عاری تھے تو جھٹ کہہ دیا کہ میں خونی مہدی نہیں ہوں اور یہ تیرہ سو سال

سے مسلمانوں میں غلط خیال چلا آتا ہے کہ خونی مہدی وخونی مسیح کے مظہر تھے اور اس کی بھی کیا ضرورت ہے کہ اولاد رسول اللہ سے ہو۔ گویا محمدؐ نے غلط کہا ہے اور جنگ سے مراد بھی جنگ بحث مباحثہ وقلمی ہے جو میں سب وشتم کے لشکر سے دشمنان اسلام کو گالیوں سے پیس رہا ہوں۔

اے مسلمانو! ذرہ ایمان اور انصاف سے کام لو اور مرزا قادیانی کی اس کلام کی طرف غور کرو کہ جہاد فی سبیل اللہ جس کو افضل الرسل نے بذات خود کیا اور صحابہ کرام وتابعین نے کیا مرزا قادیانی کفار کے خوش کرنے کے واسطے خون ناحق اور وحشت کہتے اور اس جوفروشی اور گندم نمائی کی طرف غور کرو کہ فنافی الرسول کے مدعی بھی ہیں اور شاعرانہ مضمون نویسی سے رستم سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ مگر جب حقیقت میں دیکھو تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کا بروز اگر مرزا قادیانی کو مانیں تو یہ محمد کی ہتک نہیں ہے کہ ایسے بزدل شخص کو محمد کہا جاوے اور محمد ﷺ کا کیا قصور ہے کہ اس سے عربی شجاعت ہی چھین کر ایک ڈراکل پنجابی بنا کر بھیجا جاوے اور انگریزوں کی رعیت بنایا جاوے۔ کیا یہ شہنشاہ عرب کی توہین نہیں ہے اور محمد کی بعثت ثانی کا ڈھکوسلا غلط نہیں ہے۔

بروز کی بحث

اب ہم بروز پر بحث کرتے ہیں۔ بروز کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ قرآن مجید میں تو صاف صاف آیا ہے کہ مردوں کا قبر سے باہر آنا دیکھو قرآن ''**بروز للہ الواحد القہار**'' یعنی ظاہر ہوں گے واسطے اللہ قہار کے (قیامت کے دن) (۲) ''**وبرزوا للہ جمیعا**'' یعنی ظاہر ہوں گے اللہ کے حضور میں اکٹھے (۳) ''**یوم ہم بارزون لایخفی علی اللہ منہم شیٔ**'' یعنی قیامت کے دن حاضر ہوں گے نہ چھپا رہے گا اللہ تعالیٰ پر ان کا کوئی کام۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ کسی چھپے ہوئے جسم کے ظاہر ہونے کو بروز کہتے ہیں۔

اب مرزا قادیانی بروز عیسیٰ، موسیٰ، مریم، محمد، علی، کرشن وغیرہ وغیرہ کس طرح ہوئے۔ آیا مرزا قادیانی کے جسم میں ان لوگوں کے بھی جسم گھس گئے یا مرزا قادیانی کا ایک جسم ان کے کئی روحوں کا مجمع بن گیا جو کہ دونوں صورتوں میں باطل ہے۔

اوّل: صورت کہ مرزا قادیانی کے جسم میں ان لوگوں کے جسم گھس گئے تو یہ قیامت سے پہلے ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی مردہ قبر سے نکلنے اور مرزا قادیانی کے جسم میں داخل ہوجاوے اور مرزا قادیانی کو اپنا مورد وبروز بناوے۔

دوم: عقلاً بھی باطل ہے کہ تداخل جائز مانا جاوے اور یہ تداخل نہیں ہے اور تداخل اس کو کہتے ہیں کہ ایک جسم دوسرے جسم میں گھس جاوے اور کمیت یعنی عرض، طول، عمق وغیرہ موالید ثلاثہ میں فرق نہ آوے اور یہ از رائے عقل ونقل باطل ہے اور محالات میں سے ہے کہ ایک جسم دوسرے جسم میں سما جاوے اور جس جسم میں سما جاوے اس کے وزن اور مقدار میں فرق نہ آوے اور اسی مقدار میں دکھائی دے۔ جیسا کہ پہلے تھا یہ بالکل باطل ہے۔ از روئے علوم فلسفہ جدیدہ ودیرینہ کے جب تداخل باطل ہے کہ ایک جسم دوسرے جسم میں گھس جاوے تو پھر مرزاقادیانی کا بروزی محمد، عیسیٰ، موسیٰ، مریم، آدم، کرشن وغیرہ ہونا باطل ہے۔

کیونکہ مرزاقادیانی معمولی قد کے آدمی تھے اور ان کے دیکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ مرزاقادیانی کا قد وتجسم جیسا کہ دعاوی سے پہلے تھا۔ ویسے ہی دعاوی کے بعد تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ کوئی جسم مرزاقادیانی کے جسم میں داخل نہ ہوا تھا۔ پس یہ بالکل غیرواقعہ امر کا دعویٰ ہے، جس کا ثبوت نہ عادتاً ہوسکتا ہے اور نہ عقلاً اور نہ کسی شرعی دلیل سے ثابت ہے اور نہ کسی آسمانی کتاب سے ثابت ہے کہ فلاں پیغمبر یا انسان کا جسم تیرہ سو سال کے بعد فلاں انسان کے جسم میں گھس گیا تھا اور نہ تاریخ عالم سے کوئی مثال ملتی ہے کہ جس سے کسی مرے ہوئے انسان کا جسم کئی سو برس کے بعد کسی دوسرے انسان کے جسم میں گھس گیا ہو۔

پس سب طرح سے مرزاقادیانی کا بروز کا دعویٰ غلط ہے۔ دوسری صورت بروز کہ محمد اور عیسیٰ، موسیٰ، مریم، آدم، کرشن وغیرہ وغیرہ کے ارواح مرزاقادیانی کے جسم میں داخل ہوگئے ہوں۔ سو یہ بھی غلط اور محالات میں سے ہے۔

ارواح دوسرے جسم میں؟

(الف) ایک جسم انسانی میں ایک ہی روح رہ سکتی ہے اور نظام بدن کو حد اعتدال پر رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ روح کی تعریف یہ ہے کہ: ''جوہر مجرد'' یعنی ایک جوہر مجرد ہے۔ یعنی اکیلا ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا روح شریک نظام بدنی میں نہیں ہے۔ یہ کبھی نہیں سنا کہ ایک جسم میں دوتین روح داخل ہوں اور درست کام کر سکیں، روح جسم میں ایک بادشاہ کی طرح ہوتی ہے اور تمام قویٰ انسانی پر حکومت کرتی ہے اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک ملک میں بادشاہ کی طرح ہوتی ہے اور تمام قویٰ انسانی پر حکومت کرتی ہے اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک ملک میں بادشاہ ایک ہی ہوتا ہے۔ ایک ملک میں دو بادشاہ کبھی نہیں رہ سکتے۔ شیخ سعدی نے فرمایا ہے:

دہ درویش در گلیمے بہ چسپند ودو بادشاہ در اقلیمے نگنجند

یہ کس قدر مضحکہ خیز دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں محمد وعیسیٰ، کرشن وغیرہ کا بروز ہوں۔ اگر بفرض محال مانا جاوے کہ محمدؐ کی روح اور عیسیٰ علیہ السلام کی روح اور کرشن جی مہاراج کی روح مرزا قادیانی میں آئیں تھیں تو پھر ہر ایک کو اپنی اپنی صفات اور ملکہ نبوت اور اپنے اپنے مذہب کے مطابق مرزا قادیانی کے جسم میں کام کرنا چاہئے۔

پس جب مرزا قادیانی کی اپنی روح اسلام کی حمایت میں کھڑی ہونے لگی تھی اور اس نے عیسائی مذہب کی تردید کرنی شروع کی اور دوسری طرف اہل ہنود کی تردید کا بیڑا اٹھایا تھا تو پہلے یہ امر روحانی کونسل میں پیش ہوا ہوگا۔ یعنی مرزا قادیانی کے جسم میں چاروں ارواح کس طرح متفق ہوئے کہ عیسائی مذہب اور اہل ہنود کے مذہب کی کھنڈن کی جاوے اور کرشن جی مہاراج جو اپنی زندگی میں دھرم کی خاطر جدوجہد کرتے رہے، وہ کس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی اہل ہنود کے مذہب کی کھنڈن کریں۔ پہلے تو اختلاف رائے روحانی پارلیمنٹ میں ہی جنگ وجدال ہونا ضروری ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی روح توحید بتاتی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح ابنیت کا مسئلہ بتاتی ہوگی۔ کرشن جی مہاراج کی روح گؤ برہمن کی پوجا اور تناسخ کا چکر بتاتی ہوگی۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ کرشن جی کی روح مرزا قادیانی میں ہو اور پھر وہ تناسخ کی تردید اور ویدوں کی تردید کریں یا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ روحیں بیکار مرزا قادیانی کے جسم میں پڑی رہتی تھیں اور مرزا قادیانی کی روح اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتی تھی کرتی تھی۔

اس صورت میں ان روحوں کا مرزا قادیانی کے جسم میں داخل ہونا فضول ہوا۔

کیوں جب انہوں نے کچھ کام نہیں کرنا تھا تو پھر کیا فائدہ ان کے آنے کا ہوا۔

(ب) اگر محمد، عیسیٰ، موسیٰ، مریم، کرشن وغیرہ کے ارواح مرزا قادیانی میں داخل ہوئے اور ہم بفرض محال مان بھی لیں تو پھر یہ تو تناسخ ہوا اور تناسخ بالبداہت باطل ہے۔ تناسخ تو اسی صورت کو کہتے ہیں جب کہ ایک روح جو پہلے اس دنیا میں آئی تھی بعد مرنے کے، پھر اس دنیا میں دوبارہ آئے اور یہ محال ہے کہ پھر وہی روح دنیا میں آوے اور اس کو پہلے جسم کے حالات سے خبر نہ ہو۔

(ج) یہ مرزا قادیانی کا فرمانا کہ میں بروزی محمد وغیرہ ہوں ثابت کرتا ہے کہ روح کو اپنے پہلے جسم یعنی پیدائش کا علم ہے۔ تب ہی تو مرزا قادیانی کو علم ہوا۔ جب مرزا قادیانی کا

یہ علم سچا ہے تو پھر ارواح کا اس دنیا میں دوبارہ آنا باطل ہوا۔ کیونکہ یہ بے انتہا ارواح جو آرہے ہیں، ان کو ہرگز علم نہیں کہ پہلے کہاں تھے۔ صرف مرزا قادیانی کو ہی علم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جو روح دوبارہ دنیا میں آوے اس کو پہلی حالت یاد رہتی ہے۔ مگر مشاہدہ یہ ہے کہ کسی کو یاد نہیں کہ پہلے کس کے جسم میں تھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جدید روحیں آتی ہیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ بروز غلط ہے۔

(د) مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں خود قبول کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی روح بہشت میں داخل ہوگئی اور جو بہشت میں داخل ہو وہ کبھی بہشت سے نکالی نہیں جاتی تو مرزا قادیانی کے اپنے ہی قول واعتقاد کے برخلاف ہے کہ ان میں حضرت عیسیٰ کی یا کسی دوسرے نبی کی روح بہشت سے نکل کر آوے۔

اصلی عبارت مرزا قادیانی کی نقل کرتا ہوں تا کہ شک نہ رہے: ''ہمارے عقیدہ کے موافق خداتعالیٰ کا بہشتیوں کے لئے یہ وعدہ ہے کہ وہ کبھی اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ پھر تعجب ہے کہ ہمارے علماء کیوں حضرت مسیح کو اس فردوس بریں سے نکالنا چاہتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۸۸، خزائن ج ۳ ص ۱۴۸)

اس جگہ جو مرزا قادیانی نے مغالطہ دیا ہے وہ بھی ظاہر کر دینے کے قابل ہے۔ ہمارے علماء کیوں حضرت مسیح کو اس فردوس سے نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ علماء کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہشت میں داخل ہوگئے ہیں۔ ان کا تو ایمان رسول اللہ کی حدیث پر ہے کہ سب سے پہلے میں اٹھوں گا اور پھر تمام انبیاء اٹھیں گے اور یوم حساب وقیامت کے دن بعد پڑتال اعمال نامہ جات ومیزان وغیرہ پورا ہونے شرائط حشر نشر کے نجات یافتہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔

دوم: جب علماء کے نزدیک حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں تو بہشت میں داخل اور خارج ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

سوم: یہ کہاں لکھا ہے کہ جس وقت مسلمان یا کوئی شخص مرتا ہے۔ اسی وقت بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ خدا کا وعدہ بہشتوں کے لئے بیشک ہے۔ مگر جب وہ قیامت کے دن کے بعد حساب سے فارغ ہو کر نجات یافتہ ہو کر داخل بہشت ہوں گے۔ یہ بڑا مغالطہ ہے جو اس جگہ مرزا قادیانی نے دیا ہے۔ اب مشکل یہ آبنی ہے کہ مرزا قادیانی کو خود مسیح کو بہشت

سے نکالنے کی پڑگئی ہے اور اپنے بروز ہونے کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے مفروضہ فردوس بریں سے خود نکالتے ہیں۔ جب ہی تو عیسیٰ علیہ السلام کی روح نے مرزا قادیانی میں بروز کیا۔

ناظرین! شرعی اور عقلی دلیل جس سے بروز ثابت ہو۔قرآن وحدیث میں تو کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو مرزائی صاحبان وہ شرعی دلیل پیش کریں اور ہمارے دلائل کو توڑیں۔ ورنہ جس طرح عقل مندوں کو زمانہ کی روشنی علوم سے ثابت ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت میں سچے نہ تھے۔ ایک ادنیٰ تأمل سے یہ بھی ثابت ہوجائے گا کہ وہ بروزی دعویٰ مسیحیت ومہدویت میں بھی سچے نہ تھے۔ کیونکہ ان کو خود اپنے مسیح موعود ہونے کا یقین نہیں تھا۔(ازالہ اوہام ص۲۹۴، خزائن ج۳ ص۲۵۱) پر اصل عبارت مرزا قادیانی یہ ہے:

اس عذر کا جواب یہ ہے کہ:’’میری (مرزا قادیانی) کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے(۱) وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح (۲) نہیں آئے گا۔ بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ (۳) مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری (۴) جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اوّل وہ (۵) دمشق میں ہی نازل ہو۔‘‘

مرزا قادیانی نے خود فرمایا ہے کہ مسیحیت کا میرے ہی وجود پر خاتمہ نہیں جس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی وہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم جن کے نزول کی خبر مخبر صادق محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے دی ہی نہیں تھے۔ کیونکہ وہ مسیح موعود تو ایک ہی ہوگا اور قرب قیامت میں ہوگا اور اس کے بعد قیامت آجائے گی۔ مرزا قادیانی عام مسیح تھے جو کہ انہوں نے اپنے ذہن کے مطابق یہ سمجھا ہے کہ ہر ایک زمانہ میں جو اپنی قوم میں ترقی کی روح پھونکے اور اپنی قوم کو اٹھاوے وہی اس زمانہ کا مسیح موعود ہے۔ اگر یہ معنی ہیں تو پھر سرسید احمد کی بھی یہی رائے ہے کہ ہر ایک ریفارمر اور لیڈر قوم ایک قسم کا نبی اور مہدی ہے جس کو مرزا قادیانی جزوی وظلی نبی کہتے ہیں اور مسیح موعود اور مہدی مسعود خاص شخص واحد کوئی نہیں ہے۔

پس مرزا قادیانی کا بھی یہی مطلب ہے کہ میں اس زمانہ کا مسیح موعود ہوں، یعنی اللہ تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں مسیح بھیجتا رہتا ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں مجدد کہتے ہیں اور چونکہ میں نے بھی ایک جماعت الگ بنائی ہے اور احمدی جماعت کا لیڈر (پیشوا) ہوں۔ اس لحاظ سے میں مسیح الزمان وغیرہ وغیرہ ہوں۔ مگر یہ تو واقعات سے غلط ہے۔ کیونکہ اس لحاظ لیڈری اور

الٹ پلٹ مسائل دین اور تفسیر بالرائے کے لحاظ سے اور ترقی قوم کے وسائل کے بہم پہنچانے میں جس نے مردہ قوم میں دنیاوی ترقی کی روح پھونکی اور تفسیر قرآن و دیگر مسائل شرح محمدی کو جدیدہ علوم کے مطابق کیا۔ جس کی تقلید مرزا قادیانی کرتے ہیں۔ اصل مسیح الزمان ہونے کا حق رکھتا ہے وہ سرسید مرحوم ہے مگر یہ بھی غلط ہے۔ مسیح الزمان کبھی کوئی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ غیر مذاہب کے لوگوں نے بھی ضروریات زمانہ دیکھ کر اپنی اپنی قوم کی مسیحیت کی ہے۔ جیسا کہ راجہ رام موہن بانی برہمو سماج، سوامی دیانند بانی آریہ سماج، جنرل ولیم، بوتھ بانی سالویشن آرمی یعنی مکتی فوج اور سب کو مرزا قادیانی سے بڑھ کر کامیابی ہوئی اور لاکھوں کروڑوں ان کے پیرو ہیں۔ کیونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ جو کوئی جس کام کی کوشش کرے گا کامیاب ہوگا۔

اب کوئی مرزائی، قادیانی بتادے کہ راجہ رام موہن، سوامی دیانند و جرنل ولیم بوتھ بھی مسیح موعود تھے جو ان کو کامیابی اس قدر ہوئی۔ ہرگز نہیں تو پھر کیوں شور مچایا جاتا ہے اور دھوکہ دیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مرید بہت ہوئے۔ حالانکہ ان کے مقابل کفار کو بہت کامیابی ہوئی۔ ان کے مرید مرزا قادیانی سے ہزارہا درجہ زیادہ ہیں۔ کیا ان کے سلسلے معدوم ہوگئے ہیں اور مرزا قادیانی کا ہی جاری ہے ہرگز نہیں تو پھر یہ ردّی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کامیاب ہوئے۔

اس لحاظ سے سرسید مرحوم صرف مسلمانوں کے مسیح تھے اور مرزا قادیانی بھی انہیں کے ایک خلیفہ ہیں کہ نیچریت کو دوسرے لفظوں میں ادا کر کے شاعرانہ تشبیہات واستعارات سے ان پر دینی رنگ چڑھا کر ظاہر کرتے ہیں۔ مطلب ایک ہی ہے۔ سرسید مرحوم نے آزادانہ لکھ دیا کہ کوئی مہدی نہیں آنا اور جس قدر حدیثیں مہدی کے بارے میں ہیں سب کی سب ضروریات زمانہ کے مطابق لوگوں میں شجاعت کی روح پھونکنے واسطے وضع کی گئی ہیں۔ مہدی وہی ہے جو اپنی قوم کو ہدایت کرے اور انہوں نے المہدی ایک کتاب ہی لکھ دی ہے اور سب حدیثوں کو ردی کر دیا ہے۔ مگر چونکہ وہ بڑا آدمی تھا اور قوم کا سچا خیر خواہ تھا اس کو یہ نہ سوجھی کہ کچھ دنیا بھی کما لی جائے۔ اس نے خود کوئی دعویٰ نہ کیا۔ کیونکہ وہ اس کا طالب نہ تھا اور نہ اس کو حاجت تھی۔ خود پنشن پاتے تھے اور اولاد بھی بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھی۔

بات وہی ہے جو سرسید کر چکا ہے اور مرزا قادیانی اسی نیچریت کو دوسرے الفاظ اور طول طویل رنگ میں دکھاتے ہیں۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو مرزا قادیانی بیان فرماویں اور

اس کی بنیاد سرسید کی کتب میں نہ ہو۔ ملائکہ کی بابت سرسید نے لکھا ہے کہ قواء انسانی کا نام ہی ملائکہ ہے۔ کوئی الگ وجود ہی نہیں ہے۔ جبرئیل کوئی الگ وجود نہیں ہے۔ شیطان کوئی الگ وجود نہیں ہے۔ صرف انسان کی مختلف طاقتوں کا نام ہے۔ جو اس کی فطرت میں ہی ہے۔ دیکھو (تفسیر سرسید مرحوم ج اوّل) مرزاقادیانی کی تحریر بھی نیچے درج کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ مرزاقادیانی بھی بہ تبدیل طویل عبارت میں گردن سے ہاتھ گھما کر ناک کو لگاتے ہیں۔ بات وہی ہے جو سرسید کہتے ہیں اور کذابوں مدعیان نبوت کہہ چکے ہیں۔

(توضیح المرام ص۸۴،۸۵، خزائن ج۳ ص۹۵) ''جبرئیلی نور کا چھیالیسواں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ جس سے کوئی فاسق وفاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسروآشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جبرئیلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تمام معمورہ عالم پر حسب استعدادان کے اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریخ ہو الخ۔''

اسی کتاب (توضیح المرام ص۷۸،۷۹، خزائن ج۳ ص۹۱،۹۲) پر لکھ آئے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ خداتعالیٰ کی وحی میں جو پاک دلوں پر نازل ہوتی ہے۔ جبرئیل کا تعلق جو شریعت اسلام میں ایک ضروری مسئلہ سمجھا گیا ہے اور قبول کیا گیا ہے۔ یہ تعلق بھی اسی فلسفہ حقہ پر ہی مبنی ہے جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حسب قانون قدرت خداتعالیٰ کے الہامی اور روحانی ارادہ کو بمنصہ ظہور میں لانے کے لئے ایک عضو کی طرح بن کر خدمت بجا لاوے۔ جیسا کہ جسمانی ارادوں کے پورا کرنے کے لئے بجا لارہے ہیں۔ سو وہی عضو ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جبرئیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ الخ۔''

ان ہر دو عبارات مرزاقادیانی سے ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ جبرائیل سے مرزاقادیانی کی مراد قواء دماغی ہیں اور ضمیر جس کو قلب انسانی بھی کہا جاتا ہے اور انگریزی میں کانشنس ہے۔ اسی مسئلہ کو مرزاقادیانی نے کیسے ایچ پیچ ڈال کر بیان کی ہے۔ جب جبرئیلی نور جس کا دوسرا نام کانشنس ہے۔ ہر ایک انسان کو رحم مادر میں ہی عطا ہوتا ہے تو پھر سب وحی پانے میں برابر ہوئے۔

کیونکہ یہ ہر ایک میں ہے۔یعنی فطرت انسانی میں ملکہ وحی دوسرے اعضائے جسمانی وروحانی کی طرح ایک عضو ہے اور حسب فطرت ہر ایک کو وحی ہوتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی خواب کو وحی کہتے ہیں اور خواب ہر ایک فاسق وفاجر کو آتی ہے۔ اس لئے وحی کی خصوصیت جو انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے، اس سے انکار ہوا اور یہ اعتقاد صریح قرآن کے برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو کہ:’’تو ان کفار کو کہہ دے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں صرف فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے‘‘۔’’قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیّ‘‘ (الکہف:۱۱۰)...... صریح نص ہے اور بخاری کی حدیث میں کیفیت وحی درج ہے کہ غار حرا میں آنحضرت ﷺ کے پاس جبرئیل آئے اور تین دفعہ فرمایا کہ پڑھ اور تینوں دفعہ حضرت نے جواب دیا کہ میں پڑھ نہیں سکتا اور اس نے حضرت کو دبایا اور ایسا دبایا کہ آپ کو تکلیف محسوس ہوئی اور پھر اس کے دبانے سے پڑھنے لگے اور اس قدر قوت حافظہ معجزہ کے طور پر بڑھ گئی کہ جو کچھ جبرئیل سناتے آپ کو یاد رہتا۔

دیکھو صحیح بخاری کی ابتداء میں بھی یہی حدیث لکھی ہے۔مگر مرزا قادیانی نے سرسید کی تعلیم کے ایسی طول طویل عبارت لکھ کر آخر اسی نتیجہ پر آگئے جو حکمأ اور سرسید کہتا ہے اور مرزا قادیانی اہل اسلام کے دینداروں کی جماعت سے الگ ہوگئے اور دماغی قوتوں، وہم، خیال، حس مشترک، حافظہ اور قوت متصرفہ وغیرہ کو جب کہ حالت نیند میں کام کرتی ہیں۔انہی قوتوں کو ملائکہ کہتے ہیں اور حالت خواب میں جو دکھائی دے اسی کو وحی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ حالت ہر ایک بشر پر طاری ہوتی ہے اور اس سے کوئی بشر خالی نہیں۔ مرزا قادیانی کا یہی مذہب ہے کہ انہیں دماغی قواء کا نام جبرئیل ہے اور دوسری قوتوں کا نام ملائکہ ہے۔

اب ہر ایک مسلمان سوچ لے کہ یہ وجود ملائکہ سے انکار نہیں تو اور کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مرزا قادیانی اسی دھوکہ میں آکر مدعی وحی ہوئے ہیں۔ جب بحالت نیند کوئی قرآن کی آیت ان کی قوت حافظہ نے پیش کی یا کوئی عبارت قوت متخیلہ نے لکھی ہوئی دکھادی یا قوت متواہمہ نے زبان پر جاری کردی تو مرزا قادیانی کو زعم ہوا کہ یہ آیات قرآن خداتعالیٰ نے مجھ پر دوبارہ نازل کی ہیں اور میں اس وقت خدا کا مخاطب ہوں اور خدا مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تھا۔کیونکہ جس طرح کوئی بشر خواب دیکھنے سے خالی نہیں۔اسی طرح قرآن کی آیات اور عبارات سننے یا لکھی ہوئی دیکھنے سے خالی نہیں۔مگر ان خوابوں اور

واردات قلبی اور دماغی قواء کے عملوں کو کلام الٰہی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اسی واسطے شریعت محمدی میں خواب والہام ورؤیا وکشف شرعی حجت نہیں۔ کیونکہ واسطہ فرشتہ اس میں نہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وحی میں فرشتہ کا واسطہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی جو اس فن کے امام ہیں اور کشف والہام کے باکمال فرد گزرے ہیں وہ اپنی کتاب فصوص الحکم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ الہام حق تعالیٰ سے بغیر واسطہ فرشتہ کے ہوتا ہے اور یہ اس جہت خاص سے ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کو ہر موجودات کے ساتھ ہے اور وحی بوساطت فرشتے کے نازل ہوتی ہے۔ بفحوائے آیہ کریمہ: ’’**ما کان لبشر ان یکلمه اللّٰه الّا وحیاً او من وراء حجاب**‘‘ (الشعراء:۵۱) یعنی بشر کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بغیر وحی اور حجاب کے بلا واسطہ کلام کرے۔

اسی واسطے حدیث قدسی کو وحی یا قرآن نہیں کہتے۔ نیز یہ کہ وحی فرشتہ کو مشاہدہ کرتے اور اس کی کلام کے سننے سے ہوتا ہے اور وحی مخصوص نبوت سے ہے و نیز وحی میں تبلیغ شرط ہے اور الہام میں تبلیغ شرط نہیں۔ (فصوص الحکم ص۵۸)

پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی فطرت انسانی کی قوتوں کے عمل کو وحی مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ برخلاف تمام سلف صالحین کے مدعی وحی ونبوت ہوئے اور مسیح موعود ہونے کے مدعی ہوئے اور چونکہ یہ دعویٰ صریح نصوص شرعی کے برخلاف ہے۔ اس واسطے مرزا قادیانی کو غلط زعم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو مسیح موعود بنایا اور وحی الٰہی سے مشرف کر کے نبی ورسول بنایا اور اپنے وعدہ خاتم النّبیین کو توڑا۔

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ نبوت ورسالت قوم کے حق میں اور اسلام کے واسطے زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اس نے جمعیت اسلام کے شیرازہ کو توڑا اور خانہ جنگی کا باعث ہوا اور اسلام کے ضعیف ہونے کے واسطے ایسا حربہ تھا کہ کسی دشمن کو بھی نہ سوجھا تھا اور مرزا قادیانی نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ تمام دنیا کے اہل اسلام کو جو ان کی نبوت کو نہ مانے کافر قرار دے کر امت کو کھایا اور وہ پھوٹ ڈالی کہ خدا کی پناہ بھائی بھائی سے جدا، میاں جورو سے جدا، باپ بیٹے سے جدا کر دیئے اور لطف یہ ہے کہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ:

ما مسلمانیم از فضل خدا مصطفیٰ ما را امام ومقتداء

(ضمیمہ سراج منیر ص ح، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

جب مرزا قادیانی کا پیشوا بھی مصطفیٰ ہے اور تمام مسلمانوں کا پیشوا بھی مصطفیٰ ہے تو پھر امتی ہونے میں مساوی ہیں تو پھر مرزا قادیانی کو امتی ہوکر یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہے کہ خود خلاف نصوص شرعی مدعی نبوت ہوں اور دوسرے مسلمانوں کو کافر کہیں۔ مرزا قادیانی کے اس دعویٰ نے اسلام کو بڑا صدمہ پہنچایا اور علماء اسلام کو یہ مصیبت پیش آئی کہ مرزا قادیانی کی تردید اوران کے دعاوی کا جواب دینا پڑا اور مسلمانوں کی متفقہ کوشش اور زر جو مخالفین عیسائیوں اور آریوں کی جواب دہی میں خرچ ہوتی تھی۔ وہ مرزا قادیانی کے جوابات میں خرچ نہ ہوتی۔

کس قدر افسوسناک حالت اسلام کی ہے کہ مخالفین حملے تو الگ کریں اور مرزا قادیانی الگ اسلام کی تخریب کے درپے ہوں۔ مرزا قادیانی نے اپنا پریس بنا لیا اور ابھی ایک مسئلہ خلاف شرع کا جواب علماء اسلام دے رہے ہیں کہ اور دعویٰ کردیا۔ اس کے جواب میں ابھی لگے ہیں کہ تیسرا دعویٰ کردیا۔

غرض مسلمانوں کو عجب مصیبت میں ڈالا اور مخالفین کو ایسا زریں موقعہ دیا کہ انہوں نے گاؤں کے گاؤں، ملکوں کے ملک اپنے مذہب میں کر لئے۔ آریوں نے کہ نیچ قوموں کو شدھ کر کے اپنے میں ملا لیا اور مسلمان مرزا قادیانی کی مہربانی اور حمایت اسلامی کی دھوکہ دہی سے آپس میں لگے رہے۔ بعض لوگ جو مصلح کل ہونے کا دم بھرتے رہتے ہیں، کہتے ہیں کہ اجی مسلمانوں کو آپس میں لڑنا نہیں چاہئے۔ مگر انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ اس خانہ جنگی کا باعث پہلے کون ہوا۔ کیا یہ وہی مرزا قادیانی نہیں ہیں کہ جب انہوں نے مناظر اسلام بن کر دعویٰ کیا تھا کہ میں اسلام کی حمایت کروں گا اور کل ادیان باطلہ کی تردید کروں گا تو سب فرقوں کے مسلمان ان کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور روپیہ پیسہ سے اپنی توفیق کے موافق مدد کرتے تھے اور کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وہی روپیہ جو مسلمانوں نے اسلام کی حمایت کے واسطے لیا۔ وہی روپیہ مرزا قادیانی نے اپنے دعاوی خلاف شرع کی اشاعت میں خرچ کیا اور مسلمانوں کو ناحق مرزا قادیانی نے چھیڑ کر اپنے گلے ڈال لیا۔

اب بتاؤ علماء اسلام جواب دیتے یا نہ دیتے۔ اگر چپ رہتے تو مرزا قادیانی نے جو باطل عقائد اسلام میں داخل کئے تھے وہ اسلام میں داخل ہوجاتے اور آئندہ نسلیں بگڑ جاتیں۔ کیا یہ اسلام ہے کہ مرزا قادیانی کرشن جی کا اوتار ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے کہ مرزا قادیانی خدا کے پانی یعنی نطفہ سے ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے کہ مرزا قادیانی خالق زمین

وآسمان بنے۔ کیا یہ اسلام ہے کہ مرزا قادیانی کل نبیوں سے افضل تھے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:

آں چہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

یعنی جو نعمت اور مرتبہ ہر نبی کو دیا گیا، وہ سب مجھ کو دیا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ محمد ﷺ بھی نبیوں میں سے تھے۔ جب سب سے بڑھ کر مرزا قادیانی کو اکیلے کو دیا تو افضل الرسل ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ! جب بقول لاہوری جماعت کے مرزا قادیانی کا دعویٰ کامل نبوت کا نہ تھا تو پھر لفظی بحث میں پڑ کر کیوں مسلمانوں کو پریشان کیا اور ان کی متفقہ طاقت اور جمعیت کو بگاڑا اور ایک اور جماعت قائم کر لی اور دشمنان اسلام کو تقویت دی اور یہ ایسا بیج بویا کہ عداوت کا پھل ہمیشہ دیتا رہے گا۔

شکر کا مقام ہے کہ اکثر حصہ احمدی جماعت کا جو تعلیم یافتہ اور زمانہ کا نبض شناس ہے وہ سمجھ گیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں حق بجانب نہ تھے۔ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں مانتے۔ مگر اس بات کا وہ کیا جواب دیتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے کہ: ’’انک لمن المرسلین‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰) کہ تو مرسلوں میں سے ہے۔

جب مرسلین کامل نبی تھے تو پھر مرزا قادیانی کیوں کامل نبی نہیں۔ ایسے ایسے وحی مرزا قادیانی کی نسبت لاہوری جماعت کا کیا اعتقاد ہے۔ آیا وہ حقیقتاً خدا کی وحی تھی کہ مرزا قادیانی کو مرسلین میں سے بتاتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی مرسلین میں سے تھے تو پھر ان کو وحی پنجابی میں ہونی چاہئے تھی۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا قانون مقرر ہے کہ: ’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه‘‘ (ابراہیم:۴) (ترجمہ) اور نہیں بھیجا ہم نے رسولوں میں سے کوئی رسول مگر اسی قوم کی زبان کے ساتھ۔

پس اس نص قرآنی کے رو سے تو مرزا قادیانی رسول نہ تھے اور نہ یہ آیت اور دیگر آیات قرآن جو حالت خواب وکشف میں ان کی زبان پر جاری ہوں یا لکھی ہوئی دکھائی دیں اور کسی نے ان کو حالت خواب میں سنایا ان پر دوبارہ نازل شدہ تھیں۔ کیونکہ اگر یہ مانیں کہ حالت خواب میں اگر کوئی آیت قرآن زبان پر جاری ہو یا لکھی ہوئی دکھائی دے تو وہ خواب دیکھنے والے پر دوبارہ نازل ہوئی ہے، بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس میں مرزا قادیانی کی

خصوصیت نہیں تمام پر ایسی حالت آتی ہے کہ عالم خواب میں قرآن کی آیات لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہیں یا زبان پر جاری رہتی ہیں تو پھر اس طرح وہ سب رسول ہوئے۔

غرض مرزا قادیانی کو یہ غلط زعم تھا کہ قرآن کی آیات ان پر دوبارہ نازل ہوتی ہیں۔ پس لاہوری جماعت مہربانی کر کے مسلمان بھائیوں کی تسلی فرمادے۔ جیسا کہ پہلے لاہوری جماعت نے اپنے عقائد مشتہر کر کے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے۔ یہ بھی اپنا اعتقاد بتادیں کہ مرزا قادیانی پر قرآن کی آیات کا دوبارہ نازل ہونا حق جانتے ہیں؟ کیونکہ زیادہ تر حد فاصل درمیان مسلمانوں اور احمدیوں کے مسئلہ نبوت مرزا قادیانی ہے اور چونکہ وحی خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ جن کا آنا بعد محمد ﷺ کے مسدود ہے۔ اس واسطے یہ تنازعہ ہو رہا ہے۔

اگر آپ صاحبان اس سوال کا جواب دے کر مطمئن فرمائیں گے تو پھر ہم اور آپ بڑی خوشی سے مل جاویں گے اور اگر آپ نے جواب نہ دیا تو پھر سمجھا جائے گا کہ آپ صاحبان جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں مانتے۔ صرف ابلہ فریبی وطفل تسلی ہے۔

میں یہ مضمون لکھ رہا تھا اور ابھی ختم کیا تھا کہ میرے قدیم دوست منشی احمد دین صاحب گورنمنٹ پنشنر نے جو مرزائی ہیں۔ مولوی محمد علی مرزائی کا رسالہ بھیجا۔ جس میں انہوں نے قادیانی جماعت کو تبدیلی عقیدہ کے الزام کا جواب دیا ہے۔ میں نے سب کام چھوڑ کر رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولوی محمد علی اور اس کی جماعت بھی مرزا قادیانی کو نبی ورسول مانتی ہے۔ مگر جزوی نبی اور ظلی نبی اور (تشحیذ الاذہان ج۱۰، نمبر۹ ص۳۳ تا بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء) میں جو جو حوالہ جات ریویو آف ریلیجنز کے دیئے ہیں وہاں بھی ان کی مراد جزوی وظلی نبی کی تھی۔ میری سمجھ میں اگر غلطی نہیں تو مرزا قادیانی کی بعض بعض تصانیف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ جزوی وظلی نبوت کے مدعی تھے۔ مگر بعض بعض ان کے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کامل نبی بلکہ اکمل نبی وافضل الرسل تھے۔ آپ مہربانی کر کے ان پر بھی روشنی ڈالیں اور مسلمان پبلک کو اپنے عقیدہ سے مطلع فرماویں۔ وہو ہذا!

اوّل: الہام مرزا قادیانی مندرجہ (براہین احمدیہ ص۵۱۱، خزائن ج۱ ص۶۱۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) ’’قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحی الیّ ‘‘ (ترجمہ) کہہ دے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی آتی ہے۔ یہ وحی سرٹیفکیٹ ہے جس نے محمد ﷺ کو کامل نبی ورسول بنایا۔ جب یہ الہام اسی خدا کی طرف سے ہے تو پھر مرزا قادیانی

کیوں کامل نبی نہیں یا یہ زعم غلط ہے کہ یہ آیت مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل ہوئی ہے۔ آپ فرماویں کہ آپ کا کیا اعتقاد ہے کہ یہ آیت مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل ہوئی تھی۔

دوم: الہام مرزا قادیانی (براہین احمدیہ ص۵۰۶، خزائن ج۱ص۶۰۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) ''**وما ارسلناک الّا رحمة للعالمین** '' ہم نے تجھ کو دونوں جہانوں کی رحمت کر کے بھیجا ہے۔ جب محمد رحمت العالمین تھا تو کامل نبی تھا۔ جب اسی خدا نے مرزا قادیانی کو رحمۃ العالمین کا عہدہ عنایت کیا تو پھر مرزا قادیانی کیوں کامل نبی محمد جیسی نہیں۔

سوم: الہام مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۸۵۵، خزائن ج۳ص۵۶۵) ''**قل یا ایها الکفار انی من الصادقین** '' یعنی کہہ دے کہ اے منکرو! میں صادقوں میں سے ہوں۔'' صادقین سے کیا مراد ہے اور کفار سے کون لوگ مراد ہیں۔

چہارم: الہام مرزا قادیانی (براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ا ص۵۹۳) ''**هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله** یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچے دین کے ساتھ تاکہ سب ادیان پر غالب ہو جاوے۔'' اس رسول سے کون رسول مراد ہے۔ کون سے دین حق کے ساتھ آیا، کون سے باطل دینوں پر غالب آوے گا۔

پنجم: مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶، ۴۰۷) میں لکھتے ہیں: ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔''

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے تو ان کی خاص نبوت ثابت ہوتی ہے۔ جو امت محمدیہ صحابہ کرام سے لے کر مرزا قادیانی تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ ہم ان کو ایک مجدد مانتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے مجددین گزرے ہیں اور مرزا قادیانی کی نبوت ہی جزوی نبوت تھی اور آپ کا اس رسالہ کے (ص۱۲) پر یہ لکھا کہ ہم ان کو (مرزا قادیانی کو) اسی طرح پر جزوی وظلی نبی مانتے ہیں۔ جو جزئی اور ظلی نبوت کو اکمل اور اتم رنگ میں آپ کو دی گئی ہو۔ مگر اس کا دروازہ سب اولیاء امت سب مجددین کے لئے کھلا ہے۔

آپ تو فرماتے ہیں کہ اس جزوی نبوت کا دروازہ سب اولیائے امت سب

مجددین کے لئے کھلا ہے اور مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اولیاء اور ابدال اور اقطاب جو ۱۳سو برس تک گزر گئے۔ ان میں نبی کا لقب سوا میرے اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔

اب اس تضاد اور اجتماع نقیضین جو نفی واثبات میں ہوتا ہے۔ اس کا آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی تو فرماتے ہیں کہ صرف امت محمدیہ میں مجھ کو ہی نبوت ملی اور آپ اور آپ کی جماعت یہ کہتے ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت اولیاء امت اور مجددین کی سی تھی۔ جیسا کہ ہمیشہ مجددین واولیاء امت ہوتے ہیں۔ انہیں جیسے ایک مرزا قادیانی تھے۔ اب مرزا قادیانی کا فرمانا سچا مانا جاوے یا آپ کا؟

ششم: محمد ﷺ کی بعثت ثانی کا جو مسئلہ مرزا قادیانی نے ایجاد کیا ہے اس کی نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ پہلے محمدؐ عرب میں پیدا ہوئے اور بعثت ثانی میں قادیان میں پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی عین محمدؐ تھے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''چونکہ میں اس کا (خدا کا) رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔'' (نزول مسیح ص۲،۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰،۳۸۱) میں لکھتے ہیں: ''میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔''

پھر ایک (غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۵) میں لکھتے ہیں: ''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔''

مرزا قادیانی کی ان عبارات سے ثابت ہے کہ وہ جمیع کمالات محمدیہ کے مظہر تھے تو پھر یہ بات کیونکر صحیح ہے کہ مرزا قادیانی کامل نبی نہ تھے۔ کیا محمد کامل نبی نہ تھا۔ جو اس کا مظہر کامل نہ ہو۔ کیا محمد صاحب شریعت نہ تھا۔ جو اس کا مظہر صاحب شریعت نہ ہو۔ کیا محمد ظلی وبروزی نبی تھا۔ جو اس کے مظہر کو ظلی نبی کہا جاوے۔ جب یہ اعتقاد ہے کہ محمدؐ بعینہٖ قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوا تو پھر شریعت کیوں اس سے چھینی گئی۔ عرب میں بعثت اوّل میں تو اس قدر بہادر کہ تھوڑے عرصہ میں تمام عرب زیر نگین کر لیا اور بعثت ثانی میں ایسا کمزور کہ آریوں کو عدالت میں کھینچا جاوے اور اس کو بیٹھنے کی بھی اجازت نہ ہو انصاف سے بولو کہ ایسی ایسی بازیچہ طفلاں کی دلائل سے اسلام کو بدنام کرنا اور محمدؐ کی سخت ہتک کرنا ہے یا نہیں۔ فقط والسلام

(ماہنامہ تائید اسلام لاہور ج۲ نمبر۹ ص۱تا۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قادیانی ظلی و بروزی نبوت کی بدعت

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین! ظلی نبی، بروزی نبی، غیر حقیقی نبی، مجازی نبی، تمثیلی نبی، استعاری نبی، امتی نبی، غیر مستقل نبی، جزوی نبی، اشتراکی نبی، نقلی نبی، مختاری، فنافی الرسول نبی، متبع نبی، اوتاری نبی۔ وغیرہ وغیرہ! سب اقسام نبوت کے پہلے کذابوں مدعیان نبوت کے من گھڑت ڈھکوسلے ہیں اور مرزا قادیانی نے بھی انہیں کی تقلید میں نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کی کتابیں انہی دعاوی سے بھری پڑی ہیں اور اب دونوں جماعتوں یعنی محمودی جماعت قادیانی ولاہوری جماعت خواجہ کمال الدین ومولوی محمد علی والی کے باہمی تحائف (جنگ وجدل) کے باعث ہر ایک جماعت کی طرف سے مرزا قادیانی کی کتابوں سے چھانٹ چھانٹ کر مرزا قادیانی کی نبوت کے دعوے شائع ہو رہے ہیں۔

لاہوری جماعت تو کہتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو مجدد مانتے ہیں اور ظلی وبروزی نبی نام رکھتے ہیں۔ مگر قادیانی جماعت اس کے برخلاف مرزا قادیانی کو مستقل نبی یقین کرتی ہے۔ چونکہ قادیانی جماعت بالکل کھل کھیلی ہے اور یہ اپنا نبی الگ کر کے تمام مسلمانوں کو کافر جانتی ہے۔ اس لئے اب ان سے بحث صرف اس بات پر ہوسکتی ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی نبوت کس نص شرعی سے ثابت کریں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ صریح نص قرآنی خاتم النّبیین کے خلاف ہے اور صحیح حدیث لانبی بعدی کی تکذیب کرتا ہے۔

اور حدیث: ''سیکون فی امتی ثلاثون کذّابون دجّالون کلّھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین'' کی تصدیق کرتا ہے۔ یعنی امتی نبی جو مرزا قادیانی ہوئے تو اس پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ کو مرزا قادیانی نے خود دعویٰ نبوت کر کے سچا کر دیا۔ کیونکہ اس حدیث میں صاف لکھا ہے کہ مدعیان کذابون امتی بھی ہوں گے۔ یعنی یہ بھی ساتھ ساتھ کہتے جاویں گے کہ ہم محمد ﷺ کی امت ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاویں گے کہ ہم خود بھی نبی ہیں۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہیں:

۱...... امت محمدی میں سے تیس جھوٹے نبیوں کا مدعی نبوت ہونا۔

۲...... جو امتی ہو کر دعویٰ نبوت کرے وہ دجال وکاذب ہے۔

۳...... خاتم النّبیین کی تفسیر اور معانی معلوم ہوگئے کہ رسول اللہ ﷺ نے خاتم النّبیین کے معنی ''لانبی بعدی'' کئے ہیں۔ مہر وغیرہ تاویلات مرزائیہ بالکل باطل اور غلط ہیں۔ کیونکہ

ایک دوسری حدیث میں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ میرا بیٹا ابراہیم اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا اور چونکہ میں خاتم النّبیین ہوں، اس واسطے حضرت ابراہیم بچپن میں ہی فوت ہوگیا۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ کا کسی رجل کا باپ نہ ہونا ’’لانبی بعدی‘‘ کی دلیل ہے۔ وہ حدیث یہ ہے: ’’لوکان ابراهیم حیاً لکان نبیاً‘‘ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ اس واسطے خدا نے اس کو زندہ نہ رکھا۔

پس ثابت ہوا کہ کسی قسم کا نبی بعد حضرت محمد ﷺ کے نہیں ہوگا۔ ہاں! ظلی وبروزی وغیر حقیقی وغیرہ وغیرہ ہوتے رہیں گے جو کہ کاذب ہوں گے۔ کیونکہ ظل اور بروز کا بھی حقیقی وجود نہیں ہوتا۔ جب اصل نہیں ہوتا تو ظل بھی نہیں ہوتا۔ یہ روزمرہ کا تجربہ ہے۔ پس ظل کے معنی بھی جھوٹے وجود کے ہیں جو کہ کاذب کے ہم معنی ہے۔

پہلا امر تو بالکل ثابت ہے اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ مخبر صادق ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق ہمیشہ امت محمدی میں سے مدعی نبوت ورسالت ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ رسول ﷺ نے خود مسیلمہ کو کذاب فرمایا۔ چنانچہ مسیلمہ کی طرف جو خط دربار رسالت سے لکھا گیا۔ اس میں صاف لفظوں میں مسیلمہ کو کذاب فرمایا۔ اگر جزوی نبوت جائز ہوتی تو رسول اللہ مسیلمہ کی شراکت جائز رکھتے اور ایسا ہی اسود عنسی کو حضرت محمد ﷺ نے خود کاذب فرمایا۔ حالانکہ اس نے حج بھی کیا تھا اور مرزاقادیانی حج سے محروم رہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ سوا حقیقی نبوت کے سب قسم کی نبوتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور ان کا مدعی کاذب ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ نے امتی نبوت کے مدعیان کو یہ سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ دجالون کذابون ہوں گے اور افراد امت میں سے خواہ کیسے بلند مرتبہ کا کوئی آدمی ہو، نبی کا لقب نہیں پاسکتا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ نے مرزاقادیانی کی تمام تاویلات کو ردی کر دیا۔

مرزائیوں کی دلیل اوّل یہ ہے کہ محمد ﷺ کی امت سے اگر نبی ہوں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان بلند ہوتی ہے کہ جس کی یونیورسٹی سے نبی تیار ہوکر نکلتے ہیں۔ جس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل ایسی ردی ہے کہ جس کے ماننے سے دنیا بھر کے مذاہب سے اسلام ناکارہ اور ردی مذہب ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جس مذہب کی پیروی میں کروڑوں بندگان خدا ہوں اور بانی مذہب کا فرض ہو کہ نبی بنا کر کے دنیا میں پھیلاوے اور طالب علم ڈگریاں حاصل کریں اور نبی ورسول بن کر دنیا کی سٹیج پر آویں۔

مگر تیرہ سو برس تک ایک نبی بھی تیار نہ ہوا اور صرف مرزا قادیانی غلام احمد قادیانی رسولی یونیورسٹی سے پاس ہوکر نبی بنائے جائیں، کس قدر نالائقی پرنسپل کی اور یونیورسٹی کے ردی ہونے کی دلیل ہے یا یہ ماننا پڑے گا کہ مسیلمہ سے لے کر مرزا قادیانی تک سب کے سب کذابون سچے نبی تھے اور نعوذ باللہ! رسول ﷺ نے نبی کے معنی دجال وعیسیٰ کی مانند نہ سمجھے اور ناحق مسیلمہ واسود عنسی کو قتل کرایا اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی نعوذ باللہ! غلطی کی کہ ان دونوں مدعیان نبوت ورسالت کو بمعہ ان کے مریدوں کے جو لاکھوں کی تعداد میں تھے، قتل کرایا۔ کیونکہ یہ تو حسب قاعدہ مقررہ مرزا قادیانی فسٹ کلاس کے پاس کردہ طالب علم تھے اور رسالت کی یونیورسٹی کا امتحان پاس کر کے نبوت کی ڈگری پائی تھی اور بقول مرزا قادیانی یہ تو مرزا قادیانی کی طرح محمد ﷺ کی شان نبوت کے دوبالا کرنے والے تھے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ بقول مرزا قادیانی نبی گر تھے۔

ناظرین! مرزا قادیانی کی ہر ایک بات معجزہ ونشان آسمانی ہے اور اسی واسطے مرزا قادیانی خلاف محاورات اہل زبان من گھڑت محاورات بنالیتے ہیں تو وہ بھی نشان آسمانی ہے، کوئی فارسی دان بتا سکتا ہے کہ نبی گر کا لفظ کسی اور کتاب میں بھی ہے اور علاوہ خلاف محاورہ ہونے کے شرک بھی ہو۔ کیونکہ نبیوں اور رسولوں کے بنانے والا صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ کیونکہ نبوت وہبی ہے کسبی نہیں کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو کسبی طور پر نبی بنا سکے۔

پس ثابت ہوا کہ یہ قادیانی ڈھکوسلا کہ محمد ﷺ نبی گر تھے۔ صرف غلط ہی نہیں بلکہ شرک وکفر کا کلمہ بھی ہے۔ علاوہ برآن ایسا نبی گر کہ ۱۳سو برس کے بعد ایک نبی بناوے۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

اب کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ محمد ﷺ کی اس میں کسر شان نہیں ہے کہ نبی گر ہو اور پھر ۱۳سو برس میں ایک نبی بھی نہ بنا سکے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود دوسری طرف فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ مثیل موسیٰ تھے اور مماثلت تام تب ہی ہوسکتی ہے کہ امت موسوی کی مانند امت محمدی ﷺ میں بھی نبی ہوں۔ مگر اس جگہ خود اپنی تردید کر گئے ہیں کہ ۱۳سو برس میں ولیوں اور

اولیاؤں اور قطبوں میں سے کوئی شخص نبی کے نام پانے کا سواء میرے مستحق نہ ہوا۔

پس اس مماثلت کے نہ ہونے سے موسیٰ کی شان کس قدر بلند ہے کہ اس کی امت میں اس کے مرنے کے بعد ایشوع نبی اس کی امت میں سے مبعوث ہوا اور پھر لگاتار حضرت عیسیٰ تک نبی آتے رہے۔ اب کس طرح کوئی مسلمان مرزا قادیانی کے اس ڈھکوسلے کو مان لے کہ محمد ﷺ مثیل موسیٰ تھے اور باوجود نبی گر ہونے کے ۱۳سو برس میں صرف ایک ہی نبی بنایا اور موسیٰ نے اسی عرصہ میں ہزاروں نبی بنائے۔ اب مقابلہ کر کے دیکھو کہ دو نبی گروں میں جس نبی نے بہت نبی بنائے وہ افضل ہے یا جس نے صرف ایک نبی بنایا وہ افضل ہے۔ سچ ہے:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دارد　　　میلش اندر بدعت وشوخی دہد

دوم: مثیل ومماثل میں اشتراک صفات ہوا کرتی ہے جس کو وجہ مشبہ بولتے ہیں۔ پس جس میں وجہ شبہ کم ہو وہ کسی طرح افضل نہیں ہوسکتا۔ اگر مرزا قادیانی کا ڈھکوسلہ مانا جاوے تو نبی گری میں موسیٰ بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام محمد ﷺ سے افضل ثابت ہوگا۔

سوم: محمد ﷺ کی اگر مماثلت تامہ نبیوں کے ہونے میں ہونی ہوتی اور منشاء ربی یہی ہوتا تو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ تم کو کتاب دی اور پے درپے تمہارے بعد نبی بھیجتے رہیں گے تو محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی فرمایا جاتا کہ تیرے بعد نبی آئے گا۔ اگر ارادہ الٰہی ہوتا کہ موسیٰ کی طرح محمد ﷺ کے بعد بھی نبی آویں تو خاتم النّبیین نہ فرمایا جاتا ’’وقفینا من بعده الرسل ‘‘موسیٰ کی طرح فرمایا جاتا۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ ہی ایشوع نبی مبعوث ہوا تھا۔ محمد ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ مگر مشاہدہ ہے کہ ۱۳سو برس تک کوئی نبی نہ ہوا اور نہ امتی ہوکر کسی نے اپنے آپ کو نبی کا لقب دیا اور امتی بھی رہا۔

پس ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کی شریعت کے واسطے جو نبی آتے تھے۔ وہ موسوی امت کی کجروی اور بداعتقادی کے باعث آتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی امت چونکہ خیرالامم ہے اور اپنے عقائد اور عشق رسول اللہ ﷺ میں کامل ہے اور ہر زمانہ میں ایسے کامل مطیع فرمان ہیں کہ گویا زندہ رسول ان میں موجود ہے۔ اس لئے بھی ان میں بار بار نبی آنے کی ضرورت نہیں اور یہ شرف اسی امت محمدی کے نصیب تھا کہ ۱۳سو برس کے گزرنے پر بھی وہ اپنے رسول ﷺ کے ایسے جان نثار اور سچے عاشق ہیں کہ عشق رسول اللہ میں کسی کی شرکت روا نہیں رکھتے چاہے کیسا ہی کوئی مدعی پیدا ہو۔ جب اس نے دعویٰ نبوت کیا اسی وقت اس کو

گندے عضو کی طرح کاٹ کر امت محمدی سے الگ کر دیا۔

کیونکہ محبت کا تقاضا ہے کہ ایک دل میں ایک ہی نبی ورسول کی محبت ہوسکتی ہے۔ جب کہ ایک غلام دوآقا کی تابعداری نہیں کرسکتا اور ایک عورت دو خاوند نہیں کرسکتی۔ ایک انسان دوخدا کی خدائی نہیں مان سکتا تو ایک امتی دونبیوں کا امتی بھی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ایک نبی ایک امر کو حرام قرار دے گا تو دوسرا نبی اس کو حلال قرار دے گا۔ خلافت اسلامی ان کا یعنی کذابوں مدعیان نبوت کا قلع قمع کرتی آئی ہے۔

ایسی راسخ اعتقاد امت میں خاتم النّبیین کے بعد کسی قسم کے نبی کا آنا امت کو یہودی صفت بناتا ہے کہ جیسا یہودیوں میں پے درپے نبیوں کی ضرورت تھی۔ ویسے ہی اس امت مرحومہ میں نبیوں کی ضرورت ہے تو پھر خیرالامم نہیں رہتی۔ یہ اسی امت کی خصوصیت ہے اور اسی امت کو یہ مرتبہ عالی حاصل ہوا ہے کہ اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند محافظ ومبلغ یعنی تبلیغ کرنے والے دین محمدی چلے آتے ہیں اور نبی کا لقب نہیں پاتے۔ جب کسی کاذب نے سر اٹھایا اسی وقت کچلا گیا۔

پس بعد محمد رسول اللہ کے امتی نبی کی خواہش کرنی یا اس کی پیروی کرنی یہود سے مماثلت حاصل کرنی ہے اور خیرالامت سے خارج ہونے کی علامت ہے۔ محمد رسول اللہ کی حدیث: **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** نص صریح بتارہی ہے کہ کسی قسم کا نبی محمد رسول اللہ کے بعد نہ ہوگا اور ۱۳سو برس تک خداتعالیٰ نے اس وعدہ کو نہیں توڑا۔

چہارم: اگر غیرتشریعی نبی بعد حضرت رسول اللہ ﷺ کے کوئی آنا ہوتا تو محمد ﷺ کو خاتم النّبیین نہ فرمایا جاتا۔ خاتم المرسلین قرآن میں فرمایا جاتا۔ کیونکہ رسول صاحب کتاب اور صاحب شریعت ہوتا ہے۔ یعنی نبی ورسول میں یہ فرق ہے کہ رسول نبی بھی ہوتا ہے اور رسول بھی اور نبی رسول نہیں ہوتا۔ پس اگر نبیوں کا آنا بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جائز ہوتا تو پھر خداتعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین نہ فرماتا، خاتم المرسلین فرماتا۔

مرسل کی تعریف شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ فرمائی ہے کہ ان کا نام مرسل اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ ان کو بادشاہوں کے ایلچیوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ جو رعایا کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ سلاطین کی امرونہی کی ان کو اطلاع کرتے ہیں۔ (حجۃ البالغہ اردو ص۱۰۸) مگر چونکہ خاتم النّبیین فرمایا اس لئے ثابت ہوا کہ کسی قسم کا نبی بعد محمد ﷺ کے پیدا نہیں ہوسکتا۔

پنجم: حضرت ہارون شریعت موسوی کے غیرتشریعی نبی تھے۔ جب محمد رسول اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے مگر وہ نبی تھا تو نبی نہیں۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت محمدی میں غیرتشریعی نبی کا لقب کوئی نہیں پاسکتا۔ اگر نبی کہلانا بعد محمد کے جائز ہوتا تو پہلے حضرت علی غیرتشریعی نبی ہوتے۔ اس جگہ مرزا قادیانی ایک اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی ورسول ہے۔ وہ کیوں بعد محمد ﷺ کے آوے گا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نبوت ورسالت محمد رسول اللہ سے پہلے مل چکی ہے اور وہ پیدا بھی پہلے ہو چکا ہے۔ اس کا نبی ہونا خاتم النّبیین کے مخالف نہیں۔ یہ اعتراض ہر ایک مفسر نے لکھا ہے اور یہی جواب دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ پہلے نبی ہو چکے تھے۔ جیسا کہ دوسرے نبی آدم سے عیسیٰ علیہم السلام تک اسی واسطے حضرت عیسیٰ کا دوبارہ اصالتاً نزول رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تاکہ خاتم النّبیین پر اعتراض نہ ہو۔ اس کی مثال ایسی سمجھو کہ چار لاٹ صاحب ہیں اور چاروں اسامیاں پر ہو چکی ہیں۔ یعنی چاروں لاٹ مقرر ہو چکے ہیں اور چہارم بڑا لاٹ ہے اس کے پاس گورنمنٹ کا حکم ہے کہ اب آئندہ کوئی نیا لاٹ صاحب مقرر نہ ہوگا۔ مگر ایک لاٹ صاحب ان تینوں میں سے چہارم لاٹ صاحب کے ماتحت حاکم بن کر آوے گا اور وہ لاٹ صاحب جو آنے والا ہے، ابھی مرا نہیں۔ اس سپیشل ڈیوٹی کے واسطے اس کو کسی اور ملک میں رکھا ہوا ہے اور وقت معینہ پر وہ آوے گا تو اس آنے کے معنی کوئی عقلمند یہ نہیں کرے گا کہ اس لاٹ صاحب کے آنے سے وہ شرط گورنمنٹ کی ٹوٹ گئی کہ بڑے لاٹ صاحب کے بعد کوئی لاٹ مقرر نہ ہوگا۔ کیونکہ نیا لاٹ تو مقرر نہیں ہوا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دوبارہ جدید نبی کی بعثت نہیں کہ خاتم النّبیین کے برخلاف ہو۔ وہ رسول تو پرانا رسول ہے جس کے واسطے مخبر صادق نے بعثت کا لفظ اسی واسطے نہیں فرمایا تاکہ شبہ نہ ہو کہ کوئی نیا نبی آوے گا۔ بلکہ نزول کا لفظ اور رجع کا لفظ فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری جس کا رفع ہوا ہے وہی آئے گا۔

درمنثور میں حدیث رسول اللہ ﷺ ہے: ’’**قال للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة**‘‘ یعنی رسول اللہ ﷺ نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ نہیں مرا تحقیق وہ تمہاری طرف واپس آنے والا ہے قیامت سے پہلے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا نازل ہونا خاتم النّبیین کے برخلاف نہیں ہے۔

دوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس تنازعہ کا فیصلہ کیا ہوا ہے جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت عیسیٰ کا نزول اصالتاً ہوگا۔ ’’عن عائشة قالت قلت یا رسول الله انی اریٰ اعیش بعدک فتاذن ادفنه الی جنبک فقال وانّی لی بذالک الموضع ما فیه الّا موضع قبری وقبر ابی بکروعمر وعیسیٰ ابن مریم‘‘ (ابن عساکر) (ترجمہ) فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ میرے پاس تو ابوبکر وعمر وعیسیٰ بیٹے مریم کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں۔

اس کے ساتھ یہ حدیث بھی ملاؤ۔ ’’عن عبدالله ابن سلام یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول الله وصاحبیه‘‘ یعنی عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ دفن ہوں گے عیسیٰ ابن مریم، رسول اللہ کے مقبرہ میں اور اس کی قبر چوتھی قبر ہوگی۔ (اخرج البخاری فی تاریخہ)

ناظرین! ایک قبر کی جگہ ابھی تک خالی ہے اور اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ابھی تک مرے نہیں زندہ ہیں۔ اب ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا نزول اصالتاً موعود ہے اور مرزا قادیانی کی تاویل باطل ہے کہ بروزی نزول ہوگا۔ جب اصالتاً نزول ثابت ہے تو پھر یہ اعتراض نہ رہا کہ حضرت عیسیٰ کا آنا خاتم النّبیین کے خلاف ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے پیدا ہوئے۔

اس جگہ ایک اور اعتراض مرزائی صاحبان کیا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیوں نبوت چھینی جاوے۔ اس کا کیا قصور ہے کہ نبوت سے معزول ہو؟

جواب اس کا یہ ہے کہ جب تک کسی حدیث سے یہ نہ نکالو کہ حضرت عیسیٰ سے نبوت چھینی جائے گی اور معزول ہوکر آوے گا تب تک یہ اعتراض لغو بہتان وافترا اور حدیثوں میں تحریف کا حکم رکھتا ہے۔ پہلے یہ الفاظ معطل یا معزول کے کسی حدیث سے دکھاؤ۔ پھر اعتراض کرو، ورنہ دھوکہ دہی سے خوف خدا کرو۔ خود تو مرزا قادیانی نبی بنتے ہیں جو صریح خاتم النّبیین کے برخلاف ہے اور حضرت عیسیٰ کے امتی نبی ہونے پر اعتراض کریں۔ کس قدر زبردستی ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے اور امتی ہونے میں کیا حکمتیں ہیں۔ آؤ ہم بتائیں:

اوّل: نزول عیسیٰ علیہ السلام میں یہ حکمت ہے کہ عیسائیوں کا زعم باطل ثابت ہو کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ پیدا ہوئے تھے، خدا تھے یا خدا کا بیٹا تھے۔ کیونکہ جب وہ خود اصالتاً نزول فرما کر عیسائیوں کے اس عقیدہ الوہیت کی خود تردید کر دیں گے تو پھر ہر ایک عیسائی اس باطل عقیدہ سے تائب ہوگا۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے: ''**الا لیؤمنن بہ قبل موتہ**'' یعنی حضرت عیسیٰ کے مرنے سے پہلے سب اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ اس آیت قرآن سے بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے۔

دوسری حکمت: یہ ہے کہ شان محمد ﷺ دنیا پر ظاہر ہو کہ ایک اولوالعزم رسول یعنی عیسائیوں کا خدا محمد رسول کا نائب ہو کر اس کی شریعت کے ماتحت آتا ہے تاکہ لوگ قیاس کریں کہ محمد ﷺ کی اپنی شان کس قدر بلند ہوگی جس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح کوئی بادشاہ کسی گورنر کی عزت افزائی کے واسطے کسی دوسرے گورنر کو اس کی زیر کمان کر کے بھیجے اور مؤخر الذکر مقدم الذکر کا فرمان بردار بھی ہو اور خود بھی گورنر ہو۔ مگر دل کے اندھے جن کے آئینہ خاطر کو فلسفہ اور الحاد اور محالات عقلی کے گرد و غبار نے تیرہ و زنگ آلود کر دیا ہو۔ ان کو یہ شان محمدی نظر نہیں آتی اور احول کی طرح جس طرح اس کو ایک چیز دو نظر آتی ہے۔ اس تیرہ بخت کو بھی یہ شان اور علو درجات محمد ﷺ نظر نہیں آتی۔ سچ ہے:

کسے بدیدہ انکار چوں نظر بکند نشان صورت یوسف دہد بہ ناخوبی

مثیل مسیح کے مدعی کو اپنے اصل مماثل کی نبوت کے چلے جانے کا فکر لاحق ہوا اور محمد ﷺ کی غلامی کے فخر کا تاج اس کے خود سر کو پسند نہیں آتا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ کی نبوت کے بچانے کے واسطے غلامی چھوڑ کر آقا خود بن بیٹھا۔ پس اس اندھیرے اور سیاہ قلب میں شان محمد اب کس طرح جلوہ گر ہو سکتی ہے۔ اس واسطے ایسے ایسے باطل اعتراضات سینہ پر کینہ سے نکلتے ہیں جو بالکل غلط ہیں۔ کیا یہ فنافی الرسول کے دعویٰ میں جھوٹا نہیں ہے کہ عاشق محمد ﷺ ہو اور مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہو۔ اگر سچا عاشق ہوتا تو محمد ﷺ کا دروازہ چھوڑ کر عیسیٰ کا مثیل نہ بنتا۔

تیسری حکمت: اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام میں یہ ہے کہ عیسائیوں کو معلوم ہو جاوے کہ لو تمہارا زعمی خدا جس کو تم نے خدا سمجھ رکھا تھا وہ ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا ایک جرنیل ہے اور امت محمدی میں ہونا اپنا فخر جانتا ہے۔

چوتھی حکمت: یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو دعا ہے اس کی قبولیت بھی عوام پر ظاہر ہو اور حضرت عیسیٰ کی دعا یہ ہے: ''اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم (عیسیٰ علیہ السلام) کو

قیامت کے دن اپنے رسول (محمد) کی امت میں ہونا نصیب فرما۔‘‘ (انجیل برنباس فصل۲۱۲ص۲۹۴)

اب شان حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ کی معلوم ہوئی کہ ایک اولوالعزم رسول صاحب کتاب اس کے امتی ہونے کا فخر حاصل کرنے کے واسطے دعا کرتا ہے اوراس طرف امت محمدی میں سے ایسے بھی بے ادب فرد ہیں کہ غلامی محمد چھوڑ کر خود نبی بنتے ہیں اورعین محمد ہونے کی ہوس میں یہ باطل عقیدہ اسلام میں داخل کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی بعثت ثانی قادیان میں ہوئی اورپہلی بعثت عرب میں ہوئی تھی جو کہ عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ بعثت ثانی کا ڈھکوسلا تناسخ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا محمد ﷺ کا جسم مبارک بعثت ثانی میں مرزا قادیانی کے جسم میں داخل ہوا تھا تو یہ تداخل ہے اورتداخل کل عقلاء کے نزدیک باطل ہے۔

اگر روح پاک محمد ﷺ مرزا قادیانی کے بدن میں داخل ہوا تو یہ تناسخ ہے جوکہ صریح باطل ہے اوراگر اوتار کے طور پر ہے اور یہ اوتار کا مسئلہ جس کو مرزا قادیانی بروز سے نامزد کرتے ہیں ایسا باطل ہے کہ ہندو آریہ خود اس سے انکار کرتے ہیں۔ اگر بعثت ثانی سے مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی محمد ﷺ کی صفات سے متصف تھے تو یہ بسم اللہ ہی غلط ہے کہ مرزا قادیانی صفت شجاعت سے بالکل عاری تھا اورمحمد ﷺ اوّل درجہ کا بہادر وشجاع تھے اور یہ صفت ایسی ضروری ہے کہ حکما وفلاسفر جوکسی مذہب کے پابند نہیں انہوں نے بھی شجاعت کو فضائل اربعہ میں جوان کی شریعت جس کو وہ نظام بولتے ہیں، داخل کیا ہوا ہے۔

مگر مرزا قادیانی کل شجاعوں اور بہادوں کو خونی ووحشی وبداندیش کا لقب دیتے ہیں۔ اب مسلمان خود فیصلہ کرلیں کہ یہ بعثت ثانی قادیان میں محمد ﷺ کی ہے یا کسی پرلے درجہ کے بزدل کی جو اپنے سلف صالحین کو وحشی وخونخوار کے نام سے یاد ہی نہیں کرتا بلکہ شقاوت ازلی کا ثبوت دیتا ہے کہ نعوذ باللہ! رسول پاک ﷺ وصحابہ کرام ؓ اس کی بدزبانی سے نہیں بچے۔ مگر بایں ہمہ بے ادبی وگستاخی مدعی ہیں کہ میں مجدد ونبی ومسیح موعود ہوں:

باطل است آں چہ مدعی گوید

چونکہ حدیثوں میں اصالتاً نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نبی ناصری کا موعود ہے اورظل وبروز کا لفظ کسی حدیث میں نہیں ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ میں مسیح موعود وظلی نبی اللہ ہوں بالکل غلط ہے یا کسی حدیث میں بروزی نزول دکھادیں اور ہم ایک سو روپیہ انعام اس مرزائی کو دیں گے جو کسی حدیث میں ظل وبروز کا لفظ دکھادے مسلمانوں کو جو ناواقف ہوں

ان کودھوکہ دینا اور غلط بیانی سے مرزا قادیانی کی نبوت ومسیحیت منوانا مناسب نہیں۔ میدان میں آئیں اور کوئی حدیث بتائیں جس میں حضرت عیسیٰ کا بروزی نزول مذکور ہو اور انعام بھی لیں جب مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ثابت ہو جائے گا تو پھر ان کی نبوت خود ثابت ہو جائے گی۔ بلادلیل یہ کہنا کہ چونکہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اس لئے نبی اللہ ہیں دعویٰ بلادلیل ہے۔

باقی رہے عقلی اعتراضات کہ عیسیٰ اصالتاً نہیں آسکتے اور مرگئے اور جو مرجاوے واپس نہیں آسکتا۔ یہ وہی کذابوں مدعیان مسیحیت کی باتیں ہیں۔ ''ابراہیم بزلہ نے دسویں صدی ہجری میں دعویٰ کیا کہ عیسیٰ مرچکے اور عیسیٰ ابن مریم ہونے کا خود مدعی ہوا۔ یعنی وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح کہتا تھا کہ عیسیٰ تو مرچکا وہ واپس نہیں آسکتا۔ میں ہی عیسیٰ بن مریم ہوں۔ جس کے نزول کی پیش گوئی حدیثوں میں ہے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۱۶۱)

شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ۱۸۹۹ء میں مسٹر وارڈ نے لندن میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ (اخبار ایڈووکیٹ مؤرخہ ۷/اکتوبر ۱۸۹۹ء)

جزیرہ جمیکا میں ایک حبشی نے دعویٰ کیا کہ میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہوں۔

(اخبار ایڈووکیٹ مؤرخہ ۷/اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ادھر مرزا قادیانی بھی مدعی ہیں کہ میں عیسیٰ بن مریم ہوں اور چونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ جو شخص جس امر کی کوشش کرتا ہے تو ضرور لوگ جن میں باطل پرستی کا مادہ ہوتا ہے، مدعی کے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل ردی اور باطل دلیل ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کے لوگ مرید ہوئے اس واسطے وہ سچے تھے۔ کیونکہ سب کذابون مدعیان کے مرید مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہوتے رہے۔ تذکرۃ المذاہب میں لکھا ہے کہ: ''بہبود زنگی کاذب مدعی نبوت کے پانچ کروڑ پانچ لاکھ مرید تھے۔'' کیا وہ سچا تھا؟

مسیلمہ کے مرید پانچ ہفتہ میں لاکھ سے زیادہ ہوگئے تھے اور مرزا قادیانی کے پانچ برس میں بھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ کیا مسیلمہ سچا نبی تھا؟ مرزا قادیانی خود مانتے ہیں کہ ۱۹۰۲ء میں ڈوئی صاحب نے امریکہ میں دعویٰ رسالت ونبوت کیا۔ اس کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ بقول مرزا قادیانی ''سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اس کے قبضہ میں تھا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۷۶، خزائن ج۲۲ ص۵۱۲) ''ڈاکٹر ڈوئی اس ملک (امریکہ) میں نہایت معززانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۷۵، خزائن ج۲۲ ص۵۱۱)

اب تو مرزا قادیانی کے اقرار سے ثابت ہے کہ ڈوئی صاحب کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ مرزا قادیانی کو ہرگز نصیب نہ ہوئی۔ مرتے دم تک چندے مانگتے رہے۔ کبھی لنگر کے خرچ کا چندہ مانگا جاتا تھا، کبھی مقبرہ بہشتی بیچ کرنے کا اشتہار تھا، کبھی تعمیر منارہ کا چندہ، کبھی توسیع مکان کا چندہ۔ مگر پھر بھی یہ مالی ناکامیابی کہ بیوی کے پاس زمین وباغ گروی کردیا۔ اگر کہو کہ ڈوئی صاحب مرگیا تو مرزا قادیانی خود بھی مرگئے۔ یہ کیا دلیل ہے کہ چونکہ وہ پہلے مرگیا۔ اس واسطے جھوٹا تھا۔ اس دلیل سے خود مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم ومولوی محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری سے پہلے فوت ہوگئے۔

پس معلوم ہوا کہ صداقت کا معیار مریدوں کا زیادہ ہونا یا دنیاوی جاہ وحشم کا ہونا نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی جاہ وحشم کو قبول نہیں فرمایا۔ الفقر فخری فرمایا کہ فقر میرا فخر ہے۔ صداقت کا نشان تعلیم توحید ہے جو کہ خاصہ انبیاء علیہم السلام۔ پس کاذب کا نشان یہی ہے کہ اس کی تعلیم توحید کے برخلاف ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کی تعلیم بھی مشرکانہ ہے کہ ان کے الہام ان کو کبھی خدا، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی خدا کی اولاد، کبھی خدا کے پانی (نطفہ) سے بتاتے ہیں۔ اس لئے وہ کبھی سچے نبی ورسول نہیں ہوسکتے۔

اگر کہو کہ مرزا قادیانی کی تعلیم میں توحید بھی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ شربت کے پیالہ میں اگرچہ تمام شربت پاک ہوتا ہے۔ لیکن اگر پیشاب کا ایک قطرہ اس میں پڑ جاوے تو تمام پیالہ کا شربت پلید وقابل نفرت ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر مرزا قادیانی کے دفتر توحید کے سلف صالحین کی کتابوں سے نقل کریں یا خود لکھیں اور ایک دو ان کے الہام شرک وکفر کے ہوں تو ان کی تمام تحریرات توحید کو لے ڈوبیں گے۔

بھلا یہ کون سا اسلام ہے کہ مرزا قادیانی (اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳) پر لکھتے ہیں کہ: ’’خدا نے مجھ کو الہام کیا۔ ’’انت من مائنا وھم من فشل‘‘ (ترجمہ) تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے۔‘‘ کیا خدا کے نطفہ سے کسی کا بشر ہونا ممکن ہے اور ایسا اعتقاد جو عیسائیوں سے بھی بدتر عقیدہ ہے اسلام کی توحید کو پلید کرنے والا نہیں ہے۔ خوف خدا کرو اور ایسے ایسے الہامات کو خدائی الہامات کا رتبہ مت دو۔

وما علینا الا البلاغ!

(ماہنامہ تائید اسلام ج۲ نمبر۱۰ ص۱ تا۱۲)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

لاہوری مرزائی جماعت

سے

بحث

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزنامہ پیسہ اخبار لاہور مؤرخہ ۱۷/فروری ۱۹۱۶ء کے (ص۵ کالم۳ سطر۵) میں ڈاکٹر یعقوب بیگ نے غیراحمدیوں کو دعوت دی ہے کہ وہ بحث کے واسطے حاضر ہیں۔ اصل عبارت بھی نقل کرتا ہوں تاکہ کسی کو شک نہ رہے۔

''اگر کوئی غیراحمدی مولوی ہمارے ساتھ تحریری بحث کرنا چاہے تو ہم حاضر ہیں۔''

اوران کے طولانی مضمون کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو وہ مسیح موعود تو مانتے ہیں۔ مگر نبی اللہ نہیں مانتے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ حسب وعدہ خود بحث کے واسطے تیار ہو جاویں اور مفصلہ ذیل سوالات کا تحریری جواب عنایت فرماویں۔ (۲۳/فروری ۱۹۱۶ء کے پیسہ اخبار روزانہ میں بھی یہ مضمون ''لاہور کے مرزائیوں کا چیلنج قبول کیا جاتا ہے'' کی سرخی سے درج کرادیا گیا تھا)

اوّل: مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا ضروری ہے: ''**عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال الانبياء اخوة العلات امهاتم شتی ودينهم واحد انی اولی الناس بعيسی ابن مريم لانه لم يكن نبی بينی وبينه وانه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبياض. الحديث رواه احمد وابوداؤد بسند صحيح**'' یعنی ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء علاّتی بھائیوں کی طرح ہیں کہ فروعی احکام ان کے مختلف ہیں اور دین ان کا ایک ہے اور میں قریب تر ہوں عیسیٰ بن مریم کے، اس لئے کہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور بے شک وہی اترنے والا ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کی پہچان یہ ہے کہ ایک مرد میانہ قد گندمی رنگ والا ہے۔''

اس حدیث میں رسول مقبول ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کی پیش گوئی کی ہے اور ساتھ ہی اس کی خصوصیات واضح طور پر فرمائی ہیں کہ کسی قسم کا شک نہیں رہتا۔ چنانچہ اوّل فرمایا عیسیٰ ابن مریم جس سے خصوصیت ہے کہ وہ عیسیٰ نازل ہوگا جو ابن مریم ہے جو کہ بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا ہوا تھا۔

دوم: فرمایا کہ: ’’اولی الناس به عیسی ابن مریم ‘‘یعنی وہ عیسیٰ جس کے میں قریب تر ہوں۔

اب ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ بن مریم نبی ناصری کے قریب تھے نہ کسی اور کے۔

سوم: فرمایا کہ: ’’لم یکن بینی وبینه‘‘یعنی رہ عیسیٰ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ آنے والا عیسیٰ نبی اللہ ہے اور پہلے سے نبی ہے۔ یہ نہیں کہ بعد نزول نبی ہوگا۔

چہارم: فرمایا کہ اس کی شناخت کا نشان یہ ہے کہ ایک مرد ہے میانہ قد، گندمی رنگ والا۔ یہ نشانات مسیح موعود کے رسول مقبول ﷺ نے اپنی امت کو فرمائے اور ایسے واضح طور پر فرمائے کہ اس سے کوئی صاف الفاظ نہیں ہو سکتے۔

اوّل نام بتایا پھر اس کی ولدیت فرمائی اور ولدیت ہمیشہ تمیز کے واسطے بیان کی جاتی ہے اور پھر ولدیت میں ماں کا نام بتایا کہ کوئی باپ کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو، مدعی نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ میں نازل ہونے والے عیسیٰ بن مریم کے قریب تر ہوں اور پھر فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ یعنی وہی عیسیٰ نبی اللہ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہی نازل ہوگا۔ انہٗ کا ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری کی طرف راجع ہے۔ جس کے اصالتاً نزول کی پیش گوئی ہے۔ اسی پر اجماع امت چلا آیا ہے کہ اصالتاً نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موعود ہے۔

اب جو مرزا قادیانی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے برخلاف فرماتے ہیں اور آپ مانتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں آ سکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب ہے اور نعوذ باللہ ان کو جھٹلایا جاتا ہے کہ جو کچھ محمد ﷺ فرما گئے اور خصوصیات اور نشانات جو فرما گئے، غلط ہیں اور مرزا قادیانی جو کہتے ہیں صحیح ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے کہ اس کے مقابل اس کے ایک غلام اور امتی کی تاویل کو اور تاویل بھی جو خودغرضی پر مبنی ہو کہ خود ہی مدعی ہے کہ میں ہی مسیح موعود ہوں مانی جاوے اور رسول اللہ کے فرمانے کو رد کیا جاوے۔

دوم: جب مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ’’مجھ کو وحی ہوتی ہے اور میری وحی قرآن کی طرح خطا سے پاک ہے اور نبی وغیر نبی میں فرق کرنے والی وحی ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷ ترجمہ اشعار)

تو پھر مرزا قادیانی کیوں نبی آپ کے نزدیک نہیں یا تو اس کی وحی ناقص ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اس کی وحی ناقص ہے اور قابل اتباع نہیں تو پھر آپ احمدی نہیں۔

سوم: مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو افضل الرسل واکمل البشر یقین کرتے تھے اور آپ ایک نبی بھی نہیں مانتے۔ آپ کیسے ان کے مرید ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

آنچہ داد است ہر نبی را جام　　　داد آں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

یعنی جو سب نبیوں کو نعمت نبوت کا جام دیا گیا وہ تمام ملا کر مجھ کو دیا گیا۔

اور پھر لکھتے ہیں:

روضہ آدم تھا کہ وہ نامکمل اب تلک　　　میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۳، خزائن ج۲۱ص۱۴۴)

یعنی مرزا قادیانی کے سوا کوئی اکمل البشر نہ تھا اور نہ باغ آدم پہلے پھل پھول لایا تھا۔ اب مرزا قادیانی کے آنے سے پھل پھول لایا اور بارآور ہوا۔ اب بتاؤ محمد رسول ﷺ سے مرزا قادیانی اکمل وافضل ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ان کے آنے سے تو باغ آدم اجڑا ہی رہا، بے رنگ رہا۔ مگر مرزا قادیانی کے آنے سے کامل ہوا اور پھل پھول لایا۔

یہاں مرزا قادیانی قرآن اور خدا کی بھی تردید کر گئے کہ: ’’اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی‘‘ یہ یوں ہی فرمایا گیا۔ تعجب ہے کہ آپ ان کو ایک ادنیٰ نبی بھی نہیں مانتے اور اس مخالفت پر آپ احمدی بھی ہیں۔ یہ راز مسلمان بھائیوں کو سمجھا دیں اور عنداللہ ماجور ہوویں۔　　　راقم: پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام ج۲ ش۱۴ ص۱تا۳)

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

دیوبند کے علمائے اسلام

اور

قادیانی چالیں

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جیسا کہ مرزا قادیانی کا طرز عمل یہ تھا کہ پہلے زور شور سے مخالفین کو مناظرہ ومباہلہ کے واسطے للکار کر ایسے پرزور اور شاعرانہ لفاظی اور مبالغہ آمیز الفاظ میں بلاتے کہ کوئی سمجھے کہ آپ ضرور بحث کے لئے تیار ہیں اور شرائط مباحثہ ومباہلہ ایسے طریق پر مکمل کر کے لکھتے کہ گویا سچ مچ بحث کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر مخالفین کی طرف سے قبول دعوت بحث کا جواب جاتا تو پھر اپنی ہی تردید کر کے حیلہ سازی سے ٹال دیتے۔ جس سے ثابت ہوچکا ہے کہ ان کا اس للکار اور دعوت سے صرف اپنے مریدوں کو قابو میں رکھنا منظور تھا نہ کہ تحقیق حق۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت علامہ خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا تھا کہ پہلے خود ان کو دعوت مناظرہ ومباہلہ دی اور زعم یہ تھا کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر نہ آئیں گے۔ خوب دل کھول کر شرائط مناظرہ ومباہلہ لکھیں اور یہاں تک لکھ دیا کہ جو فریق لاہور میں نہ آوے اس کی گریز سمجھی جائے گی۔

مگر خدا کی شان جب پیر صاحب لاہور میں تشریف لائے تو مرزا قادیانی گھر سے نہ نکلے۔ ہر چند حضرت شاہ صاحب کی طرف سے اشتہار پر اشتہار اور نوٹس پر نوٹس دیا گیا۔ مگر ''صدائے برنخواست'' کا مضمون صادق آیا۔ جب حضرت شاہ صاحب تمام لاہور کو گواہ کر کے ایک معقول عرصہ انتظار کرنے کے بعد واپس چلے گئے تو مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کی تسلی کے واسطے اشتہار دے دیا کہ: ''چونکہ مجھ کو لاہور میں جانے سے خطرہ جان ہے اور پیر صاحب کے ساتھ سرحدی پٹھان تھے۔ اس لئے میں لاہور نہ گیا۔'' یہ صرف رکیک عذر اپنے قابو یافتگان کی خاطر کیا گیا ورنہ گورنمنٹ انگریزی کے عہد حکومت کوئی کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ چہ جائے کہ مجمع عام ہو اور اس جرم کا ارتکاب ہو۔ مرزا قادیانی کے اس عذر سے عقلمند تاڑ گئے تھے کہ:

زاہد نداشت تاب وصال پری رخاں کنجے گرفت وترس خدارا بہانہ ساخت

یہ صرف بہانہ تھا اور مثل مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ اگر اپنے دعاوی میں سچے ہوتے اور اہل علم کے سامنے اپنے دعاوی نصوص شرعی سے ثابت کر سکتے تو ضرور لاہور آتے لیکن نہ آنا تھا نہ آئے۔

وہی چال یا سنت اب مرزا قادیانی کی امت (مریدوں) میں جاری ہے۔ پہلے اشتہار تو بڑے زور شور سے دے دیتے ہیں۔ مگر جب آگے سے تیار پاتے ہیں تو بات ٹالنے کے لئے وہی ناممکن القبول شرائط پیش کرنے لگتے ہیں۔ آمدم برسر مطلب!

(اخبار الفضل قادیان مؤرخہ ۱۰/ستمبر ۱۹۱۸ء) میں زیر عنوان: ''کیا علمائے دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے۔'' علمائے دیوبند کو دعوت مناظرہ ومباہلہ دی۔ جس کا مطلب صاف تھا کہ پہلے مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ سے امور متنازعہ کا تصفیہ نہ ہو تو پھر بعد تصفیہ شرائط مباہلہ ہوگا۔ الفضل کی عبارت یہ ہے: ''ان کا یعنی علمائے دیوبند کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنائے اور پھر ہمارا جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا امام (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب اپنے دعویٰ میں غیر مصدق تھا تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کرلے۔'' الخ

جس کا جواب علمائے دیوبند کی طرف سے اشتہار نمبر۲/مؤرخہ ۱۸/ربیع الثانی دیا گیا کہ نہایت صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ اوّلاً اس بات کا فیصلہ کرلیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جن کو آپ نے (معاذ اللہ) خدا کا برگزیدہ نبی لکھا ہے وہ فی الواقعہ ایسے ہی تھے یا جیسا کہ ان کے مخالف کہتے ہیں وہ ایک مفتری اور کذاب شخص تھا اور اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہو تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے جو اسی وقت اسی میدان میں عمل میں آئے گا۔

مرزائیوں نے جب دیکھا کہ علمائے دیوبند مناظرہ ومباہلہ کے واسطے تیار ہیں تو اپنے اشتہار مؤرخہ ۲۶/ربیع الثانی میں جھٹ لکھ دیا کہ: ''افسوس علمائے دیوبند نے بجائے مباہلہ کی طرف آنے کے اس سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈالی ہے۔'' جس کو پڑھ کر علمائے دیوبند نے اشتہار نمبر۳ میں مرزائی دروغ بیانی ثابت کر کے جماعت مرزائیہ کی بخوبی قلعی کھول دی ہے۔'' (اشتہار علمائے دیوبند مؤرخہ ۲۸/ربیع الثانی مطابق ۳۱/جنوری ۱۹۱۵ء)

لہٰذا ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں سے

کوئی ایک بھی اصل مبحث پر مناظرہ نہ کرے گا۔ یہ ہماری پیش گوئی لکھ رکھیں۔ صرف شرائط کے تصفیہ میں وقت ضائع کر کے بیٹھ جائیں گے۔ بلکہ اپنی فتح کا اشتہار دے دیں گے جیسا کہ ان کا مرشد اور وہ ہمیشہ کرتے رہے۔ جس طرح الفضل (مرزائی اخبار) خود ہی لکھ کر مناظرہ کے بعد مباہلہ ہوگا، پھر خود ہی اس سے روگراں ہوا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں مباحثہ سے پہلوتہی کی تھی۔ یہ ایک نہایت معمولی چال یا سنت قادیانی ہے۔

مرزا کا بے چارہ ایک ہی مرید دہلوی کہیں بھولے بھٹکے اس قادیانی سنت کے برخلاف بمقام لدھیانہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر سے شرطیہ مناظرہ کر بیٹھا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو دنیا کو پہلے ہی سوجھ گیا تھا۔ یعنی یہ مرزائی صاحب شرطیہ مناظرہ میں مولوی صاحب موصوف سے ہار گئے اور شکست فاش کھائی۔ کئی سو روپیہ شرط کا ادا کرنا پڑا۔ جس کا اب تک ان کو درد ہوگا۔

پھر مرزائی علمائے اسلام سے کس برتے پر مناظرہ کریں۔ یہ فقط بے وقوفوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے وہ کبھی کبھی اشتہار بازی کر دیا کرتے ہیں کہ: ''ہم سے مناظرہ کرلو، ہم سے مباہلہ کرلو۔'' وغیرہ! حافظ نے سچ کہا ہے:

دوش از مسجد سوئے میخانہ پیرما چیست یاران طریقت بعد ازایں تدبیر ما

یہ ان کے پیر کی قدم سنت اور طریقہ ہے کہ مخالف کو پہلے بحث کے واسطے بلانا۔ جب وہ تیار پایا جائے تو کہہ دیا کہ ہم کو الہام ہوا ہے اس سے بحث مت کرو۔ اشتہار بازی صرف سادہ لوحوں کے واسطے کی جاتی ہے کہ مبادا حق کی بات سن کر قابو سے نہ نکل جائیں۔ مباحثہ ومناظرہ تو رہا درکنار وہ تو انہیں اہل حق کی تحریر بھی نہیں دیکھنے دیتے اور یہ چال علمائے اسلام سے ہی نہیں بلکہ میاں محمود اور مولوی محمد علی صاحبان کے درمیان بھی یہی روش جاری ہے۔ اگر مرزائیوں نے علمائے اسلام دیوبند سے حسب تحریر خود مناظرہ کیا تو ہم اپنے اس خیال کو واپس لے لیں گے۔ لیکن لم یفعلوا ولن یفعلوا!

(ماہنامہ تائید اسلام ج۱ ش۶، فروری ۱۹۱۹ء ص۳۰ تا ۳۲)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان کا ردّ

دربارہ نبوت قادیانی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

برادران اسلام! اگرچہ مرزائیوں کو کئی دفعہ دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو کہ خاتم النّبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی مدعی نبوت ورسالت سچا نہیں ہوسکتا۔ ہاں! حسب پیشین گوئی حضور علیہ السلام کے تیس دجال جھوٹے مدعیان نبوت ضرور ہوں گے۔ چنانچہ بہت سے کذاب مدعیوں نے دعویٰ نبوت ورسالت کر کے امت محمدی سے خارج ہوئے۔ کیونکہ اس پر اجماع امت ہے کہ: ''من اعتقد وحیاً بعد محمد ﷺ کان کافر باجماع المسلمین'' یعنی جو شخص بعد محمد ﷺ کے دعویٰ کرے کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے وہ کافر ہے اجماع امت سے۔ (فتویٰ ابن حجر مکی)

محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیکون فی امتی ثلٰثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی ولاتزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لایضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللہ. رواہ مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرھم'' یعنی میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد جدید نبی پیدا نہ ہوگا میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔ اس کے مخالف اس کو کچھ ضرر نہ پہنچاسکیں گے، یہاں تک کہ آوے خدا کا حکم، یعنی قیامت۔

دوسری حدیث میں فرمایا: ''لاتقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ. رواہ احمد ومسلم وبخاری وابوداؤد والترمذی'' یعنی احمد بن حنبل اور مسلم وبخاری وابوداؤد وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قیامت نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال مدعی نبوت ورسالت نہ نکلیں اور ہر ایک ان میں سے یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (کنز العمال ج۷ ص۱۷۱)

اس حدیث سے ثابت ہے کہ مدعی نبوت ورسالت بعد حضرت خاتم النّبیین کے جھوٹا دجال ہے اور کافر ہے۔

تیسری حدیث میں فرمایا:''عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلیّ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لانبی بعدی. متفق علیه'' روایت ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر تحقیق نہیں ہے بعد میرے نبی۔ نقل کی بخاری ومسلم نے۔ (مظاہر حق ج۴ص۴۵۱)

بخاری ومسلم کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ غیر تشریعی نبی بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت ہارون غیر تشریعی نبی تھے ماتحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور تابع تھے احکام تورات کے۔

پس روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد صرف جدید شرع لانے والا نبی نہیں آسکتا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے تابع ہوکر نیابت پاسکتا ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابی اور چچیرے بھائی اور داماد حضرت خلاصۂ موجودات ﷺ کے تھے اور محبت رسول اللہ ﷺ میں ایسے فنا تھے کہ جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کے شہید کرنے کا ارادہ کیا اور مکان کا محاصرہ کرلیا تو رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! آپ میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر لیٹ گئے اور رسول اللہ کافروں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر چلتے بنے۔

غرض یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایثار ایسا ہے کہ کسی کاذب مدعی متابعت تامہ میں نہیں پایا جاتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ تھے جنہوں نے دوش بدوش جہاد نفسی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوکر کئے اور ہمیشہ حج کرتے رہے۔ یہ کس قدر نامعقول دعویٰ متابعت تامہ کا ہے کہ مرزا قادیانی نہ تو حج کو گئے اور نہ جہاد نفسی کیا۔ مگر بلادلیل کہتے جاتے ہیں کہ متابعت تامہ سے نبوت پائی ہے۔ پس یہ بالکل غلط ہے کہ مرزا قادیانی متابعت تامہ محمد رسول اللہ سے نبی ہوگئے۔ اگر متابعت تامہ سے کوئی نبی ہوسکتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے نبی ہوتے۔

دوسرا ڈھکوسلا یہ ہے کہ اگر مرزا کو نبی نہ مانا جائے تو حضور علیہ السلام کی ہتک ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تو کئی ایک نبی بنادے اور محمد رسول اللہ ﷺ ایک نبی بھی نہ بناوے۔ مگر ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ اگر بفرض محال مان لیں کہ مرزا قادیانی کو محمد ﷺ نے نبی بنایا تو اس

میں نہایت ہتک محمد ﷺ نے ۱۳ سو برس کے عرصہ میں صرف ایک مغل کو نبی بنایا اور ایسا مغل کہ جس کا ہر ایک کام فرضی اور مجازی و بروزی ہے۔ ایک کام بھی حقیقی نہیں۔ تمام شاعرانہ تخیلات اور انشاپردازی ہے اور مرزاقادیانی کے تمام دعاوی کی بنیاد ان کے اپنے الہاموں پر ہے جو کہ شرعی حجت نہیں اور نہ کوئی ثبوت ہے کہ مرزاقادیانی کے الہامات یقیناً خدا کی طرف سے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کے برخلاف ہیں۔

دیکھو الہام مرزاقادیانی ''اسمع ولدی'' یعنی سن اے میرے بیٹے۔''

(البشریٰ ج اوّل ص۴۹)

جب مرزاقادیانی کو خداتعالیٰ اپنا بیٹا فرماتا ہے اور مرزاقادیانی الہامات اور کشوف دخل شیطان سے پاک تھے تو مرزاقادیانی کے مرید جس طرح خداتعالیٰ کی کلام پر ایمان لا کر مرزاقادیانی کے الہامات کو سچا منجانب اللہ مان کر مرزاقادیانی کو خدا کا رسول مانتے ہیں۔ اسی طرح مرزاقادیانی کو خداتعالیٰ کا بیٹا بھی تسلیم کرتے ہوں گے۔

مگر افسوس! قادیانی پارٹی پر کہ جب مرزاقادیانی پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہونے کا مدعی تھا تو جواب ملتا ہے کہ مرزاقادیانی ہرگز ہرگز خدا کا بیٹا نہ تھے۔ یہ اور ایسے ایسے الہامات متشابہات سے ہیں، حقیقی بیٹا مراد نہیں۔ مگر جب کہا جائے کہ مرزاقادیانی جس طرح خدا کا حقیقی بیٹا نہ تھے، اسی طرح خدا کے رسول بھی نہ تھے تو پھر ہٹ دھرمی اور ضد سے کہتے ہیں کہ مرزاقادیانی سچے رسول تھے، کس قدر جہالت ہے کہ مرزاقادیانی کو الہام ہوتا ہے کہ تو ہمارا بیٹا ہے تو مرزائی کہتے ہیں کہ حقیقی بیٹا مراد نہیں اور جب الہام ہوتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو کہتے ہیں کہ مرزاقادیانی کامل رسول تھے اور ان کی رسالت ونبوت کا منکر کافر ہے۔

حالانکہ جس طرح خدا کا بیٹا ہونا قرآن کے برخلاف ہے، لیکن مرزائیوں کا اعتقاد قرآن شریف کے برخلاف یہ ہے کہ جو نبی ورسول بعد حضرت خاتم النّبیین کے مدعی نبوت ورسالت ہو۔ جو شخص اس کو نہ مانے وہ کافر اور ملعون ہے۔ ہم ذیل میں اس رقعہ کی نقل کرتے ہیں جو میاں عبدالعزیز مرزائی مبلغ نے اپنے عقائد کے متعلق لکھ کر ہم دیا ہے۔ وہو ہذا!

''ہمارا ایمان ہے کہ جو شخص خداتعالیٰ کو واحد نہ جانے یا رسولوں سے کسی ایک رسول کا بھی انکار کردے چاہے وہ رسول پہلے ہو چاہے بعد نبی کریم ﷺ کے ہو۔ قرآن کے

مطابق تمام فرشتوں پر اور کتابوں پر اور حشر ونشر پر اور بہشت اور دوزخ پر اور خیر وشر پر اور تمام قرآن مجید کے مذکورہ معجزات پر اور احکام پر ہمارا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والا کافر ہے، بے دین، مرتد، لعنتی، لعین شیطان ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ عبدالعزیز بقلم خود۔ میں تصدیق کرتا ہوں۔ حکیم ڈاکٹر احمد حسین۔ فقط‘‘ (مرزائی لائل پوری)

برادران اسلام! مرزائیوں کے عقائد سے ثابت ہے کہ جو شخص حضرت خاتم النّبیین کے بعد کسی رسول کا آنا جائز نہ یقین کرے وہ قادیانی مرزائیوں کے نزدیک کافر، بے دین، مرتد، لعنتی، لعین، شیطان، اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین اور محدثین ومفسرین واولیائے کرام جن کا یہ اعتقاد تھا کہ: ’’لانبی بعدی‘‘ یعنی محمد ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی ورسول نہ ہوگا۔ وہ سب کے سب (نعوذ باللہ) کافر، بے دین وغیرہ وغیرہ تھے اور ۱۳سو برس سے جس قدر مسلمان روئے زمین پر گزرے اور ہیں سب کافر اور چناں وچنیں تھے۔ یہ ہے قادیانی اسلام۔

مگر ہم قادیانی پارٹی کے مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو لکھا ہے کہ خاتم النّبیین کے بعد کوئی نبی ورسول نہ آئے گا۔ وہ بھی بقول میاں عبدالعزیز وڈاکٹر احمد حسین مرزائیان کے کافر، بے دین، مرتد، لعنتی، لعین، شیطان اور اس سے بڑھ کر تھے۔ ملاحظہ ہو ذیل کی تفسیر مرزا قادیانی کی جو انہوں نے خاتم النّبیین کی، کی ہے: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ‘‘ہم نے محمد کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا۔ ہاں! وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

دوسری جگہ لکھا: ’’کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت ﷺ نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی النبوۃ کا دروازہ کا افتتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیونکر

آوے۔ حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی النبوۃ منقطع ہو چکی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

یہ مرزا قادیانی کی الہامی کتاب ہے اور یہ ترجمہ جو اوپر درج ہوا ہے مرزا قادیانی کا اپنا کیا ہوا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی بھی تمام مسلمانوں کی طرح معتقد تھے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی رسول و نبی نہ آئے گا۔ مگر مرزا بشیرالدین محمود (مرزا قادیانی کا جانشین بیٹا) اور اس کے مریدوں کے نزدیک محمد ﷺ کے بعد جو رسول کو نہ مانے وہ کافر بے دین ہے۔

افسوس! قادیانی مرزائیوں کی بدزبانی اور کفر اور گالیوں سے خود مرزا قادیانی (بانی فرقہ مرزائیہ) بھی نہ بچ سکا۔ ''تا بما وشما چہ رسد'' تو باقی مسلمانوں کی کیا حقیقت ہے۔ خدا پاک مرزائیوں کو ہدایت کرے۔

اب ہم دو مدعیان نبوت کا ذیل میں کچھ تذکرہ کر کے قادیانی مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے ان جدید رسولوں اور نبیوں کی بیعت کی ہے یا بقول میاں عبدالعزیز اور ڈاکٹر احمد حسن لعنتی، کافر اور بے دین وغیرہ ہیں۔

خلاصہ اشتہار مدعی نبوت و رسالت (غلام نبی مہاراج کے)

''واضح ہو کہ عرصہ چوبیس سال سے اس عاجز پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کا سلسلہ جاری ہے۔ اس عرصہ دراز میں اس عاجز کی پیشین گوئیاں بے شمار پوری ہو چکی ہیں۔ مجھے پکارا گیا ہے الہام پر بس نہ کر تجھے سلطان العارفین کا درجہ دیا گیا ہے تو تبلیغ کے واسطے تیار ہو جا۔ میں نے ظاہر کیا کہ میں امی ہوں۔ حکم ہوا کہ محمد رسول (ﷺ) جس طرح تبلیغ کرتے تھے اسی طرح شروع کر دے۔ ''قل انما انا نذیر مبین'' پھر سمجھا گیا کہ نبوت کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ نبوت کا تاج تیرے سر پر رکھ دیا ہے: ''انت یوسف، موسیٰ، عیسیٰ، ابراھیم، یسع، داؤد زبوراً واٰتینا فرقان الحمید سلیمان ویونس. اوحینا الیک الکتاب بالحق'' دعوت نبوت کے واسطے تیار ہو جا۔ اوّل تو ایمان لے آ کہ تو میری طرف سے نبی ہے۔ مدعی نبوت کا فرض ہے کہ میدان میں نکل پڑے۔ اب حکم دیا جاتا ہے تو اس وقت اخفا نہ رکھ۔ نبوت کا سلسلہ ظاہر کر دے تاکہ کارروائی شروع

ہو جائے۔ تیرے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیا گیا ہے۔ گھبرا نہیں غم نہ کر۔ میں بار بار تاکید کرتا ہوں، مسیح کی طرح کھڑا ہو جا۔ شاہ وگدا یہ نظارہ دیکھیں گے۔ بلائیں نازل ہوں گی، دشمن ہلاک ہوں گے مگر باز نہیں آئیں گے۔ تبلیغ کا چاروں طرف زور ہوگا۔ نبی کا فرض ہے کہ اپنی جماعت کو تقویٰ کی طرف بلاتا رہے۔ میری مرضی ہے جس کو چاہوں نبوت کا تاج دے دوں۔ اب نبوت کی تکمیل کے واسطے تیار رہ۔'' المشتہر: مثیل یوسف المعروف نبی بخش سکنہ مہاراج کے تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ بقلم خود ۲۰/اگست ۱۹۱۹ء

ایک دوسرا شخص نیل دھاری ضلع لائل پور میں مدعی نبوت ہوا ہے۔ اس نے اپریل ۱۹۱۴ء میں ایک کتاب ۲۶۰ صفحات کی شائع کی ہے۔ جس کا نام ''حکم نامہ خداوند کریم'' ہے جس میں ۳۶۵ حکم ہیں۔ اس کے (ص ۵) سے ایک حکم لکھا جاتا ہے جس میں اس نے نبوت جدیدہ کا دعویٰ کیا ہے اور دوسرے کاذب مدعیان نبوت کی طرح ختم نبوت سے انکار کر کے ہمیشہ کے لئے نبیوں کا ہونا بتایا ہے۔

حکم نمبر۷: اے نبی بتا میرے بندوں کو میرے نام پر کہو تو ان سے کہ تم جانتے ہو کہ بدلتا رہتا ہے زمانہ ہمیشہ مطابق میری مرضی کے۔ سو میں بھیجتا ہوں نبی موافق زمانہ کے تم قبول کرو اس کو نہ بنے رہو لکیر کے فقیر۔ پہلی باتوں کے پیچھے پڑ کر جب میں نے دی ہے سمجھ تم کو نئی نئی باتوں کے سمجھنے کے لئے۔ ہاں! کرو عمل سب نبیوں کے ان نیک احکام پر جن پر کیا جاسکتا ہے عمل ہر زمانہ میں۔ وہی ہیں میرے احکام سدا ہی قائم۔ دیکھو نیا نبی بھی کرتا ہے موافقت میرے ایسے احکام سے جو ہیں ہمیشہ ہی ست روپی تاتم۔ مگر جو حکم دیئے انہوں نے اپنی طرف سے زمانہ کی چال کے موافق بے علموں کو رجوع کرنے کے لئے طرف نیکی کی۔ اب تم چھوڑو پیچھا ان کا ان کی جگہ میں بھیجتا ہوں صاف حکم تم کو معرفت نبی کی اس لئے زمانہ کی ضرورت کے موافق بھیجا گیا نیا نبی زمانہ کے لئے۔''

ناظرین! یہ دو شخص صرف پنجاب میں مدعی نبوت ہوئے۔ معلوم نہیں دوسرے ممالک میں کس قدر ہوئے ہوں گے۔ اب پہلے مقدم الذکر (مسلمان) مدعی نبوت کا کچھ ذکر کرتے ہیں۔ یہ شخص پہلے مرزائی تھا اور اس نے مرزا قادیانی کی تصدیق اپنے الہامات سے کر کے مرزا قادیانی کو نبی بنایا تھا۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ مرزا قادیانی جس معیار سے سچے نبی بن بیٹھے جب وہی معیار مجھ میں ثابت ہے تو میں کیوں سچا نبی نہیں ہوسکتا۔

پس اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور وہ معیار یہ کہ ۲۳ برس تک جو مدعی الہام ہو اور زندہ رہے وہ سچا نبی ہے۔ اسی معیار سے مرزا قادیانی اپنے آپ کو سچا نبی سمجھتے تھے تو اب اس شخص کو جس کو مرزا قادیانی کی طرح ۲۳ برس سے زیادہ مہلت ملی ہے وہ کیوں سچا نبی نہ مانا جائے؟ پس اگر بعد محمد ﷺ کے مرزا قادیانی سچے نبی اس واسطے مانے جاتے ہیں کہ وہ دعویٰ وحی کے ساتھ ۲۳ برس تک زندہ رہے تو نبی بخش مدعی نبوت کو بھی ۲۴ برس سے دعویٰ الہام ہے یہ کیوں نہ سچا نبی مانا جاوے؟ جب کوئی مرزائی اس کا مطمئن جواب دے گا تو اس پر زیادہ لکھا جائے گا اور ثابت کیا جائے گا کہ بعد محمد ﷺ کے مرزا قادیانی سے پہلے ۲۵ سے زیادہ مدعی نبوت والہام ہوئے اور مرزا قادیانی کے بعد بھی مدعی نبوت ہوئے۔ جب وہ سب جھوٹے ثابت ہوئے تو کوئی وجہ نہیں کہ مرزا قادیانی بعد حضرت محمد ﷺ کے سچے نبی ہو سکیں۔

دوسرا شخص نیل دھاری ہندو

اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کی طرح کہتا ہے کہ نبی ہمیشہ آتے رہیں گے اور مرزا قادیانی نے خود اہل ہنود کا نبی ہونا جب مان لیا اور کرشن کا اوتار خود بن گئے تو ہندوؤں کو بھی سبق حاصل ہوا کہ وہ بھی مدعی نبوت ہوں۔ چنانچہ قصور میں بابا دھنپت رائے نے دعویٰ نبوت کیا، نیل دھاری نے ضلع لائل پور میں۔ جب قادیانی مرزائی کہتے ہیں کہ بعد محمد ﷺ کے سلسلہ نبوت جاری تو پھر ان مدعیان نبوت کو بھی نبی مانیں اور اب مرزا قادیانی کی پیروی چھوڑ دیں اور اگر ان کو قادیانی جماعت سچا نبی نہیں مانتے تو وہ دلیل پیش کریں۔ کیونکہ اگر کسی مدعی کو صرف اس کے الہام اور اس کے دعویٰ سے نبی مان لیتا ہے تو پھر ان مدعیان کے ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مگر جب محمد رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہ کو جھوٹے قرار دے کر ان سے قتال کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر خود کفر کا فتویٰ دیا تو روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ کسی قسم کا مدعی نبوت بعد حضرت خاتم النّبیین سچا نہیں ہو سکتا اور وہ کافر ہے اور اس کے پیرو بھی کافر ہیں۔ اس فیصلہ رسول اللہ کے رو سے مرزا قادیانی بھی مدعی نبوت ہو کر نہ تو مسلمان ہیں اور نہ ان کے پیرو مسلمان ہیں۔

اب ہم ذیل میں قادیانی مرزائی جماعت کے دلائل اثبات نبوت مرزا پر رسالہ (تشحیذ الاذہان قادیان ماہ نومبر ۱۹۲۰ء ص ۳۶) سے نقل کر کے ہر ایک کا نمبروار رد کرتے ہیں۔

مسلمان غور سے پڑھیں اور ہوشیار رہیں کہ مرزائی کس طرح قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں اور اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں جو کہ کفر ہے۔

مرزائیوں کی پہلی دلیل: ہم یہی پیش کرتے ہیں کہ جب ہمیشہ سے انبیاء آتے رہے ہیں تو نبی کریم ﷺ کے بعد بھی آسکتے ہیں۔

تردید: یہ دلیل بالکل غلط ہے کیونکہ نص قرآنی: ’’**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**‘‘ (الاحزاب:۴۰) کے برخلاف ہے اور حدیث: ’’**لانبی بعدی**‘‘ اور دیگر احادیث نبویہ کے برعکس ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ہمیشہ نبی آتے رہے ہیں۔ تاریخ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فطرۃ کے زمانہ میں کبھی نبی نہیں آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد چھ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی پیدا نہ ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جب نبی کی ضرورت ہی نہیں تو پھر نبی کیوں آوے۔

قرآن مجید کی آیت: ’’**اکملت لکم واتممت علیکم نعمتی**‘‘ (مائدہ:۳)

نص قطعی ہے کہ نہ جدید شریعت کی ضرورت ہے اور نہ نیا مذہب بعد خاتم النّبیین کے ہوسکتا ہے اور نہ کوئی جدید نبی آسکتا ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے: ’’**والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون**‘‘ (بقرہ:۴،۵)

یعنی اے محمد جو لوگ ایمان لائے اس کتاب پر جو تم پر اتاری گئی اور ان کتابوں پر جو اتاری گئیں تم سے پہلے نبیوں پر اور جو لوگ روز قیامت پر یقین رکھتے ہیں وہی لوگ روز قیامت پر یقین رکھتے ہیں وہی لوگ صاحب ہدایت اور چھٹکارا پانے والے ہیں۔

اس ارشاد خداوندی سے ثابت ہے کہ ایمان لانا صرف ان نبیوں اور کتابوں پر ضروری ہے جو کہ محمد ﷺ کے پہلے نازل ہوئیں اور انہی نبیوں اور رسولوں پر جو محمد ﷺ سے پہلے پیدا ہوئے۔ قرآن شریف میں کہیں نہیں آیا کہ محمد ﷺ کے بعد مدعیان نبوت پر جو ایمان لاوے وہ فلاح پانے والوں میں سے ہے۔ کیوں کہ قرآن شریف میں سب جگہ ’’**من قبلک**‘‘ آیا ہے ’’**من بعدک**‘‘ کسی جگہ نہیں۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کی وحی اور نبی پر ایمان لانا باعث

نجات ہوتا تو رسول اللہ ﷺ مسیلمہ کذاب پر کفر کا فتویٰ نہ دیتے اور نہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل اور فیصلہ قوی دلیل ہے کہ کوئی نبی بعد محمد ﷺ کے نہ ہوگا اور جو دعویٰ کرے وہ کافر اور کاذب ہے۔ اگر ہمیشہ نبیوں کا آنا تسلیم کریں تو پھر ۱۳سو برس کے عرصہ میں جو جو مدعی نبوت ہوئے وہ سب مرزائیوں کے اعتقاد میں سچے نبی تھے اور یہ غلط عقیدہ ہے کہ بعد محمد ﷺ کے مدعی نبوت سچا ہو۔ کیوں کہ مسیلمہ کذاب کی نظیر موجود ہے۔

مرزائیوں کی دوسری دلیل: اثبات نبوت مرزا میں یہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: ’’**اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یرشدون** ‘‘ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’**ادعونی استجب لکم** ‘‘ ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے اپنے مجیب الدعوات ہونے کی بشارت دی ہے اور دوسری طرف جو دعا سکھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ: ’’**اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** ‘‘ یعنی تم منعمین کے گروہ میں شمولیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ انعام کن پر ہوا تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’**یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین** ‘‘ تو اس آیت سے ہمیں پتہ لگا کہ بنی اسرائیل منعمین کا گروہ ہے۔ اب ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ انعام کیا ہے تو اس کے متعلق خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں: ’’**یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً واٰتاکم مالم یؤت احداً من العالمین** ‘‘ کہ نعمت کا پہلا درجہ نبیوں کی بعثت ہے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ دعا سکھاتا ہے اور ایک قوم ان دعاؤں کو کئی بار پڑھتی ہے اور دوسری طرف یہ بھی فرمایا کہ دعا قبول کرتا ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ کروڑہا افراد میں سے آج تک ایک بھی اس نعمت کا وارث نہ بنا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کو مخلف الوعد ٹھہرایا کہ خود ہی دعا منگوائی اور وعدہ کر کے ابھی تک اس کے انعام کا نام بھی نہیں لیتا۔

جواب: قرآن مجید کی ان آیات میں سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے مفہوم ہو کہ بعد خاتم النّبیین کے کوئی جدید نبی پیدا ہوگا۔ یہ آیات تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے کا ذکر کرتی ہیں کہ ہم نے محمد ﷺ سے پہلے بنی اسرائیل میں سے نبی ورسول بنائے اور ان کو یہ فضیلت دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ نبی ہونے کے واسطے دعا سکھائی گئی ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ دعا میں جو کچھ خدا تعالیٰ سے مانگا جاوے ملتا ہے۔ کیونکہ یہ مشاہدہ کے برخلاف ہے اور یہ ناممکن ہے کہ خدا سے جو مانگا جاوے وہی مل جاتا ہے۔ اس کے نظائر بہت ہیں۔ مگر ہم آپ کو مرزا قادیانی کی دعائیں جو قبول نہیں ہوئیں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ دعائیں مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار تھیں۔

اوّل: عبداللہ آتھم عیسائی کے حق میں رو رو کر دعائیں کرنا کہ خداوندا اگر آتھم معیار پیشین گوئی کے اندر نہ مرا تو اسلام جھوٹا ثابت ہوگا اور میری بڑی بے عزتی ہوگی۔ مگر عبداللہ آتھم میعاد کے اندر نہ مرا۔

دوم: منکوحہ آسمانی کے خاوند کی موت کے واسطے مرزا قادیانی نے ہزار دعائیں کیں کہ وہ مرے اور منکوحہ کا نکاح ثانی مجھ سے ہو۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایک نہ سنی اور مرزا قادیانی اپنے معیار مقرر کردہ سے جھوٹے ثابت ہوئے اور لڑکی بیوہ ہو کر ان کے نکاح میں نہ آئی اور وہ خود مر گئے۔ حالانکہ (شہادت القرآن ص۸۱ ملخص، خزائن ج۶ ص۳۷۶) میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ''میں فوت نہ ہوں گا۔ جب تک عورت بیوہ ہو کر میرے گھر نہ آئے اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔'' مگر عورت کا خاوند نہ مرا ہوا۔

سوم: مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابل جس قدر دعائیں کیں وہ سب رد کی گئیں اور مرزا قادیانی خود ہی مر گئے اور خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے معیار مقرر کردہ سے ہی جھوٹا ثابت کر دیا اور کوئی دعائیں مرزا قادیانی کی قبول نہ ہوئیں۔ امیر شاہ وردی میجر کے گھر لڑکا پیدا ہونے کے واسطے دعا کی۔ قیمت پانچ سو روپیہ بھی مرزا قادیانی نے وصول کیا اور بہت الحاح وزاری سے دعا کی مگر منظور نہ ہوئی۔ جب مرزا قادیانی کی یہ معمولی دعائیں منظور نہ ہوئیں تو آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا یہ منطق کیا بالکل غلط ہے کہ نہیں کہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ مخلف الوعد ثابت ہوتا ہے۔

اب ہم مختصر طور پر آپ کو بتاتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کا کیا مطلب ہے۔ دعا بیشک قبول ہوتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اگر مطلوبہ شئے دعا کرنے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے علم میں مفید ہونی ہوتی ہے تو وہی مطلوبہ چیز مل جاتی ہے ورنہ اس دعا کا ثواب واجر دعا کرنے والے کے نامۂ اعمال میں درج ہو جاتا ہے۔ اس طریق پر دعا قبول ہوتی ہے اور یہ بالکل غلط خیال ہے کہ اگر دعا مانگے کہ خدایا مجھ کو بادشاہت مل جائے تو اس کو بادشاہت مل جاتی ہے یا کوئی دعا کرے کہ خدایا مجھ کو نبوت عطا فرما تو اس کو نبی بنا دیا جاتا ہے۔ فطرت انسانی ہر ایک شخص کی چاہتی ہے اور خواہش کرتی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ملے، خواہ روحانی ہو یا جسمانی اور ہر ایک دعا کرتا ہے۔ مگر سب کو نہ تو اعلیٰ درجہ روحانی رسالت ونبوت کا ملتا ہے اور نہ جسمانی بادشاہت کا۔ پس مرزا قادیانی کا بذریعہ دعا نبی ہونا غلط ثابت ہوا۔

دوم: نعمت الٰہی کو صرف نبوت میں حصر کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں اس قدر کثرت سے ہیں کہ انسان ان کے شمار وشکر سے عاجز ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے، اولاد نعمت ہے، رزق نعمت ہے، بارش نعمت ہے، سامان آرام وآسائش نعمت ہے۔ غرض کہ اس قدر نعمتیں ہیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ نعمتوں کا بے شمار ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے: ''**وان تعدّوا نعمة الله لاتحصوها**'' (النحل:۱۸) اگر تم خدا کی نعمتیں شمار کرو تو شمار نہیں کر سکتے ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو فرمانا کہ اے قوم! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو نعمت نبوت دی اور بادشاہ بنایا اور یہ نعمت نبوت تمہارے واسطے خاص کر تم کو تمام عالموں پر فضیلت دی۔ یہ آیت آپ نے پیش کر کے تمام مرزائی مشن کا تختہ ہی الٹ دیا۔ کیونکہ جب نعمت نبوت خاص بنی اسرائیل کے واسطے تھی تو پھر مغل فارسی النسل کو نبوت کا ملنا محال ثابت ہوا اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کرشن جی بنتے ہیں اور کرشن جی کو نبی بتاتے ہیں، یہ بھی غلط ہوا کیونکہ کرشن جی بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔ جب کرشن جی نبی نہ تھے تو مرزا قادیانی مغل ہو کر بنی اسرائیل کی نعمت کس طرح پا سکتے ہیں۔

سوم: ''**اهدنا الصراط المستقيم**'' میں یہ دعا ہرگز نہیں سکھائی گئی کہ خدایا مجھ کو نبی بنا دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی یہی دعا پڑھتے تھے کیا وہ نبی نہ تھے اور نبوت مانگتے تھے؟ ہرگز نہیں تو پھر یہ بالکل غلط ہے کہ سورۂ فاتحہ میں دعا سکھائی گئی ہے کہ خدایا مجھ کو نبی

بنادے۔ وہاں تو صاف لکھا ہے کہ مجھ کو نبیوں اور رسولوں کے راستہ پر چلا یعنی مجھ سے وہ کام کرا اور ایسی ہدایت کا راستہ دکھا کر تیرے غضب سے بچ جاؤں اور تیرے انعام کا مستحق ہوجاؤں۔ یہ ہرگز مطلب نہیں کہ مجھ کو نبی بنا۔ یہ مطلب اس واسطے غلط ہے کہ اس سے دین اسلام ایک ردی مذہب ثابت ہوتا ہے۔ آپ خود اقرار کر چکے ہیں کہ کروڑوں اور اربوں ہر روز یہ دعا کرتے ہیں کہ خدایا مجھ کو نبوت کی نعمت عطا فرما اور دوسری طرف دعا کے قبول ہونے کا وعدہ بھی ہے تو ثابت ہوگا کہ کروڑوں نبی اور اربوں رسول اس امت میں منعم علیہ کے گروہ میں شامل ہوئے۔ پھر مرزا قادیانی کی خصوصیت نہ رہی۔ کیونکہ جب دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور بقول آپ کے کروڑوں اور اربوں نبی ہونے کی دعا کرتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے تو ہر ایک دعا کرنے والا نبی ہوا اور یہ باطل مشاہدہ کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ مشاہدہ ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد ۱۳سو برس کے عرصہ میں ایک بھی سچا نبی نہ ہوا تو اس سے آپ کی سارے دلائل کا خدا تعالیٰ کے فضل سے رد ہوگیا کہ اس نے ۱۳سو برس کے عرصہ میں مسلمانوں کے کسی طبقہ کے فرد کی دعا قبول نہ کی۔ جس سے اسلام کا ایک ردی مذہب ہونا ثابت ہوا۔ بھلا وہ مذہب کیونکر درست ہوسکتا ہے جس کے کروڑوں اربوں پیروی کرنے والوں میں سے ۱۳سو برس تک دعا قبول نہ ہو۔ حالانکہ خدا وعدہ کرے کہ تم مانگوں میں دوں گا اور ۱۳سو برس میں ایک کو بھی نبوت عطا نہ کی۔ (نعوذ باللہ) اس بدعقیدہ سے تو خدا کو بھی مرزائی وعدہ خلافی کرنے والا ثابت کرتے ہیں۔ استغفراللہ! استغفراللہ! استغفراللہ! ایسے بدعقیدہ سے توبہ کرو''اھدنا الصراط المستقیم'' کے معنی یہ کرنا کہ ہم کو نبی بنا بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اس کا مادہ یعنی مصدر ہدایت ہے اور ہدایت کے معنی نبوت ہرگز نہیں۔

قادیانی تیسری دلیل: قرآن کریم صاف صاف بیان فرماتا ہے کہ عالمگیر تباہیاں جبھی آتی ہیں جب کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلے نذیر و مرسل آکر لوگوں کو سمجھا دے۔ اگر باوجود اس کے وہ سیدھے نہ ہوں تو اتمام حجت کے بعد عذاب نازل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:''ما کان اللہ لیھلک القریٰ واھلھا غٰفلون'' یہ ناممکن ہے کہ ہم لوگوں کو بغیر ارسال رسل یوں ہی ہلاک کردیں۔ ہلاک سے پہلے ہم اتمام حجت کرلیا کرتے ہیں۔

جواب: قرآن مجید کی اس آیت اور دوسری آیتوں مثلاً: ’’وما ارسلنا فی قریة من نبی الّا اخذنا اهلها بالباسآء والضرّآء لعلّهم یضرعون‘‘ (الاعراف:۹۴)

’’وان تقولوا ما جآءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر‘‘ (مائدہ:۱۹)

’’وان من قریة الّا نحن مهلکوها قبل یوم القیامة او معذبوها عذاباً شدیداً کان ذالک فی الکتاب مسطوراً‘‘ (بنی اسرائیل:۵۸)

کسی ایک آیت کا یہ مطلب نہیں اور نہ کوئی ایسا لفظ ہے جس کے یہ معنی کئے جائیں کہ خاتم النّبیین ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی آئے گا۔ ان آیات میں تو صرف یہ ظاہر فرمایا ہے کہ دنیا اور عاقبت کا عذاب ہم بغیر اتمام حجت نہیں دیتے، محمد ﷺ کے پہلے نبی آئے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نبی ہوئے تاکہ اللہ کی حجت پوری ہو۔ کیا حضرت محمد ﷺ کی رسالت مکمل نہیں کہ بعد میں کوئی رسول آ کر قطع حجت کرے۔ یہ طریق استدلال بالکل غلط ہے کہ عالمگیر عذاب جب آتا ہے تب ہی نبی کا ظہور ہوتا ہے۔ کیونکہ تاریخ اسلام وتاریخ دنیا بتارہی ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد دنیا پر بہت حادثات وعذاب آئے۔ مگر کوئی نبی نہ آیا۔ ۱۳۴۸ء میں انگلستان میں ایڈورڈ سوم کے عہد حکومت میں عذاب طاعون نازل ہوا۔ مگر اس وقت کوئی نبی پیدا نہ ہوا۔

۱۶۶۵ء چارلس دوم کے عہد حکومت میں انگلستان میں عذاب طاعون نازل ہوا، اس وقت بھی کوئی نبی پیدا نہ ہوا۔

ہندوستان میں شاہجہان کے وقت سخت عذاب طاعون نازل ہوا۔ مگر کوئی نبی نہ آیا۔

۲۳۳ھ میں عراق میں ایسی گرم ہوا کا عذاب آیا کہ کھیتیاں جل گئیں اور بغداد وبصرہ میں مسافر مر گئے۔ اسی سال عراق میں وبا پھیلی اور بے تعداد آدمی تلف ہوئے اور ہزاروں جانیں اسی سال زلزلہ سے ضائع ہوئیں۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۹۴)

مگر کوئی نبی نہ آیا، اگر آپ کا یہ قاعدہ درست ہے تو بتاؤ ان عذابوں کے نزول کے وقت کون کون نبی آیا تھا جس کی تصدیق طاعون اور زلزلہ نے کی۔ اگر کوئی نہیں اور یقیناً

کوئی نبی بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پیدا نہیں ہوا تو اب اس زمانہ میں طاعون اور زلزلہ کے آنے سے مرزا قادیانی کیونکر سچے نبی ہوسکتے ہیں۔

قادیانی چوتھی دلیل: ایک اور پہلو سے نبوۃ کو ثابت کرتے ہیں اور وہ یوں کہ انبیاء علیہم السلام کے تشریف لانے کی اعتراض اور مقاصد کیا ہوتے ہیں۔ اگر وہ غرض پائی جاتی ہے جس کے لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہو تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ نبی آنے چاہئیں ورنہ خدا تعالیٰ پر الزام آتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ ضرورت ہے، مگر رسول نہیں بھیجتا گویا قانون بدل دیا۔

جواب: یہ دلیل پیش کر کے مضمون نویس نے خود اپنی تردید کردی ہے اور یہ ڈھکوسلا قرآن شریف کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب دین کامل ہوچکا اور نعمت نبوت حضرت خاتم النّبیین کی ذات پاک پر ختم ہوچکی اور خدا نے وعدہ کرلیا کہ اب محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ کیونکہ دین کامل ہوچکا تو نبی کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے اعتقاد میں دین کامل نہیں تو بیشک نبی آکر دین کو کامل کرسکتا ہے اور وہ تکمیل دین کرنے والا نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہوگا اور یہ باطل ہے۔

قادیانی پانچویں دلیل: خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ’’**ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم النّبیین والصدیقین والشہداء والصالحین**‘‘ جو آنحضرت ﷺ کی پیروی کرے خدا تعالیٰ اسے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے زمرہ میں شامل کرے گا۔ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہاں مع کا لفظ ہے یعنی ان کے ساتھ ہوں گے نہ کہ ان میں شامل ہوں گے تو اس سے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ان میں شہید بھی کوئی نہ ہوگا نہ کوئی صدیق اور نہ کوئی صالح صرف ان کی ہمراہی کا شرف ان کو ملے گا۔ یہ عجب خیرامۃ ہے جو ایک ادنیٰ کے درجہ مومن یعنی صالح بننے کے لائق نہیں۔

جواب: بالکل غلط ہے کہ اس آیت سے بعد حضرت خاتم النّبیین کے نبیوں کا آنا ممکن ہے۔ یہ ماننے سے تو یہ ثابت ہوگا کہ ہر ایک امتی محمد رسول اللہ ﷺ کا نبی ہوسکتا ہے اور یہ باطل ہے۔ کیونکہ اگر نبی کی متابعت سے ہر امتی نبی ہوسکتا ہے تو سب متابعت کرنے والے نبی ہوگئے امتی کوئی نہ رہا۔ اس لئے کہ آیت میں: ’’**من یطع الرسول**‘‘ لکھا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کا ہر شخص احکام اسلام کو مانتا اور حسب فرمان خدا ورسول عمل کرتا ہے تو بلحاظ مرزائی منطق کے ہر مسلمان نبی ہوا۔ اس میں مرزا جی کی کیا خصوصیت ہے۔ حالانکہ ان کی متابعت بھی کامل نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے دو ارکان اسلام ادا نہیں کئے۔ ایک حج، دوسرا جہاد نفسی۔ لہٰذا مرزا جی سے تو دوسرے مسلمان بڑھ گئے۔ جنہوں نے رسول کی پوری متابعت میں سب ارکان ادا کئے۔ خاص صحابہ کرام کہ ہمیشہ جہاد نفسی کرتے اور حج بھی ادا کرتے تھے اور مرزا قادیان ان سے محروم۔

قادیانی چھٹی دلیل: خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''ان اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس ''یعنی اس کا قانون ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول پیدا کرتا ہے اور کرتا رہے گا یہ نہیں فرمایا کہ کیا کرتا تھا اور اب...... الخ

جواب: یہاں آ کر تو آپ نے اپنی عربی دانی کی لٹیا ہی ڈبو دی۔ محاورہ قرآن سے وقف اور فصاحت بلاغت جاننے والا خواہ کسی مذہب کا ہو ایسی غلط یا غلط استنباط نہیں کر سکا۔

اوّل: لفظ ''انّ '' آیت میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے آیت کو غلط بنا دیا۔

دوم: کوئی سلیم العقل اس آیت سے حضرت خاتم النّبیین کے بعد کسی نبی کا آنا سمجھتا ہے۔ مضمون نگار کو معلوم ہو کہ مضارع بمعنی ماضی بھی آیا کرتا ہے۔ اگر صرف ونحو کے دو ایک رسالے پڑھے ہوتے تو کافی تھے۔ ''نستحیی نساء کم، یقتلون النبیین '' وغیرہ!

خاکسار: پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۰ء ص ۱ تا ۱۶)

✡ ✡ ✡

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

فسخ نکاح کے مقدمات

کے

حکم کی نقل بمع ایک استفتاء

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

برادران اسلام! کو واضح ہو کہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس واسطے علمائے اسلام نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا۔ کیونکہ حضرت خلاصۂ موجودات آخرالنّبیین خاتم الرسل کے وقت مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا ہے اور مرزا قادیانی کی طرح کہتا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع حضرت ہارون نبی تھا۔ اسی طرح میں بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تابع نبی ہوں اور میرا دعویٰ تشریعی نبوت کا نہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے مسیلمہ پر کفر کا فتویٰ دیا اور فرمایا کہ چونکہ میرے بعد کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا۔ اس واسطے مسیلمہ کاذب ہے اور مسیلمہ پر جہاد وقتال کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت مسیلمہ مارا گیا اور اس کے مرید بھی جو کہ سوا لاکھ کے قریب تھے، نابود کئے۔ سوا ان کے جنہوں نے توبہ کر لی۔

اس وقت سے اس پر اجماع امت ۱۳سو برس سے چلا آتا ہے کہ مدعی نبوت بعد خاتم النّبیین نے کافر دجال ہے بموجب صحیح حدیث کے: ’’**سیکون فی امتی ثلاثون کذابون دجالون کلّھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی**‘‘ یعنی میری امت میں تیس جھوٹے دجال ہوں گے وہ تمام گمان کریں گے کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ مگر چونکہ بعد میرے کوئی نبی نہیں اس لئے وہ کاذب ہیں۔ کیوں میں خاتم النّبیین ہوں۔

اس حدیث کے مطابق اور قرآن مجید کی آیت خاتم النّبیین کے فرمان سے علمائے اسلام نے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے دیئے۔ جیسا کہ ہر ایک زمانہ میں مدعیان نبوت پر علماء اسلام دیتے آئے ہیں جب پہلے مدعیان نبوت سچے نہ مانے گئے تو مرزا صریح قرآن وحدیث کے برخلاف کس طرح سچے نبی ہو سکتے تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے بھی قرآن اور حدیث کا مقابلہ کر کے لکھا کہ: ’’جو مجھ کو کافر کہے اور جو مجھ کو نبی ورسول نہ مانے وہ کافر ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳،۱۶۴ ملخص، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷،۱۶۸)

اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے مل کر کو حکم دیا کہ:

’’مسلمانوں سے مل کر نمازیں نہ پڑھو، مسلمانوں سے رشتہ ناطے نہ کرو۔‘‘

(ملفوظات ج اوّل ص۴۴۹ جدید)

چنانچہ اس مرزا قادیانی کے حکم کے مطابق مرزائیوں نے غیرمرزائیوں سے قطع تعلق کر لئے اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنی اور رشتے کرنے چھوڑ دیئے۔ بلکہ بعض مرزائیوں نے اپنی لڑکیوں کو گھروں میں بٹھالیا۔ اگر داماد مرزائی ہوا تو لڑکی دی ورنہ طلاق لے لی۔ مگر شرم کی بات ہے کہ مسلمانوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائیوں نے جبراً سختی کر کے اپنی عورتوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کر کے مرزائی بنالیا۔ اس پر مسلمانوں کو غیرت آئی کہ جب مرزائی ہم کو کافر سمجھ کر لڑکیاں نہیں دیتے تو مسلمان عورتیں جو مرزائی مذہب قبول نہیں کئے ہوئے۔ وہ کیوں مرزائیوں کے گھر میں رہیں۔ اسی بناء پر اکثر مقدمات عدالت میں گئے اور خدا کے فضل سے حق غالب آیا اور مرزائی مرد اور مسلمان سنیہ غیرمرزائی عورت کا نکاح عدالتوں سے فسخ قرار دیا گیا۔ لہٰذا دو مقدمات کی حکم نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ تاکہ مسلمان غیرت کریں اور اپنی لڑکیاں مرزائیوں کو نہ دیں۔ جب وہ مسلمانوں کو لڑکیاں نہیں دیتے تو مسلمان بھی نہ دیں اور قطع تعلق کریں۔

دیکھو اگلے صفحہ پر مقدمات کی حکم نقل:

اوّل

نقل تجویز اخیر باجلاس منشی محمد اکبر خان صاحب

منصف درجہ اوّل بہاول پور

۱...... مقدمہ نمبر:۵۲۹

۲...... نام مدعی: کریم بخش ولد حیات ذات پونگر سکنہ اوچ متبرکہ۔

۳...... نام مدعا علیہ: مسمات جندوڈی زوجہ کریم بخش ومسمات شرم خاتون بیوہ نبی بخش ودوست محمد ولد محمد بخش سکنہ احمد پور شرقیہ۔

۴...... دعویٰ: دعویٰ حقوق زناشوئی مدعا علیہا۔

۵...... نتیجہ مقدمہ: دعویٰ مدعی خارج ہوا۔

۶...... تاریخ فیصلہ: ۱۰؍مارچ ۱۹۱۷ء۔

۷...... نام حاکم فیصلہ کنندہ: منشی محمد اکبر صاحب منصف درجہ اوّل۔

فیصلہ دعویٰ یہ ہے

کہ عرصہ ۲۵ سال سے مدعا علیہا مسماۃ جندوڈی مدعی کی منکوحہ ہے بعد نکاح مدعی باقرار خانہ دامادی اپنے خسر کے مقیم ہوا، مدعا علیہ (۳) اس جو مدعی کا ہمزلف ہے۔ ۱۸/اپریل ۱۹۱۴ء کو مدعی کے گھر آیا اور مدعا علیہ (۱) زوجہ مدعی و مدعا علیہا (۲) ساس مدعی کو ورغلا کر مدعی کو اس گھر سے نکال دیا۔ مدعا علیہ (۱) اب مدعی کے پاس ہے۔ بغرض اعادہ حقوق زنا شوئی رہنے سے انکار ہے اور مدعا علیہ (۲) و مدعا علیہ (۳) اس کو مدعی کے ساتھ آباد ہونے سے روکتے ہیں برآں مدعی مستدعی ہے کہ ڈگری بازو مسمات چندوڈی بحق مدعی دی جاوے۔

مدعا علیہم کو جواب دعویٰ میں نکاح مدعی سے اقبال ہے مگر وہ اپنے ڈیفنس میں دو باتیں پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ مدعی، مدعا علیہا (۱) کو زبانی طلاق دے چکا ہے۔ دوسرا یہ کہ مدعی مرزائی مذہب رکھتا ہے اور مرزائیوں پر علمائے کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی مدعا علیہا (۱) کا نکاح اس کے ساتھ جائز نہ رہا۔ کیونکہ بروئے شرع شریف مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔

امر اوّل چونکہ زیادہ تر تصفیہ طلب تھا۔ اس لئے ابتداء میں یہ تنقیح وضع کی گئی کہ کیا مدعی نے مسمات چندوڈی کو زبانی طلاق دی۔ اس تنقیح کا ثبوت گزر رہا تھا کہ دوران شہادت میں ایک دوسری تنقیح کہ آیا مرزائی مذہب کے اختیار کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے وضع کی گئی۔ ان ہر دو امور پر مختلف اوقات اور مختلف حکام کے روبرو بحث ہوتی رہی۔ آخرکار ۲۶/مارچ ۱۹۱۶ء کو مولوی فیض محمد صاحب کے نام کمیشن جاری کیا گیا اور انہوں نے موقع پر جا کر تحقیقات کی۔ اپنی رپورٹ افتتاحی میں انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہر دو تنقیحات مدعا علیہم کے برخلاف ثابت ہوتی ہیں۔

مذہب اسلام میں نکاح اور طلاق کے مسئلوں کو نہایت ہی نازک اور اہم مسائل خیال کرتا ہوں اور میری یہ رائے ہے کہ ان امور کے تصفیہ کے واسطے پورے ثبوت کا بہم پہنچنا نہایت مشکل ہے۔ طلاق کی صورت میں چونکہ اس کا لگاؤ زیادہ تر دو شخصوں کے ساتھ ہے۔ اس لئے جب تک وہ خود نہ کہیں کہ ہم میں کوئی ایسی بات واقع ہوئی جس سے طلاق عائد ہوسکتی ہو تو بیرونی شہادت کے ذریعہ سے فیصلہ کرنے میں دشواری لاحق ہوئی ہے۔ طلاق میں

رجوع جائز رکھا گیا ہے۔ رجوع کا علم سوائے فریقین کے اور کسی کو پوری طرح نہیں ہوسکتا۔

دوسرا اس امر کا ثبوت ...... پورے طور نہیں مل سکتا کہ آیا طلاق طہر کے دنوں میں دی گئی یا ایام حیض میں موجودہ صورت میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مدعی نے اپنی عورت کے ساتھ عرصہ دو سال سے جھگڑا شروع کیا تھا کہ تو مرزاغلام احمد قادیانی کی بیعت اختیار کر، ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ وہ متواتر انکار کرتی رہی۔ آخر مدعی نے ایک دن اس سے کہا کہ تو میرے نفس پر حرام ہے۔ کیونکہ تو نے میری نافرمانی کی ہے۔ یہ کہہ کر مدعی وہاں سے چلا گیا اور عرصہ سال ڈیڑھ سال کا ہوا ہے کہ پھر اپنی بیوی کے نزدیک نہیں گیا۔

اس بیان کی تائید میں غلام حسین حجام، جمعہ حجام، محمود ملاں، اللہ یار بلوچ، شیر محمد اور غلام نبی دونوں بھائی ہیں۔ الٰہی بخش داماد مدعی اور عظیم خاتون دختر مدعی شہادت دیتے ہیں، شیر محمد اور غلام نبی دونوں بھائی ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدعی کے مکان کے ساتھ دیوار بہ دیوار رہتے ہیں اور ہم نے ایک دن سنا تھا کہ مدعی اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑ رہا تھا اور اس کو کہہ رہا تھا کہ تو میرے نفس پر حرام ہے۔ کیونکہ تو میرا مذہب اختیار نہیں کرتی۔ علاوہ ان دو...... ہمسائیوں کے اور کوئی محلّہ دار یا ہمسایہ بیان نہیں کرتا کہ اس نے سنا ہو کہ مدعی نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ علاوہ ان دو شخصوں کے اور بھی آدمی مدعی کے ساتھ دیوار بہ دیوار رہنے والے ہیں۔ مگر علاوہ ان دو کے اور کوئی ہمسایہ ان کے بیان کی تائید نہیں کرتا۔ رپورٹ کمیشن سے یہ بات واضح ہے۔

یہ محلّہ دار بھی جس کو محلے کی نسبت تمام حالات کی واقفیت ہونی چاہئے بیان نہیں کرتا کہ اس نے سنا ہو کہ مدعی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ اس لئے ان دونوں کی شہادت قابل اعتبار نہیں۔

دختر مدعی اور الہ یار کے بیان میں اختلاف ہے۔ الہ یار کہتا ہے کہ جس وقت مدعی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی۔ اس وقت میں، دختر مدعی، زوجہ مدعی اور مسماۃ شرم خاتون موجود تھے، دختر مدعی کہتی ہے کہ اس وقت سوائے میرے اور کوئی مرد یا عورت وہاں موجود نہیں تھا۔ اس لئے ان دونوں کا بیان قابل پذیرائی نہیں۔ الٰہی بخش داماد مدعی کی شہادت دو دفعہ قلمبند کی گئی ہے۔ ایک دفعہ عدالت میں اور ایک دفعہ صاحب کمیشن کے روبرو۔ عدالت میں جو شہادت قلمبند کی گئی تھی اس میں اس نے طلاق کے متعلق کچھ نہیں کہا اور صاحب کمیشن نے جب اسے طلب کیا تو اس نے طلاق کے متعلق شہادت دی اور کہا کہ پہلے طلاق کے متعلق

کچھ نہیں پوچھا گیا۔ اس لئے میں نے کچھ نہ بتلایا۔ مگر جب پہلی دفعہ اس کی شہادت قلمبند کی گئی ہے۔ اس سے پہلے ہر دو تنقیحات دوبارہ وضع کی گئیں تھیں اور فریقین کو ثبوت اور تردید پیش کرنے کا ایک اور موقع دیا گیا تھا۔ اس وقت اس گواہ نے طلاق کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ دوسری دفعہ جو اس نے شہادت دی ہے وہ بناوٹی ہے۔ علاوہ اس کے وہ مدعی کے ساتھ اس کا تنازعہ بیان کیا جاتا ہے۔

غلام حسین اور جمعہ معمولی حیثیت کے آدمی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مدعی ...... بازار میں سے ہماری دکان کے آگے سے گزرا ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے گھر میں کیسا جھگڑا برپا کیا ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میری بیوی میرے مرشد کو نہیں مانتی۔ اس لئے میں نے اس کو اپنے نفس پر حرام کردیا ہے۔ علاوہ کم حیثیت ہونے کے یہ دونوں شخص باپ بیٹا ہیں۔ اس لئے ان کی شہادت میں تصنع خیال کرتا ہوں۔

باقی تنقیح اوّل میں صرف محمود ملاں کی شہادت ہے مگر وہ بیان کرتا ہے کہ میں دوست محمد مدعا علیہ کی طرف سے مدعی کے پاس پیغام لایا تھا اور اس پیغام کے جواب میں مدعی نے کہا تھا کہ میں اپنی عورت کو ترک کر چکا ہوں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ دوست محمد کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے اور اس لئے میں اس کی شہادت کو بالواسطہ قرار دیتا ہوں۔ لہٰذا تنقیح اوّل کے ثبوت میں جو شہادت گزری ہے وہ بالواسطہ اور غیر معتبر معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس کا فیصلہ مدعا علیہم کے برخلاف کرتا ہوں۔''

تنقیح دوم: کی نسبت مدعی کا خود اقبال ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کا مرید ہے اور اس امر کی شہادت بھی کافی طور بہم پہنچائی گئی ہے کہ مدعی مرزائی مذہب کا پابند ہے۔ مدعی کا اعتراض یہ ہے کہ وہ ان عقائد کا جو مرزائی مذہب والے رکھتے ہیں اور جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان پر ایمان لانے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، پابند نہیں۔ چنانچہ ان اعتقادات کی نسبت تنقیحات وضع کی گئی اور فریقین سے اپنا اپنا ثبوت طلب کیا گیا۔ میری رائے میں ان تنقیحات کے وضع کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ جب ایک شخص جس نے مذہب اختیار کر لیا تو سمجھا جائے گا کہ وہ اس مذہب کے تمام اصولوں کا پابند ہے۔ چاہے وہ ان کو سمجھ سکتا ہے یا نہیں سمجھ سکتا۔ اعتقادات کا کسی بیرونی شہادت سے ثابت ہونا میری رائے میں سخت مشکل ہے۔ علاوہ اس کے شرع ظاہر کو دیکھتی ہے نہ باطن کو اگر ایک شخص ظاہرہ ہندو

ہو اور اس کے اعتقادات مسلمانوں جیسے ہوں تو نہیں کہا جائے گا کہ وہ مسلمان ہے۔ اسی طرح اگر ایک مسلمان عیسائی مذہب اختیار کر لے اور یہ کہے کہ میرے اعتقادات میں فرق نہیں۔ میں باطن میں مسلمانوں ہوں تو کوئی شخص اس پر یقین لانے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ جب تک وہ ظاہراً عیسائیت کو ترک نہ کرے۔

موجودہ صورت میں مشکل یہ ہے کہ مدعی نے ظاہرہ مسلمانی سے کوئی مختلف مذہب تو اختیار نہیں کیا۔ مگر اس نے اسی مذہب کے ایک ایسے فرقہ میں شمولیت حاصل کی ہے کہ وہ چند ایک ایسے خیالات کا پابند ہے جو کفر والحاد کی حد تک پہنچتے ہیں۔ مدعاعلیہم نے علماء کے فتوے بہم پہنچائے ہیں، جن سے پایا جاتا ہے کہ تقریباً تمام ہندوستان کے اکثر علماء متفق الرائے ہیں کہ مرزائیوں کے بعض اعتقادات ایسے ہیں جو کفر والحاد کی حد تک پہنچتے ہیں اور انہوں نے اس بات کا فتویٰ دے دیا ہے کہ مرزائی مذہب والے کے ساتھ سنیہ عورت کا نکاح جائز نہیں۔

ان علماء میں سے اکثر مدرسہ عربیہ دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں اور چونکہ آج کل ہندوستان میں دیوبند علم فقہ کا مستند دارالعلوم خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے میں ان کی رائے کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ انہوں نے یہ بھی فتویٰ دے دیا ہے کہ اگر ایک سنی عورت کا خاوند مرزائی ہو جائے تو اس عورت کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ موجودہ صورت میں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مدعی عرصہ چار سال سے مرزائی ہوگیا ہے اور اس کی بیوی مذہب اہل سنت والجماعت کی پابند ہے۔ لہٰذا میں بروئے فتویٰ علماء مشمولہ مثل مدعی کی بیوی کا نکاح فسخ قرار دیتا ہوں۔''

اور اگر مدعی کی طرف سے یہ کہا جائے کہ وہ ان اعتقادات کا پابند نہیں جن کی وجہ سے مرزائیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے اور اس کا نکاح اس وقت فسخ سمجھنا چاہئے جب وہ ان اعتقادات پر ایمان لاوے تو میں اس کے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کیونکہ چاہے وہ درحقیقت ان پر ایمان لایا ہوا ہے یا نہ۔ جب وہ دوسرے مذہب میں داخل ہوگیا تو سمجھا جائے گا کہ وہ ان تمام اصولوں کا پابند ہے جو وہ مذہب سکھاتا ہے اور اس امر کا ثبوت طلب کرنا کہ وہ ان اصولوں کا کب اور کس طرح پابند ہوا، میں مناسب خیال نہیں کرتا۔

بوجوہات بالا میں دعویٰ مدعی خارج کرتا ہوں، فریقین حاضر ہیں ان کو حکم سنایا گیا۔ خرچہ بذمہ مدعی۔ ۱۰؍مارچ ۱۹۱۷ء دستخط محمد اکبر منصف درجہ اوّل

دوئم بعدالت سیشن جج صاحب مالابار شمالی

باجلاس وی. پی راؤ اسکوائر ای.سی. ایس برسٹرایٹ لا سیشن جج

بروز منگل ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۰ء

مقدمہ سیشن (۱۲) ۱۹۲۰ء

سرکار دولتمدار بنام پرکل مسمو وغیرہ ۱تا۴ و مسماۃ پرکل کہنا مینا

جرم زیر دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند برخلاف مسماۃ پرکل کہنا مینا و زیر دفعات ۱۱۴ر۴۰۴ تعزیرات ہند برخلاف ملزمان (۱تا۴) بحاضری ہردو اسیسران قوم برہمن

۵...... اب صفائی کی کہانی کے دوسرے پہلو پر اور جو شہادت اس کی تائید میں دی گئی ہے غور کرنا باقی ہے۔ لائق سرکاری وکیل اس بات کو تسلیم کرتا ہے اور دراصل یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ شرع محمدی کے مطابق ارتداد سے شادی فسق ہوجاتی ہے۔ اس بارہ میں فیصلہ انڈین لارپورٹ ۳۹ کلکتہ ص۴۰۴ اور فیصلہ انڈین لارپورٹ الہ آباد ۳۳ص کا حوالہ کافی ہے۔ لہٰذا فیصلہ طلب امر یہ رہ جاتا ہے کہ آیا کسی مسلمان کا احمدی ہوجانا یہی ارتداد کے لئے کافی ہے یا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک صاف مذہبی مسئلہ ہے۔ مگر اس مقدمہ میں یہی سوال پیدا ہوتا ہے اور عدالت کو اس کا جواب دینا لازمی ہے۔ اگرچہ یہ محض مسلمانوں کے مذہبی مسائل اور عقائد کا معاملہ ہے۔ دیوانی مقدمہ میں بھی اس امر کا فیصلہ ایسے مسائل اور اعتقادات کی غور ہی کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اسی پر عورت کے حقوق کا انحصار ہے اور عدالت ایسے معاملہ میں اپنے اختیارات سماعت سے دستکش نہیں ہوسکتی۔ اس طرح ایسے فوجداری مقدمہ میں جو موجودہ مقدمہ کی مانند ہو۔ اس سوال کے جواب سے پہلوتہی کرنا ناممکن ہے۔ میں یہ فیصلہ نہیں کرسکتا اور نہ یہ کرتا ہوں کہ دونوں مذہبوں یعنی پکے مسلمان اور احمدیوں میں سے کون سا مذہب سچا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان دونوں مذہبوں کے مسائل یا اعتقادات کے درست ہونے سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔

۶...... احمدی مذہب کی بنیاد مرزاغلام احمد قادیانی نے پنجاب میں ڈالی تھی اور اس کے پیرو احمدی یا قادیانی کہلاتے ہیں۔ اس مذہب کے لازمی مسائل اس کے بانی کی تحریرات میں موجود ہیں جو بانشان ایم ۲.۱.۲.۳+۴ مثل پر ہیں اور وہ بڑے بڑے اختلافات کو جو اس مذہب اور پکے مسلمانوں کے درمیان ہیں وہ اس رسالہ میں درج ہیں جو بہ نشان ایم ۲.۵ مثل

پرشامل ہے اور جسے استغاثہ نے پیش کیا ہے۔ اسلام کے تین بڑے بڑے علماء بطور ماہر، ملزم کی جانب سے گواہان نمبر۴ (۶و۷) پیش ہوئے ہیں۔ گواہ صفائی نمبر۴ مدراس کے سرکاری قاضی کا لڑکا ہے، پہلے وہ نائب قاضی تھا اور اب ضلع عثمان آباد ریاست مملکت نظام اعلیٰ مرتبت میں مفتی اعلیٰ ہے۔ اپریل ۱۹۱۹ء میں گواہ صفائی نمبر۵ نے اس مضمون پر اس سے فتویٰ طلب کیا اور اس نے ایک تحریری فتویٰ یہ بطور اکزبیٹ (۱) کے مثل پر موجود ہے اس مضمون کا دیا کہ اس کی رائے میں جو احمدی تائب نہ ہوں وہ مرتد ہیں اور مرتد سے شادی بوجہ اس کے مرتد ہو جانے کے فسخ ہو جاتی ہے۔ اس فتویٰ سے سرکاری قاضی مدراس کا اتفاق ہے اور اس کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نے اس فتویٰ کی تائید میں اپنی وجوہات دے کر شہادت دی ہے کہ گواہ نمبر۵ میں نانی کی درگاہ میں بطور نائب منتظم کے فرائض بجالاتا ہے اور یہ درگاہ مالابار کے موپلے مسلمانوں میں بڑی مقبول ہے اور مذہبی معاملات میں یہاں کے فیصلے سند سمجھے جاتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نمبر۶ گواہ کی رائے بڑی قابل قدر رائے ہے۔ اس کی شہادت کے مطابق جو مسلمان قادیانی ہو جاوے وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ مرتد ہو جاتا ہے۔

گواہ نمبر۷ شمالی مالابار کے قصبہ نانی پرویا میں بڑا لائق مسلمان ہے جس نے اپنی تمام عمر قرآن شریف کے مطالعہ میں بسر کی ہے اور بڑے زور سے بیان کرتا ہے کہ احمدیہ مذہب کا بانی مرتد تھا اور اس کے پیرو بھی مرتد ہیں۔ گواہ صفائی نمبر۴ کی شہادت میں وہ ساری وجوہات پورے طور پر بیان کی گئی تھیں۔ جن پر ان کی رائے کا انحصار ہے اور ان کا پڑھ لینا ظاہر کرتا ہے کہ احمدیہ مذہب کے بانی کے کئی دعوے پکے اور عالم مسلمانوں کی نگاہ میں بالکل قرآن کریم کی تعلیم کے اعلانیہ برخلاف ہیں اور دنیائے اسلام کا اس پر عام اتفاق ہے۔

...... مستغیث کے بیان کے مطابق مذہب اسلام کے پانچ ارکان ہیں: (۱) خدا اور اس کے رسولوں پر یقین کرنا۔ (۲) نماز۔ (۳) زکوٰۃ۔ (۴) رمضان کے روزہ۔ (۵) حج کرنا بصورت استطاعت اور وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اب بھی باوجود تبدیلی مذہب کے، ان ارکان کا پابند رہے۔ مگر وہ یہ امر بھی تسلیم کرتا ہے کہ احمدیوں اور پختہ مسلمانوں میں بعض اختلافات ہیں۔

جن میں دو حسب ذیل ہیں یعنی: (۱) پختہ مذہب اسلام کے نزدیک عیسیٰ نبی زندہ ہیں اور چوتھے آسمان پر ہیں برخلاف اس کے احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مر چکے ہیں اور دفن ہو چکے ہیں اور دوسرے احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا گرو غلام احمد مسیح اور مہدی موعود ہے اور

اس کے برعکس پختہ مسلمان یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ عیسیٰ نبی، دوبارہ بطور مسیح کے ظاہر ہوگا۔

مستغیث یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ پختہ مذہب کے پیرو احمدیوں کو کافر اور مرتد کہتے ہیں یہ بھی ظاہر ہے کہ احمدیوں کو عام مسجدوں میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور نہ ہی وہ عام قبرستانوں میں ان کے جنازوں کو دفن کرنے دیتے ہیں۔ غرض کہ جیسے کہ ایک اسیسر نے کہا ہے کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا ہے جو ایسے شخصوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہیں برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ مرتد ہیں، کیونکہ مسلمانوں میں ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ساتھ اکثر یہی سلوک کرتا ہے۔ یہاں تو اصلی سوال یہ ہے کہ آیا احمدی مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ ہیں یا اسلام کی حدود سے خارج ہو چکے ہیں اور اس لئے مرتد ہیں۔

۸...... نہایت احتیاط کے ساتھ غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدی مذہب کے پیرو اسلام میں مرتد ہی سمجھے جانے چاہئیں جو شہادت اس مقدمہ میں پیش ہوئی ہے اس کی موجودگی میں میرا کسی اور نتیجہ پر پہنچنا ناممکن ہے۔ گواہان صفائی نمبر۴، ۶، ۷ کے بیانات بشمولیت مستغیث کے اقبال کے احمدی بالعموم پختہ مسلمانوں کی نگاہ میں مرتد سمجھے جاتے ہیں۔ اس امر کو صاف عیاں کر رہی ہیں۔ رسالہ بہ نشان ایم ۲ جس کو مستغیث نے ایم ٹو ۵ پیش کیا ہے کہ مطابق احمدیوں اور غیر احمدیوں میں بڑے بڑے اختلافات حسب ذیل ہیں۔

پہلا تو خدائے تعالیٰ کی صفات کے متعلق ہے، غیر احمدیوں کے نزدیک محمد آخری پیغمبر تھے جن کے ساتھ خدائے تعالیٰ ہم کلام ہوا اور اس کے بعد خدائے تعالیٰ نہ کسی سے ہم کلام ہوا اور نہ آئندہ ہم کلام ہوگا۔ احمدی اس اعتقاد کے مخالف ہیں اور ان کے نزدیک خدائے تعالیٰ زمانہ گزشتہ کی طرح اب بھی اپنے پاک بندوں سے ہوتا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

۲...... اختلاف پیغمبر محمد صاحب کے متعلق ہے۔ اگرچہ محمد خاتم النّبیین رسولوں کی مہر ہیں، احمدی اس سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ پختہ مسلمانوں کے برخلاف جو آتے ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اس فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ کوئی نبی بلاواسطہ محمد مبعوث نہ ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہے کہ پیغمبری کا دروازہ بالکل بند نہیں ہوا بلکہ صرف پیروان محمد کے لئے ابھی تک کھلا ہے۔

۳...... تیسرا اختلاف زیادہ زبردست ہے، کیونکہ یہ عام پیغمبروں کے متعلق ہے، احمدی ان تمام کو جسے کسی انسانی فرقہ نے آسمانی رسول یا اوتار مقرر کیا ہے۔ پیغمبر سمجھتے ہیں اور اس

لئے ان کے نزدیک بدھ کرشنا اور رام چندر نبی اور خدا کے رسول تھے۔ جنہوں نے لوگوں کوسیدھے راستہ کی طرف چلایا اوران کا اعتقاد ہے کہ یہ منجانب اللہ رسول تھے اوران کی تعلیم خدائی الہام پر مبنی تھی۔ غیراحمدی بدھ کرشنا اور رام چندر کو پیغمبر تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی رسول منجانب اللہ کہتے ہیں۔ احمدی اس سے بھی ایک قدم آگے جاتے ہیں اوران کے نزدیک جو مسلمان ان کے مذہب کے بانی غلام احمد کو رسول نہیں مانتا یا ان ہستیوں کو جن کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے۔ خدا کے رسول تسلیم نہیں کرتا۔ وہ ایسے ہی بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس کے کہ یہودی یسوع مسیح کے انکار کرنے سے ہوتے ہیں۔

۴...... چوتھا اختلاف یسوع مسیح کے متعلق ہے احمدیوں کا اعتقاد ہے کہ یسوع کے دوبارہ آنے کی۔ پیشین گوئی ان کے مذہب کے بانی کے آنے سے پوری ہوگئی ہے۔

۵...... پانچواں اختلاف غازی مہدی اور جہاد کے مسائل کے متعلق ہے۔ غیراحمدی ایک ایسے مہدی کا انتظار کرتے ہیں جو جہاد کرے گا اور بزور شمشیر اسلام پھیلائے گا۔ احمدی اس مسئلہ کے برخلاف ہیں۔ ان کے نزدیک مہدی اور مسیح ایک ہی شخص یعنی ان کا بانی غلام احمد ہے اور وہ اسلام کو آسمانی نشانات اور دلائل کی مدد سے پھیلائے گا۔

۶...... آخری اختلاف اس اعتقاد کے متعلق ہے جو احمدی اور غیراحمدی مسلمان لڑکی کے متعلق رکھتے ہیں۔ غیراحمدی تو اسے خلیفۃ المسلمین خیال کرتے ہیں اور احمدی کہتے ہیں کہ سلطان کا خلافت کا دعویٰ جھوٹا ہے اور وہ اس کے روحانی مسیحیت کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ میری رائے میں یہ اختلافات بنیادی ہیں اور مذاہب اسلام سے ایک سے زیادہ مسائل کی تہہ تک پہنچتے ہیں اوران پختہ مسلمانوں کے جو پرانے مذہب پر ہیں اور احمدی مذہب کے مسلمانوں کے مذہبی اتحاد کے فسخ کرانے کے لئے کافی ہیں۔ یہ میرا کام نہیں ہے کہ میں اس امر کا فیصلہ کروں کہ احمدیوں کا یہ دعویٰ کہ وہ حقیقی اور سچے مذہب کی۔ جیسا کہ قرآن بتاتا ہے پیروی کرتے ہیں، قرآن کی تعلیم اور جو مسائل اس میں ہیں کا فیصلہ شخصی رائے پر نہیں ہوسکتا بلکہ ان عام معنوں کی بناء پر ہونا چاہئے۔ جو مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی عام طور پر تسلیم کئے ہیں اوراجن پر وہ کاربندرہے ہیں۔

۹...... پہلے اسیسر نے یہ کہا ہے کہ میری رائے میں قادیانی جیسا کہ مستغیث ہے مرتد سمجھے جاتے ہیں، یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کو صحیح طور پر یا غلط طور پر خارج از برادری کیا گیا ہے یا

نہیں۔ملزمان جرم کے مرتکب نہیں اور وہ مجرم نہیں ہیں۔

دوسرا اسیسر کہتا ہے کہ خود ملزمان مجرم نہیں کیونکہ مستغیث نے اپنا مذہب چھوڑ کر ایک نیا مذہب اختیار کیا اور اس لئے شادی فسخ ہوگئی۔‘‘

دونوں اسیسر صاحبان ہندو ہیں اور ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے اس سوال کو نگاہ عام سے دیکھا ہے اور میرے نزدیک اسی طرز سے ایسے معاملات میں نگاہ ڈالنا ہی درست ہے۔

۱۰...... بوجوہات بالا میں ہر دو اسیسر صاحبان سے اتفاق کرتا ہوں اور تجویز کرتا ہوں کہ ملزمان مجرم نہیں ہیں، اس لئے انہیں بری کیا جاوے اور ضمانت سے رہا کیا جاوے۔

دستخط: روی. پی راڈ سیشن جج ۱۴؍اکتوبر ۱۹۲۰ء

نوٹ: انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے کے وقت مترجم صاحب نے کسی قدر اختصار سے کام لیا ہے۔ اگر پورا فیصلہ انگریزی کی نقل کسی مسلمان کو دیکھنی ہو تو دفتر انجمن تائید اسلام لاہور سے دیکھ سکتا ہے۔ پیر بخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام فروری ۱۹۲۱ء ص ۱تا۱۱)

لاہور سے ایک استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس بارہ میں کہ: ’’مرزائی (احمدی) جماعت لاہوری کو ان کے قائم کردہ مسلم ہائی سکول میں خلافت فنڈ سے مدد دی جائے یا نہ؟

بینوا توجروا. رحمکم اللہ!

العاجز: حبیب اللہ کشمیری بازار لاہور

الجواب

مرزائی جماعت کی دونوں پارٹیاں موافق جمہور علماء اسلام کے فتویٰ کے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی قادیانی پارٹی تو کھلم کھلا مسلمانوں کی مخالفت اور گورنمنٹ سے موالات کررہی ہے۔ لاہوری پارٹی ایک مدعی نبوت کو مجدد اور نیک برگزیدہ مان کر کس طرح مسلمان رہ سکتی ہے اور خلافت کمیٹی کا روپیہ ایسی جماعت کے تعلیم گاہ میں کس طرح دیا جاسکتا ہے جو اسلام میں بھی شامل نہ ہو۔ (محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ دینیہ دہلی)

(ماہنامہ تائید اسلام فروری ۱۹۲۱ء ص ۱۵،۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تین اہم مضامین

(۱) مرزائیوں کی چال بازیاں

(۲) قادیانی جماعت کی وفاداری کا سراب

(۳) قابل توجہ برادران اسلام

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) مرزائیوں کی چال بازیاں

عقل منداور صاحب فراست دنیا جانتی ہے کہ عیسائیوں کو دام میں لانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ بننے کی کوشش کی اور برادران ہنود کو دھوکا دینے کے لئے کرشن جی کا اوتار بنے۔ اسی پر بس نہیں کی بلکہ قرآن مجید میں جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی کا ذکر ہے: ''**مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**''(الصف:۵) جس میں عیسیٰ اپنی امت کو حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں کہ وہ رسول میں ہوں (نعوذ باللہ) غرض چونکہ ان کا دعویٰ دنیا کا ایک بہت بڑا آدمی ہونے کا تھا۔ لہٰذا ان کی نسبت ایک بڑے آدمی کا مصرف پڑھ دینے کے سوا: ''دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست'' ہم اور کچھ نہیں کہتے لیکن باوجود مرزا قادیانی کی اس قدر چال بازیوں کے عیسائیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے کوئی ایک ہوشمند بھی ان کے دعاوی کا مصدق نہ ہوا۔ سوائے ان چند قابل رحم شکل انسان ہستیوں کے جو پہلے ہی مذہب سے محض ناآشنا ہونے کے باعث وادی، ضلالت اور گمراہی کے جنگلوں میں بھٹکتی پھرتی تھیں۔ انہوں نے جب یہ سراب دیکھا اور سنا تو جھٹ لبیک کہہ کر نبی، مہدی اور مجدد وغیرہ مرزا قادیانی کو تسلیم کرلیا۔ مگر عقلمند لوگ مرزا قادیانی کو جانتے ہیں اور وہ ہمیشہ اہل حق کو مرزائی چالوں سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ مثلاً مرزا قادیانی کی لن ترانیوں میں سے ہے جو وہ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳) پر لکھتے ہیں: ''محمد ﷺ کے تین ہزار معجزے تھے۔''

اور (حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ص۵۰۳) میں لکھا کہ: ''میرے تین لاکھ سے اوپر معجزات نشان ہیں۔'' (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی نے خاتم النّبیین ﷺ سے مسابقت کی۔ اس کے بعد سچ اور جھوٹ میں فرق معلوم کرنے کے لئے جو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کے وقتاً فوقتاً معیار مقرر کئے ان کے رو سے ہمیشہ جھوٹے ہوتے رہے۔ مثلاً عبداللہ آتھم عیسائی والی پیشین گوئی جھوٹی

نکلی۔ مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ مرزا احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیشین گوئی جھوٹی نکلی۔

غرض اس قسم کی ہزاروں خرافات ہیں، جن کا ذکر کرنے سے تہذیب مانع ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے، مگر وہ حیض نہیں۔ اب وہ بچہ بن گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳ ملخص، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

اور سنئے: مولوی ثناء اللہ کے مقابلہ میں کہا کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرجائے گا۔ چنانچہ خود مرکر جھوٹے ثابت ہوئے۔

اب مرزائی جماعت بھی اگر مرزائی روش اختیار کرے تو یہ کوئی تعجب نہیں۔ گزشتہ مارچ میں جب علماء اسلام کا جم غفیر قادیان پہنچا اور ان کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہوکر کثیر التعداد لوگ عقائد باطلہ مرزائیہ سے تائب ہوئے تو مرزائیوں کے پاس اس ضرب شدید کا کوئی مداویٰ نہ رہا۔ اب یہ ضروری تھا کہ طاقت کم ہو اور آمدنی روز بروز گھٹتی جائے۔ چنانچہ مرزا بشیرالدین محمود اینڈ کو نے بڑے سوچ بچار سے ایک اشتہار چھاپا کہ افریقہ میں چار ہزار آدمی احمدی ہوگئے اور جب دیکھا کہ اس آواز کی شنوائی نہیں ہوئی تو جھٹ ایک اور بے پر کی اڑائی کہ افریقہ میں دس ہزار اور احمدی ہوگئے۔

اللہ رے جدت طرازی اور دھوکا دہی، ان بھلے آدمیوں سے کوئی پوچھے کہ بھئی تمہارے اپنے قرب وجوار اور خود قادیان میں تو عقائد باطلہ مرزائیہ پر لوگ اعوذ پڑھتے ہیں۔ پھر تمہاری احمدیت میں اہل افریقہ نے کون سی خوبی دیکھی کہ اسے فوراً قبول کیا اور لے بھاگے۔

برادران اسلام! اصل بات یہ ہے کہ اب دنیا کا ہر ایک حصہ اسلامی برکات سے واقف ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ اسی افریقہ کی نسبت سالہا سال سے پادری لوگ پکار رہے ہیں کہ وہاں اسلام بڑی سرعت سے ترقی کر رہا ہے اور بفضل خدا وہاں بکثرت مسلمان موجود ہیں۔ البتہ یہ ہماری کوتاہی ہے کہ اب تک ان دور افتادہ برادران اسلام سے تعارف نہیں کر سکے اور وہاں ہمارے علماء کی اشد ضرورت ہے۔ وہ لوگ مسلمان تو ہیں۔ پہلے ہی سے

اب جب کوئی ایک آدھ مرزائی وہاں جا پہنچا تو اس نے اپنی کارگزاری دکھانے کے لئے اپنے ہیڈکوارٹر میں تار کھڑکا دیا یا لکھ بھیجا کہ اتنے ہزار آدمی احمدی ہوگئے۔

’’نہ کوئی جائے نہ جھٹلائے چال کی ستھرا خیر منائے۔‘‘ یعنی صرف عبدالرحیم مرزائی کے افریقہ سے یہ تار دے دینے پر کہ چودہ ہزار آدمی احمدی ہوگئے۔ کوئی عقل مند اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔ فرض کرو کہ ہندوستان سے ایک پادری اپنے ہیڈکوارٹر امریکہ یا لندن میں تار دے دے کہ ہندوستان میں دس ہزار احمدی عیسائی ہوگئے تو جو مرزائی امریکہ یا لندن میں ہوں گے کیا فقط ایک پادری کی تار کو سچ مان کر تسلیم کر لیں گے کہ فی الواقع ہندوستان میں دس ہزار احمدی عیسائی ہوگئے؟ ہرگز نہیں۔ جب یہ ناقابل تسلیم ہے تو پھر ہم مسلمان کیونکر صرف ایک مولوی عبدالرحیم مرزائی کی تار کو تسلیم کر سکتے ہیں کہ دس ہزار مرزائی ہوگئے ہیں۔ اس کے لئے کسی غیر جانبدار مگر راست باز ہندو یا عیسائی کی شہادت ضروری ہے۔

ان اشتہاروں کی غرض مریدوں سے چندہ لینا ہے، کیونکہ اسلامی خلافت کی انکار کی وجہ سے میاں صاحب کے اکثر مریدوں نے بیعت توڑ کر چندہ دینا بند کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی اشتہار کے اخیر چندہ کی اپیل بدیں الفاظ ہے: ’’احمدی جماعت سے میرا خطاب ہے کہ خدائے تعالیٰ کے ان فضلوں کے ساتھ وہ اپنی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ چودہ ہزار نفوس کی تعلیم وتربیت کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے بہت سی جانی ومالی قربانی کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔

اس عبارت سے ہر ایک ہوش مند آدمی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ چودہ ہزار آدمیوں کی تعلیم وتربیت کی آڑ میں یار لوگ مالی امداد چاہتے ہیں۔ افسوس ہے! مرزائیوں نے مریدین مرزا کی بہتات کو صداقت کے ثبوت میں پیش کر کے دنیا کو دھوکا دیا ہے۔ حالانکہ بہبود زندگی کاذب مدعی نبوت کے ۵ کروڑ ۵ لاکھ متبعین تھے اور بادشاہ وقت سے سات سال تک لڑتا رہا۔ مگر وہ کاذب ہی تھا نہ کہ صادق۔ (تذکرۃ المذاہب ص۲۲۳)

(ماہنامہ تائید اسلام جولائی ۱۹۲۱ء ص۷تا۹)

(۲) قادیانی جماعت کی وفاداری کا سراب

قادیانی وفد نے حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں جو سپاسنامہ پیش کیا ہے۔ اس کا چرچہ اخباروں میں ہورہا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے بھی اپنی اشاعت مؤرخہ ۲۵رجون ۱۹۲۱ء میں اس وفداور سپاسنامہ کا ذکر کیا ہے۔ جس پر اسلامی دنیا انگشت حیرت در دہان ہے کہ ایسے موقعہ پر جب کہ مقامات مقدسہ مسلمانوں سے چھینے گئے اور ان کی رہی سہی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے مخالفین میں تقسیم کی گئی تو مسلمان کہلانے والوں کے سپاسنامہ کے کیا معنی۔ کیا مرزامحمود قادیانی کے نزدیک یہ انگریزوں کی کارروائی ان کے اوران کی جماعت کے واسطے باعث انبساط ومسرت ہے۔ جس کے متعلق وہ انگریزوں کے شکرگزار ہوئے۔ حالانکہ کل دنیا ناراض ہے۔

ہم مرزائی جماعت اوران کے خلیفہ قادیانی سے دریافت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ: ''وہ مسیح موعود ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ص۲۹۵)

اورتمام جماعت احمدیہ کا اعتقاد ہے کہ مرزا قادیانی وہ مسیح موعود تھے جس کی خبر حدیثوں میں دی گئی ہے کہ قاتل دجال ہوگا اوراس کے وقت میں اسلام کو غلبہ ہوگا اوراس کا نزول خاص دجال کے قتل کرنے کے واسطے ہوگا اورتمام اہل کتاب ایمان لاویں گے اورمرزا قادیانی نے خود بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ: ''میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے آیا ہوں، اب نہ عیسیٰ علیہ السلام پوجا جاوے گا نہ کرشن اور نہ رام چندروغیرہ۔ اگر مجھ سے یہ کام نہ ہوا اور میں مرجاؤں تو جھوٹا ہوں چاہئے کروڑ نشان مجھ سے ظاہر ہوں۔'' (مکتوبات احمد ج۴ص۹۵،۹۸ ملخص طبع قدیم)

دوسری طرف مرزا قادیانی نے کئی جگہ اپنی تصنیف کردہ کتابوں میں لکھا ہے کہ: ''انگریزوں کی قوم دجال ہے اورریل گاڑی اس کا گدھا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۱۴۶ ملخص، خزائن ج۳ص۱۷۴)

جس سے ثابت ہوا کہ مرزائی جماعت دجال کی سخت دشمن ہے اور جب کبھی اس

جماعت کا بس چلے گا تو دجال کو قتل کرے گی۔ چونکہ بقول ان کے دجال انگریزوں کی قوم اور پادری لوگ ہیں۔ اس لئے احمدی ہوکر مرزائی جماعت کسی صورت میں بھی انگریزوں کی وفادار رعیت نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ہم ادب سے سوال کرتے ہیں کہ پھر یہ سپاسنامہ کیوں پیش کیا گیا۔

سول اینڈ ملٹری کی اطلاع کے واسطے ہم ذیل میں مرزا قادیانی کی اصل عبارت ان کی کتابوں سے نقل کر کے سرکار انگریزی کا بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اس لپ لائلٹی یعنی زبانی اظہار وفاداری پر ٹھوکر نہ کھائے اور اپنے دشمن کی جس کا فرض منصبی یہ ہے کہ انگریزوں کو قتل کرے۔ گندم جوفروشی سے کبھی دھوکہ میں نہ آئے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اوّل: ''اس طرح سمجھ لیں کہ یہ عیسائی دجال بطور مورث اعلیٰ کے اس دجال کے لئے ہے جو عیسائی گروہ میں ہی پیدا ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص۴۸۲، خزائن ج۳ ص۳۵۹)

دوم: ''کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ (عیسائی) اپنی دجالانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہوگئے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۴۸۹، خزائن ج۳ ص۳۶۳)

سوم: ریل گاڑی دجال کی سواری کا گدھا ہے۔ چوں کہ عیسائی قوم کی ایجاد ہے جن کا امام اور مقتداء یہی دجالی گروہ ہے۔ اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔ انہی کے متبعین انگریز زمین آباد کرتے جاتے ہیں...... اور جس ملک ویران پر قبضہ کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں کہ تو اپنے خزانے باہر نکال تب ہزار ہا وجوہ تحصیل مال کی اسی ملک سے نکال لیتے ہیں۔ زمین کو آباد کردیتے ہیں۔ امن کو قائم کردیتے ہیں...... اور انہیں کی ملک کی طرف وہ تمام روپیہ کھینچا چلا جاتا ہے۔ اس بات کو کون نہیں جانتا ہے کہ ملک ہند کے خزانے یورپ کی طرف حرکت کر رہے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۷۳۱ ملخص، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

مرزا قادیانی کی ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے مرید انگریزی قوم کو دجال یقین کرتے ہیں اور چونکہ قتل دجال ان کی خاص ڈیوٹی ہے۔ اس لئے اظہر من الشمس ثابت ہے کہ احمدی جماعت ہرگز ہرگز انگریزی حکومت وانگریزی قوم کی

خیرخواہ وفادار نہیں ہوسکی۔ جو کچھ وہ کررہی ہے۔ صرف منافقانہ طور پر ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کو چاہئے کہ اس اپنی دشمن جماعت سے غافل نہ رہے۔ کیونکہ قتل دجال ان کی ڈیوٹی ہے اور انگریزی قوم ان کے اعتقاد میں دجال ہے تو پھر ممکن نہیں کہ احمدی جماعت انگریزوں کی دوست اور وفادار ہو۔

جہاد کا مسئلہ پیش کر کے اور اس کا منسوخ کردینا بلکہ بالکل حرام کردینا یہ صرف ایک چال ہے کہ سرکار انگریزی ان کی جماعت کی ترقی سے غافل رہے۔ ورنہ کوئی مسلمان ایک حکم قرآن شریف کو حرام نہیں کرسکتا۔ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ:''قرآن کا کوئی حکم! ایک صرف ایک شعشہ بھی بدل نہیں سکتا۔'' (نشان آسمانی ص۲۸، خزائن ج۴ ص۳۹۰)

جب قرآن مجید کا حکم بدل نہیں سکتا تو پھر یہ کہنا کہ:''ہماری جماعت اور ہمارا امام جہاد کو حرام سمجھتا ہے۔'' (گورنمنٹ اور انگریزی جہاد ص۷، خزائن ج۱۷ ص۲۸ ملخص)

کفر اور عظیم دھوکہ ہے جس سے انگریزوں کو غافل نہیں رہنا چاہئے۔ وفد بھیجنے کی ضرورت صرف اس واسطے پیش آئی ہے کہ یہاں محمود قادیانی نے جب ترکوں کی خلافت سے انکار کر کے اپنی خلافت کی پٹری جمانی چاہی تو ان کے بہت مریدوں نے ان کی بیعت توڑ دی اور لکھا کہ چونکہ آپ ترکوں اور خلافت اسلامی کے مخالف ہیں۔ اس واسطے ہم آئندہ آپ کے مرید نہیں رہے۔ اس لئے وفد بھیج کر صرف ترکوں کی ہمدردی کا منافقانہ اظہار کیا ہے تاکہ سادہ لوح مرید جو قابو میں ہیں نکل نہ جاویں۔ ورنہ مرزائی جماعت اور انگریزوں کی وفاداری اور ترکوں کی ہمدردی: ایں خیال ست ومحال است وجنوں۔

کیونکہ یہ وفد ان کے پچھلے کئی سال کے رویہ کے بالکل خلاف ہے۔ پنجاب کے لاٹ صاحب کے سامنے جو مرزائیوں کا پچھلا وفد پیش ہوا تھا اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ مسلمانان ٹرکی ہمارا خلیفہ نہیں۔ جس پر بیدار مغز لاٹ صاحب نے جواب دیا تھا کہ تم کیسے مسلمان ہو جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف عقیدہ رکھتے ہو۔ اس سے سبق حاصل کر کے اب وائسرائے کے ایڈریس میں مرزائیوں نے اس کی اصلاح کردی ہے۔ اب حضور

وائسرائے کو بھی مطلع ہو جانا چاہئے کہ قادیانی جماعت کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور ہیں۔ پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر سیکرٹری انجمن تائید اسلام

(ماہنامہ تائید اسلام جولائی ۱۹۲۱ء ص۱۰ تا ۱۲)

(۳) قابل توجہ برادران اسلام

برادران اسلام! یہ انجمن تائید اسلام لاہور محض مرزائیوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے واسطے قائم ہوئی تھی اور مرزائی ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کے ہینڈ بلوں کے جواب دینے اس کا مقصد تھا۔ چنانچہ اس انجمن کے ذریعہ سے مرزائیوں کے ہینڈ بلوں کے جواب ایسے معقول اور شرعی دلائل سے دندان شکن دیئے گئے کہ مرزائیوں کو جواب الجواب دینے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اگر کسی مسئلہ پر کچھ لکھا بھی تو جواب الجواب کا ایسا مسکت جواب دیا گیا کہ پھر صدائے برنخواست کا مضمون صادق آیا۔ دو تین سال کے عرصہ میں مرزائیوں کا وار وسکہ ختم ہوا اور ان کے ہینڈ بل بند ہو گئے۔ الحمدللہ!

مگر خدا کے فضل سے دس سال کے عرصہ سے رسالہ انجمن تائید اسلام جاری ہے اور ناواقف مسلمانوں کو مرزائیوں کے باطل عقائد اور خلاف شرع تحریرات سے خبردار کر رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزارہا مسلمان اس فتنہ قادیانی کے شر سے محفوظ رہے اور مرزائی ہونے سے رک گئے ہیں۔ ذیل میں ایک چٹھی نقل کرتا ہوں جس سے آپ صاحبان کو معلوم ہو جائے گا کہ رسالہ انجمن تائید اسلام نے کتنا بڑا کام کیا ہے اور کر رہا ہے۔ قاضی ذوالفقار صاب دیال گڑھ سے لکھتے ہیں:

کرم فرمائے بحال مسلمان دنیا جناب بابو صاحب دام فیضکم، السلام علیکم، مزاج شریف! آپ کے وجود مبارک سے ہزارہا مسلمان گمراہی سے بچ گئے ہیں۔ ہر رسالہ ماشاء اللہ ایک سے ایک چڑھتا چھپتا ہے۔ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دیوے۔ تابعدار دعا گو ذوالفقار علی قاضی دیال گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور مؤرخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۲۱ء

ناظرین کرام! ہزاروں خطوط اسی قسم کے ملک افریقہ، برہما، رنگون، سیلون، چین، ہانگ کانگ، ہندوستان سے آئے۔ مگر اس خط کو صرف اس واسطے نقل کیا ہے کہ اگر مرزئیوں کو حق ہے کہ صرف ایک مرزائی کی تار پر کہہ دیں کہ چودہ ہزار احمدی ہوا ہے تو ہم کو بھی حق ہے کہ ہم بھی ایک مسلمان کا خط نقل کر کے کہہ دیں کہ ہزار مسلمان احمدی ہونے سے رک گئے اور اس فتح عظیم کا سہرہ رسالہ انجمن تائید اسلام لاہور کے سر پر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اس رسالہ کی اجرا کی توفیق مسلمانوں کو نہ بخشتا تو اس دس سال کے عرصہ میں تمام دنیا میں مرزائی پھیل جاتے۔ مگر اس رسالہ کے پرزور مضامین نے مسلمانوں کو مرزائیوں کے پوسٹ کندہ حالات بتا کر ایسی قلعی کھولی کہ ہر ایک سننے والا لاحول پڑھتا ہے۔ مرزائیت کا قبول کرنا تو بجائے خود رہا۔ ملک افریقہ میں جب مرزائیوں کے مبلغ پہنچے اور مرزائیت پھیلانی چاہی تو وہاں سے خطوط انجمن تائید اسلام میں پہنچے اور فوراً رسالے روانہ کرنے شروع کر دیئے۔ جن کی برکت سے مرزائیوں کی ترقی اس ملک میں رک گئی۔

اور مستری نظام الدین صاحب نے کنمپالہ ملک افریقہ سے خط لکھا کہ یہاں کے مسلمانوں کو مرزائیوں کے عقائد باطلہ کی خبر آپ کے رسالجات سے ہوئی ہے۔ اب ترقی بند ہے۔ بلکہ اکثر مرزائی توبہ کر کے تجدید اسلام کر رہے ہیں۔

جزیرہ ماریشس سے مولوی نواب عبداللہ رشید امام مسجد جامع نے لکھا کہ یہاں دس بارہ مرزائی ہوئے تھے۔ مگر بعد میں وہ تائب ہوگئے۔

اب مرزائیوں نے جو اشتہار دیا ہے کہ ملک افریقہ میں چودہ ہزار احمدی ہوگیا ہے، غلط ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ یوگنڈا ریلوے لائن پر سے جو لوگ آئے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ افریقہ میں مرزائیوں کا کوئی زور نہیں۔ چنانچہ بابو میراں بخش صاحب جو کہ یوگنڈا ریلوے میں گڈسن کلرک تھے ابھی رخصت پر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرزائی وہاں بہت تھوڑے ہیں۔ جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ چودہ ہزار انسانوں کا پانچ ماہ کے عرصہ میں احمدی ہونا عظیم الشان جھوٹ ہے۔ یہ صرف مریدوں سے چندہ لینے کے واسطے اشتہار دیا ہے اور چودہ ہزار احمدی کا خرچ مانگا ہے۔

اب رسالہ انجمن تائید اسلام لاہور مغربی افریقہ میں بھی روانہ کرنا تجویز ہوا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کس کس شہر اور اسٹیشن پر مرزائی واعظ ہیں اور وہاں کوئی مسلمان مولوی یا تاجر یا کوئی اور بابو وغیرہ بھی ان کے مقابل ہے یا نہیں۔ اس واسطے ناظرین سے گزارش ہے کہ جس کسی کو معلوم ہو کہ مغربی افریقہ میں فلاں فلاں شہر ہے اور وہاں فلاں فلاں مسلمان ہے۔ وہ مہربانی فرما کر ان کا پورا پورا پتہ ونام وعہدہ یا پیشہ تحریر فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔ خاص کر برادران نروبی وممباسہ وکنپالہ وکسینو جنجہ وغیرہ برٹش ایسٹ افریقہ توجہ فرما کر مطلع فرماویں تاکہ وہاں رسالے روانہ کئے جاویں۔

برادران برٹش ایسٹ افریقہ بہ نسبت دوسرے اشخاص کے ساکنان مغربی افریقہ سے واقفیت رکھتے ہوں گے۔ ان کا فرض ہے کہ مطلع فرماویں۔ انجمن تائید اسلام لاہور بابو غلام رسول صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نروبی وبابو محمد طفیل خان صاحب پوسٹ ماسٹروں نکورد، مولوی عبداللہ شاہ صاحب جنجہ وغیرہ اصحاب کی شکرگزار ہے جوکہ انجمن کی امداد مالی فرماتے ہیں اور چندہ جمع کر کے پہنچاتے رہتے ہیں۔ خاص توجہ فرما کر یہ اطلاع بھی دیں کہ کس کس شخص کے پاس مغربی افریقہ میں رسالے روانہ کئے جاویں اور ساتھ ہی بطریق سابق چندہ جمع کر کے انجمن میں روانہ فرما کر مشکور فرماویں۔

میسرز حاجی محمد ابراہیم صاحب اور میسرز جما اسحق اینڈ سنز سوداگراں ممباسہ کی خدمت میں خاص طور پر انجمن کی درخواست ہے کہ چونکہ بابو محمد طفیل خان صاحب ممباسہ سے تبدیل ہوگئے ہیں۔ اس لئے فراہمی چندہ کا کام اپنے ہاتھ میں لیں اور دینی خدمت کو اپنا فرض سمجھ کر چندہ جمع فرما کر انجمن کی مالی امداد فرماویں تاکہ یہ دینی خدمت جاری رہے اور انجمن کے اخراجات پورے ہوتے رہیں بلکہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ انجمن کی امداد کرے کیونکہ یہی ایک انجمن ہے جوکہ مرزائی عقائد کا رد کرتی ہے۔

خاکسار پیربخش سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور

(ماہنامہ تائید اسلام جولائی ۱۹۲۱ء ص۱۲تا۱۵)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ابطال مسیح قادیانی

بجواب

خاتمہ مسیح آسمانی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادران اسلام! ایک ٹریکٹ میاں اللہ دتہ عمر قادیانی کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں قائلین حیات مسیح کو عموماً اور خاکسار سیکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور کے نام بالخصوص چیلنج دیا ہے کہ جواب دیں۔

لہٰذا ہم جواب دیتے ہیں ان کے قول کو قولہ لکھیں گے اور اپنے جواب کو اقول سے نامزد کریں گے۔

میر سیالکوٹی

قولہ: حیات مسیح پر میر سیالکوٹی نے ایڑی چوٹی کا زور مارا مگر حیات ثابت نہ کر سکے۔ الخ بقدر ضرورت!

اقول: جھوٹ بولنا لعینوں کا کام ہے، ہزارہا بندگان خدا کی چشم دید شہادت کے مقابل آپ کا ناپاک جھوٹ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ مولانا سیالکوٹی کے مقابلہ سے ہمیشہ مرزائی علماء بھاگتے رہے۔ گوجرانوالہ کے جلسہ مباحثہ میں مولوی سیالکوٹی نے فاضل راجیکے (غلام رسول قادیانی) کی وہ گت بنائی کہ تمام عمر یاد رکھے گا۔ جس جگہ بھی مقابلہ ہوا، مولوی سیالکوٹی کے مقابل شکست فاش کھاتے رہے۔ جلسہ میں جو لوگ حاضر تھے جانتے ہیں کہ مولوی صاحب نے رفع پر ایسی پرزور اور پرمغز علمی بحث کی جس کا خلاصہ کیفیت جلسہ قادیان میں چھپا ہوا ہے۔ جس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ایسا ہی مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زبردست تقریر جس کا لوہا تمام مرزائی بمعہ اپنے پیرومرشد کے مانے ہوئے ہیں، کے سامنے کسی مرزائی کو حوصلہ نہ ہوا کہ بول سکے۔ کیونکہ مولوی صاحب کو دیکھ کر تین سو روپیہ جو ہارا ہوا تھا اس کا زخم تازہ ہوگیا اور کوئی بول نہ سکا۔

بابو پیر بخش

قولہ: ایک نئے بابو صاحب انوکھے عالم کا حال سنئے۔ یہ انجمن کے سیکرٹری اور بانی ہیں۔ حضور اپنی تقریر لکھ کر لائے تھے۔ یہ بیچارے یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی کہ خدا کے فضل سے اچھی طرح نبھاتے ہیں۔ خدا ان کی حالت زار پر رحم فرمائے۔ آمین (ص۵)

پر حیات مسیح یوں پیش کرتے ہیں۔ انجیل کے ان بیانات کی تصدیق قرآن شریف نے یوں فرمائی ہے: ''وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ '' (ص۱۷تا۳۰) قرآن کی اس آیت سے ثابت ہے کہ مسیح کا رفع بحالت حیات جسمانی ہوا۔

اقول: یہ بابو صاحب نئے نہیں پرانے خادم اسلام ہیں جنہوں نے تمام باطل عقائد قادیانی مشن کے طشت از بام کر کے ہزارہا مسلمانوں کے ایمان بچائے۔ یہ وہی بابو صاحب ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی کی حمایت کر کے پنڈت اندرسن کے پاس ڈیپوٹیشن لے کر گئے۔ بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ مرحوم کے ساتھ ہوکر براہین احمدیہ کے خریدار بنا کر پیشگی قیمت مرزا قادیانی کو دلواتا رہا، میں مضمون چھپوا کر اس واسطے لے گیا تھا کہ قادیان کے اردگرد کے دیہات میں یادگار رہے اور دیہات کی مساجد کے امام مسلمانوں کو سناتے رہیں۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا اور کئی گاؤں مرزائی ہونے سے بچ گئے۔

قولہ: جی ''الی السماء بجسدہ العنصری '' کے الفاظ آیت متذکرہ بالا میں دکھاؤ ورنہ تحریف کرتے ہوئے اللہ سے شرماؤ اور کذب بیانی و دھوکہ دہی سے بچو۔

اقول: ''رفع اللہ روحہ بعد الوفات '' کے الفاظ آیت میں دکھاؤ۔ ورنہ تحریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے شرماؤ اور اپنے مرشد کی تحریر دیکھو۔

۱...... ''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔ الخ''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۵، خزائن ج اوّل ص۶۰۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ)

۲...... ''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے۔'' الخ

(براہین احمدیہ نمبر۴ ص۴۹۹، خزائن ج اوّل ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ)

مرزا قادیانی کی ان دونوں تحریروں سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے جس سے آسمان پر جانا ثابت ہے۔

دیکھو انجیل میں رفع روحانی کی تردید ہے جس کا آپ نے جواب نہیں دیا'' اور وے باتیں کر رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے بیچ آ کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہیں سلام پر انہوں نے گھبرا کے اور ڈر کے خیال کیا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ مگر اس نے ان سے کہا کہ تم کیوں گھبراہٹ میں ہو اور مجھے چھوؤ تا کہ دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو۔ یہ کہہ کے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے تب وہ انہیں باہر بیت عینا تک لے گیا

اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی اور ایسا ہوا کہ جب انہیں برکت دے رہا تھا۔ ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔'' (انجیل لوقا باب ۲۴، آیت ۲۶ سے ۵۳ تک)

انجیل سے رفع بجسدہ العنصری مسیح کا جسم خاکی کے ساتھ جو کہ زخمی تھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا تھا آسمان پر اٹھایا گیا۔ قرآن شریف نے اس رفع کی تصدیق کی اور فرمایا کہ مسیح یقیناً مرا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ یہ فصاحت وبلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کا بیان کرنا اختصار کے ساتھ منظور ہوتا ہے تو ایسا ہی اشارتاً ذکر کیا کرتے ہیں جس کو صفت تلمیح کہتے ہیں۔ پس یہ قرآن شریف کی خوبی بیان ہے کہ آسمان کا لفظ ذکر نہیں کیا اور انجیل کے رفع عیسیٰ علیہ السلام کو ''بل رفعه الله الیه'' سے بیان فرمایا۔ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ آسمان کا لفظ دکھاؤ۔ جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی جو کہتے ہیں کہ: ''رفع روحانی ہوا۔''

(ازالہ اوہام ص۶۰۰، خزائن ج۳ ص۴۲۴)

آپ روح کا لفظ دکھاؤ قرینہ روح کا تو ہرگز نہیں۔ کیونکہ قتل وصلب کی نفی ہے اور روح جسم سے الگ نہیں ہوتی، جب تک قتل نہ ہو اور قتل کی نفی قرآن سے ثابت ہے۔ پس جب قتل نہیں ہوا تو جسم وروح مرکبی حالت میں رہا اور یہی حیات ہے اور اسی حالت میں رفع ہوا تو ثابت ہوا کہ رفع جسمانی ہوا، کیونکہ جو وجود قتل وصلب سے بچایا گیا اس کا رفع ہوا اور وہ جسم عنصری ہے نہ کہ روح کیونکہ روح کو نہ تو کوئی قتل کر سکتا ہے اور نہ کوئی صلیب دے سکتا ہے۔

اب روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ رفع جسمانی ہوا۔ دیکھو ذیل میں حضرت ابن عباس کا مذہب ''وان الله رفع بجسده وانه حیّ الآن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکاً ثم یموت کما یموت الناس'' (ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا عیسیٰ کو ساتھ جسم کے در آں حالیکہ وہ زندہ تھا اور تحقیق وہ جلد واپس آنے والا ہے۔ اس دنیا میں اور بادشاہ ہوگا اور پھر مرے گا۔ جس طرح کہ دوسرے انسان مرتے ہیں۔

(طبقات الکبریٰ ج۱ ص۲۶ مطبوعہ لندن، جرمنی)

دیکھو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رفع جسمانی بحالت حیات ثابت کر دی اور حیات بھی اب خوف خدا کرو اور مانو جب ثابت ہے کہ رفع جسمانی بحالت حیات ہوا اور حیات مسیح ثابت ہوئی اور یہی ہمارا مقصود تھا۔

قولہ: دوسری دلیل جو آپ نے (ص۴) میں درج فرمائی ہے۔ اسی حیات مسیح کی تصدیق قرآن شریف بھی فرماتا ہے: ’’وان من اهل الکتاب الا مؤمنین به قبل موته‘‘ یعنی کوئی اہل کتاب میں سے نہیں کہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے گا، اس کی موت سے پہلے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ اوّل تو آپ نے ترجمہ ہی نہایت غلط کیا ہے۔ ہمیں آپ کا ترجمہ منظور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نزول مسیح کے وقت سے لے کر ان کے مرنے تک تمام یہود ونصاریٰ کا، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، پہلے بات پوچھتا ہوں کہ: ’’جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة‘‘ کی پیشین گوئی کس طرح پوری ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ نزول مسیح کے وقت اگر یہود بغیر کسی حیل وحجت کے اس کو قبول کریں گے تو کیا وجہ کہ اب وہ قبول نہیں کرتے۔

اقول: ترجمہ صحیح ہے اوران مترجمین کا ترجمہ ہے جو کئی سو برس گزر چکے ہیں مگر چونکہ آپ نے بعد میں ترجمہ صحیح تسلیم کرلیا ہے اس واسطے ہم بھی کچھ زیادہ نہیں لکھتے، دونوں اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں۔

اعتراض اوّل: پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ: ’’الیٰ یوم القیامة‘‘ کے الفاظ خود بتارہے ہیں کہ حضرت مسیح کے نزول تک مسیح کے نہ ماننے والوں پر غالب رہیں گے، چونکہ مسیح کا نزول قیامت کے نشانات میں سے ایک نشان ہے اور قرب قیامت میں حضرت مسیح کا نزول ہوگا اور نزول کے بعد سب ایمان لے آویں گے تو پیشین گوئی پوری ہورہی ہے کہ یہود پر عیسائی اور مسلمان غالب ہیں تا نزول مسیح الی یوم القیامۃ غالب رہیں گے۔ گویا قیامت کی ابتدا اور زمانہ نزول ایک ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اس کی تصدیق فرماتا ہے: ’’وانه لعلم للساعة‘‘ یعنی مسیح کا نزول نشانات قیامت میں سے ایک ہے۔ دیکھو مسلم کی حدیث: ’’عن حذیفة‘‘ دس نشان قیامت جن میں سے ایک نشان نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

(مظاہر حق ج۴ ص۳۵۷)

جس میں دس نشان قیامت مذکور ہیں، مثلاً خروج یاجوج ماجوج، طلوع الشمس من المغرب، نکلنا دجال کا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہود بیشک ایمان لائیں گے اور عیسائی بھی ایمان لائیں گے مگر وہ ایمان توحید اسلامی پر ہوگا اور حضرت عیسیٰ شریعت اسلامی پر حکم کریں گے اور تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے۔ افسوس! آپ کو اپنے گھر کی خبر نہیں ''حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔'' الخ

(براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج اوّل ص۶۰۱،۶۰۲ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۴)

اب چونکہ تجلی قہری نہیں اس واسطے یہودی ایمان نہیں لائے۔ مگر جب مسیح جلال کے ساتھ اتریں گے تو تمام اہل کتاب دولت اسلام سے مشرف ہوں گے۔ اب چونکہ جلالت وحکومت عیسیٰ علیہ السلام نہیں اس لئے یہود ایمان نہیں لاتے۔

قولہ: فی الحال یہودیوں کا جواب درج کرتا ہوں، سلاطین دوم درس گیارہ میں لکھا ہے: ''ایلیا بگولی میں ہوکر آسمان پر جاتا رہا۔'' الخ

اقول: سبحان اللہ! سچ مخالف کے منہ سے نکل جاتا ہے مسیح کا جسد عنصری جانا آپ نے خود قبول کرلیا اور نظیر بتادی کہ جس طرح بگولے میں بیٹھ کر ایلیاہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا اسی طرح مسیح بھی بادلوں میں ہوکر آسمان پر اٹھایا گیا۔ اب آپ کا یہ اعتراض کہ جسم خاکی آسمان پر لے جانا سنت اللہ نہیں ہے، باطل ہوا۔ الحمدللہ! باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ جب تک ایلیاہ نہ آوے مسیح نہیں آسکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ملاکی نبی کی کتاب (باب۴ درس۵) میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ جب تک ایلیاہ نہ آوے مسیح نہیں آئے گا۔ وہاں تو صاف لکھا ہے: ''دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ جب آپ ملاکی نبی کی کتاب سے یہ دکھلائیں گے کہ مسیح سے پہلے ایلیاہ آئے گا تو جواب دیا جائے گا۔''

اب ہم ۷۲ سوالات کا جواب دیتے ہیں مگر یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ چونکہ یہ سوالات من گھڑت اور یہودیوں کی جانب سے کئے گئے ہیں اور مسلمانوں کے دین کے برخلاف ہیں اس واسطے ہمارے جواب بھی اسی طریق سے ہوں گے۔ پس مرزائی صاحبان ہم کو معاف رکھیں کہ اگر یہودیانہ سوال کا جواب یہودیانہ طرز پر دیا جائے اور الزامی دیا جائے۔

سوال نمبر۱: مسیح علیہ السلام کیا جواب دیں گے؟ الخ

جواب: حضرت مسیح وہی جواب دیں گے جو مرزا قادیانی جواب مسلمانوں کو دیں گے۔ کیونکہ مسیح سے پہلے دجال کا آنا ضروری ہے۔ جب دجال شخص واحد کا آنا جو ابن قطن کے مشابہ ہے نہیں آیا اور مرزا قادیانی آ گئے تو جس طرح مسیح پر اعتراض ہے کہ بغیر ایلیا کے آ گیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی پر اعتراض ہے کہ بغیر دجال کے آ گئے۔ پس جو جواب مرزا قادیانی کا ہے وہی ہمارا ہے۔

سوال نمبر۲: اگر جواب نہ دیں گے تو واپس تشریف لے جائیں گے؟

جواب: جب جواب دیں گے تو واپسی کا سوال غلط ہے جب حدیث میں وارد ہے: ''ثم یموت فیدفن معی فی قبری''یعنی مسیح بعد نزول فوت ہوں گے اور رسول اللہ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔

سوال نمبر۳: اگر واپس جائیں گے تو کیا فرشتوں کے کندھوں پر یا کسی غبارہ پر یا ہوائی جہاز پر؟

جواب: یہ سوال ہی باطل ہے کیونکہ جب واپس ہی نہیں جانا تو پھر سواری کا سوال باطل ہے۔

سوال نمبر۴: اس ناکام واپسی بعد از نزول کی خبر قرآن شریف اور احادیث کے کن کن مقامات سے ثابت ہے؟

جواب: اس سوال میں بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ کیونکہ جب بعد نزول واپس جانا ہی نہیں، مدینہ منورہ میں دفن ہونا ہے تو یہ سوال ہی باطل ہے۔

سوال نمبر۵: اگر بالفرض آسمان پر چلے بھی جاویں تو کسی کنواری کو بھی ہمراہ لے جائیں گے یا کسی کنواری کے بطن میں گھس جائیں گے۔

جواب: سوال باطل اور بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ جب واپس آسمان پر جانا ہی نہیں تو ہمراہ کسی کو لے جانا بھی باطل ہے، کسی کنواری کے پیٹ میں گھس جانا ایسا ہی ہے جیسا مرزا قادیانی کا ناکام ہو کر اپنی ماں کے پیٹ میں گھس جانا۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی ناکام رہے اپنے پہلے دجال کا آنا ثابت نہ کر سکے، نہ یہود ان پر ایمان لائے، نہ اسلام

دوسرے دینوں پر غالب ہوا بلکہ مغلوب ہوا تو مرزا قادیانی کو بقول آپ کے واپس جانا پڑا۔ پس اگر ناکامی کے باعث مسیح کو کنواری کے پیٹ میں واپس کرتے ہو تو مرزا قادیانی کو بھی ان کی ماں کے پیٹ میں واپس کرو اور بتاؤ کہ مرزا قادیانی کی واپسی پچکاری سے ہوگی یا مرزا قادیانی کے والد قبر سے آکر مرزا قادیانی کو واپس کریں گے اور مرزا قادیانی کی والدہ بھی قبر سے نکالی جائے گی۔ نہایت شرم کی بات ہے ایسے ایسے خلاف تہذیب اور ہتک آمیز سوالات کر کے ہم کو بھی مجبور کیا جاتا ہے کہ جواب ترکی بترکی دیں۔ یہ تمام ثواب سائل کی گردن پر ہے۔

سوال نمبر۶: اگر گھسیں گے تو ہوا بن کر یا کسی اور طریق طریق سے؟

جواب: جس طرح مرزا قادیانی کو گھسوڑو گے۔ ہم خلیفہ قادیانی اور اکمل قادیانی ومیر قاسم علی قادیانی وسید سردار شاہ قادیانی وغیرہم سے دریافت کرتے ہیں کہ ایسے لغو اور خلاف تہذیب سوالات آپ کے مشورہ اور اجازت سے ایجاد کئے گئے ہیں یا سائل کی ایجاد بندہ اسرار خیالات گندہ ہیں اور ان سوالات کے جواب دینے سے جوزد مرزا قادیانی پر لگائی جائے گی، اس کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال نمبر۷: اس کی ولدیت وسکونت قرآن اور احادیث نے کہا بیان کی ہے؟

جواب: جب سائل مسلمان ہوکر قرآن اور حدیث پر ایمان لائے گا۔ اس وقت بتایا جائے گا، فی الحال تو وہ یہودی ہے۔ دوئم مسلمانوں کو حضرت مسیح کی ولدیت وسکونت وغیرہ قرآن اور حدیثوں میں نظر آتی ہے۔

سوال نمبر۸: اگر کہو کہ یہ بات آمد اولیٰ میں پوری ہوچکی تو حجت نہیں، کیونکہ ایلیاہ پہلے نہیں آیا۔

جواب: اس کا جواب پہلے ہوچکا ہے کہ ایلیا کا آنا قیامت کے ہولناک دن کا نشان ہے نہ کہ مسیح کے آنے کا۔

سوال نمبر۹: اگر مسیح جاکر ایلیاہ کو بھیجیں گے تو آپ بھی ان کی اتباع کریں گے یا نہیں؟

جواب: یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح جاکر ایلیا کو بھیجیں گے۔ ہم مسلمان ہیں محمد ﷺ کا دروازہ چھوڑ کر کسی کی اتباع نہ کریں گے۔

سوال نمبر۱۰: اگر کرو گے تو مسیح اور محمد اور قرآن اور انجیل پر آپ کا ایمان ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب ہو چکا ہے کہ قرآن شریف اور محمد ﷺ کی پیروی کریں گے اور قرآن کے مطابق آسمانی کتابوں کو مانیں گے۔

سوال نمبر۱۱: اگر ہوگا تو کیوں، کیونکہ ایلیا کا نہ آنا مسیح اور وہ نبی کے آنے میں مانع ہے؟

جواب: اس کا جواب بھی ہو چکا ہے۔ دیکھو زیر سوال نمبر۸۔

سوال نمبر۱۲: اس صورت میں انجیل وقرآن شریف کو کس کی طرف منسوب کرو گے؟

جواب: ہر ایک نبی کی کتاب جس پر نازل ہوتی ہے اسی کی طرف منسوب ہوگی۔

سوال نمبر۱۳: اگر ان پر ایمان نہ ہوگا تو کیا تم یہودی کہلاؤ گے یا مسلمان؟

جواب: لاحول ولاقوۃ! یہ کون کہتا ہے کہ ہمارا ایمان انجیل اور قرآن پر نہ ہوگا۔ جب ایک مسلمان قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے تو قرآن شریف کی ہدایت کے موافق سب کتابوں پر ایمان رکھتا ہے اور رکھے گا۔ یہودی وہ کہلائے گا جس کے کام یہودیوں کے ہوں۔ اب ہم ذیل میں مرزا قادیانی کے اقوال نقل کرتے ہیں جس سے ان کا اور ان کی جماعت کا یہودی ہونا ثابت ہے۔ (۱) یہودیوں نے حضرت مسیح کی نبوت کا انکار کیا۔ مرزا قادیانی نے بھی مسیح کی نبوت کا انکار کیا۔ دیکھو اصل عبارت مرزا قادیانی: ''پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائے کہ اس کو نبی قرار دیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳ حاشیہ)

(۲) یہود حضرت مسیح کی ہتک کرتے تھے اور گالیاں دیتے تھے۔ مرزا قادیانی نے بھی مسیح کو گالیاں دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ ملخص) ''مسیح کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار تھیں، شیطان کے پیچھے جانے والا، شرابی، حرام کی کمائی کا عطر ملوانے والا وغیرہ وغیرہ۔'' بطور اختصار!

(۳) یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں کہ: ''مسیح فوت ہوگیا ہے۔'' حالانکہ اجماع امت مسیح کی حیات اور اصالتاً نزول پر ہے۔

(۴) یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم نے مسیح کو صلیب پر لٹکایا۔ مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں کہ: ’’مسیح صلیب پر لٹکایا گیا اور غشی کی حالت میں اتارا گیا۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں ص۲۰،۲۴، خزائن ج۱۵ ص۲۲،۲۶ ملخص)

(۵) یہود تورات کی تفسیر و معانی اپنی رائے سے کرتے تھے اور کلام اللہ کو ان کے مواضع سے پھیر کر اپنے مطلب کے معانی و تفسیر کرتے تھے۔ مرزا قادیانی اور مرزائی بھی تفسیر بالرائے قرآن شریف کی کرتے ہیں اور بے محل آیات قرآن شریف پیش کرتے ہیں۔

سوال نمبر۱۴: اگر مسلمان کہلاؤ گے تو کیوں؟

جواب: مسلمان اس واسطے کہلائیں گے کہ قرآن شریف کے پیرو ہیں اور محمد ﷺ کو خاتم النّبیین تسلیم کر کے کسی جھوٹے مدعی نبوت کے پیرو و مرید نہیں ہیں۔ بلکہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

سوال نمبر۱۵: اگر مسیح ایلیا کو نہ بھیجیں گے تو آپ پھر آئیں گے یا نہیں؟

جواب: جب واپس جانا ہی نہیں تو پھر یہ سوال بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔

سوال نمبر۱۶: اگر آئیں گے تو یہودی پھر نہیں مانیں گے۔

جواب: (ایضاً)

سوال نمبر۱۷: اگر یہودی نہ مانیں گے تو قرآنی پیشین گوئی پوری ہوگی یا نہیں؟

جواب: ہر ایک مسلمان کا اعتقاد ہے کہ قرآنی پیشین گوئی ضرور پوری ہوگی تو پھر یہ سوال باطل ہے۔ اصل سچا مسیح ضرور یہود کو منوائے گا۔

سوال نمبر۱۸: اب پوری نہ ہونے کی صورت میں اس کی کیا تاویل کرو گے؟

جواب: ہر ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ پیشین گوئی ضرور پوری ہوگی اور کوئی تاویل نہیں کریں گے اگر تاویل کریں گے تو کافر ہوں گے جیسے مرزائی ہو کر کافر کا لقب آپ نے پایا۔

سوال نمبر۱۹: اگر نہیں آویں گے تو قرآن کریم اور احادیث کی پیشین گوئیاں جو دربارہ مسیح ہیں ان کا کیا مطلب سمجھا جائے گا؟

جواب: جب پیشین گوئی ضرور پوری ہوگی تو پھر یہ سوال ہی غلط ہے۔

سوال نمبر۲۰: اگر یہ سمجھا جائے کہ وہ آئیں گے تو غلط ہے اگر یہ مانو کہ نہیں آئیں گے تو آنحضرت ﷺ کو صادق سمجھو گے یا نعوذ باللہ دروغ گو؟

جواب: کوئی مسلمان جس کو قرآن اور احادیث پر ایمان ہے وہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ مسیح اصالتاً نہیں آئیں گے جو شخص کہے کہ مسیح نہیں آئے گا، بے ایمان ہے اس کو اپنے ایمان کا فکر کرنا چاہئے۔ محمد ﷺ مخبر صادق ہیں اور جب مسیح کے دوبارہ آنے کی آپ نے تصدیق فرمادی ہے تو پھر وہ ضرور آئیں گے۔ ہاں! حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جھوٹے دجال بھی آئیں گے۔ جب وہ دجال آرہے ہیں اور مخبر صادق کی تمام پیشین گوئیاں پوری ہورہی ہیں تو سچے مسیح کا آنا بھی ضرور پورا ہوگا۔

ہاں! مرزا قادیانی اور مرزائی حضرت مخبر صادق کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ آپ ﷺ کو دروغ گو سمجھتے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح کا اصالتاً آنا غلط ہے۔ بروزی رنگ میں ایک شخص امت محمدی سے آئے گا۔ یہ رسول اللہ کو دروغ گو کہنا نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ تو فرماویں کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نبی اللہ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا اور وہ مرا نہیں زندہ ہے اور مرزا قادیانی اور مرزائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نعوذ باللہ دروغ گو ہے۔ کیونکہ مسیح مر چکا ہے اور وہ نہیں آسکتا۔ آنا تھا غلام مرتضیٰ کا بیٹا غلام احمد اور مخبر صادق نے خبر دی کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہے۔ اب دونوں میں ایک ضرور دروغ گو ہے۔ پس جو غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کو سچا مسیح سمجھتا ہے تو ضرور مخبر صادق محمد ﷺ کو دروغ گو سمجھتا ہے۔ پس کسی مسلمان کا ایمان یہ ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا کہ غلام احمد سچا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ دروغ گو ہے۔ بہرحال غلام احمد ہی کاذب مدعی ہے اور دروغ گو ہے۔

سوال نمبر۲۱: ناکام واپسی بعد از نزول کے بعد کا ذکر قرآن اور حدیث میں کہاں کہاں پر آیا ہے؟

جواب: یہ سوال بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ جب ناکام واپسی ہی نہیں تو اس کا قرآن وحدیث میں کیوں ذکر ہو۔

سوال نمبر۲۲: جاتے وقت مسیح اپنے تیسری بار آنے کا وقت اور علامات کیا کیا بتائیں گے؟

جواب: یہ بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہے جب ناکام واپسی نہیں تو پھر تیسری بار آنا کیسا۔

سوال نمبر۲۳: اگر یہی علامات بتائیں گے جواب بہت سی ظہور پذیر ہو چکی ہیں۔ الخ

جواب: یہ بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ جب واپس جانا ثابت نہیں تو پھر تیسری بار آنا کیا ہے۔

سوال نمبر۲۴: بالفرض محال اگر ایلیا آجائے تو یہودیوں کی کتابوں میں جو مسیح اور وہ نبی کی پیشین گوئی ہے وہ کہاں سے تشریف لاویں گے؟

جواب: یہودیوں کی کتابوں میں تو لکھا ہے کہ ایلیاہ آچکا۔ جب ایک دفعہ آچکا تو پھر سوال باطل ہے دیکھو ذیل کی عبارت (توریت سلاطین۲ درس۱۵) ’’اور جب انبیا زادوں نے جو یریحو سے دیکھنے نکلے تھے اسے دیکھا تو وے بولے ایلیاہ کی روح الیسع پر اتری اور اوے اس کے استقبال کو آئے اور اس کے سامنے زمین پر جھکے۔

سوال نمبر۲۵: اگر آئیں گے تو آپ کے پاس بحیثیت مسلمان ہونے کے کیا دلائل ہیں؟

جواب: جب آچکے تو پھر یہ سوال ہی غلط ہے اور بنائے فاسد علی الفاسد ہے اور سائل کی جہالت کا ثبوت ہے۔

سوال نمبر۲۶: اگر نہیں آئیں گے جیسا کہ یقیناً نہیں آئیں گے تو یہود مسلمان کیسے ہوں گے؟

جواب: جب یہ ایلیاہ کا سوال کئی بار ہو چکا ہے اور جواب بھی ہو چکا جب خود کہتے ہو کہ نہیں آئے گا تو پھر سوال ہی غلط ہے۔

سوال نمبر۲۷: اگر وہ نبی نہ آیا تو مسیح کی آمد ثانی غلط ہے یا صحیح، جب کہ مسیح کی آمد ثانی وہ نبی کے بعد ہے۔

جواب: وہ نبی تو نبی آخرالزمان حضرت خلاصہ موجودات محمد ﷺ آچکا جس کی تصدیق قرآن شریف نے فرمادی۔ دیکھو ’’**الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ** ‘‘(اعراف:۱۵۶) اور اسی نبی ﷺ نے مسیح کی آمد ثانی کی خبر دی۔ دیکھو حدیثیں نزول مسیح علیہ السلام۔

سوال نمبر۲۸: اگر بالفرض محال مسیح کی آمد ثانی ہو بھی جائے تو وہ وہی پرانا مسیح ہوگا یا کوئی دوسرا؟

جواب: وہی پرانا نبی اللہ جس کی خصوصیت یہ ہے: ’’**لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل**‘‘ دیکھو ابوداؤد کی حدیث۔

سوال نمبر۲۹: اگر وہی دو ہزار برس کا پرانا مسیح ہوگا تو علاوہ حواس درست نہ ہونے کے قابل قبول ہوگا یا نہیں کیونکہ یہودی از روئے طالمود دو مسیحیوں کے منتظر ہیں جن میں سے ایک نیا ہے۔

جواب: اگر درازی عمر سے حواس درست نہیں رہتے تو حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو جن کی مدت تبلیغ ایک ہزار برس قرآن شریف میں مذکور ہے: ’’**فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاماً**‘‘ (عنکبوت:۱۴) طالمود کی تحریر قرآن کے مقابل معتبر نہیں۔ ایک پچیس برس کے جوان کے مقابل مرزا قادیانی کے حواس درست ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ستر برس کے قریب ہوکر فوت ہوئے۔ اگر درازی عمر کے باعث مسیح قابل پیروی نہیں تو مرزا قادیانی بھی جوانوں کے پیرو مرشد نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ درازی عمر کے باعث حواس درست نہیں رکھتے تھے۔

سوال نمبر۳۰: پرانا مسیح ہونے کی صورت میں یہود طالمود کی اس پیشین گوئی کا کیا مطلب سمجھیں گے؟

جواب: طالمود کی پیشین گوئی کا مطلب یہود ایسا ہی سمجھیں گے جیسا کہ عیسائی انجیل کی آیت کا مطلب کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بہت جھوٹے مسیح ہوں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ دیکھو (انجیل متی باب۲۴ آیت۳)

سوال نمبر۳۱: یہودی مسیح کے آسمان سے آنے کے قطعی قائل نہیں، اس صورت میں وہ پرانے مسیح کو کس طرح مانیں گے؟

جواب: اگر یہود مسیح کے آسمان سے آنے کے معتقد نہیں تو نہ ہوں اسی واسطے تو وہ مغضوب ہیں کہ انہوں نے مسیح کو نہ مانا۔ مگر مسلمان تو مانتے ہیں آپ یہودی ہیں تو نہ مانیں آپ کو کون مجبور کرتا ہے۔ باقی رہا کہ کس طرح مانیں گے آپ کے مرشد نے لکھ دیا ہے:

’’جلالی وقہری تجلی سے خدا یہود کو منوائے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج اوّل ص۶۰۱،۶۰۲ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

سوال نمبر۳۲: اگر پرانا مسیح ہو تو یہودی نہ مانیں گے اور اگر نیا ہو تو تم نہ مانو گے اس گورکھ دھندے کو کون سمجھے گا؟

جواب: پرانے مسیح کو یہودی نہ مانیں گے تو مسیح منوائے گا جیسا کہ اوپر جواب دیا گیا ہے نئے مسیح کا ڈھکوسلا چونکہ قرآن وحدیث اور انجیلوں کے برخلاف ہے۔ اس واسطے باطل ہے اور مسلمان نہ ماننے میں حق پر ہیں۔

سوال نمبر۳۳: جو بھی سمجھا جائے گا اس کا نام مقام، ولدیت، سکونت کسی معتبر کتاب سے پیش کرو۔

جواب: اس کا نام عیسیٰ ابن مریم مسیح ہے، مقام نزول دمشق، ولدیت مریم، کیونکہ بغیر باپ پیدا ہوا۔ سکونت پہلے ناصرت، سکونت حال آسمان۔ دیکھو انجیل وقرآن واحادیث نزول مسیح۔ اوّل (انجیل اعمال باب۱) ''یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھو پھر آوے گا۔'' پھر آوے گا سے اصالتاً نزول ثابت ہے۔ اس کے مطابق ''سیرجع الی ہذا الدنیا'' ابن عباس کا قول دیکھو۔

سوال نمبر۳۴: بتاؤ وہ طالمود کی تردید کرے گا یا قرآن شریف اور احادیث کی؟

جواب: اس پر احادیث اور اجماع امت ہے اور مرزا قادیانی بھی قائل تھے کہ مسیح بعد نزول شریعت اسلامی پر عمل کرے گا اور دوسرے تمام مذاہب نابود کرے گا۔

سوال نمبر۳۵: اگر احادیث کی کرے گا تو کوئی سند پیش کرو۔

جواب: جب تردید نہیں کرے گا تو سند کیسی؟ یہ سوال بھی بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔

سوال نمبر۳۶: اگر بقول تمہارے مسیح کو اہل کتاب مان لیں تو ''فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضا'' کے کیا معنی ہوں گے؟

جواب: بغض وعداوت الگ امر ہے اور اعتقاد میں متفق ہونا الگ امر ہے۔ لاہوری جماعت جو بجائے ضالین کے ہے اور قادیانی جماعت جو بجائے مغضوب علیہم کے ہے۔ دونوں مرزا قادیانی کے مرید تو ہیں مگر ان میں بغض اور عداوت جاری ہے۔ اسی طرح مسیح کے نازل ہونے کے وقت اہل کتاب ایمان لاویں گے اور اسلام قبول کریں گے اور اس وقت قیامت کا آغاز ہوگا اور پیشین گوئی پوری ہوگی۔

سوال نمبر۳۷: ہاں طالمود کی پیشین گوئیاں ثالث رومی کرے گا اور یہود ایمان نہیں لائیں گے۔ مسیح کو واپس جانا پڑے گا؟

جواب: ان باتوں کا جواب ہو چکا ہے بحث مسیح میں کوئی ثالث نہیں ہوگا، کوئی سند ہے تو پیش کرو، جس سے کسی ثالث کا آنا ثابت ہو۔

سوال نمبر۳۸: اگر فریقین زندہ رہیں گے تو کوئی شرعی سند پیش کرو اور بتاؤ کہ کب تک زندہ رہیں گے؟

جواب: پہلے جواب دیا گیا ہے کہ یوم القیامۃ پر آپ کی نظر ہوتی تو یہ اعتراض نہ اٹھاتے۔

سوال نمبر۳۹: اگر کسی کشمکش میں قیامت آ گئی تو کیا پھر بھی یہود اور مسیح فنا نہیں ہوں گے؟

جواب: اگر قرآن شریف پر ایمان ہے تو یقین کرو کہ قیامت کو سب فنا ہوں گے۔

سوال نمبر۴۰: اگر نہیں ہوں گے تو قرآن شریف سے ثبوت پیش کرو۔

جواب: جب قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فنا ہوں گے تو یہ سوال ہی باطل ہے اور جہالت کا ثبوت ہے۔

سوال نمبر۴۱: اگر ہوں گے تو اس صورت میں آیت: ''**وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به قبل موته**'' کی تصدیق کس طرح ہوگی۔

جواب: جب حضرت مسیح پر ایمان لے آویں گے تو بعد میں فنا ہوں گے۔ جیسا کہ آگے قرآن شریف نے فرمایا: ''**یوم القیامة یکون علیهم شهیداً**'' یعنی حضرت عیسیٰ بروز قیامت ان پر گواہ ہوں گے۔ (النساء)

سوال نمبر۴۲: کیا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو جو حضور کی کم فہمی اور بدقسمتی سے غلط معنی سمجھنے سے پیش آ گئی ہے، آپ سے سلجھائے گا یا میر سیالکوٹی یا حضرت شیر پنجاب یا مونگیری پیر مغاں یا پیر گولڑوی سے اس مشکل کا حل چاہے گا۔ معاذ اللہ کرے گا تو کیا اور جائے گا تو کہاں؟

جواب: خدا تعالیٰ آپ کی حالت مغضوب پر رحم کرے کہ ایک جھوٹے دجال کی پیروی نے تم کو ایسا گستاخ بنا دیا کہ کسی کی عزت نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی حملے

کرتے ہو، مانا کہ جاہل ہو تم کو حدیث کی خبر نہیں یا جان بوجھ کر نامہ اعمال سیاہ کرتے ہو۔ دیکھو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں صاف لکھا ہے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے نازل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، جزیہ معاف کریں گے، آگے لکھا ہے کہ اگر چاہو تو پڑھو نہیں کوئی اہل کتاب سے کہ عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے عیسیٰ کے مرنے سے پہلے اور عیسیٰ گواہ ہوگا ان پر دن قیامت کے۔ یہ حدیث ہے بھی بخاری کی جس کو اصح الکتب مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں۔

(شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

اب آپ کا الزام بدقسمتی اور کم فہمی کا رسول اللہ پر ہے۔ افسوس اس پر دعویٰ مسلمانی۔ اب میر سیالکوٹی اور شیر پنجاب وغیرہم بزرگان دین کی کیا شکایت ہوسکتی ہے جب کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی آپ نے نہیں چھوڑا۔ جس طرح سگ دیوانہ کو اپنے بیگانے کی تمیز نہیں رہتی۔ سب کو برابر کاٹتا جاتا ہے۔ مرشد تو حضرت عیسیٰ کی توہین کرتا تھا مگر مرید نے رسول اللہ کو بھی نہ چھوڑا۔ سبحان اللہ! جس پر قرآن شریف نازل ہوا اور قرآن فہمی میں کم فہم اور بدقسمت ہو اور ایک مغل پنجابی دیہاتی جو پنجاب میں پیدا ہوا اور دین کی تعلیم کہیں حاصل نہیں کی۔ اردو بھی غلط لکھتا ہے اور الہام کی بڑھ ہانک کر اپنے مطلب کے معنی کرتا ہے۔ وہ قرآن فہمی میں رسول اللہ پر فوقیت رکھتا ہے:

ہر مرتبہ از وجود حکمے وارد   اگر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

<u>سوال نمبر ۴۳:</u> کیا قیامت کو ملتوی کر دے گا؟

<u>جواب:</u> بنائے فاسد علی الفاسد ہے سائل خود ہی من گھڑت سوال بنا لیتا ہے اور پھر اسی سوال کی بنا پر دوسرا سوال کر لیتا ہے۔ پوچھو کہاں لکھا ہے کہ قیامت ملتوی ہوگی۔

<u>سوال نمبر ۴۴:</u> اگر کرے تو ثبوت دو۔

<u>جواب:</u> ثبوت تب دیں جب ہم کہیں کہ خدا قیامت کو ملتوی کر دے گا۔

<u>سوال نمبر ۴۵:</u> اگر نہیں کرے گا تو کیا اپنا کلام واپس لے گا۔

<u>جواب:</u> (ایضاً)

<u>سوال نمبر ۴۶:</u> اگر واپس نہیں لے گا تو اس کا کیا مطلب سمجھا جائے گا۔

<u>جواب:</u> ایضاً

سوال نمبر۴۷: اور جو سمجھا جائے گا تو کس کو سمجھا جائے گا۔ اس کی ولدیت، سکونت، قومیت کسی مستند کتاب سے پیش کرو۔

جواب: کون کہتا ہے کہ کوئی سمجھانے والا الگ آئے گا سب من گھڑت باتیں بیہودہ ہیں، خدا کو بھی عاجز سمجھ کر سوال کرتے ہو۔

سوال نمبر۴۸، ۴۹: اگر پیش کرو گے تو پہلے اس سوال کا جواب سوچ رکھو کہ وہ تفہم کس طرح ہوگی۔ کیونکہ حضرت جبرئیل وحی لے کر نہیں آئیں گے تو خدا خود اترے گا۔ بطور اختصار!

جواب: حضرت مسیح کو بذریعہ وحی تفہم ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو وحی کرے گا کہ مومنوں کو پہاڑ پر لے جاؤ۔ آپ کا یہ اعتراض کہ دروازہ وحی بعد حضرت خاتم النّبیین کے مسدود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بیشک مسدود ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ تو پہلے سے نبی صاحب وحی تھے ان کی وحی خاتم النّبیین کے برخلاف نہیں ہوسکتی۔

سوال نمبر۵۰: اگر خدا خود اترے گا تو بشر کو یہ رتبہ حاصل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بغیر وحی ومحابہ بات کرے تو کیسے اس آیت کا مطلب سمجھا جائے گا؟

جواب: جب خدا کا اترنا ہی غلط ہے اور من گھڑت ہے۔ کیونکہ خدا کا نہ جسم ہے اور نہ جہت وہ لامکاں ہے تو یہ سوال غلط ہے۔

سوال نمبر۵۱: اگر نہیں اترے گا تو کیسے اس آیت کا مطلب سمجھا جائے گا۔

جواب: پہلے دیا گیا ہے کہ اس آیت کا مطلب رسول اللہ نے خود فرمادیا ہے۔

سوال نمبر۵۲: اگر کہو کہ کشف والہام کے ذریعہ سے نصوص شرعیہ کے مقابل الہام وکشف حجت نہیں۔

جواب: ایسا الہام وکشف جو نصوص شرعیہ کے برخلاف ہو تو بیشک حجت نہیں جب حضرت مسیح کو شریعت محمدی پر اطلاع ہوگی اور دوسری طرف کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے تو پھر الہام وکشف کی کیا ضرورت۔

سوال نمبر۵۳: پس اب آخری صورت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام واپس لے یا قیامت کو موقوف کردے، اگر دو صورتیں نہیں تو تیسری صورت پیش کرو۔

جواب: چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت خاتم النّبیین سے پہلے رسول تھے اور

صاحب وحی تھے ان کے واسطے دوبارہ وحی کا آنا خاتم النّبیین کے برخلاف نہیں اور چونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ ان کو وحی ہوگی۔ اس واسطے یہ تیسری صورت ہے اور قیامت کا موقوف کرنا یا کلام کا واپس لینا قیاس باطل ہے۔

سوال نمبر۵۴: اگر اپنا کلام واپس کر لے تو اس کی کامل ذات میں نقص لازم آتا ہے۔اس صورت میں یہ کلام شیطان ہوگا یا رحمان؟

جواب: اگر خدا کا کلام ہے تو واپس نہیں ہوگا اور نہ کسی مسلمان کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا اپنے کلام واپس کر لیتا ہے۔ یہ آپ کی ایجاد ہے جو کہ باطل ہے جب کلام کا واپس ہونا ثابت نہیں تو پھر شیطان کا کام ہے کہ کلام الٰہی کو شیطانی سمجھے۔

سوال نمبر۵۵: اگر کلام رحمان ہوگا تو سقم کیوں؟

جواب: کوئی سقم نہیں کیونکہ سوال بنائے فاسد پر ہے جب کلام واپس نہ ہوگا تو سقم بھی نہ ہوگا۔

سوال نمبر۵۶: اس سقم کی صورت میں قرآن تو (معاذ اللہ) کلام شیطان ٹھہرا۔ اب خدا کی خدائی کا ثبوت اہل اسلام کے ہاتھ میں کیا ہے۔ غالباً اس کا جواب یہی ہوگا کہ انجمن تائید اسلام۔

جواب: جب کوئی سقم نہیں تو سوال ہی باطل ہے خدا کی خدائی کا ثبوت بیشک انجمن تائید اسلام ہے کہ جس نے اس تھوڑے عرصہ میں تمام باطل طلسم قادیانی کو توڑ ڈالا ہے ورنہ مرزا تو خدا اور خالق زمین وآسمان بن بیٹھا تھا۔ (کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۴ تا ۱۰۵) قرآن کو کلام شیطان کہنا دجالی تعلیم کا اثر ہے مسلمان ایسی دلیری نہیں کر سکتا۔

سوال نمبر۵۷: دوسری صورت قیامت کے موقوف کر دینے کی ہے۔

جواب: بنائے فاسد علی الفاسد ہے کون کہتا ہے کہ قیامت موقوف ہوگی۔

سوال نمبر۵۸: کیا پھر بھی آخرت پر یقین رکھو گے یا تناسخ کو مانو گے۔

جواب: جب آخرت کا ملتوی ہونا خیال باطل ہے تو سوال بھی غلط ہے، تناسخ کا قائل ہے جو کہتا ہے کہ میں آدم ہوں، مریم ہوں، ابراہیم ہوں، موسیٰ ہوں، عیسیٰ ہوں، محمد ہوں، کرشن ہوں۔ مسلمان جب مرزا کے مسئلہ کو نہیں مانتے تو کیونکر تناسخ کے قائل ہو سکتے ہیں۔ تناسخ کا قائل مرزا کا قائل ہے۔

سوال نمبر ۵۹، ۶۰، ۶۱: اگر مانو گے تو کیا آریوں کے دیگر عقائد بھی اختیار کرو گے۔

جواب: مرزا قادیانی کرشن بنے اور قیامت کے منکر ہوئے۔ دیکھو (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸) اگر مرزا قادیانی کرشن تھے تو قیامت کے منکر تھے کیونکہ کرشن قیامت کا منکر تھا۔ دیکھو گیتا مترجمہ فیضی:

بقید تناسخ کند اورش بانواع قالب دروں آورش
بہ تنہائے مہمود در میروند بجسم سگ وخوک در میروند

یعنی خداتعالیٰ گناہ گاروں کو تناسخ کی قید میں لاتا ہے اور مختلف بدنوں میں تبدیل کرتا ہے۔ کتے اور سور کے جسم میں لاتا ہے۔ دوم مرزا قادیانی مادہ ارواح کے قدیم ہونے کے بھی قائل نہیں۔ دیکھو (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰) میں لکھا ہے کہ: ''یہ عالم خداتعالیٰ کے اعضاء کی طرح ہے۔ پس جب سے خدا تب سے عالم'' یعنی جیسا خدا قدیم ہے ویسا ہی عالم قدیم ہے۔ آریہ بھی یہی کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے۔ اب بتاؤ کون آریہ ہے۔

سوال نمبر ۶۲، ۶۳: اگر تیسری صورت پیش کرو کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو خودبخود ایک راستہ کی طرف پھیر دے گا تو اس آیت کا کیا مطلب ہوگا۔ ''ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین '' (ہود) اگر واقعات سے ثابت کرو گے تو واقعات صحیحہ سے ثابت کرنا پڑے گا کہ خدا مخلوق کو خودبخود ایک راستہ پر چلانا قدیم سنت الٰہی ہے۔

جواب: خداتعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے آخر زمانہ میں جب اس کی مرضی ہوگی تو تمام مخلوق کو ایک راستہ پر لے آوے گا جیسا کہ اس کا وعدہ ہے لو کا لفظ شرطیہ ہے اور شرط کے دو پہلو ہوتے ہیں فاعل جونسا پہلو چاہے اختیار کرتا ہے۔ آخری زمانہ میں نزول مسیح کے وقت وہ یہی چاہے گا کہ ایک ہی مذہب ہو۔

سوال نمبر: ۶۴، ۶۵: اگر یہ واقعی سنت الٰہی ہے تو ۱۹۰۰ء میں اس کا ظہور کیوں نہ ہوا۔ جب کہ گروہی اختلاف سے نیچے اتر کر شخصی اختلاف اس درجہ پر تھے کہ الامان والحفیظ۔

جواب: یہ اختلاف اس واسطے ہوئے تا کہ ثابت ہو کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں سچے نہ تھے۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: ''مسیح کے وقت اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج اوّل ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) اور مسیح موعود اختلاف مٹانے آیا ہے۔ مگر ہوا الٹ مسیح موعود کی اپنی جماعت کے چار گروہ ہوگئے جس

سے روز روشن کی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی سچے مسیح نہ تھے۔

سوال ۶۶: پھر بتاؤ کہ آپ لوگ اس اختلاف کے ہوتے ہوئے بموجب آیت: ’’ان الذین فرّقوا دینھم و کانوا شیعا لست منھم فی شیٔ ‘‘مسلمان ہیں اور اگر ہیں تو پھر آپ درست کہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ!

جواب: یہ آیت مرزا قادیانی کے حق میں بطور پیشین گوئی ہے۔ مرزا قادیانی نے مذہب اسلام میں تفرقہ ڈالا اور اس آیت کے مصداق ہوئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا قول صحیح ہے۔ مرزا قادیانی اور ان کے مرید بھی مسلمان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً اولئک ھم الکافرون حقاً ‘‘یعنی جو چاہتے ہیں کہ کفر اور اسلام کے بیچ بیچ کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں یہ لوگ سچ مچ کافر ہیں۔ اب بتاؤ کہ کرشن جی کے پیرو ہو کر تم مسلمان کیونکر ہو۔ اوتار، بروز، حلول، عالم کا اناوی ہونا مانا تو پھر مسلمان نہ رہے۔

سوال نمبر ۶۷، ۶۸: اگر ہیں تو آپ درست کہیں ہیں یا اللہ تعالیٰ!

جواب: ہاں! درست ہے کیونکہ وہ مرزائیوں کے حق میں قول ہے نہ مسلمانوں کے حق میں۔

سوال نمبر ۷۰، ۷۱، ۷۲: ہر سہ اقوال میں سے کون سا قول صحیح ہے۔ اگر الٰہی صحیح ہے۔ جیسا کہ یقیناً صحیح ہے تو آپ کے پاس مسلمان ہونے کی کیا دلائل ہیں۔ اگر قول الٰہی صحیح نہیں تو کیوں یا تو جلدی جواب دیجئے یا میری طرح از سر نو مسلمان ہوئیے۔

جواب: خدا تعالیٰ کا قول ہمیشہ صحیح ہوتا ہے اور جو اس کے قول کی پیروی کرے وہ مسلمان ہے، مسلمان کو مسلمان کرنا انوکھا منطق ہے اور تحصیل حاصل ہے جو کہ باطل ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو آپ جیسا مسلمان نہ کرے جو مرزا قادیانی کو خدا مانتے ہیں اور رسول مانتے ہیں۔ ابن اللہ مانتے ہیں، کن فیکون کے اختیار رکھنے والا مانتے ہیں، کرشن مانتے ہیں جو ہندو تھا اور قیامت کا منکر اور تناسخ کا قائل تھا اور آپ کو خدا کی بیوی مانتے ہیں جس سے خدا کے اطفال پیدا ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو حیض آنا اور خدا تعالیٰ کا مرزا قادیانی کے ساتھ عالم کشف میں طاقت رجولیت کا اظہار کرنا اور مرزا قادیانی کا حاملہ ہونا مانتے ہیں۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو باطل پرستی سے بچاوے۔ آمین! پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام فروری ۱۹۲۲ء ص ۱ تا ۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تکذیب مدعی امامت کاذبہ قادیانی

بجواب

تصدیق الامام مصنفہ قاسم علی مرزائی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

لا ساقیا شراب سخن بھر کے سامنے جوہر کھلیں گے صاحب جوہر کے سامنے

ناظرین کرام! خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ انجمن تائید اسلام لاہور کے رسالے جنہوں نے ''۳۱۳ نمبر گولے'' کا نام پایا ہوا ہے قادیانی کمپنی کو حرکت دلائی۔ گویا جسم مردہ میں دوبارہ روح پھونکی اور منشی قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان نے ٹریکٹ نمبر۱ شائع کیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ آئندہ وہ جواب نمبروار دیا کریں گے۔ لہٰذا ہم بھی ان کا جواب الجواب دیں گے۔ مگر ہم منشی قاسم علی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ کو جاری رکھیں جب تک فیصلہ نہ ہو۔

مگر ساتھ ہی گزارش کرتے ہیں کہ وہ بدزبانی اور گالی گلوچ سے باز آجائیں اور اصل مسئلہ پر چلے چلیں۔ میں ان کو جواب ترکی بہ ترکی دے سکتا ہوں۔ مگر چونکہ یہ پہلی دفعہ ہے میں معاف کرتا ہوں، اگر منشی صاحب نے اپنی عادت کو نہ چھوڑا اور گالیاں دینے میں اپنا کمال دکھاتے رہے تو ناچار اس طرف سے بھی ان کی خدمت کی جائے گی۔

کیا اچھا ہوتا کہ منشی صاحب بجائے گندے اور ہتک آمیز الفاظ کے اپنے فرقہ کی خوبیاں بیان کرتے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرزائیوں نے اپنی کامیابی اسی میں سمجھی ہوئی ہے کہ فریق ثانی کو گالیاں دے کر دل خوش کرلیا کرتے ہیں۔ منشی قاسم علی کو واضح ہو کہ بدزبانی ودشنام دہی میں کوئی خوبی نہیں۔ اگر ہوتی تو چوہڑے چمار، میراسی، ڈوم، کنجر سب اعلیٰ درجہ کے ڈگری یافتہ سمجھے جاتے اور آپ پر ان کو استادی کا فخر ہوتا۔ مگر ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو شریفوں کی فہرست میں کوئی شمار نہیں کرتا۔ ایسا ہی بدزبان، بدتہذیب، بداخلاق آدمی کبھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس واسطے بدزبانی اور گالیوں پر اتر آیا ہے۔

اصل بحث یہ تھی کہ مرزاقادیانی مدعی نبوت ہیں اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب کی نظیر موجود ہے جو کہ حضور علیہ السلام کے وقت مدعی نبوت ہوا اور آپ ﷺ نے اس کو کافر وکذاب فرمایا اور اس کے ساتھ قتال کا حکم دیا۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو سچا نبی ماننا جائز ہوتا تو حضور ﷺ مدعیان نبوت کو دجال نہ فرماتے۔ دیکھو حدیث: ''سیکون فی امتی ثلاثون دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی اللّٰه وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی'' (ترمذی، ابوداؤد)

(ترجمہ) میری امت میں تیس دجال جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

میں نے رسالہ تائید اسلام ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء میں لکھا تھا کہ یہ معیار من گھڑت ہے اور امام ہمام ابوحنیفہ کا فتویٰ بھی لکھ دیا تھا کہ جو شخص مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کے برخلاف ہے۔ جب قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں تو پھر معیار مقرر کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اس طرح قرآن شریف میں تعارض لازم آتا ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ فرماتا ہے محمد ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور دوسری طرف ''فقد لبثت فیکم عمراً'' (یونس:۱۶) کو معیار صداقت مدعی نبوت ٹھہراوے۔ یہ معیار اس وقت مقرر ہوسکتی تھی۔ جب کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام جاری رہتا تو پھر سچے اور جھوٹے مدعی کی شناخت کے واسطے معیار مقرر ہوسکتا تھا۔

مگر جب آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی پیدا ہی نہیں ہوسکتا اور ناممکن ہے کہ آپ کے بعد کوئی سچا رسول یا نبی پیدا ہو تو پھر معیار مقرر کرنا جہالت ہے۔ کیونکہ جب یہ امر بہ نصوص شرعیہ فیصلہ شدہ ہے کہ جو کوئی محمد ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ سچا نبی ورسول ہرگز نہ ہوگا تو پھر آیت مذکورہ کو معیار مقرر کرنا باطل ہے۔ مرزا قادیانی خود لکھ چکے ہیں کہ: ''مدعی نبوت ورسالت آنحضرت ﷺ کے بعد کافر ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جدید ج اوّل ص۲۱۴)

پھر یہ آیت جو آنحضرت ﷺ کے لئے دلیل تھی آئندہ آنے والے مدعیان نبوت کے واسطے کیونکر معیار ہوسکتی ہے۔ جب کہ قرآن شریف سلسلہ نبوت ورسالت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم فرماچکا ہے جس کو مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں: ''ان رسولنا خاتم النّبیین وعلیہ انقطعت سلسلة المرسلین'' (ترجمہ) تحقیق ہمارے رسول خاتم النّبیین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہوگیا۔'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۶۴، خزائن ج۲۲ ص۶۸۹)

ہاں منشی صاحب! جب سلسلہ نبوت ورسالت منقطع ہے تو پھر یہ آپ کی اصولی غلطی ہے کہ آپ رسول کے واسطے معیار تجویز کرتے ہیں۔ آپ پہلے سلسلہ نبوت ورسالت کا جاری رہنا ثابت کریں اور پھر اس آیت کو معیار بناویں۔ یہ کس قدر نامعقول بات ہے کہ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ سلسلہ رسالت ونبوت منقطع ہوچکا ہے۔ کوئی جدید نبی محمد ﷺ کے بعد

نہیں ہے اور دوسری طرف مانا جاتا ہے کہ محمد کے بعد یہ آیت کسی جدید نبی ورسول کے پرکھنے کے لئے معیار ہے اور مرزا قادیانی کو اسی معیار سے پرکھو۔

حضرت! اسی کا نام تعارض ہے جو کہ شان خداوندی کے خلاف ہے کہ خدا تعالیٰ علاّم الغیوب ایک طرف آیت خاتم النّبیین نازل فرما کر سلسلہ نبوت ورسالت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قطع کر دے اور پھر اسی قرآن میں محمد کو بعد کے آنے والے نبیوں اور رسولوں کا معیار بتا کر ہدایت کرے کہ مدعی نبوت ورسالت کو اس معیار پر جانچنا چاہئے جس پر محمد ﷺ کو پرکھا گیا ہے۔ آپ نے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ناحق فحش گالیاں دے کر: دماغ بیہودہ پخت، خیال باطل بست۔ کا مصداق بنے اور لکھ دیا کہ پیر بخش لاہوری کا جواب ہے۔

دوم: میں نے لکھا تھا کہ مدعی نبوت اگر معجزہ بھی دکھائے، تب بھی وہ سچا نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن کی آیت خاتم النّبیین (احزاب:۴۰) اور حدیث: ’’**لانبی بعدی**‘‘ کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں لکھا ہے کہ اگر مدعی نبوت دیوار کو حکم کرے کہ چل اور وہ چل پڑے تو مسلمان اس کے کمال یا استدراج کی تصدیق کر سکتے ہیں مگر اس کی نبوت کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آیت خاتم النّبیین اور حدیث: ’’**لا نبی بعدی**‘‘ جیسی نصوص کے برخلاف ہے۔ آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

سوم: میں نے لکھا تھا کہ کسی آیت قرآن اور حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہے کہ یہ آیت مدعی نبوت ورسالت کے جانچنے کے واسطے معیار ہے۔ آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

چہارم: میں نے لکھا تھا کہ یہ خاصۂ محمد رسول اللہ ﷺ ہے کیونکہ وہ بعد دعویٰ بھی سچے تھے اور قبل دعویٰ بھی سچے تھے۔ اس کے برخلاف مرزا قادیانی بعد دعویٰ جھوٹ بولتے ہیں اور ان کے جھوٹوں کی فہرست لکھ دی تھی کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ لکھ دیا کہ بخاری میں لکھا ہے کہ ’’**ھذا خلیفة اللہ المھدی**‘‘ (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) مولوی غلام دستگیر نے لکھا کہ کاذب پہلے مرے گا ’’مسیح بعد نزول شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

جب مرزا قادیانی بعد دعویٰ راست باز نہیں تو ان کی پہلی عمر کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

پنجم: مرزا قادیانی کا مقابلہ حضرت خاتم النّبیین کے ساتھ کر کے ثابت کیا گیا تھا کہ مرزا قادیانی اور حضور علیہ السلام میں بہت فرق ہے بلکہ مرزا قادیانی کی عیش اور آرام کی زندگی اور اس پر جھوٹ بولنا بالکل برعکس ہے، آنحضرت ﷺ کے حالات کے۔

ششم: مرزا قادیانی نے جو ایک فرضی رہن نامہ رجسٹری کرایا اور جائز وارثوں کو ورثہ سے محروم کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا بھی آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔

ہفتم: آنحضرت ﷺ استاد سے نہ پڑھے تھے اور مرزا قادیانی استاد سے پڑھے تھے۔ کیا یہ بھی معیار ہے، آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

ہشتم: حضور علیہ السلام کسی رجل کے باپ نہ تھے۔ کیا یہ بھی معیار ہے کہ جس کے لڑکا نہ ہو وہ اپنی نبوت کی دلیل پیش کر سکتا ہے۔ آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

نہم: مرزا قادیانی نے اپنی فضیلت جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ظاہر کی اور لکھا کہ: ’’حضرت محمد ﷺ کے واسطے صرف چاند کا گرہن ہوا اور میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے سخت جھوٹ بولا تھا کہ شق القمر کے معجزہ کو خالی چاند گرہن کہا۔

دہم: مرزا قادیانی ایک طرف دعویٰ نبوت کرتے ہیں اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ: ’’میں مدعی نبوت کو بعد حضرت خاتم النّبیین کے خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔‘‘

(آسمانی فیصلہ ص۴، خزائن ج۴ ص۳۱۳)

دونوں صورتوں میں جھوٹے تھے، آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

یازدہم: نبی کریم ﷺ عادل تھے اور اپنی بیویوں اور ان کی اولاد کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کرتے تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنی پہلی بیوی کے حقوق ادا نہ کئے اور خلاف حکم قرآن شریف معلّق رکھا۔ آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔

دوازدہم: ایک ضروری سوال تھا کہ جب سلسلہ نبوت ورسالت جاری ہے اور ’’فقد لبثت فیکم عمراً‘‘ (یونس:۱۶) ’’معیار صداقت مدعی نبوت ہے۔‘‘ (عسل مصفّی ج دوم ص۱۹۰) تو پھر میاں نبی بخش مرزائی آف مہاراجکے ضلع سیالکوٹ کو کیوں اس معیار سے نہ پرکھا اور سچا نبی نہ مانا۔ حالانکہ اس کی پہلی زندگی گناہ سے پاک تھی جیسا کہ مصنف عسل نے لکھا

ہے اور دوسرے میاں عبداللطیف ساکن گناچور مرزائی مدعی نبوت کو اس معیار پر رکھ کر قادیانی جماعت نے اس کو سچا نبی ورسول کیوں نہ مانا اور بقول میاں محمود قادیانی کے ''دونوں کے منکر ہوکر کافر ہوئے۔'' آپ نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا اور مبحث سے غیرمتعلق آیات لکھ کر اور خارج از بحث باتیں کر کے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔

لیکن یادرہے کہ مسئلہ زیربحث سے غیرمتعلق کسی بات کا جواب نہ دیا جائے گا تاکہ قواعد علم مناظرہ کی پابندی سے آپ آئندہ بحث کریں اور مرزاقادیانی کو قبل دعویٰ نبوت اور اس کے بعد راست باز ثابت کریں اور بعد دعویٰ نبوت انہوں نے جھوٹ بولے ہیں ان کا کوئی مدلل جواب دے کر مسلمانوں کو مطمئن کریں۔ ادھرادھر کی باتیں بنا کر نہ ٹالیں، نہ طبع زاد ڈھکوسلے لگائیں۔ قرآن شریف اور احادیث کے مقابل میں من گھڑت باتیں قابل حجت شرعی نہیں ہیں اور نہ کسی مسلمان کا کام ہے کہ اپنی مذہبی کتاب کے مضامین کو اپنی رائے سے رد کرے اور من مانے معنی کر کے خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے جس کی خبر قرآن شریف نے دی ہے:

''واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون'' (بقرہ:۱۱)

یعنی تفرقہ اور فساد ڈالنے والوں کو جب کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بالتحقیق فساد کرنے والے ہیں لیکن یہ شعور نہیں رکھتے۔ یعنی ان لوگوں کے دل فساد کے ایسے عادی ہوگئے ہیں کہ ان کو اب حس ہی نہیں رہی وہ ظلم کو عدل، بے دینی کو دین اور فساد کو اصلاح سمجھتے ہیں۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے کہ مرزاقادیانی کی جھوٹی نبوت ورسالت منوانے کے واسطے امت محمدی میں کس قدر فساد ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ اپنی جماعت کے بھی چار گروہ کر ڈالے۔ مگر چونکہ مفسد اور زمرۂ لایشعرون میں سے ہیں۔ اس واسطے اس فساد کو اصلاح سمجھتے ہیں اور اسی کا نام دینداری رکھا ہے اور اپنا کوئی دعویٰ بھی نصوص شرعی یعنی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اجی صاحب! جب کسی جدید نبی کا پیدا ہونا ہی ممکن نہیں تو پھر معیار نبوت ثابت کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ہم منشی قاسم علی مرزائی کا اختصار کے ساتھ جواب الجواب لکھتے ہیں جس سے ان کی قابلیت کے علاوہ شرافت وتہذیب کا بھی اندازہ ہوسکے گا۔ منشی صاحب کی عبارت قولہ کے نیچے ہوگی اور ہمارا جواب الجواب اقول کے ماتحت۔

قولہ: عدوالانبیاء ''وکذالک جعلنا لکل نبی عدو'' (الانعام:۱۱۲)

یعنی اے محمد ﷺ ہم نے شریر انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا جو کہ ایک شریر دوسرے کو دھوکا بازی سے بیہودہ اور لغو باتیں پھونکتے رہتے ہیں۔الخ!

اقول: یہ آیت تو مرزا قادیانی کے حق میں ہے جنہوں نے وحی والہام کا دعویٰ کیا اور دشمنان آنخضرت ﷺ کی فہرست میں داخل ہوئے اور ختم الانبیاء کے عدو بنے۔ رسالت ونبوت کا دعویٰ کر کے مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہم اعداء الانبیاء کے ہم جولی بن گئے۔ بلکہ بزعم باطل خود آنخضرت ﷺ کو معزول (استغفراللہ) سمجھ کر صاف لکھ دیا کہ: ’’اب خدا نے میری وحی میرے الہام میری تعلیم کو ذریعہ نجات قرار دیا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵)

منشی قاسم علی انصاف سے بتاوے کہ عدو نبی آخرالزمان مرزا قادیانی ہوئے یا کوئی اور، جو کہ خود ہی نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور آنخضرت ﷺ کو عہدہ نبوت ورسالت سے معزول کر دیا اور کہ آپ کی پیروی سے اب نجات نہیں ملے گی۔ منشی قاسم علی بتائے کہ اس سے بڑھ کر بھی آنخضرت ﷺ کا کوئی دشمن ہوسکتا ہے؟ مسیلمہ کذاب تو نصف ملک اور امت مانگتا تھا مگر مرزا قادیانی ایسے حضرت آئے کہ تمام امت اور شریعت اور نجات اور مقام محمود سب پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔

قولہ: قانون الٰہی یعنی جو خدا پر افتراء کرتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔

اقول: بیشک اللہ پر افتراء کرنے والا ظالم ہے اور ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے خدا پر افتراء کیا اور کہا کہ خدا نے میرا نکاح محمدی بیگم سے پڑھ دیا ہے۔ اصل الہام یہ ہے: ’’زوجنا کھا لا مبدل لکلماتی‘‘ (تذکرہ ص۱۲۸ طبع چہارم)

یعنی ’’اے مرزا ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا ہے اور ہمارے کلمات تبدیل نہیں ہوسکتے۔‘‘

جب نکاح ظہور میں نہ آیا تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا۔ جیسا کہ تورات میں اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا تو ضرور پورا ہوتا۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا تھا کہ: ’’اگر نکاح نہ ہوا اور مر جاؤں تو جھوٹا ہوں۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص۳۱)

دوم: یہ افترا کیا کہ: ’’عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ص۲۹۳)

مگر وہ نہ مرا۔

سوم: ’’لڑکی بیوہ ہوکر آخر میرے نکاح میں آوے گی۔‘‘ یہ بھی نہ ہوا۔

چہارم: ’’احمد بیگ فوت نہ ہوگا جب تک اس کا داماد پہلے نہ مرے اور میرا نکاح ثانی احمد بیگ دیکھ نہ لے۔‘‘ مگر احمد بیگ سب سے پہلے مرا جس کو خوش فہم مرزائی کہتے ہیں پیش گوئی کے مطابق مرا۔

افسوس اس قدر جھوٹ مرزا قادیانی نے خود لکھا تھا کہ: ’’لڑکی پہلے بیوہ ہوگی اور اس کی معیاد اڑھائی سال بتائی تھی اور احمد بیگ کی موت کی معیاد تین سال تھی۔‘‘

(شہادت القرآن ص۸۸، خزائن ج۶ ص۳۷۶)

مگر ہوا اس کا الٹ کہ احمد بیگ پہلے مرا اور اس کا داماد زندہ رہا اور مرزا قادیانی بہمہ حسرت فوت ہوکر ثابت کر گئے کہ وہ مفتری علی اللہ تھے۔

قولہ: جھوٹے مدعی الہام کی دلی مراد: اوّل: وہ دنیا کمانا اور لوگوں سے روپیہ جمع کرنا چاہتا ہے۔ دوم: دنیا میں اپنی شہرت پھیلانا چاہتا ہے۔ سوم: وہ لوگوں کو اپنا ہم خیال اور تابع بنانا چاہتا ہے۔ الخ

اقول: اوّل مرزا قادیانی نے خوب روپیہ کمایا وہ خود لکھتے ہیں کہ: ’’میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱)

دوم: شہرت بھی اس قدر حاصل کی، خود لکھتے ہیں کہ: ’’میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۰۹)

سوم: مرزا قادیانی نے لوگوں کو اپنا ہم خیال بھی بنانا چاہا۔ چنانچہ ہزارہا اشتہار شائع کئے۔ الحمدللہ کہ منشی قاسم علی نے خود ہی معیار مقرر کر کے مرزا قادیانی کو جھوٹا مدعی الہام ثابت کیا۔

قولہ: میں غیر احمدی مخالفین کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ پتہ دیں جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں اٹھا ہو اور اپنی مراد دلی کو پہنچا ہو۔ الخ!

اقول: مرزا قادیانی کے مقابل مولوی محمد حسین بٹالوی اٹھے اور انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے وہ کامیابی حاصل کی۔ مرزا قادیانی کے خاصان خاص مریدین بلکہ اصحاب خاص ان سے روگرداں ہوگئے، نہ صرف روگرداں ہوئے، بلکہ انہوں نے مرزا قادیانی کو کذاب، دجال، حرام خور وغیرہ وغیرہ کہا۔ یہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے رد میں

کتابیں لکھیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو چوٹی کے مرزا قادیانی کے خیر خواہ اور شہرت دہندہ تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جس نے براہین احمدیہ کی تعریف کی تھی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی جو بیس روپے ماہوار دیتا تھا۔ بابو الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹینٹ لاہور، منشی عبدالحق صاحب اکاؤنٹینٹ لاہور، بابو میراں بخش صاحب اکاؤنٹینٹ لاہوری، میر عباس علی صاحب لدھیانوی، مولوی چراغ دین صاحب جموی وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب فاتح قادیان ہے جو اس قدر کامیاب ہوئے کہ مبلغ تین سو روپیہ آپ سے جیتا اور یہ ایسا زخم کاری ہے کہ جس کا کچھ علاج نہیں۔ آپ کی آہیں عرش عظیم تک جاتی ہیں جس کو مرہم عیسیٰ بھی شفا نہیں دے سکتی۔ تفصیل دیکھنی ہو تو کتاب ''فاتح قادیان'' ہر ایک مسلمان دیکھ سکتا ہے جس میں منشی قاسم علی مرزائی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا مباحثہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر ہوا کہ جھوٹا سچے کے سامنے فوت ہوگا اور مرزا قادیانی فوت ہو کر کاذب ثابت ہوئے۔ منصف اور ثالث ایک سکھ صاحب نے فیصلہ مولوی صاحب کے حق میں دیا اور تین سو کی رقم فاتح قادیان کو ملی۔ مگر افسوس قادیانی راست بازی یہ ہے کہ منشی قاسم علی قادیانی لکھتے ہیں: ''مرزا قادیانی کے مخالفین نامرادرہے۔''

قولہ: معیار صداقت انبیاء۔ الخ!

اقول: اس کا جواب ہو چکا ہے کہ جب سلسلہ انبیاء بعد آنحضرت ﷺ مسدود ہے تو پھر معیار کیسی؟

قولہ: اس آیت کے معیار صداقت ہونے سے انکار کرنا اپنے بے ایمان ہونے کا اظہار کرنا ہے۔ الخ!

اقول: مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''سلسلہ رسولوں کا ہمارے نبی خاتم النّبیین ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۶۴، خزائن ج۲۲ ص۶۸۹)

صاف ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد نہ کوئی نبی جدید پیدا ہوگا اور نہ معیار صداقت نبوت کی ضرورت ہے۔ کیا مرزا قادیانی بھی بقول تمہارے ایمان سے خالی تھے، کچھ تو مرشد کا لحاظ کرو۔

قولہ: ڈاک منشی اس کا کیا جواب دیتا ہے، یہ معیار من گھڑت ہے۔ الخ!

اقول: من گھڑت نہیں تو آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں جس میں لکھا ہو کہ جو

شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے تو اس کو اس معیار سے پرکھو۔ لیکن جب خاتم النّبیین کے بعد کسی جدید نبی کا پیدا ہونا ہی ممکن نہیں تو اس آیت کو معیار نبوت کہنا قرآن میں تعارض پیدا کرنا ہے، کسی مفسر، کسی مجتہد، کسی محدث، کسی امام، کسی صوفی نے اس آیت کو معیار نبوت قرار دیا ہے تو بتاؤ ورنہ اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ڈاک منشی کا لفظ منشی قاسم علی نے جہالت کی وجہ سے لکھا ہے جس شخص کو ہیڈ پوسٹ ماسٹر اور ڈاک منشی میں فرق معلوم نہیں اس سے زیادہ جاہل کون ہے؟ افسوس اگر اس کو خود علم نہ تھا تو کسی پرائمری خواں لڑکے سے ہی پوچھ لیتا تاکہ اس کو یہ ذلت نہ اٹھانی پڑتی اور اس کی جہالت پر پردہ پڑا رہتا۔

قولہ: ڈاک بابو کی جہالت: اس احمق کو یہ بھی علم نہیں کہ ایک مومن بالقرآن اگر اپنے دعویٰ کی بنا آیات قرآنی پر رکھ کر ثبوت دیتا ہے تو کیا وہ فاسد پر بنا رکھتا ہے۔ سن او مخبوط الحواس بابو! تیرا ممدوح امرتسر مباحثہ نگینہ میں آریوں کے سامنے اسی معیار کو صداقت نبوت کی معیار بتا کر دیانندیوں سے ان کے رشیوں ملہمان وید کی ابتدائی زندگی کے حالات پوچھتا ہے۔ الخ!

اقول: منشی قاسم علی اجہل الجاہلین کا قصہ بعینہٖ اس جاہل کی طرح ہے جس کا نام جھنڈو یا گھسیٹا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ نام درست نہیں۔ ایسا نام رکھواؤ جو قرآن شریف سے نکلے یا قرآنی نام ہو۔ وہ بےچارہ منشی قاسم علی قادیانی قرآن دان کے پاس گیا کہ میرا نام قرآن کے مطابق رکھ دو۔ اس خرد جال نے کہا میں تیرا نام خنزیر رکھتا ہوں، کیونکہ خنزیر قرآن شریف میں درج ہے۔ وہ شخص ایک تو جاہل تھا۔ دوم مسیلمہ پرست تھا، جھٹ اپنا نام خنزیر رکھ لیا۔ اب جو بلاتا اسے او خنزیر وہ جواب دیتا جی ہاں! اور اگر سمجھدار لوگ اس پر ہنستے تو کہتا کہ تم کافر ہو، کیونکہ قرآنی نام پر ہنستے ہو۔

بعینہٖ یہی حال منشی قاسم علی کا ہے کہ: ’’**فقد لبثت فیکم عمراً**‘‘ (یونس:۱۶) کو معیار قرار دیتے ہیں اور جو اس احمقانہ من گھڑت استدلال کو نہ مانے اس کو قرآن کا منکر بتاتے ہیں اور اس جاہل کی طرح جس نے جہالت کے باعث اپنا نام خنزیر رکھ لیا تھا۔ منشی قاسم علی اس امر کو جو ذات رسالت مآب ﷺ سے تعلق رکھتا ہے مرزائی نبوت کی صداقت کا معیار قرار دیتے ہیں۔ اس جاہل کو اپنے فاضل اکمل آف گولیکی سے ہی پوچھ لینا چاہئے کہ خاصہ رسول اللہ ﷺ عام نہیں ہوسکتا۔ (دیکھو تشحیذ الاذہان) جس میں اکمل صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی شاعر تھے تو کچھ حرج نہیں۔ یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا خاصہ تھا کہ شاعر نہ ہو۔

آ گے وہ لکھتا ہے خاصہ رسول کو عام قاعدہ سمجھنا جہالت اور حماقت ہے۔ منشی قاسم علی قادیانی فیکم کا ضمیر آپ کی جہالت از قرآن ثابت کررہا ہے۔ کیونکہ حکم ہوتا ہے کہ اے محمد تم ان کو کہہ دو یہ تو نہیں فرمایا غلام احمد یا مسیلمہ کذاب کی طرف ''لبثت فیکم'' کا ضمیر راجع ہے۔ پس جب مرجع محمد ﷺ ہیں تو پھر انہی کا خاصہ ہے جو کہ سچے رسول تھے نہ کہ جھوٹے مدعیان نبوت ورسالت کا عام میعار صداقت ہے۔ لاکھوں کروڑوں بلکہ تمام مدعیان نبوت پہلی عمروں میں نفس کش وراست باز نیک چال چلن رہے۔ جب عوام کو معلوم ہوا کہ یہ نیک آدمی ہے تو پھر وہ مدعی نبوت ہوا تو اہل اسلام نے ان کو اپنے سے خارج کیا۔

باقی رہا مرزا قادیانی کی نسبت تو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ جب وہ بعد دعاوی مجدد، کرشن، مہدی، مسیح، آدم، مریم، رجل فارسی وغیرہ وغیرہ جھوٹ بولتے ہیں تو پہلی عمر کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ منشی قاسم علی نے مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے نیچے آ کر پناہ لی ہے کہ اس نے رشیوں کا چال چلن آریوں سے پوچھا ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو قیاس مع الفارق کا یا تو علم نہیں اور جاہلانہ استدلال کیا ہے یا جان بوجھ کر دھوکا دیا ہے۔ بحث تو اس میں ہے کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد معیار نبوت مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ نص قرآنی اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنا ہی نہیں۔ پھر معیار کی کیا ضرورت؟ مگر فاترالعقل منشی کہتا ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے پہلے جو مدعیان الہام تھے ان کو جو مولوی ثناء اللہ پرکھنا چاہتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت مخالفین اسلام میں ثابت کرتا ہے۔ دونوں صورتیں ایک ہی ہیں۔ تعجب ہے جو شخص قبل وبعد میں فرق نہیں جانتا، اس جاہل سے کیا بحث ہوسکتی ہے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب کی اس شخص کو ایسی ضرب کاری لگی ہے کہ مخبوط الحواس ہوگیا ہے۔ قاسم علی سے پوچھنا چاہئے کہ رشیان وید قرآن کریم کے نزول سے پہلے تھے یا بعد؟

قولہ: لاہوری بابو کی حماقت دوسری یاوہ گوئی تکذیب اس معیار میں یہ ہے کہ اجماع امت اسی پر ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے مدعی نبوت کاذب ہے۔

اقول: مجھ کو منشی قاسم علی نے احمق کا لقب اس واسطے دیا ہے کہ میں نے اجماع امت کو دلیل شرعی مانا اور خاتم النّبیین کا قائل ہوا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے جو اجماع کا دعویٰ کیا اور (حقیقت الوحی ص۳۵، خزائن ج۲۲ ص۳۷) میں لکھا کہ: ''پہلا اجماع

امت کا اس بات پر ہوا کہ محمدؐ سے پہلے رسول فوت ہوچکے ہیں۔‘‘ منشی قاسم علی بتاوے کہ مرزا قادیانی جو اجماع کا قائل تھا وہ کون سا اجماع تھا۔ افسوس! جہالت بری بلا ہے اگر قاسم علی کو علم ہوتا کہ میرا مرشد بھی اجماع کا قائل تھا تو وہ ایسا نہ لکھتا۔

قولہ: مدعی اجماع جھوٹا ہے۔

اقول: الحمدللہ! کہ ایک بے تمیز مرید کی ژاژ خائی سے مرزا قادیانی کاذب ثابت ہوئے۔ کیوں کہ وہ اجماع کے معتقد تھے جیسا کہ لکھتے ہیں: ’’غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر تھا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۵، خزائن ج۲۲ ص۳۷)

اگرچہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا غلط ہے، مگر اس سے مرزا قادیانی کا اجماع پر اعتقاد ثابت ہے جسے قاسم علی کذب کہتا ہے۔

قولہ: خاصہ دلیل نہیں ہوتا۔ الخ!

اقول: اوا جہل الجاہلین! اپنے برادر شغال (لومڑی کا بھائی) کی تحریر دیکھ اور شرم کر’’وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ‘‘ (یاسین:۶۹) سے استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس میں تو صرف نبی کریم ﷺ کا ذکر ہے معیار نبوت نہیں۔ اے خفاش مدبر (کشتۂ چمگادڑ) اکمل قبول کرتا ہے کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو وہ معیار نبوت نہیں بلکہ آپ ﷺ کا خاصہ رہے۔ اب انصاف اور حیا کی عینک لگا کر دیکھ’’فقد لبثت فیکم‘‘ میں جو ضمیر ہے وہ خاص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہے جو حضرت خاتم النّبیین کا خاصہ ہے۔ لہٰذا یہ آیت معیار نبوت نہیں ہوسکتی۔

یہ لے اب ذیل میں تیرے مرشد کی عبارت لکھتا ہوں تاکہ تیری بولتی بند ہوجائے۔ دیکھو مرشد کی کتاب (حقیقت الوحی ص۵۱، خزائن ج۲۲ ص۵۳) ’’اگرچہ درہم ودینار اکثر لوگوں کے پاس ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گستاخی کر کے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزائن مشرق ومغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلت کیا ہوگا۔‘‘

جس کا مطلب یہ ہے کہ ادنیٰ اشتراک صفت سے کوئی شخص کامل نہیں ہوسکتا۔ یعنی اگر کسی شخص میں ایک یا دو صفات نبی ورسول کی ہوں تو وہ نبی ورسول نہیں ہوسکتا۔ پس بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مرزا قادیانی اوائل عمر میں ایک ادنیٰ وصف راستی سے متصف تھے تو اس سے وہ نبی ورسول نہیں ہوسکتے اور نہ’’فقد لبثت فیکم عمراً‘‘ نبوت ورسالت

کے لئے معیار عام قرار دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ یہ تو خاص حضرت رسالت مآب ﷺ سے متعلق ہے۔ جب مرزا قادیانی نبی ورسول کے دعویٰ کے بعد جھوٹ بولتے ہیں تو اوائل عمر کی راست بازی ردی ہے۔

قولہ: یہ آنحضرت ﷺ کا خاصہ نہیں۔ خاصہ کی تعریف یہ ہے کہ: ’’یوجد فیہ ولایوجد فی غیرہ‘‘ جو اس میں ہی پایا جائے اور اس کے غیر میں نہ پایا جاوے۔ جیسے نطق انسان کا خاصہ ہے کسی حیوان میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے اس کو حیوان ناطق کہتے ہیں۔ الخ!

اقول: او جہالت کے پتلے! اگر تجھ کو قسّام ازل نے علم سے بے بہرہ رکھا تھا تو کسی دوسرے علم والے سے پوچھ لیتا کہ اس بیہودہ اور بے موقعہ مثال کو اس جگہ پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے جو کہ باطل ہے۔ بحث انسانوں میں ہے اور خاصہ ہونا ان کی صفات میں ہے نہ کہ نوعیت میں۔ نطق خاصۂ انسان ہے حیوان سے تمیز کرنے کے واسطے نہ کہ معیار صداقت نبوت ورسالت۔ او نادان! تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ جب ’’یوجد فیہ ولایوجد فی غیرہ‘‘ اس بحث میں درست مثال ہو تو مرزا قادیانی حیوان مطلق ثابت ہوں گے۔ کیونکہ مرزا قادیانی چار سے زیادہ بیبیاں نہ کر سکتے تھے۔ مگر یہ تو بتا کہ مرزا قادیانی کی پہلی عمر راست بازی میں (بقول آپ کے) گزری تو پھر وہ آخری میں جھوٹ کیوں بولا اور کیوں لکھا کہ: ’’بخاری میں خلیفہ مہدی کی بابت لکھا ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

حالانکہ بخاری میں نہیں تو تیری اپنی دلیل سے ثابت ہوا کہ جو راست بازی محمد ﷺ میں تھی وہ آپ کے غیر یعنی مرزا میں نہ تھی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اوّل وآخر دونوں حصص عمر میں راست باز تھے۔ کوئی دکھا سکتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے مرزا قادیانی کی طرح بعد دعویٰ نبوت ورسالت (نعوذ باللہ) کوئی جھوٹ بولا؟ جب نہیں اور ہرگز نہیں تو اظہر من الشمس ہوا کہ ’’فقد لبثت فیکم عمرا‘‘ سچے رسول آنحضرت ﷺ سے متعلق ہے جیسا کہ قرآن کریم میں خداتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے نہ کہ کاذب مدعیان کی نبوت ورسالت کے لئے معیار۔ اگر یہ مانا جاوے تو جس قدر کذاب مدعیان نبوت ورسالت گزرے ہیں سب سچے ہوں گے۔ کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ کذاب مدعیان نبوت کی عمریں دعاوی سے پہلے پاکیزہ تھیں اور جب نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا تو مرتد سمجھے گئے۔ منشی قاسم علی کو جہالت کی تاریکی سے نکالنے کے لئے میں دو چار کذابوں کے نام لکھتا ہوں۔

اوّل: سید محمد جونپوری جو دسویں صدی میں ہندوستان میں ایک مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ واقعی ایک نیک اور متقی آدمی تھے۔ مدعی مہدویت تھے۔ (عسل مصفی حصہ دوم ص۱۱۸)

دوم: صاحبزادہ محمد نامی پشاور میں ہوا ہے جس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ آدمی نیک و متقی تھا۔ (ایضاً ص۱۲۳)

سوم: بایزید ابتدا سے ریاضت شاقہ کرنے لگا۔ پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے، جبرئیل میرے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہیں۔ (مذاہب اسلام ص۶۲۳)

پس اس میں مرزا قادیانی کی کیا خصوصیت ہے، سب کاذب مدعی سچے ہوں گے، مگر مشاہدہ ہے کہ وہ تمام جھوٹے سمجھے گئے اور مرزا قادیانی اور آپ بھی ان کو جھوٹا ہی سمجھتے ہیں اور ان کے جھوٹے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے مدعی نبوت ہوئے اور چونکہ مرزا قادیانی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت ہوئے، اس واسطے یہ بھی جھوٹے ہیں۔

قولہ: بول او اشرالنّاس لاہوری خنّاس، ''حق برزبان جاری گردد'' والی مثال کے مطابق خدا نے تیری قلم سے تیری تکذیب کرادی تو نے مان لیا کہ یہ نبوت کی صداقت کی دلیل ہے اور اس میں گزشتہ زندگی کو بطور معیار صداقت پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ میرا دعویٰ نبوت سچا ہے۔ الخ!

اقول: او یہودی صفت خطرناک انسان، شیطان سیرت! آنکھیں کھول اور دیکھ کہ میں نے صداقت کی دلیل لکھا ہے نہ کہ صداقت کا معیار۔ تم لوگ قرآن اور احادیث میں تو تحریف کرتے تھے۔ اب مخالف کی عبارت کو بھی بدل کر اپنی یہودیت کا ثبوت دیتے ہو۔ میں نے تو صفحہ۳ پر لکھا ہے کہ صداقت کی دلیل ہے اور تو نے دلیل کے عوض اپنے گوزشتر (اونٹ کا پاد) رسالہ کے (ص۱۷سطر۳) میں معیار صداقت لکھ کر دھوکا دیا ہے۔ حالانکہ خود تو نے موٹے الفاظ میں جو میری عبارت نقل کی ہے۔ اس میں صحیح لکھا ہے۔ اپنے خرافاتی رسالے کا (ص۱۷سطر۷) دیکھ اور عرق خجالت میں ڈوب کر مرجا تاکہ دھوکہ خوردہ مرزائی تیرے دجل سے نجات پاویں۔

تو نے مجھے خنّاس لکھا ہے تیرا لکھنا بے دلیل ہے، کیونکہ خنّاس کی تعریف اور صفت

یہ فرمائی ہے:’’الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس‘‘(الناس:۵،۶) یعنی وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اس سے تو تیرا خنّاس ہونا ثابت ہے۔

اب سن او خنّاس قادیانی! تو نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جدید نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ دوسرا وسوسہ تو نے یہ ڈالا کہ نبی کے پرکھنے کے واسطے یہ آیت معیار ہے۔ تیسرا وسوسہ تو نے یہ ڈالا کہ مرزا قادیانی کو اسی معیار پر پرکھو کہ وہ سچے نبی ہیں۔ حالانکہ جس کو نبی بناتے ہو وہ خود کہتا ہے کہ:’’من نیستم رسول و نیاورہ ام کتاب‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۷۸، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

یعنی نہ میں رسول ہوں اور نہ کتاب لایا ہوں۔ اب بتا کون خنّاس ہے؟ تو یا میں؟ بے دلیل کسی کو خناس کہہ دینا اپنی رذالت کا اظہار کرنا ہے۔

قولہ: او دشمن دین! اس میں عموم وخصوص مطلق ہے۔ یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے جو سچا نبی ہوگا اس کی دعویٰ سے پہلی زندگی پاک ہوگی۔ یہ معنی نہیں کہ ہر پاک زندگی والا نبی ہی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو سچا نبی ہوگا اس کی پہلی عمر ضرور راستبازی کی ہوگی۔ الخ

اقول: دشمن دین وہ ہے جو دین کا راستہ چھوڑ کر نیا راستہ اختیار کرے۔ دیکھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:’’یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا. اولٰئک ھم الکافرون حقاً‘‘ یعنی جو لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ کفر واسلام کے درمیان راستہ اختیار کریں وہ لوگ پکے کافر ہیں، ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

اب جواب دے کہ تو نے جب کرشن قادیانی کو حق پر مانا اور اس کا چیلہ بنا اور برہمن اوتار کا چیلہ بنا تو تو نے کفر واسلام کے درمیان راستہ اختیار کیا اور جو کافر ہوتا ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوتا ہے۔ پس دشمن دین تو ہے نہ کہ میں۔ بلا دلیل جس کو چاہو کہہ دو۔ مگر آج دنیا دلیل مانگتی ہے۔ یہ جو تو نے جاہلانہ ڈھکوسلا لکھا ہے کہ جو سچا نبی ہوگا اس کی دعویٰ سے پہلی زندگی پاک ہوگی۔ بالکل غلط ہے اور قرآن شریف کی آیت:’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘(احزاب:۴۰) کے برخلاف ہے اور حدیث نبوی’’لانبی بعدی‘‘ کے خلاف ہے بلکہ تیرے مرشد مرزا غلام احمد کے بھی برخلاف ہے، وہ تیری تکذیب کر رہا ہے:’’ہر نبوت را بر او شد اختتام‘‘ (سراج منیر ص ح، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

سن اے مرشد کے برخلاف جانے والے (معناً بے مرشدے) تیرا مرشد بھی تیری

معیار نبوت کی تردید کر رہا ہے کہ ہر قسم کی نبوت ظلی، بروزی، شرعی، غیر شرعی سب حضرت خاتم النّبیین پر ختم ہے۔

اے اجہل! اب بتا کہ جب سچا نبی بعد حضرت خاتم النّبیین کے پیدا ہی نہیں ہونا تو پھر اس آیت کو معیار کہنا بے دینی ہے یا نہیں۔ افسوس تو ایسا جاہل اور ننگ نوع انسان ہے کہ تجھ کو دلیل اور معیار میں فرق معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی دلیل خصوصیت سے دی ہے کہ اے محمد ﷺ ان کو کہہ دو کہ میں پہلی عمر میں راست باز تھا۔ دعویٰ نبوت کے بعد ہی راست باز نہیں۔ تم نے او اجہل! یہ کہاں سے سمجھ لیا کہ یہ معیار صداقت نبوت ہے۔ کیا تیرے مذہب میں اس آیت کے نزول سے پہلے محمد ﷺ سچے نبی نہ تھے۔ کیونکہ بقول تیرے معیار نبوت پرکھا نہ گیا تھا۔ تف ہے ایسے عقیدہ پر۔

سن اے مسیلمہ پرست! ’’النبی نبیٌ ولو کان فی بطن امه‘‘ نبی تو ماں کے پیٹ میں بھی سچا نبی ہی ہوتا ہے۔ تجھ کو تو دلیل اور معیار میں فرق معلوم نہیں اس واسطے یہ ذلت اٹھا رہا ہے۔ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ اس آیت کو معیار نبوت قرار دے کر کافروں میں سے ہو رہا ہے۔ کیونکہ فیکم میں خطاب کافروں کو ہے۔ یعنی خداوند کریم فرماتے ہیں: اے محمد ان کفار کو کہہ دو کہ میں پہلی عمر میں بھی راست باز تھا۔ آپ تو مدعی اسلام ہیں اور زبانی اقرار کرتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔

اگر آپ مومن ہوتے تو اس آیت کو معیار نہ کہتے۔ کیونکہ جب تک سونا کسوٹی پر پرکھا نہ جاوے تب تک کھرا نہیں کہا جاسکتا۔ جب یہ معیار ہے اور اس معیار پر تم نے محمد ﷺ کو پرکھا نہیں تو آپ کے نزدیک محمد ﷺ بھی سچے نبی نہیں (نعوذ باللہ) اگر کہو کہ اس وقت پرکھا گیا تو پھر آپ اس آیت کو دوسرے جھوٹے نبیوں کے واسطے معیار نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ محمد ﷺ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے گا ضرور جھوٹا ہی ہے۔ ہاں! محمد ﷺ کی نبوت سے کافر ہو کر جو چاہو کرو۔ ورنہ محمد ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی معیار نبوت ہے، سب بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ یاد رکھو، ترازو کسی چیز کے تولنے یا وزن کرنے کو ہوا کرتی ہے اور جب تولنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو اور نہ آئندہ ہونے کی امید ہو تو پھر ترازو کی کیا ضرورت ہے:

باطل است آں چہ مرزائی گوید

(ماہنامہ تائید اسلام نومبر ۱۹۲۲ء ص ۱ تا ۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام کاذب قادیانی

کی

تکذیب

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! منشی قاسم علی مرزائی قادیانی (جو لدھیانہ میں مسلمانوں سے شرطیہ مباحثہ کر کے مغلوب ہونے پر شرط کا سینکڑوں روپیہ ہار چکے ہوئے ہیں) اب الفاروق مؤرخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۲۳ء میں ہماری درخواست منظور کر کے اصل بحث پر آ گئے ہیں اور خارج از بحث لغویات اور فضول باتوں سے ایک گونہ باز آ گئے معلوم ہوتے ہیں۔ خداتعالیٰ ان کو استقامت بخشے اور وہ تحقیق حق کی نیت سے بدزبانی اور بدتہذیبی سے پرہیز رکھیں۔ اگرچہ یہ ان سے امید نہیں۔ کیونکہ کج بحثی اور بدزبانی اس جماعت کا اصول اور طبیعت ثانی ہوگئی ہے۔ لہٰذا میں بھی ان کی خارج از بحث اور فضول باتوں کی طرف توجہ نہ کر کے ’’امکان نبی بعد از حضرت خاتم النّبیین‘‘ پر بحث شروع کرتا ہوں۔

(پہلے ان کے دلائل لکھے جائیں گے۔ ان کے بعد ساتھ ہی ساتھ جواب درج ہوں گے)

قادیانی دلیل: ’’کیا خدا نے رسول بھیجنا منسوخ کر دیا؟ اس قدیم قانون الٰہی کے منسوخ کرنے والا بنی اسرائیل کا ایک گروہ نکلا جس کا پتہ خداتعالیٰ کا پاک کلام قرآن مجید سے لگا۔ وہ گروہ حضرت یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد کہنے لگا کہ آئندہ کوئی رسول خدا کی طرف سے یوسف کے بعد نہیں آئے گا۔ ’’قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا‘‘ (مائدہ:۲۴) ایسی مثال اور نظیر کے ہوتے ہوئے۔ اگر یہی قول کوئی خدا اور رسول اور قرآن شریف کو ماننے کا دعوے دار کہنے لگے تو کس قدر وہ اپنے دعویٰ اسلام میں صادق اور پکا ہو سکتا ہے۔ یقیناً وہ جھوٹا اور منافق ہے اور حسرت اور ویل ہے ایسے شخصوں پر جو محمد ﷺ کی امت کہلا کر مشرکانہ نام ’’پیر بخش‘‘ رکھ کر بے دھڑک کہتے ہیں کہ اجماع امت اسی پر چلا آتا ہے کہ مدعی نبوت بعد حضرت خاتم النّبیین کے کافر اور اس کے ماننے والا بھی کافر ہے۔‘‘

(رسالہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۱ء و جنوری ۱۹۲۲ء)

الجواب: افسوس! منشی قاسم علی کی مرض کج بحثی نے عود کیا، وعدہ تو یہ کیا تھا کہ ’’امکان نبی بعد اس محمد ﷺ‘‘ پر بحث کروں گا مگر پھر فضول باتوں سے اوراق سیاہ کر ڈالے۔ اصل بحث کی کوئی بات نہ کی اور پیر بخش نام پر اعتراض کیا۔ حالانکہ اس کا جواب کئی

دفعہ دیا گیا کہ غلام احمد وغلام مرتضیٰ، عطا محمد مرزا قادیانی کے باپ دادوں کا نام کیا مشرکانہ تھا؟ جس کا جواب آج تک مرزائیوں سے نہ ہوسکا۔ اب ہم قاسم علی سے پوچھتے ہیں کہ قاسم علی کے کیا معنی ہیں؟ قاسم کے معنی ہیں تقسیم کرنے والا تو کیا قسم علی حضرت علیؓ کے کاٹنے والا یا کاٹ کر بانٹنے والا ہے؟ شرم ایسے اعتراض پر جو معترض کو قاتل علی بناتا ہے۔

سوال یہ تھا کہ بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے کسی نبی کے پیدا ہونے کا امکان کسی نص قرآن سے ثابت کرو اور جو آیت آپ نے پیش کی ہے وہ قبل از زمان حضرت خاتم النّبیین سے متعلق ہے۔ اس واسطے یہ جواب مردود ہے۔ افسوس جو شخص قبل وبعد میں فرق نہیں جانتا وہ ناحق میدان مباحثہ میں آکر اپنے علم کی پردہ دری کراتا ہے۔

منشی قاسم علی کو چاہئے تھا کہ قرآن شریف کی ایسی آیت پیش کرتا جس میں لکھا ہوتا کہ اے محمدؐ ہم تمہارے بعد سلسلہ انبیاء جاری رکھیں گے اور آپ کے بعد ہمیشہ رسول بھیجتے رہیں گے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا: ’’**وقفینا من بعدہ بالرسل**‘‘ (بقرہ:۸۷)

مگر قاسم علی نے وہ آیت پیش کی ہے جو یوسف علیہ السلام کی نسبت ہے جو کہ محمد ﷺ سے پہلے نہیں بلکہ بہت سے رسل وانبیاء بنی اسرائیل کے پہلے ہوگزرے ہیں اور حکایۃً خداتعالیٰ نے بنی اسرائیل کا مقولہ نقل کیا ہے کہ: ’’**قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا**‘‘ (مومن:۲۷) یعنی بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ اب حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی رسول اللہ تعالیٰ مبعوث نہ کرے گا۔ یہ قیاس مع الفارق اہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ کجا بنی اسرائیل کا مقولہ جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے تھے اور کجا امت محمدیہ کا اعتقاد ختم نبوت؟

خداتعالیٰ باقی مرزائیوں پر عموماً اور منشی قاسم علی پر خصوصاً رحم فرمائے کہ وہ ایسے منہ زور اور بے ادب وگستاخ ہیں کہ بلاتمیز ہتک آمیز الفاظ بزرگان دین کے حق میں لکھ دیتے ہیں اور ان کو خوف خدا نہیں:

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

کے مصداق بنتے ہیں۔ منشی قاسم علی نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ جس کی بدزبانی سے کوئی نہ بچ سکا، نہ خدا، نہ سچے رسول، نہ صحابہ کرام، نہ ائمہ دین اور نہ اس کا جھوٹا رسول ومرشد جسے وہ سچا کہتا ہے (نعوذ باللہ) سب کے سب جھوٹے اور منافق تھے۔ نعوذ باللہ من ھفوات الجاہلین۔ خداتعالیٰ نے خاتم النّبیین کہہ کر سلسلہ نبوت ورسالت کو مسدود فرمایا اور

خلاصہ موجودات حضرت محمد ﷺ نے خاتم النّبیین کی تفسیر ’’لانبی بعدی ‘‘فرمادی اور صحابہ کرام وتمام امت کا اجماع اسی پر ہوا کہ کسی قسم کا نبی بعد از حضرت خاتم النّبیین پیدا نہیں ہوسکتا اور مرزا قادیانی (اس کے مزعومہ رسول) قادیانی نے بھی لکھا کہ اب سلسلہ انبیاء ورسل مسدود ہے۔ مگر قاسم علی کہتا ہے کہ ختم نبوت کا اعتقاد رکھنے والا منافق اور کاذب ہے اور اپنے مرشد کا بھی لحاظ نہ کیا۔

ذیل میں مرزا قادیانی کی بہت سی تحریروں میں سے ایک تحریر نقل کر کے منشی قاسم علی سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بتائے کہ وہ خلاف مذہب مرزا قادیانی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ: ’’سلسلہ انبیاء ورسل جاری ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۲)

’’اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النّبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔‘‘ الخ!

(حقیقت النبوۃ ص۱۸۶، ۱۸۷، انوار العلوم ج۲ ص۵۰۲،۵۰۳ ملخص) پر جو قادیانیوں نے لکھا ہے کہ: ’’آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا ختم ہونا جو عقیدہ رکھتا ہے وہ (نعوذ باللہ) لعنتی اور مردود ہے۔‘‘ اس تحریر کی رو سے مرزا قادیانی جو ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے، کیوں لعنتی ومردود نہیں ہیں۔ جب نزول جبرائیل جو رسول گر اور نبی گر ہے زمین پر آ ہی نہیں سکتا اور وحی رسالت لانے سے ہمیشہ کے لئے روک دیا گیا ہے تو پھر جدید رسول کا آنا ناممکن ہے اور یہ ہمارا مقصد ہے۔ قاسم علی بتاوے کہ مرزا قادیانی کو بھی اس آیت کا مطلب سمجھ میں آیا کہ نہیں جس سے بقول اس کے ہمیشہ رسولوں کا آنا جائز ہے؟

۲…… ’’خدا نے رسول بھیجنا منسوخ نہیں کیا۔‘‘ اب میں (قاسم علی) خدا کے فضل سے نصوص بیّنہ اور براہین قاطعہ سے کسی نبی کا بعد خاتم النّبیین کے پیدا ہونا ممکن ثابت کرتا ہوں۔‘‘

<u>الجواب:</u> خدا کے فضل سے نہیں بلکہ دجالی تعلیم اور شیطانی اغواء سے بیشک آپ ثابت کر سکتے ہیں جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے مریدوں اور پیروؤں نے ان کو سچے رسول بعد از حضرت خاتم النّبیین کے یقین کیا تھا اور ان کے بعد جس طرح تیرہ سو برس سے تمام کذابون مدعیان کی امتیں کرتی آئی ہیں۔ کوئی سچا رسول تو ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ جس طرح وہ مدعیان نبوت جھوٹے قرار دیئے گئے اور امت محمدی ان کو نابود کرتی آئی ہے ویسے ہی تم کو بھی

نابود کردے گی۔تم نے تو کیا ہی کیا ہے اور تمہارے کاذب نبی سے ہو ہی کیا سکا ہے۔ان کو دیکھو جنہوں نے دعاوی کاذبہ کے ذریعہ سے سلطنتیں قائم کرلیں۔ جب خلفائے اسلام نے ان کو نیست ونابود اور نسیاً منسیاً کر دیا تو پھر آپ کیا اور آپ لوگوں کی حقیقت کیا۔’’کے آمدی وکے پیر شدی‘‘

یہ سنت اللہ ہے:’’واملی لھم ان کیدی متین‘‘(القلم:۲۰) کہ جھوٹے کو مہلت دی جاتی ہے اور ابتداءً اسے ضرور فروغ ہوتا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے پیرو آنحضرتﷺ کی موجودگی میں اس کثرت سے ہوگئے تھے کہ صرف پانچ ہفتہ کی قلیل مدت میں لاکھ سے بڑھ گئے تھے۔

صالح بن طریف اس قدر کامیاب ہوا کہ نبوت وسلطنت کی نعمت سے منعم علیہ ہوا اور ۴۷ برس تک نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت ونبوت کرتا رہا اور اپنی موت سے مرا۔ میرے پہلوں نے مسیلمہ کذاب کو نابود کیا تھا اور میں تمہارے نابود کرنے کے واسطے مامور من اللہ ہوں۔فرق صرف یہ ہے کہ مسیلمہ نے چونکہ تلوار سے خروج کیا تھا، اس واسطے وہ صدیقی تلوار سے نابود کیا گیا تھا اور پنجابی مسیلمہ نے چونکہ زبان اور قلم سے خروج کیا ہے۔اس واسطے مرزائی اسلوب کے مطابق ظلی طور پر صدیقی روح مختلف وجودوں میں یعنی گولڑوی، بٹالوی، امرتسری، سیالکوٹی، مونگیری اور لاہوری میں کام کررہی ہے۔میں نے تمہاری مخالفت میں صدیق اکبرؓ کے پیرو ہونے کا مرتبہ پایا اور آپ نے مرزا قادیانی کی مریدی میں مسیلمہ پرستی کا رتبہ حاصل کیا۔

۳...... امکان نبوت کی پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرتﷺ کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کو کہہ دو’’یابنی اٰدم امّا یأتینّکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون‘‘ (اعراف:۳۵)

(ترجمہ تفسیری) اے آدم کے بیٹو اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے رسول آویں جو تم کو میری آیات سنادیں تو جو ایمان لاویں گے اور صالح بنیں گے۔ان پر نہ تو خوف ہوگا اور نہ کسی نقصان اعمال سے رنجیدہ اور غمزدہ ہوں گے۔ ہمارا استدلال اس آخری آیت سے ہے’’یابنی آدم‘‘ سے’’یحزنون‘‘ تک۔مگر دشمن نادان کی تسلی کے لئے ماقبل کی آیات بھی نقل کردی ہیں۔ آخری آیت میں ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے جو

آنحضرت ﷺ کے سامنے اور نزول آیت سے قیامت تک کے لوگ ہیں۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا زیر دعوت اسلام بہرحال وہ ہیں، ایسے لوگ جو نزول آیت کے وقت بقید حیات موجود تھے یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والے ہوں۔ آنحضرت ﷺ سے قبل جو لوگ گزر چکے تھے وہ ہرگز ہرگز اس کے مخاطب نہیں نہ ان کا یہاں ذکر ہے۔

الجواب: باطل پرستوں کا ہمیشہ سے قاعدہ چلا آیا ہے کہ اپنے اپنے باطل دعاوی کو سہارا دینے کے واسطے قرآن شریف کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے آئے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی چونکہ کاذب اور مدعی نبوت کاذبہ ورسالت باطلہ تھے اس لئے وہ ہی طریقہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے اختیار کیا ہے۔

اگر یہ آیت آئندہ آنے والے رسولوں کے آنے کے واسطے نص قطعی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ اس آیت کے معانی نہ سمجھے تھے اور یہ کس قدر باطل عقیدہ ہے کہ جس ذات مستجمع الصفات ﷺ پر قرآن شریف نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ: ’’بلّغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلّغت رسالته‘‘ (المائدہ:۶۷) (اے نبی پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کی طرف آپ کے خدا سے اتارا گیا ہے۔ پس اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پس آپ نے (گویا) اس (خدا) کا پیغام نہ پہنچایا)

ہاں! تو قاسم علی قادیانی بتائیں کہ جب وہ پیغام (قرآن) آنحضرت ﷺ نے (جیسا کہ آپ کا خیال ہے) سمجھا ہی نہیں تو دنیا کو پہنچاتے کیا؟ مزید برآں یہ کہ آپ سے ۱۳سو سال بعد اسے سمجھے تو مرزا غلام احمد قادیانی (نعوذ باللہ) کس قدر دربار الٰہیت ورسالت میں ہتک آمیز جسارت ہے کہ نہ تو پیغام دینے والا (خداوند عالمیان) اپنے پیغامبر کو مطلب سمجھا سکا اور نہ پیغامبری مطلب سمجھ سکا کہ باوجود ’’امّا یأتینکم رسل منکم‘‘ الخ (الاعراف:۳۰) کے لوگوں کو ’’لا نبی بعدی‘‘ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) سناتا رہا اور ۱۳سو برس تک (بقول مرزائیہ) یوں خلق خدا گمراہ رہی اور مردود و لعنتی بنی رہی (استغفراللہ) قاسم علی کو سمجھنا چاہئے کہ اس فاسد عقیدہ سے نہ فقط ۱۳سو سالہ مسلمانوں پر ہاتھ صاف کیا گیا ہے بلکہ خدا اور رسول کے حضور میں کس قدر گستاخانہ جسارت ہے۔ لہٰذا آپ کے من گھڑت معانی کل امت محمدیہ کے برخلاف گوزشتر (اونٹ کا پاد) کی سی وقعت بھی نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ کوئی مسلمان ان کو قبول کرے۔

دلیل اوّل: اس آیت سے استدلال اس لئے غلط ہے کہ جو مطلب اس آیت کا آپ (مرزائی) کہتے ہیں وہ جناب خلاصہ موجودات حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے سراسر خلاف ہے اور یہ ہر مسلم فرقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ وحی الٰہی کا مطلب جو صاحب وحی سمجھتا ہے وہی درست ہے اور رسول اللہ ﷺ پر جو قرآن شریف نازل ہوا تو جیسا مطلب قرآن شریف کا آنحضرت ﷺ سمجھتے تھے اور صحابہ کرامؓ نے جو عربی کے اہل زبان تھے سمجھا یا وہ ہی درست ہے اور اس کے خلاف کاذب مدعی نبوت ورسالت کے من گھڑت معانی وتفسیر مردود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے وقت بھی یہ آیت قرآن میں موجود تھی اور حضور ﷺ نے اس کے ہوتے ہوئے اپنے بعد کسی قسم کے جدید نبیوں ورسولوں کا آنا مسدود سمجھا اور صحابہ کرامؓ کو سمجھایا اور کل امت محمدیہ نے ارشاد نبوی ’’لا نبی بعدی‘‘ کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ کیا منشی قاسم علی کسی ایک بزرگ کا نام بھی بتا سکتا ہے کہ فلاں بزرگ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس امت میں ہمیشہ رسول آتے رہیں گے۔ اگر نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے (کیوں کہ کوئی ہے ہی نہیں) تو پھر ایسا کون بدبخت ہوگا جو اس آیت سے حضرت خاتم النّبیین کے بعد امت محمدیہ سے جدید نبیوں ورسولوں کا آنا جائز سمجھے گا۔

۱...... مسیلمہ کذاب کا نام رحمان بھی تھا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کا دم بھرتا تھا اور ان کو سچا رسول یقین کرتا تھا۔ مگر مرزا قادیانی کی طرح ساتھ یہ بھی کہتا تھا کہ میں خود نبی ورسول ہوں، بغیر شریعت جدیدہ کے اور تابع قرآن ومحمد ہوں۔ میری نبوت ایسی ہے جیسی ہارون کی یعنی غیر تشریعی اور قرآن سے اپنی نبوت ثابت کرتا کہ میں رحمان ہوں جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ چنانچہ اس کا فرقہ رحمانیہ صادقیہ کہلاتا ہے۔

۲...... سید محمد جونپوری مہدی بھی یہی کہا کرتا تھا کہ میں تابع قرآن ومحمد ہوں اور میری نبوت قرآن سے ثابت ہے اور آیت: ’’آخرین منهم لمّا یلحقوا بهم‘‘ (جمعہ:۳) اپنی ذات اور اپنی جماعت کے لئے نص قطعی قرآنی پیش کرتا تھا۔ (دیکھو ہدیہ مہدویہ) اور مرزا قادیانی کی طرح کہتا تھا کہ جو مدعی نبوت محمد ﷺ کے ماتحت ہوکر دعویٰ نبوت کرے اس کا دعویٰ خاتم النّبیین کے برخلاف نہیں اور نہ مہر خاتم النّبیین کی ایسے دعویٰ نبوت سے ٹوٹتی

ہے۔ مرزا قادیانی اوران کے مرید بھی انہی کذابوں کی چال چلتے ہیں کہ قرآن کی آیات بے موقعہ پیش کرتے جاتے ہیں اوراپنے طبع زاد ڈھکوسلے لگا کر جہلاء کو یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے دعویٰ کی تائید قرآن شریف کی آیات کرتی ہیں۔ ایسا ہی اب قاسم علی نے کیا ہے کہ اس آیت سے جدید نبی کا امکان بعد از حضرت خاتم النّبیین ثابت کرنے کی فضول کوشش کرتا ہے۔ اس آیت سے مفصلہ ذیل دلائل سے استدلال غلط بلکہ اغلط ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے مباحثہ لاہور میں کافی طور پراس کی تردید کردی ہے۔ (مباحثہ لاہور ص۱۱۴)

دلیل دوم: یہ آیت اگر خاص مسلمانوں کے واسطے ہوتی تو ’’یا ایھا الذین اٰمنوا‘‘ ہوتا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں جب کبھی مسلمانوں کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا ہے تو ’’یا ایھا الذین اٰمنوا‘‘ فرمایا ہے اور جب کبھی مقصود خداوندی یہ ہوتا ہے کہ ماقبل اور مابعد کے لوگ خطاب میں شامل ہوں تو ’’یا ایھا الناس‘‘ یا ’’یابنی آدم‘‘ کے لفظ سے مخاطب فرمایا ہے اور قصہ حکایۃً بیان کرنے کے وقت اسی طرح خطاب فرمایا ہے کہ گویا وہ لوگ حاضر ہیں۔ اس کی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ دیکھو بنی اسرائیل کے حق میں فرمایا ہے: ’’واذ قتلتم نفساً‘‘ حالانکہ مخاطب وہ بنی اسرائیل ہیں جو کہ پہلے گزر چکے تھے۔ مگر خداتعالیٰ ان کو مخاطب اس طرح فرماتا ہے کہ گویا وہ حاضر ہیں۔

دلیل سوم: جزا اپنے کل میں شامل ہوتی ہے اور مسلمان بحیثیت اولاد آدم ہونے کے خطاب ’’یابنی آدم‘‘ میں شامل ہیں۔ پس بنی آدم کے لفظ کو صرف امت محمدی پر حصر کرنا غلطی ہے اور قرآن میں تعارض پیدا کرنا ہے کہ ایک طرف خاتم النّبیین ہو اور دوسری طرف سلسلہ رسل جاری ہو۔

دلیل چہارم: چونکہ اس آیت میں رسل کا لفظ بصیغہ جمع ہے اس واسطے ثابت ہوا کہ اس آیت میں وہ ہی رسول مراد ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے اور خاتم النّبیین پر ختم اور صاحب کتاب وشریعت وہدایت تھے۔

دلیل پنجم: جس جگہ خصوصیت مراد ہوتی ہے تو قرآن شریف میں خصوصیت سے اس قوم کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ: ’’یا بنی اسرائیل، یا ایھا الذین اٰمنوا، یآ اھل الکتاب‘‘ وغیرہ! مگر جب اشتراکی خطاب مقصود الٰہی ہوتا ہے تو پھر ایسے الفاظ استعمال

کئے جاتے ہیں جو تمام افراد نوع انسان پر حاوی ہوں۔ جیسا کہ:’’یا ایھا الناس، یابنی آدم، یا ایھا الانسان ‘‘چونکہ یابنی اٰدم فرمایا گیا ہے اس واسطے ثابت ہوا کہ یہ خطاب عام ہے اور آپ کا استدلال اس آیت سے غلط ہے۔

دلیل ششم: جس قدر احکام الٰہی ان آیات میں ہیں اور بعد کی آیات میں ہیں سب اولاد آدم میں مشترک ہیں۔ مثلاً مسجدوں میں زینت کے ساتھ جانا، اسراف نہ کرنا، حلال رزق کھانا، فواحش کا حرام کرنا، شرک نہ کرنا، اللہ پر افتراء نہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ! یہ امور سابقہ امم میں بھی ممنوع تھے۔ پس یہ غلط خیال ہے کہ یہ احکام خاص امت محمدی کے واسطے ہیں۔

دلیل ہفتم: یہ مسلمہ اصول ہے بلکہ مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ قرآن شریف کے معنی اور تفسیر کرنے میں قرآن شریف کی دوسری آیات کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ پس اس آیت کے اگر یہ معنی کریں جو تم کرتے ہو تو یہ معنی مخالف ہیں ذیل کی آیات کے:

(الف)’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ (الاحزاب:۴۰)

(ب)’’اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی‘‘ (المائدہ:۳)

(ج)’’وما انزل من قبلک‘‘ (بقرہ:۴)

اگر آپ کے معانی قبول کئے جائیں تو تعارض اس طرح واقعہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ خاتم النّبیین فرماوے اور دین کے کامل ہونے کا یقین دلاوے اور محمد ﷺ سے جو پہلی وحی ہے، اسی کو ذریعہ نجات وفلاح فرماوے اور دوسری طرف امت محمدیہ میں سے جدید رسولوں کا پیدا ہونا بتاوے۔ یہ کتنا بڑا تعارض وتناقض ہے اور جس کلام میں تعارض ہو وہ خدا کی کلام نہیں ہوسکتی۔

دلیل ہشتم: بقول آپ کے اگر سلسلہ انبیاء ورسل جاری ہے تو جس قدر کذاب مدعیان رسالت حضرت خاتم النّبیین کے بعد گزرے ہیں وہ سب کے سب اس آیت سے تمسک کر کے سچے ہوسکتے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی اوران کے اجداد سب کافر ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے ان مدعیان نبوت ورسالت کو نہیں مانا اور کئی نبیوں اور رسولوں کا انکار کیا۔

دلیل نہم: ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ قاسم علی نے اس آیت سے جو استدلال کیا ہے، اگر اسے درست مانا جاوے تو اس کے روسے جو مدعیان رسالت مرزا قادیانی کے بعد

اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً میاں عبداللطیف گناچوری رسول ومہدی اور میاں نبی بخش متنبیّ ساکن مہاراج کے ضلع سیالکوٹ یہ بھی سچے نبی ہوں گے اور قاسم علی مرزائی اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں نے انہیں رسول نہیں مانا تو وہ بھی کافر ہوئے۔

سوال یہ ہے کہ جب سلسلہ رسل آنحضرتﷺ کے بعد جاری ہے تو پھر ان دو مرزائیوں مدعیان نبوت کو کیوں قادیانی جماعت نبی ورسول نہیں مانتی اور ان کے انکار سے کافر ہورہی ہے۔ جس طرح مرزاقادیانی کے انکار سے تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

دلیل دہم: اگر اس آیت سے آئندہ آنے والے رسول مراد ہیں تو پھر ’’یقصون علیکم اٰیاتی ‘‘ کے کیا معانی کروگے؟ کیونکہ تم خود تسلیم کرتے ہو کہ مرزاقادیانی کوئی کتاب اور شریعت نہیں لائے اور مرزاقادیانی خود بھی لکھتا ہے: ’’من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۷۸، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

تو ثابت ہوا کہ رسول جو آنے والے ہیں وہ بقول آپ کے کتاب اور شریعت نہیں لائیں گے اور اس آیت میں ’’یقصون آیاتی ‘‘ ہے۔ لہٰذا یہ رسول وہ ہی ہیں جو ابتدائے آفرینش سے شروع ہوئے اور حضرت خاتم الرسل پر ختم ہوئے اور آپ کا استدلال اس آیت سے غلط ہے۔

دلیل یازدہم: حدیث شریف میں ہے: ’’کیونکر ہلاک ہوسکتی ہے وہ امت جس کے اوّل میں ہوں اور اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام۔‘‘ جس سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کوئی رسول نہیں اور مرزاقادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ’’آنے والا عیسیٰ میں ہی ہوں۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

تو ثابت ہوا کہ اس آیت سے سلسلہ رسل جاری سمجھنا سخت غلطی ہے۔ مزید برآں ’’رسل‘‘ جمع کا صیغہ ہے اور مسیح موعود صرف ایک ہی ہے۔

۴…… ’’دشمن کی کمر توڑنے والی دسویں وجہ: اجہل لاہوری اور ابوجہل مونگیری کہتا ہے کہ سورۂ اعراف کی مذکورہ آیت میں امت محمدیہ سے خطاب نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں ان کی اولاد سے خطاب ہے اور یہ آیت قصہ آدم علیہ السلام کی ہے اور یہ اس وقت کا حکم ہے جس وقت دنیا کی ابتداء تھی اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تھا۔ الخ‘‘

الجواب: او اخبث النّاس دشمن خدا ورسول تو مجھ کو تو گالیاں دے کر اپنی رذالت اور کم لیاقتی، جہل مرکب اور عجز کا ثبوت دیتا تھا، دوسرے بزرگ مجدد مونگیری سے کیا بغض اور عداوت ہے کہ ناحق اس کو برا کہا ہے۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے:

ماہ نور مے فشاند وسگ بانگ میزند سگ را بپرس حسد تو باماہتاب چیست

وہ بزرگ تجھ کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کریں اور تو ان کو گالیاں دے۔ شیطان وہ ہے جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور جس نے تکبر اور غرور نفس میں آخر اپنے آپ کو خدا کہا اور اپنے خدا ہونے پر یقین کیا اور شیطانی خواب دیکھ کر خالق زمین وآسمان بنا اور یہاں تک حد سے بڑھا کہ کہا: ''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح''

(کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵)

اگر تجھ کو قرآن شریف نہیں آتا تو کسی اپنے ہم عقیدہ گانٹھ کترے لنگوٹیا سے پوچھ لیتا اور تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر ذرا اوپر کی آیات اسی سورت کو دیکھتا تو تجھ کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت اقدس مونگیری مجدد دوراں اور تیرے سرکوب لاہوری نے جو لکھا ہے درست لکھا ہے۔ اب میں اوپر کی آیات لکھتا ہوں تاکہ تیرا دجل اور دھوکہ دہی مسلمانوں کو معلوم ہو جائے۔

سن او مسیلمہ پرست! جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کی تو اس وقت فرمایا: ''قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین. قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون'' (اعراف:۲۴،۲۵)

(ترجمہ) دعائے مغفرت پر توبہ قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میاں بی. بی اور شیطان تینوں بہشت سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں ایک کا ایک دشمن ہے اور تم یعنی بنی آدم کو ایک وقت خاص یعنی مرتے دم تک زمین پر رہنا ہوگا اور تمہارا سامان زیست بھی وہیں مہیا ہے۔ پھر خدا نے یہ بھی فرمایا کہ زمین میں ہی زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے دوبارہ نکال کھڑے کئے جاؤ گے۔

آگے ''یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم'' (اعراف:۲۶) اور دوسری آیات ہیں جن کے بعد یہ آیت ہے جو قاسم علی نے پیش کی ہے۔ اب کون عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت آدم علیہ السلام کے قصہ سے متعلق نہیں ہے۔ اس قادیانی بچھیا کے بابا (بیل) نے سمجھ لیا کہ یابنی آدم جو فرمایا گیا ہے اور یا حرف ندا ہے اور منادیٰ حاضر الوقت ہوا

کرتا ہے۔ اس واسطے قرآن کے نزول کے وقت کے بنی آدم ہی مراد ہو سکتے ہیں اور اس جاہل کو یہ خبر نہیں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی شئے غائب نہیں۔ اس کی ذات قدیم کے آگے ہر ایک زمانہ حاضر ہی ہے اور یہ بھی نہیں جانتا کہ جب خدا تعالیٰ کوئی قصہ بیان فرماتا ہے کہ تو ایسے طریق سے فرماتا ہے کہ گویا مخاطب حاضر ہے۔

جیسا کہ: ''یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانّی فضلتکم علی العالمین'' (بقرہ:۴۷)

(ترجمہ) اے بنی اسرائیل ہمارے وہ احسانات یاد کرو جو ہم تم پر کر چکے ہیں اور اس بات کو بھی کہ ہم نے تم کو دنیا جہان کے لوگوں پر ہر طرح کی فوقیت دی۔

قاسم علی مرزائی بتاوے کہ ''کُم'' سے جن لوگوں کو اس آیت میں خطاب ہے کیا وہ موجود ہیں؟ یا یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے؟ ہرگز نہیں تو پھر ''اما یأتینکم'' کا خطاب کس دلیل سے امت محمدیہ کو ہوسکتا ہے۔

آگے چل کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنا یہ احسان بتاتا ہے: ''واذنجیناکم من آل فرعون'' (بقرہ:۴۹)

(ترجمہ) جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تم کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو حلال (ذبح) کرتے اور عورتوں یعنی بیٹی ذات کو اپنی خدمت کے واسطے زندہ رہنے دیتے۔ (مترجمہ نذیر احمد)

کیا قاسم علی بسبب ضمائر خطاب کے جو اس آیت میں ہیں یہ بھی امت محمدیہ کے حاضر الوقت لوگوں کے لئے خاص کریں گے؟ ہرگز نہیں تو پھر اس آیت میں جو ضمائر ''یأتینکم'' و''رسل منکم'' خطاب کے ہیں اور قصہ کے طور پر حکایۃً مذکور ہیں امت محمدیہ کے واسطے کیونکر خاص کر کے امکان رسل بعد از حضرت خاتم النّبیین ثابت کر سکتے ہیں۔

اب ہم ذیل میں دوسری آیات قرآن شریف جو اس آیت پیش کردہ کی تفسیر کرتی ہیں اور جس طرح قریب قریب انہی الفاظ میں قصہ کے طور پر نازل ہوئی ہیں درج کرتے ہیں۔ قاسم علی کو اپنے جاہلانہ استدلال سے شرم آئے اور یقین کرے کہ حامیٔ دین حضرت مونگیری صاحب اور مسیلمہ کش لاہوری نے جو کچھ لکھا ہے، درست ہے کہ یہ آیت حضرت آدم کے قصہ کی ہے اور اس سے ہمیشہ رسولوں کا آنا سمجھنا جہالت ہے۔

۱...... ’’قلنا اھبطوا منھا جمیعاً فاما یأتینّکم منی ھدیً فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون‘‘ (بقرہ:۳۸)

(ترجمہ) ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پس اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت سو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے۔

۲...... ’’قال اھبطا منھا جمیعاً بعضکم لبعض عدوٌّ فاما یأتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدای فلا یضلّ ولا یشقٰی‘‘ (طہٰ:۱۲۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو اور دنیا میں ایسی حالت سے جاؤ کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب پہنچے تو جو شخص میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا نہ شقی۔

۳...... ’’الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لاتعبدوا الشیطان‘‘ (یاسین:۶۰)

(ترجمہ) اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔

یہ خطاب ابتداء میں بنی آدم کو تھا اور عہد بھی انہی بنی آدم سے لیا گیا تھا کہ شیطان کی تابعداری نہ کرنا۔ جب قرآن شریف کی دوسری تین آیات اس آیت پیش کردہ کی مشابہت اور موافقت رکھتی ہیں تو پھر اس آیت کو ہمیشہ رسولوں کے آنے کے واسطے نص سمجھ کر قرآن میں تعارض پیدا کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں۔ کیا یہ کل مذاہب اسلام کا مسلمہ اصول نہیں کہ ایسے معنی کسی آیت کے نہ کئے جاویں جو قرآن شریف کی دوسری آیات کے برخلاف ہوکر تعارض پیدا کریں۔

قاسم علی کی جہالت دیکھئے کہ من گھڑت معنی کرکے خاتم النّبیین‘‘ واکملت لکم دینکم ’’وتفسیر نبوی‘‘ لانبی بعدی ’’کے برخلاف اس آیت سے ہمیشہ رسولوں کا آنا امت محمدیہ میں جائز بتاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے وہ مرزاقادیانی (اپنے جھوٹے نبی) کے بھی برخلاف جارہے ہیں جنہوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ: ’’النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا ﷺ‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰ ملخص)

قرآن وحدیث اور صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین اولیائے کرام میں سے ایک شخص تو نکالو جو اس آیت کی رو سے سلسلہ انبیاء ورسل بعد از حضرت خاتم النّبیین کے یقین کرتا ہو۔ بلکہ مرزا قادیانی بھی جب نفی کے قائل ہیں تو پھر یہ کون سا ایمان ہے کہ تمام بزرگان دین کے علاوہ اپنے مرشد سے بھی الگ ڈھکوسلہ لگا جاوے اور لوگوں کو گمراہ کیا جاوے۔

اب ہم ذیل میں قاسم علی مرزائی کی ژاژ خائی (عو،عو) کا جواب دیتے ہیں جو اس نے نہایت نادانی سے قرآن شریف، احادیث نبوی واجماع امت کے برخلاف باطل دعاوی کئے اور کوئی سند پیش نہیں کی۔

۱...... ’’اس آیت کو ’’یابنی آدم‘‘ سے شروع کیا گیا ہے جو قرآن مجید میں امت محمدیہ یا تمام اوّلین وآخرین کے حق میں ہی استعمال ہوا ہے۔ تمام کلام مجید میں ایک جگہ بھی ’’یابنی آدم‘‘ کے خطاب سے آنحضرت ﷺ سے پہلے جو آدم کی اولاد گزر چکی تھی مخاطب نہیں ہوئی۔‘‘ الخ!

<u>جواب:</u> آپ کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ یا بنی آدم کا خطاب صرف امت محمدیہ کے حق میں ہی ہے۔ اس حصر پر قرآن کی کوئی آیت پیش کرنی چاہئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ امت محمدیہ کے پہلے جو نبی ورسول اور ان کی امتیں تھیں وہ بنی آدم نہ تھیں۔ جب تین آیات سے بتا دیا ہے کہ جب حضرت آدم کو بہشت سے نکالا تو ساتھ ہی فرما دیا تھا کہ جب ہمارے رسول آویں تو ان کی پیروی کرنا اور جو لوگ پیروی کریں گے وہ نجات پائیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ: ’’امّا یأتینکم رسل منکم‘‘ میں آدم کی تمام اولاد سلف وخلف شامل ہے اور قدرت خدا سے رسولوں کا ظہور بھی اسی طرح ہوا کہ حضرت آدم سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک رسول آئے۔ کیونہ منکم کا ضمیر جو جمع کا ہے صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس خطاب میں آدم اور اس کی اولاد سب شامل ہے۔ دیکھو تفسیر معالم نووی ’’فاما یأتینکم‘‘ ’’یا ذریۃ آدم یعنی اے اولاد آدم اور یہی ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ آدم اور اولاد آدم کی ہدایت خدا کو منظور تھی۔ جب تک حضرت آدم زندہ تھے وہ ہدایت کرتے رہے۔ بعد میں آدم کی اولاد سے برابر حضرت خاتم النّبیین تک رسول آتے رہے۔ ’’یابنی آدم‘‘ کا لفظ صرف امت محمدیہ تک محدود کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ جب بنی آدم کا حصر امت محمدیہ سے خاص ہو تو پھر تمام رسولوں کی جو محمد ﷺ اور امت محمدیہ سے پہلے گزرے ہیں تکذیب لازم آتی ہے۔

کیونکہ بقول تمہارے سوائے امت محمدیہ کے رسول نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس آیت میں امت محمدیہ کو ہی خصوصیت سے خطاب ہے۔

۲...... آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ: ’’یابنی آدم کے خطاب سے آنحضرت ﷺ سے پہلے جو اولاد آدم کی گزر چکی تھی ایک جگہ بھی مخاطب نہیں ہوئی۔‘‘ اس باطل من گھڑت دعوے کے ثبوت میں ذیل کی آیات پیش کی ہیں جن کا جواب دیا جاتا ہے۔

اوّل: ’’یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الایة‘‘ (اعراف:۲۶)

یعنی اے آدم کے بیٹو ہم نے تم پر لباس اتارا ہے۔

جواب: عقل کے اندھے جو ہوتے ہیں ان کو قرآن سے استدلال کرنا تو آتا نہیں۔ اوٹ پٹانگ جو دل میں آتا ہے لکھ مارتے ہیں۔ اس اجہل الجاہلین سے پوچھئے کہ لباس صرف امت محمدیہ پر ہی اترا ہے اور پہلے بنی آدم جو گزرے ہیں وہ بغیر لباس ننگے بدن ہی دنیا میں پھرتے تھے۔ ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ امت محمدیہ بنی آدم کی جزو ہے اور جزا اپنی کل میں شامل ہوتی ہے۔ پس پہلے لباس حضرت آدم کی پہلی اولاد پر اترا اور بعد میں بعد کی اولاد پر اور وہی احسان امت محمدیہ پر ہوا۔

۲...... ’’یابنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنة‘‘ (اعراف:۲۷)

جواب: جب عقل ماری جاتی ہے تو ایسا ہی استدلال سوجھتا ہے۔ اس تاریک النفس قاسم علی مرزائی کی عقل تو دیکھئے کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ: ’’یابنی آدم‘‘ کا لفظ امت محمدیہ کے لئے خاص ہے اور آیت وہ پیش کرتا ہے جس سے عام اولاد آدم مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’اے آدم کی اولاد کہیں شیطان تم کو بھی گمراہ نہ کرے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین (آدم وحوا) کو بہشت سے نکلوادیا تھا جس سے خصوصیت جملہ اولاد آدم ثابت ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ ہی کے والدین کو خدا نے بہشت سے نہ نکالا تھا اور نہ امت محمدیہ کے والدین کا لباس بہشتی اتارا گیا تھا۔ امت محمدی صرف شرکت نوعی کے باعث بنی آدم کے لفظ کل میں بحیثیت اولاد آدم ہونے کے شامل ہے۔

۳...... ’’قل ان اللہ لا یأمر بالفحشاء‘‘ (اعراف:۲۸)

یعنی محمد ﷺ بنی آدم کو کہہ دے۔ الخ!

جواب: یہ احکام کل بنی آدم کے واسطے مشترک ہیں سب پہلوں اور پچھلوں کے لئے کیوں کہ جزا اپنے کل میں شامل ہوتی ہے۔

۴...... ’’قل امر ربی بالقسط‘‘ (اعراف:۲۹)

اس کا وہی جواب ہے جو اوپر گزرا۔

۵...... ’’یا بنی آدم خذوا زینتکم‘‘ (اعراف:۳۱)

جواب گزر چکا۔

۶...... ’’قل من حرّم زینة اللّٰہ‘‘ (اعراف:۳۲)

جواب: یہ حکم بھی مشترک ہے۔

۷...... ’’قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیوٰة الدنیا‘‘ (اعراف:۳۲)

جواب: یہاں ’’آمنوا‘‘ سے سلف وخلف ایمان والے مراد ہیں جو بنی آدم میں شامل ہیں۔

۸...... ’’قل انما حرم ربی الفواحش‘‘ (اعراف:۳۳)

یہ بھی حکم مشترک ہے جو تجدید کے طور پر امت محمدیہ کو دیا گیا ہے۔ پہلے اور اولاد آدم کو دیا گیا تھا۔ کہاں خدا نے پہلی اولاد آدم کے واسطے فواحش حلال کئے تھے۔

۹...... آگے اس امر قل کے ماتحت وہ آیت آتی ہے جو متنازعہ ہے اور اسی خطاب سابقہ ’’یابنی آدم‘‘ سے اللہ مخاطب کرتا ہے۔

جواب: یہ بالکل غلط ہے کیونکہ آیت متنازعہ فیہ الگ شروع ہوتی ہے۔ دیکھو الفاظ ’’اما یأتینکم رسل‘‘ (اعراف:۳۵) امّا حرف شرط ہے۔ یعنی اگر رسول آویں اور یہ قاعدہ کلّیہ ہے کہ حرف شرط امر مشروط کے وقوع سے پہلے استعمال ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو جب کہا جاوے کہ اگر لاٹ صاحب آوے تو اس کو سلام کرنا تو اس کلام کے کہنے کے وقت تک لاٹ صاحب نہ آئے تھے۔ جب ہی تو شرط لگا دی کہ اگر لاٹ صاحب آوے جس سے ثابت ہے کہ لاٹ صاحب کے آنے کے پہلے شرط ہے۔ ایسا ہی ’’امّا یأتینّکم رسل منکم‘‘ کا حال ہے کہ فرمایا جب رسول آئیں تم میں سے تو ثابت ہوا کہ یہ فرمانا اس وقت کا ہے جب کہ کوئی رسول نہ آیا تھا۔ اگر اس خطاب کی مخاطب امت محمدیہ خاص کی جائے تو ثابت ہوگا کہ دنیا میں امت محمدیہ کے پہلے کوئی رسول نہیں آیا۔ کیونکہ تمام رسول منکم سے آنے تھے

اور منکم میں امت محمدیہ ہی خاص مخاطب ہے اور یہ صرف باطل ہے۔ کیونکہ قرآنی شہادت ہے کہ امت محمدیہ سے پہلے بہت رسول آئے:

دوگونہ رنج وملال است جان مجنون را بلائے صحبت لیلیٰ وفرقت لیلیٰ

اگر قاسم علی کہے کہ خطاب منکم میں امت محمدی مخصوص ہے تو حضرت آدم سے حضرت خاتم النّبیین ﷺ تک آنے والے تمام سابقہ نبیوں کی تکذیب ہوتی ہے اور اگر ان تمام رسولوں کا آنا تسلیم کرے تو امت محمدیہ کی خصوصیت غلط ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلے ’’یا بنی آدم‘‘ ہے جو کہ مشترک ہے اور اس کے بعد ’’رسل منکم‘‘ یعنی اے بنی آدم جب کبھی تم میں سے رسل آویں اور میری آیتیں بیان کریں جن سے رسل صاحب کتاب وشریعت مراد ہیں اور امت محمدیہ میں سے کوئی رسول صاحب کتاب وشریعت جدید نہیں آسکتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جس اولاد آدم میں سے رسول صاحب شریعت وکتاب آنے والے تھے وہ وہی اولاد آدم ہے جو ابتداء آفرینش میں تھی اور خداتعالیٰ نے اسی اولاد آدم کو اس آیت میں حکایۃً مخاطب کیا ہے۔

پس مرزائیوں کا علی العموم اور منشی قاسم علی کا علی الخصوص امکان رسول بعد حضرت خاتم النّبیین کا استدلال اس آیت سے کرنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مرزاقادیانی خود لکھتے ہیں کہ: ’’قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

اب مرزاقادیانی تو بعد خاتم النّبیین کے رسول کا آنا ناجائز بتاتے ہیں اور ان کا مرید قاسم علی جائز۔ ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ سچا کون ہے؟

<u>لاہوری بابو سے ہمارے سوالات</u>: اگر تمہارا یہ دعویٰ باطل نہیں ہے تو بتاؤ اس سورت کے تیسرے رکوع سے آدم کے قصے کو کیا تعلق ہے؟

<u>الجواب</u>: جس قدر آیات قاسم علی نے دوبارہ لکھی ہیں ان کا جواب ہوچکا ہے۔ البتہ جو مرض طوالت پسندی کا باقی مرزائیوں کو ہے وہ اس کو بھی ہے کہ ایک ہی بات بار بار لکھتے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے سننے والے ان کے دلائل خامہ پر مطلع نہ ہوجائیں۔ البتہ قصہ آدم کا تعلق درج ذیل ہے۔

اس آیت کا آدم کے قصہ سے اس واسطے تعلق ہے کہ اسی سورۃ کا دوسرا رکوع ان آیات پر ختم ہوتا ہے۔ ’’قال اهبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض

مستقر ومتاع الیٰ حین. قال فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون ’’ اور ساتھ ہی فرمایا:’’یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً‘‘(اعراف:۲۴،۲۵،۲۶)اور ساتھ ہی پھر فرمایا:’’یابنی آدم لایفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما‘‘ (اعراف:۲۷)

اب صاف ظاہر ہے کہ پہلے آدم کا قصہ بیان ہوا ہے اور جب اسے بہشت سے خارج کیا تو حکم دیا کہ تم زمین پر رہو گے اور زمین میں سے ہی قیامت کو نکالے جاؤ گے جس سے ظاہر ہے کہ یہ حکم سلف وخلف تمام آدم زاد کے واسطے ہے، امت محمدیہ سے خاص نہیں۔ پھر فرمایا کہ اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس اتارا تو یہ لباس بہشتی لباس کے بعد عطاء ہوا۔ اس کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوا کہ آدم اور حوّا اوران کی اولاد کے واسطے ابتداء میں بہشتی لباس کے بدلہ میں لباس اترا تھا وہ اولاد آدم وہی تھی جو ابتداء میں تھی۔ کیونکہ ساتھ ہی حکم ہوتا ہے کہ اے اولاد آدم تم کو شیطان پھر نہ بہکائے۔ جیسا تمہارے والدین کو اس نے بہشت سے نکلوایا اوران کا لباس اتروایا۔

جب یہ خطاب انہی بنی آدم کو ہے جن کے والدین آدم وحوّا اوّل بہشت سے نکالے گئے۔ ان کا لباس اتر گیا اور دنیاوی لباس ان کو ملا۔ پھر قاسم علی کے سوا کوئی دوسرا کودن دماغ اور غبی کون ہے؟ جو ان فرامین کے ہوتے ہوئے اس آیت کو قصۂ آدم سے متعلق نہ سمجھے اوراس اولاد سے وہی ابتدائی اولاد مراد نہ سمجھے جس کے والدین بہشت سے نکالے گئے اور جنہیں خدا نے ہدایت کی تھی کہ خبردار شیطان کی پیروی نہ کرنا۔

قاسم علی مرزائی بتائے کہ امت محمدیہ کے وقت کے بنی آدم کے ماں باپ بہشت سے نکالے گئے اور تھے آسمان سے ان کا ہبوط ہوا اور بہشتی لباس اتارا گیا تھا یا ابتدائی اولاد آدم کے والدین حضرت آدم علیہ السلام کا۔ اس کا جواب آنے پر باقی لکھا جائے گا۔

ناظرین! سردست یہ روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے متعلق ہے اوراس سے قاسم علی کا امکان نبی بعد خاتم النّبیین پر استدلال بالکل غلط اور باطل ہے۔

پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام جنوری ۱۹۲۳ء ص ۱ تا ۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی جماعت

سے

بارہ سوال

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱...... میاں صاحب خلیفہ قادیان نے جو لکھا ہے کہ جو مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور گورداسپور کی کچہری میں بھی بیان دیا کہ چونکہ غیر احمدی مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور جو ایک نبی کا منکر ہو وہ کافر ہوتا ہے، اسی بناء پر تمام مسلمانوں کو وہ کافر یقین کرتے ہیں اور مریدوں کو یقین کراتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ میاں صاحب اور ان کے مرید جو دو نبیوں کے منکر ہیں، یہ کیونکر مسلمان ہیں۔ جب ان کے اعتقاد میں سلسلہ نبوت ورسالت بعد حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے جاری ہے اور بعد آنحضرت ﷺ کے سچا نبی ہوسکتا ہے اور اسی بناء پر مرزا قادیانی کو نبی ورسول مانتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی کے بعد جو جدید نبی ومہدی ہوئے ہیں، ان کو میاں صاحب اور ان کے مرید کیوں سچا نہیں مانتے۔ (یعنی میاں عبداللطیف گنّا چوری اور میاں نبی بخش ساکن معراجکے کو) جب کہ ان کا دعویٰ بھی عہدہ نبوت ومہدویت مرزا قادیانی کی متابعت سے پانے کا ہے یا دوسرے لفظوں میں ان کا دعویٰ نبوت ومہدویت مرزا قادیانی کا ہی دعویٰ ہے۔

جس طرح کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت محمد ﷺ کا ہی ہے اور جس طرح مرزا قادیانی کو اپنے الہام سے معلوم ہے کہ میں مہدی و نبی ہوں۔ اسی طرح میاں عبداللطیف گنّا چوری مہدی کو اپنے الہاموں سے معلوم ہوا کہ میں مہدی اور نبی ہوں۔

اگر الہام کی بناء پر مرزا قادیانی نبی ہوسکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ میاں عبداللطیف اپنے الہاموں کی بناء پر نبی نہیں ہوسکتے۔ یہ تو انصاف نہیں کہ مرزا قادیانی کو بقول ان کے اگر خداتعالیٰ کہے کہ تو نبی ہے تو ان کو سچا نبی مانا جائے اور عبداللطیف کو خدا کہے کہ تو نبی ہے تو ان کو جھوٹا کہا جاوے۔

حالانکہ وہ بار بار کہتا ہے کہ مجھ کو بھی اسی معیار سے پرکھو جس پر مرزا قادیانی کر پرکھا ہے۔ پھر کیوں میاں صاحب اور ان کے پیرو جان بوجھ کر ایک نبی کا انکار کر کے اپنے ہی اقرار سے کافر ہو رہے ہیں۔

دوسرے مدعی نبوت میاں نبی بخش ساکن معراجکے ضلع سیالکوٹ ہیں یہ بھی صاحب الہام وکشف ہیں اور مرزا قادیانی کے ہی مرید ہیں۔ پہلی عمر کی راست بازی عسل مصفی میں تصدیق زندہ ہے۔ ان کی نبوت سے بھی قادیانی جماعت منکر ہو کر کیوں کافر ہو رہی ہے۔

جواب مطابق سوال ہوا ایسا نہ ہو کہ سوال دیگر جواب دیگر اور طول طویل عبارت لکھ کر ٹال دیا جائے۔ پیر بخش سیکرٹری

(ماہنامہ تائید اسلام دسمبر ۱۹۲۲ء ص۱۳)

۲...... جب سلسلہ نبوت ورسالت بعد از حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ جاری ہے تو پھر مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس قدر مدعیان نبوت ورسالت ۱۳سو برس تک گزرے کیوں جھوٹے سمجھے گئے؟

مرزا قادیانی کے بعد ان کے مریدوں میں سے میاں نبی بخش ساکن معراج کے ضلع سیالکوٹ نے جو نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور کوئی اینچ پینچ نہیں صاف صاف لکھا ہے۔ یہ عاجز یعنی نبی بخش اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشیر ونذیر ہوکر آیا ہے۔ پس جو آدمی اس اللہ تعالیٰ کے مصلح کے اوپر جو بشیر ونذیر ہے ایمان لائے گا۔ آج وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن سمجھا جائے گا، ورنہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں میں شمار ہوگا۔ لہٰذا دعویٰ نبوت اللہ تعالیٰ کے حکم خاص کے نیچے کر کے اعلان کیا جاتا ہے۔ اس پر ایمان لاکر بندگان خدا ایمانی نور حاصل کریں۔ (۱۱/جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۶/دسمبر ۱۹۲۲ء ص۲۸) رسالہ ''ضرورت نبوت'' منجانب یوسف...... نبی اللہ المعروف نبی بخش، معراج کے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔

اب سوال یہ ہے کہ قادیانی جماعت جب کہ سلسلہ انبیاء جاری سمجھتی ہے اور ہر ایک مدعی نبوت کا انکار باعث کفر وملعون ہونے کا یقین کرتی ہے اور اسی واسطے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر جانتی ہے اور دلیل یہ دیتی ہے کہ جو ایک نبی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور چونکہ مرزا قادیانی نبی تھے اور لوگوں نے ان کو نہ مانا۔ اس واسطے کافر ہیں تو اب قادیانی جماعت خود میاں نبی بخش مدعی نبوت پر کیوں ایمان نہیں لاتی۔ حالانکہ جو معیار صداقت نبوت خود ہی مقرر کی ہے۔ ''فقد لبثت فیکم عمراً'' (یونس:۱۶) کے رو سے میاں نبی بخش صادق نبی ہے۔ جس طرح مسلمان مرزا قادیانی کے انکار سے بقول ان کے کافر ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت دو نبیوں کے انکار سے ڈبل کافر کیوں ہو رہی ہے۔ ایک نبی میاں نبی بخش جس کا یہ اعلان نقل کیا ہے اور دوسرا نبی ومہدی میاں عبداللطیف ساکن گناچور ضلع جالندھر۔

امید ہے کہ قادیانی جماعت جواب دے کر اپنا مسلمان رہنا، دو نبیوں کے انکار کے بعد ثابت کرے گی۔ ان کے جواب آنے پر ہم ثابت کر دیں گے کہ جن جن دلائل سے

مرزا قادیانی کو سچا نبی مانا جاتا ہے۔ وہی دلائل ان مدعیان میں موجود ہیں۔ اکمل قادیانی اور خواجہ جلال الدین اور منشی قاسم علی مرزائی ہمارے خاص مخاطب ہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ ہمارا حساب جاری ہے۔ پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام فروری ۱۹۲۳ء ص ۱۵،۱۶)

۳...... لڑکا اہل سنت والجماعت حنفی المذہب ہے۔ کیا اس کو ایک احمدی لاہوری جماعت کا ممبر اپنی لڑکی عقد نکاح کے لئے دے سکتا ہے؟ اور کیا یہ نکاح مرزا قادیانی کے مذہب کے مطابق درست ہوگا؟ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ! (سائل ایک حنفی المذہب)

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۹، اگست ۱۹۲۴ء ص ۱۶)

مکرمی ومعظمی جناب مولانا محمد پیر بخش صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

جناب کے ارسال کردہ رسائل مل گئے، مشکور ہوں۔

امیر جماعت مرزائیہ کے لئے دس سوال ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے کہ شائع فرما کر مزید شکریہ کا موقع دیں گے۔

یاایہا الاحباب! آج کل جماعت مرزائیہ لاہور کے پریذیڈنٹ (امیر) خاص طور پر مسئلہ تکفیر اہل قبلہ پر زور دے رہا ہے اور اعلان پر اعلان کر رہا ہے کہ ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اور جو لوگ کسی اہل قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں، ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے خواہ وہ قادیانی مرزائی ہوں۔

معزز ناظرین! مرزائیوں کا ہم مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا جو عذر تراشا گیا ہے۔ یہ محض ایک فریب ہے۔ اصل وجہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ فتویٰ ہے جو اس نے اپنے مریدوں کو اپنے زعم میں حکم خداوندی کے ماتحت دیا ہے جو (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۸، خزائن ج۱۷ ص ۶۵ حاشیہ) میں درج ہے: ’’پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔‘‘

یہ کوئی شریعت کا مسئلہ نہیں کہ جو کسی کو جھوٹا کہے اور کافر کہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اگر ہے تو مرزائیوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے کہ ان کا مسیح اور مہدی قریباً سات آٹھ سال تک شریعت کے اس مسئلہ سے بالکل بے خبر رہ کر مکفرین اور مکذبین کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تائید میں میں ایک حوالہ خواجہ کمال الدین کے ایک لیکچر سے ہدیہ ناظرین کرتا

ہوں: ’’خوب یاد رکھو کہ مسئلہ کفر کے ماتحت ہم نے مسجدیں نہیں چھوڑیں ۱۸۹۰و۹۱ء میں کفرنامہ ہم پر تیار ہوا۔ دہلی میں خود حضرت اقدس نے کفرنامہ کے بعد غیراحمدیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ ۱۸۹۲ء میں میرے پہلو بہ پہلو حضرت اقدس مسیح موعود نے مسجد چینیاں لاہور میں مولوی رحیم بخش مکذب ومکفر کے پیچھے نماز ادا کی۔ کفرنامہ بٹالوی کے بعد برسوں ہم غیراحمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے۔‘‘ (اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ ص۲۹ مطبوعہ دسمبر۱۹۱۴ء)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو وجہ اب نماز نہ پڑھنے کی تراشی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہاں! خواجہ صاحب نے اپنے اسی لیکچر میں ایک وجہ بیان کی ہے جو یہ ہے کہ غیر احمدیوں کی مسجدوں میں ہمارے لئے امن نہیں تھا اور ہمیں عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ اس لئے ہم نے مسجدیں ترک کردیں۔ اگر خواجہ صاحب کی پیش کردہ وجہ ٹھیک ہے تو اب کیوں ہمارے پیچھے جماعت مرزائیہ لاہور نماز نہیں پڑھتی۔ ان کو کون مسجدوں سے روکتا ہے۔ بلکہ ہم ان کو دعوت دیتے ہیں۔ مگر وہ نہیں آتے اور آنوں جانوں سے وقت ٹال دیتے ہیں۔

اس کی تازہ مثال پشاور کی پیش کرتا ہوں، یہاں لاہوریوں کے چار دن متواتر لیکچر ہوتے رہے۔ چوتھے دن لیکچر کے دوران میں نماز مغرب کی اذان ہوگئی۔ بس اذان کی آواز سنتے ہی لاہوری مرزائیوں کے مبلغوں نے اپنی کتابیں وغیرہ سنبھال کر اپنے مکان کا راستہ لیا۔ حالانکہ مسجد ساتھ تھی۔ اکثر لوگوں کی خواہش تھی کہ یہ ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیں۔ مگر یہ اذان کی آواز سنتے ہی اس طرح بھاگے کہ جس طرح کوئی دشمن سے بھاگتا ہے۔ پس اب ان کے لئے ہماری مسجدوں میں امن ہے وہ کیوں ہمارے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے۔ اصل وجہ یہی ہے کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔

میں مولوی محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور کی خدمت میں مندرجہ ذیل دس سوال پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ ان سے ہی حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ یہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں اور تاکہ آئندہ یہ لوگ پبلک کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

۱...... آپ مرزاقادیانی کو آیت استخلاف کے ماتحت روحانی خلیفہ مانتے ہیں یا جسمانی؟

۲...... اگر روحانی خلیفہ مانتے ہو تو ان کے منکرین کو حسب منطوق آیت: ’’**ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک هم الفاسقون**‘‘ (النور:۵۵) روحانی فاسق تصور کرتے ہو یا نہیں؟

۳...... اگر روحانی فاسق تصور کرتے ہو تو آپ چونکہ مفسر قرآن ہیں۔ اس بات کا تو غالباً

آپ کو علم ہوگا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فاسق کے مقابلہ میں مومن کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱)''منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون'' (آل عمران:۱۱۰)

(۲)''افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقاً'' (السجدہ:۱۸)

۴...... کیا آیات مذکورہ بالا سے ثابت نہیں ہوتا کہ فاسق مومن کی ضد ہے اور منکرین انبیاء کو اللہ تعالیٰ فاسق بیان فرماتا ہے۔

۵...... اور کیا قرآن کریم سے معلوم نہیں ہوتا کہ کفر کا نتیجہ فسق ہوتا ہے۔ جیسا کہ (۱) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۱)''واماالذین کفروا فیقولون ما ذا اراداللّٰہ...... وما یضل به الاالفاسقین'' (البقرہ:۲۶)

(۲)''واذ اخذاللّٰہ میثاق النّبیین...... فمن تولٰی بعد ذالک فاولٰئک هم الفاسقون'' (آل عمران:۸۱،۸۲)

۶...... اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فاسق کا ٹھکانہ آگ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''واَمّاالذین فسقوا فماوٰهم النّار'' (السجدہ:۲۰)

۷...... پس جب قرآن کریم فسق کو کفر کا نتیجہ بیان فرماتا ہے اور فاسق بدعہد اور گمراہ اور جہنمی ہوتے ہیں تو آپ کس طرح مرزاغلام احمد قادیانی کو روحانی خلیفہ مان کر باقی دنیا کے مسلمانوں کو ایمان دار یقین کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کے مسلمان تو مرزاغلام احمد قادیانی کی روحانی خلافت کے منکر ہیں۔

۸...... کیا آپ کے ہاں ایمانداروں کی یہی تعریف ہے کہ وہ فاسق بدعہد اور گمراہ اور جہنمی ہوتے ہیں اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو انہی معنوں میں مسلمان یقین کرتے ہیں۔

۹...... کیا آپ اس بات کا اعلان نہیں کر سکتے کہ مرزاغلام احمد قادیانی روحانی خلیفہ نہیں تھا۔ کیونکہ ان کو روحانی خلیفہ مان کر آپ لوگ کبھی بھی دلی صفائی سے دنیا کے مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان تصور نہیں کر سکتے۔

پس میری آخری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ سچے دل سے ہم لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں تو مرزاغلام احمد کی روحانی خلافت سے انکار کردو، ورنہ ہمارے نزدیک تمہارے سب اعلان منافقانہ ہیں اور صرف چندہ بٹورنے کے حیلے ہیں۔ راقم: ابوزیرک حقیقت شاہ محلّہ جٹاں یکہ توت پشاور

(ماہنامہ تائیداسلام نمبر۶، جون ۱۹۲۷ء ص۱۱تا۱۴)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دو مضامین

(۱) فتنہ ارتداد اور قادیانی جماعت کی خود غرضی اور خدمت اسلام کا دھوکہ

(۲) جدید فتنہ اور جدید نبی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) فتنہ ارتداد اور قادیانی جماعت کی خودغرضی

اور خدمت اسلام کا دھوکہ

برادران اسلام کی آ گاہی کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ جو واقعات مسلمانوں کی تباہی اور رنج کے پیدا ہوں۔ وہی حالات دشمنان دین محمدی کی خوشنودی کا باعث ہوتی ہیں اور یہ مار آستین کی طرح جلے ہوئے دلوں کو جلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب خلافت کی نسبت متفقہ آواز مسلمانوں کی طرف سے اٹھی تو تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے برخلاف قادیانی جماعت کی طرف سے لکھا گیا کہ ہمارا خلیفہ سلطان ٹرکی نہیں۔ ہماری قادیانی خلافت الگ ہے۔اب اس ارتداد کے موقع پر بھی میاں محمود قادیانی نے کہا ہے کہ:''ان رسمی مسلمانوں کے مرتد ہوجانے اور آریہ بن جانے سے ہم کو عار نہیں۔ بلکہ فرمایا کہ خداتعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس فتنہ ارتداد کے بعد احمدیت کا خاص رعب قائم ہوجائے گا اور یہ خداتعالیٰ نے ہمارے ہاتھ موقع دیا ہے۔ اﷲتعالیٰ کامیابی دے تو مفت کے لاکھوں بنے بنائے احمدی مل جائیں گے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۲۷ ص۱۱ کالم۲ مؤرخہ ۱۹؍مارچ ۱۹۲۳ء)

ناظرین کرام نے سمجھ لیا ہوگا کہ قادیانی جماعت خوش ہے کہ فتنہ ارتداد ان کی کامیابی کے لئے اچھا موقع ہے اور لاکھوں بنے بنائے احمدی ان کو مل جائیں گے اور احمدیت کا رعب قائم ہوگا۔مگر افسوس میاں صاحب کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ اور تازہ نشان مرزا قادیانی کے جھوٹے مسیح ہونے کا پیدا ہوگیا ہے۔ کیونکہ سچے مسیح موعود کے وقت دوسرے تمام جھوٹے مذاہب نابود ہوجانے تھے اور بفحوائے نص قرآنی:''وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ'' یعنی کوئی اہل کتاب سے نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ پر اس کے مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے گا۔

مگر مرزا قادیانی کی زندگی میں ایسا نہ ہوا اور نہ کوئی اہل کتاب یہود ونصاریٰ سے ان پر ایمان لایا۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا تھا: ’’ہاں مسیح موعود آ گیا...... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جاوے گا، نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام۔‘‘

(شہادت القرآن ص۴، خزائن ج۶ ص۳۸۱)

پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جاوے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راست بازی ترقی کرے گی۔‘‘ (ایام الصلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱)

مگر اب واقعات بتارہے ہیں کہ اس فتنہ ارتداد میں اس تھوڑے ہی عرصہ میں بیس ہزار مسلمان آریہ بنائے گئے اور بقول ہنود اخبارات کے تیس لاکھ پر نظر ہے کہ سب کو آریہ بنایا جاوے گا۔ کیا اس فتنہ ارتداد سے روز روشن کی طرح ثابت نہیں ہوگیا کہ مرزا قادیانی سچے مسیح موعود نہ تھے۔ کیونکہ اگر سچے مسیح موعود ہوتے تو حسب فرمان مخبر صادق حضرت خاتم النّبیین محمد ﷺ ملل باطلہ ہلاک ہوتے اور اسلام میں ترقی ہوتی۔

مگر ہوا الٹ کہ اسلام میں کمی ہوئی اور ملل باطلہ آریہ اور عیسائیوں میں ترقی ہوئی۔ اب بھی جو شخص مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہے۔ وہ صریح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتا ہے۔ خداتعالیٰ مسلمانوں کو باطل پرستی در تکذیب رسول اللہ ﷺ سے بچاوے۔ آمین ثم آمین! پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام اپریل ۱۹۲۳ء ص۱۱،۱۲)

(۲) جدید فتنہ اور جدید نبی

مرزائی صاحبان مرزا قادیانی کے نبی ورسول ہونے کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک فتنہ کے فروکرنے کے واسطے جدید نبی کا ہونا لازمی امر ہے اور چونکہ عیسائیوں کا فتنہ عظیم تھا۔اس لئے مرزا قادیانی نبی ورسول ہوکر آئے۔

اگر یہ دلیل مرزا قادیانی کی نبوت کے واسطے درست ہے تو اب جو جدید فتنہ ارتداد اٹھا ہے اور اب فساد برپا ہوا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا فتنہ عظیم ظہور پذیر نہ ہوا تھا اور جنگ عظیم یورپ کا عالمگیر عذاب نازل ہوا تو اب اس فتنہ کے واسطے کون سا نبی ورسول آیا ہے اور یہ عذاب کس نبی ورسول کی تصدیق کے واسطے آئے ہیں؟

قادیانی جماعت سے سوال ہے کہ جب سلسلہ انبیاء ورسل جاری ہے تو مرزا قادیانی کے بعد جو مدعیان نبوت ورسالت ہیں اور مرزا قادیانی کی نسبت حالات زمانہ ان کے حق میں بڑھ کر شہادت دیتے ہیں تو پھر قادیانی جماعت میاں عبداللطیف گناچوری ونبی بخش معراجکے والوں کو کیوں سچا نبی نہیں مانتی۔افسوس! یہ سوال کئی دفعہ کیا ہے۔مگر قادیانی جماعت جواب دینے سے عاجز ہے۔

خاکسار پیر بخش سیکرٹری انجمن

(ماہنامہ تائید اسلام اپریل ۱۹۲۳ء ص ۱۳)

☆☆☆

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

مجدد کی بحث	۳۶۱
مہدی کی بحث	۳۶۲
حیات مسیح علیہ السلام	۳۶۴
انجیل اور رفع ونزول مسیح	۳۶۴
قرآن وسنت اور رفع نزول مسیح	۳۶۵
وفات مسیح پر اعتراضات کے جوابات	۳۶۶
نزول ابن مریم	۳۶۹
احادیث اور نزول مسیح	۳۶۹
مسیحی عقیدہ	۳۷۲
مسیح ومہدی دو شخصیات	۳۷۲
چودھویں صدی کا مجدد	۳۷۳
مرزا کے دعاوی	۳۷۶
قادیانی رسالہ ۳۱/اگست کے البلاغ نیروبی کا جواب	۳۷۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

برادران اسلام! مولوی محمد علی مرزائی ایم.اے امیر جماعت مرزائیہ لاہور کی طرف سے اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲۶؍مئی ۱۹۲۳ء میں ایک طویل مضمون شائع ہوا تھا جس کے عنوان پر لکھا ہے: ’’حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود‘‘ چونکہ اس مضمون میں وہی باتیں ہیں جو کہ ہر ایک مرزائی کا ورد زبان ہے اور جن کے کئی دفعہ جواب دیئے گئے ہیں لیکن مرزائیوں کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نصوص شرعیہ کے ساتھ نہیں دیا جاتا اور بار بار وہی باتیں جن کی شریعت محمدی میں کوئی بنیاد نہیں، لکھ دیتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی مجبور ہیں کہ ان کی مغالطہ دہی مسلمانوں پر ظاہر کرتے رہیں۔ چنانچہ ذیل میں مولوی محمد علی مرزائی کے اس مضمون کا جواب دیا جاتا ہے۔

اوّل: بسم اللہ ہی غلط ہے۔ کیونکہ مسیح موعود شریعت محمدی کی...... قرآن مجید کی کسی آیت اور نہ کسی حدیث اور نہ کسی امام کے قول اور نہ کسی عالم دین کے فرمان سے ثابت ہے کہ مسیح موعود امت محمدی میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا مسئلہ یہود اور عیسائیوں میں متنازعہ فیہ تھا۔ یہودی کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے وہ دوبارہ نہیں آسکتا اور عیسائی کہتے تھے کہ وہ قتل ہوکر پھر زندہ ہوکر آسمان پر اٹھایا گیا وہ ضرور دوبارہ آئے گا۔ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کیا کہ مسیح نہ صلیب دیا گیا اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

یہ واقعہ حضرت خاتم النّبیین کے پیدا ہونے سے چھ سو برس پہلے کا ہے۔ اسی کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نبی اللہ اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اس نزول کے مسئلہ کو جو رسول اللہ ﷺ کا ایک فیصلہ ہے پیش گوئی کہنا اور پھر اس پر دروغ بافی یہ کہ پیش گوئی استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہے بالکل غلط اور دھوکا دہی ہے۔ اگر صرف مدعی کے کہنے سے اس کو سچا مان لینا واجب اور فرض ہوتا تو مدت سے یہ کاذب مدعیان الہام ووحی اسلام کو دنیا سے مٹا چکے ہوتے۔ مگر شریعت محمدی نے ایک امتی کے الہام ووحی کو حجت شرعی قرار نہیں دیا بلکہ جس مدعی کی وحی قرآن کے برخلاف پائی گئی تو علمائے اسلام نے اس پر کفر کے فتوے دیئے۔

دیکھو علامہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں: ''من اعتقد وحیاً من بعد محمد کان کافراً باجماع المسلمین'' ایسے اب مرزا قادیانی کے الہامات اوروحی چونکہ خلاف شرع ہیں۔ لہٰذا ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔

یہ جواب بالکل غلط ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات خلاف قرآن کو متشابہات سمجھیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے کفرو اسلام میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ عیسائی اور آریہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ابن اللہ کا مسئلہ متشابہات میں سے ہے۔ الوہیت مسیح کا مسئلہ بھی متشابہات میں سے ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی کے الہامات: ''انت منی بمنزلۃ ولدی''

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''انت منی بمنزلۃ بروزی'' (تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

کو متشابہات کہہ کر کفر و شرک سے بری سمجھتے ہو، ایسے ہی ہم کو بھی سمجھو۔ آریہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے اوتار اور تناسخ اور نیوگ کے مسائل کو متشابہات سمجھو۔ یہ تو انصاف نہیں کہ عیسائی ابن اللہ اور الوہیت مسیح کے معتقد ہوں تو کافر اور مرزائی مرزا قادیانی کے ابن اللہ ہونے اور اللہ ہونے کے قائل ہوں تو وہ کھرے خاصے مسلمان۔ ایسے ہی بت پرست اور آریہ بت بناویں اور اوتار کے قائل ہوں تو کافر اور مرزائی مرزا قادیانی کے فوٹو یعنی تصویریں رکھیں اور ان تصویروں کی تعظیم کریں اور مرزا قادیانی کو خدا کا اوتار تسلیم کریں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے: ''انت منی بمنزلۃ بروزی''

(تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

(اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتار ہے) تو پکے مسلمان یہ عجب انصاف اور عقل و دانش ہے۔ اگر مرزائیوں کو حق ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے خلاف قرآنی کلمات کو متشابہات کہہ کر ان کو حق پر سمجھیں اور اپنا ہی فرقہ ناجی اعتقاد کریں تو عیسائیوں اور آریوں کو بھی حق ہے کہ وہ بھی اپنے کفریات کو متشابہات کہیں اور اپنے آپ کو نجات یافتہ فرقہ یقین کریں۔

یہ کیسی بیہودہ بات ہے کہ دس بیس کلمات ایک آفیسر کی نسبت تعریف کے لکھ دیئے جائیں اور ایک دو گالیاں اور ہتک آمیز کلمات بھی کہہ دیئے جاویں اور جب اعتراض ہو یا ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ ہو تو جج کو کہا جائے کہ ان ہتک آمیز الفاظ کو تعریف اور مدح کے

محکمات کے فقرات والفاظ کے ماتحت سمجھ کر مجھ کو بری کردو۔ کیا کوئی عدالت ایسا کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں تو پھر احکم الحاکمین کی عدالت میں مرزا قادیانی اور مرزائی صرف اس عذر کے ساتھ کیونکر بری ہوسکتے ہیں کہ یہ الہامات وکلمات متشابہات سے ہیں۔

مجدد کی بحث

۲...... (تحریر مولوی محمد علی امیر جماعت مرزائیہ) ''**ان اللہ یبعث فی ہذہ الامۃ علٰی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا** ''یعنی اللہ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو دین اسلام کی تجدید کرتا رہے۔ الخ!

جواب۲: یہ دلیل بالکل غلط ہے اور مولوی صاحب کی شان علم کے برخلاف ہے کیونکہ دلیل اور دعویٰ میں ارتباط کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی دعویٰ اور دلیل میں ربط ہوتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ زید حکیم ہے اور دلیل یہ پیش کی جائے کہ صحیح بخاری یا فقہ اکبر کا درس دیتا ہے۔ مولوی محمد علی مرزائی کا دعویٰ تو یہ تھا کہ: ''مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں'' اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ: ''ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا ہے۔''

اگر مرزا قادیانی مسیح موعود تھے تو ان کو مسیح کے کام کرنے چاہئیں تھے۔ حالانکہ وہ نہیں ہوئے یعنی نہ غلبہ اسلام ہوا نہ کسر صلیب ہوا اور نہ قیامت آئی، نہ دجال (ایک معین شخص) جو ابن قطن کے مشابہ تھا نکلا اور نہ مرزا قادیانی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ نہ مرزا قادیانی احرام حج مقام روحا سے باندھا، نہ قبائل عرب وعجم ان کے ساتھ ملے، نہ ان کے وقت یاجوج ماجوج نکلے اور نہ مرزا قادیانی مسلمانوں کو کوہ طور پر لے گئے۔ کس قدر پایۂ علم سے گری ہوئی بات ہے کہ دعویٰ اور دلیل میں ربط نہیں۔

اسی حدیث کی رو سے مرزا قادیانی مجدد اسلام بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں حضرت خاتم النّبیین ﷺ نے مجدد کی تعریف یہ فرمائی ہے: ''**من یجدد لہا دینہا**'' یعنی مجدد جو دین محمد رسول اللہ ﷺ کو تازہ کرے گا۔ مگر مرزا قادیانی نے بجائے دین محمدی کے تازہ کرنے کے عیسائیوں اور آریوں اور اہل ہنود کے دینوں کو تازہ کیا، عیسائیوں کے مسئلہ ''ابن اللہ'' کو اسلام میں داخل کیا اور الوہیت اور تثلیث کے مسائل کو بھی اسلام میں داخل کیا۔ دیکھو ان کی کتاب (توضیح المرام ص۲۱،۲۲، خزائن ج۳ ص۶۱،۶۲ ملخص) وہ لکھتے ہیں کہ: ''خدا کی

محبت اور انسان کی محبت نر و مادہ ہے اور خدا کی محبت سے روح القدس پیدا ہوتی ہے اور یہ پاک تثلیث ہے۔‘‘

’’ابن اللہ‘‘ کی بابت ان کے الہام اوپر درج ہوچکے ہیں کہ خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو کہتا ہے: ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ اے مرزا تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

حالانکہ قرآن شریف نے بڑی سختی سے ممانعت کی ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا تجویز کیا جاوے۔

اب مولوی صاحب انصاف فرماویں کہ اس حدیث کے رو سے مرزا قادیانی مجدد ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے تجدید اسلام کی نہیں بلکہ غیر مذاہب کی، کی ہے۔

مہدی کی بحث

مرزائیوں کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ اس صدی کے مجدد اگر مرزا قادیانی نہیں تو دوسرا کوئی بتاؤ جس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں یعنی چودہویں صدی کے سر پر محمد احمد سوڈانی نے اس صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ دیکھو (عسل مصفی ج دوم ص۱۲۰) جو آپ کی جماعت کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

اصل عبارت: یہ کہتا تھا اور اس کا اعلان تھا کہ: ’’میں وہی مہدی ہوں جس کے پیدا ہونے کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے۔‘‘ اس وقت اس کی عمر چالیس برس کی تھی۔ ۱۸۸۱ء میں اپنے بھائی بندوں درویشوں کو اس نے یہ لکھنا شروع کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے جس مہدی موعود کی نسبت پیش گوئیاں کی تھیں وہ مجھ سے ہی مراد ہے اور وہ میں ہی ہوں اور کامیاب بھی ایسا ہوا کہ سلطنت قائم کرلی اور ۱۸۸۴ء میں بربر بھی فتح کرلیا۔ ۱۸۸۵ء کی شب کو خرطوم بھی فتح کرلیا اور لطف یہ ہے کہ اپنی موت مرض چیچک سے فوت ہوا۔

(مذاہب اسلام ص۷۹۲)

مرزا قادیانی نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، مگر بلادلیل وثبوت سلطنت قائم کرنا تو درکنار کسی چھوٹے علاقہ کی ریاست بھی ہاتھ نہ آئی۔ بلکہ اپنا گاؤں قادیان بھی کفر سے پاک نہ ہوا۔ حالانکہ مہدی کے کام یہ ہیں: ’’وعلی مرتضیٰ گفتہ برآید مردے از اولاد من وقتیکہ

بمیر د دلہائے مومنان ہمچو مردن ابدان باجابت خدا وشدت جوع وقتل وتراتر فتن وملاحم عظمی واماتت سنن واحیاء بدع وترک امر بمعروف ونہی عن المنکر۔ پس زندہ کند خدائے تعالیٰ بمحمد بن عبداللہ یعنی مہدی سنن مردہ راوشاد شوند بعدل وبرکت اودلائے مومنان والفت گیرد بوئے جماعات عجم وقبائل عرب، اخرجہ ابن المناری۔'' (حجج الکرامہ ص۳۶۴)

(ترجمہ) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے ایک مرد پیدا ہوگا جس وقت مومنوں کے دل مردہ ہوجائیں گے جس طرح کہ بدن انسانی مرجاتے ہیں ضرر اور بھوک سے اور قتل پے در پے فسادوں سے اور فتنے عظیم اور سنتوں کے مرجانے اور بدعتوں کے زندہ ہونے کا اور ترک ہوجانا امر معروف کا اور منکر باتوں سے منع کرنا۔ پس اللہ زندہ کرے گا مردہ سنتوں کو ساتھ محمد بن عبداللہ کے اور ساتھ برکت وعدل اس کے کے مومنوں کے دلوں کو خوش کردے گا اور اس کے ساتھ ولایت عجم اور عرب کے قبیلے ہوں گے۔

اس حدیث میں جو جو کام مہدی علیہ السلام کے لکھے ہیں ایک بھی مرزا قادیانی سے نہ ہوا۔ (اوّل) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہونا۔ مرزا قادیانی چنگیز خان کی اولاد سے مغل کہلاتے ہیں۔ (دوم) مردہ سنتوں کا زندہ کرنا۔ یہ بھی مرزا قادیانی سے نہ ہوا بلکہ بجائے احیاء سنت کے شرک وکفر کو تازہ کیا اور باطل مسائل (مثلاً اوتار اور ابن اللہ وغیرہ) اسلام میں داخل کئے اور اپنی تصویر بنا کر شائع کی اور بت پرستی کو تازہ کیا۔

بفرض محال اگر مرزا قادیانی مجدد تھے اور مجدد ہر ایک صدی کے سر پر آتا ہے تو پھر مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا باطل ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح کے بعد زمانہ کا اخیر ہے اور حدیث جو مولوی محمد علی مرزائی نے پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد آیا کرے گا۔ پس پندرہویں صدی کا جب مجدد آئے گا تو مرزا قادیانی کی مجددیت ختم ہوجائے گی۔

مرزا قادیانی خود کو بلا دلیل ہی مہدی کہتے جاتے ہیں اور جب کہا جائے کہ مہدی تو آل رسول سے ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اور آپ مغل چنگیز خان کی اولاد ہیں تو جواب ملتا ہے کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ مہدی سید ہی ہو۔ پس مرزا قادیانی نے دعویٰ تو کیا مگر چونکہ بے دلیل ہے۔ لہٰذا قابل قبول نہیں۔ افسوس! مرزا قادیانی کریں تو تخریب دین کی اور بنیں مجدد۔ سچ کہا مولانا رومؒ نے:

کار شیطان میکند نامش ولی　　　　گر ولی ایں است لعنت بر ولی

حیات مسیح علیہ السلام

۳...... تحریر مولوی صاحب امیر جماعت مرزائیہ، وفات مسیح: ’’۱۸۹۰ء کے آخر میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا عقیدہ جو مسلمانوں میں عام طور پر مروّج ہوگیا ہے صحیح نہیں۔‘‘ الخ

جواب۳: افسوس! مرزا قادیانی اور ان کے مرید خود ہی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جب کوئی الہام خلاف قرآن ہو تو اس کو رد کرنا چاہئے۔ مگر اس مسئلہ میں الہام کے مقابل قرآن کو رد کرتے ہیں۔ وفات مسیح کی تردید قرآن نے ان الفاظ میں کی ہے: ’’**وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ**‘‘ (النساء:۱۵۷،۱۵۸) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔

یہ ظاہر ہے کہ جب ایک شخص مرا نہیں اور قرآن شریف فرماتا ہے کہ مرا نہیں اور اٹھایا گیا تو ظاہر ہے کہ جو چیز اٹھائی گئی وہ وہی ہے جس کے قتل کی نفی ہے اور قتل کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے نہ کہ روح پر۔ کیونکہ روح کو تو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا۔ پس جو وجود قتل وصلب سے بچایا گیا اسی کا رفع ہوا۔ پس رفع جسمانی بجسد عنصری قرآن مجید سے ثابت ہے اور اس کے ساتھ ہی قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان فرما کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ: ’’**فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون**‘‘ یعنی جن امور کو تم نہیں جانتے وہ اہل کتاب سے دریافت کرلو۔ مرزا قادیانی نے خود اسی آیت کو پیش کیا ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۱۶، خزائن ج۳ ص۴۳۳)

انجیل اور رفع ونزول مسیح

پس ہر ایک مسلمان پر واجب ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع ونزول کا ذکر انجیل سے دیکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب فرمان قرآن کریم کے اٹھائے گئے تو کہاں اٹھائے گئے اور جب ثابت ہو جاوے کہ آسمان پر بمع جسد عنصری اٹھائے گئے تو پھر ایک مسلمان جس کا دعویٰ ہے کہ خدا کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لایا یوں ہرگز ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔ اگر انکار کرے تو پھر جماعت مومنین سے خارج ہے۔

دیکھو (انجیل متی باب ۲۶ آیت ۴۲) ’’روح تو مستعد ہے پر جسم سست ہے پھر اس نے دوبارہ دعا مانگی۔‘‘

انجیل کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا خدا سے یہ تھی کہ اس کا جسم صلیب کے عذابوں سے بچایا جائے۔ پس دعا جسم کے بچاؤ کے واسطے تھی۔ اسی پر خدا کا وعدہ ہوا ’’یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ‘‘ (آل عمران:۵۵) یعنی اے عیسیٰ میں تجھے بچالوں گا اور اٹھالوں گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ جسم کو پہلے صلیب سے بچایا اور جس کو بچایا اسی کو اٹھالیا۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک‘‘ (مائدہ:۱۱۰)

یعنی اے عیسیٰ وہ وقت یاد کر جب میں نے بنی اسرائیل کی ایذاء رسانی سے تجھ کو محفوظ رکھا اور صلیب سے بچالیا۔

دیکھو (انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹) ’’خداوند انہیں فرما کے آسمان پر جاتا رہا اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا۔‘‘

ناظرین دیکھ لیں، آسمان پر جانا ثابت ہے اور جسد عنصری سے، کیونکہ اکیلا روح جاتا ہوا نظر نہیں آتا۔

(انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۱۵) ’’اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔‘‘ یہاں بھی آسمان کا لفظ ہے۔

(انجیل یوحنا باب ۷ آیت ۲۳) ’’اس وقت یسوع نے انہیں کہا اب تھوڑی دیر تک میں تمہارے ساتھ ہوں، تب اس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں تم مجھے ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے اور جہاں میں جاتا ہوں تم نہ آسکو گے۔‘‘

اناجیل کے ان حوالوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بحالت حیات جسد عنصری کے ساتھ ہوا اور قرآن شریف اور احادیث نبوی اور اجماع امت نے اس کی تصدیق کی۔

قرآن وسنت اور رفع نزول مسیح

اوّل: (تفسیر ابن کثیر بحاشیہ فتح البیان مطبوعہ مصر ج۲ ص۲۲۹) ’’نجاہ اللّٰہ من بینھم

ورفعه من روزنة ذالک البیت الی السماء ’’یعنی یہود سے نجات دی اللہ نے (عیسیٰ کو) اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا۔

دوم: (تفسیر کبیر ج۳) ’’بل رفعه الله الیه رفع عیسیٰ السماء ’’یعنی خدا نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔

سوم: (تفسیر کشاف ج۱ ص۳۰۶) ’’رافعک الی السماء ’’یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو آسمان کی طرف اٹھالوں گا۔

چہارم: (تفسیر کمالین برحاشیہ جمالین ص۵۰) ’’ان الله رفع عیسیٰ من روزنة البیت الی السماء‘‘

پنجم: (تفسیر اکسیر اعظم ج۶ ص۴۰) خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

ششم: (ایک مجدد کا فیصلہ جس کو آپ بھی مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی) ’’واجمعوا علیٰ قتل عیسیٰ ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین فجعل له فیه مشابهة ورفعه الی السماء ’’یعنی یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر جمع ہوئے اور مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ غالب مکر کرنے والوں کا ہے۔ پس اللہ نے شبیہ ڈالی ایک پر اور اٹھالیا اس کو طرف آسمان کی۔

ہفتم: (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج۷ ص۱۱۴) ’’فلمّا توفیتنی ای بالرفع الی السماء ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام جناب باری میں عرض کر رہے ہیں) جب تو نے مجھ کو آسمان پر اٹھا کر میرا توفی کیا۔ اس حوالہ نے تمام باتوں کا فیصلہ کر دیا ہے۔ مسیح کے آسمان پر جانے کا اور زندہ رہنے کا۔ کیونکہ بخاری کی حدیث پر بڑا زور دیا جاتا ہے کہ توفی کے معنی موت کے بخاری نے کئے ہیں۔ اب بخاری سے ہی ثابت ہوگیا کہ مسیح کا توفی ’’رفع الی السماء ’’سے ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا توفی وفات سے ہوا اور یہ بالکل غلط ثابت ہوا کہ: ’’فلمّا توفیتنی ’’سے وفات مسیح ثابت ہے، کیونکہ ’’توفیتنی ’’کے معنی ’’رفعتنی ’’سب مفسرین نے کئے ہیں اور یہ معانی انجیل کے بھی مطابق ہیں۔

وفات مسیح پر اعتراضات کے جوابات

۱...... حدیث: ’’لو کان موسیٰ حیاً ’’پر مرزائی زور دیتے ہیں اور موسیٰ کے ساتھ

عیسیٰ خود ضم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں صرف موسیٰ ہے نہ کہ عیسیٰ وموسیٰ دونوں (مشکوٰۃ فصل اعتصام بہ سنت) عیسیٰ کا نام ہرگز نہیں اور صحیح بھی یہی ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ چند اوراق توریت کے تھے جن کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ تم توراۃ کو پڑھتے ہو۔ کیا قرآن شریف تمہارے لئے کافی نہیں اور پھر فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔'' یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شامل کرنا غلط ہے کیونکہ توراۃ موسیٰ پر اتری تھی نہ کہ عیسیٰ پر۔

۲...... ''ان عیسیٰ عاش عشرین ومائة سنة'' حضرت عیسیٰ ایک سوبیس برس زندہ رہے۔

یہ روایت بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس پر اتفاق اہل اسلام اور نصاریٰ کا از روئے اناجیل اور تفاسیر قرآن مجید واعتقادات صحابہ کرام ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب ۳۳ برس کی عمر میں پیش آیا۔ ایک راوی کی روایت جمہور کے آگے ہرگز قابل قبول نہیں اور نہ اس کا کوئی اعتبار ہے۔ لہٰذا صحیح احادیث اور جمہور کے خلاف جو روایت ہے اس کی مناسب تاویل کرنی لازم ہوگی۔

۳...... یہ جو کہا جاتا ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو شب معراج میں فوت شدہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دیکھا۔'' وفات مسیح کی ہرگز دلیل نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ خود زندہ تھے اور فوت شدہ انبیاء کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس یہ نہایت ردی اور نکمی دلیل ہے کہ چونکہ مسیح فوت شدہ انبیاء کے ساتھ دیکھا گیا اس واسطے مسیح بھی فوت شدہ ہے۔ جب مرزا قادیانی معراج کو کشف کہتے ہیں تو پھر یہ دلیل ان کے نزدیک بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ مشاہدہ ہے کہ عالم کشف میں مردے اور زندے اکٹھے دیکھے جاتے ہیں۔

۴...... یہ قول بھی پیش کیا جاتا ہے: ''قال مالک مات'' مگر یہ بھی مرزائیوں کے دھوکوں میں سے ایک دھوکا ہے۔ مجمع البحار (جس سے یہ جملہ لیا گیا ہے) کی اصل عبارت یوں ہے: ''وفیه ینزل حکماً ای حاکماً بهذالشریعة نبینا والا کثر ان عیسیٰ لم یمت وقال مالک مات وهو ابن ثلاث وثلاثین سنة ولعله اراد رفعه الی السماء حقیقة ویجئ اٰخرالزمان لتواتر خبرالنزول''

(ترجمہ) ینزل حکماً یعنی اترے گا حکم کرنے والا شریعت محمدی پر اور تمام کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ نہیں مرے اور مالک نے کہا کہ مر گیا اور وہ ۳۳ برس کا تھا کہ اللہ نے ارادہ کیا اس کو آسمان کی طرف اٹھانے کا حقیقتاً اور آئے گا وہ آخر زمانہ میں جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

تبت والی انجیل جس کو مرزا قادیانی پیش کرتے ہیں لکھا ہے کہ ۳۳ برس کی عمر میں واقعہ صلیب پیش آیا اور شام میں مسیح کی قبر ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ باقی امام خاموش ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ جو امام اعظم ہیں وہ بھی فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جیسا کہ حدیثوں میں مذکور ہے: ''حقٌ کائنٌ'' ہے اور نزول اصلی کے واسطے حیات لازم ہے۔ علمائے شافعیہ وحنبلیہ وغیرہ سب اصلی نزول کے قائل ہیں۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔

۵...... یہ بھی غلط ہے کہ تاج محدثین بخاری جیسا بھی وفات مسیح کا قائل تھا بخاری کی کوئی حدیث پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں یا حضرت عیسیٰ پر موت وارد ہو چکی ہے ورنہ جھوٹ لکھنے سے خدا کا خوف کرو۔

۶...... یہ بھی بالکل غلط ہے کہ عیسائیوں نے اس عقیدہ سے فائدہ اٹھایا۔ آپ کو تاریخ اسلام کی طرف دیکھنا چاہئے کہ جب مسلمان حیات مسیح ونزول اصالتاً کے قائل تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتے تھے تو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں عیسائی قومیں اور ملک کے ملک مسلمان ہوئے جب سے مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی اور ان کی وفات کے درپے ہوئے اور یہود کی طرح کہنے لگے کہ عیسیٰ مر گئے تو عیسائیوں کا اسلام قبول کرنا تو درکنار الٹے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان عیسائی ہوگئے اور مسجدوں کے گرجے بنائے گئے۔ یہ مرزا قادیانی کے قدوم کی برکت ہے۔ عقلمند اور دیندار کے واسطے یہی کافی ہے کہ مرزا قادیانی کے آنے سے الٹا اسلام مغلوب ہوا، حالانکہ غالب ہونا چاہئے تھا۔

۴...... (تحریر مولوی محمد علی مرزائی) ''نزول ابن مریم: سب سے بڑی بات جس سے حیات مسیح کے عقیدہ کو تقویت ملی ہے نزول ابن مریم کی پیش گوئی تھی جس کا ذکر اعلیٰ پایہ کی حدیثوں میں موجود ہے سب سے بڑی غلطی جو مسلمانوں سے ہوئی وہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ قرآن شریف کی صراحت کے ساتھ اس حدیث کی تاویل کرتے جو بوجہ ایک پیش گوئی ہونے کی خود متشابہات میں سے تھی اصالتاً نزول سمجھے۔'' الخ!

نزول ابن مریم

جواب۴: افسوس کہ مولوی صاحب ایک جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے بہت سے اور جھوٹ بنا لیتے ہیں اور مرزا قادیانی کی رائے اور خود غرضی کی تحریروں کو قرآن شریف اور احادیث نبوی اور اجتہاد ائمہ اور اجماع امت پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری کا دوبارہ آنا عیسائیوں کا عقیدہ تھا۔ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے یہود اور نصاریٰ کے تنازعات کا فیصلہ کیا۔ منجملہ دوسرے جھگڑوں کے حضرت عیسیٰ ابن مریم ناصری کا دوبارہ اس دنیا میں قریب قیامت کے اخیر زمانہ میں آنا تھا۔

دیکھو (انجیل متی باب۲۴ آیت۳،۴) ’’اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے خلوت میں آس پاس آ کر کہا ہم سے کہو کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور زمانے کے آخیر ہونے کا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔‘‘ الخ!

انجیل کی اس عبارت سے ذیل کے امور ثابت ہیں:

اوّل: یہ کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصالتاً نزول ہوگا اور مثیل مسیح کا ڈھکوسلا غلط ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ تیرے آنے کا اور زمانے کے آخیر ہونے کا نشان کیا ہے؟ اگر اصالتاً نزول مراد نہ ہوتا تو انجیل میں یوں ہوتا کہ تیرے مثیل یا بروز کے آنے کا نشان کیا ہے۔

دوم: یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح کا نزول زمانے کے آخیر ہونے کا نشان ہے جس کی تصدیق قرآن مجید نے ’’**وانہ لعلم للساعۃ**‘‘ (الزخرف:۶۱) سے کردی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور اس آیت کی تفسیر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادی ہے۔

احادیث اور نزول مسیح

دیکھو (مظاہر حق ج۴ ص۳۵۷) ’’**وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ ابن مریم**‘‘ یعنی چڑھنا سورج کا مغرب سے اور اترنا عیسیٰ ابن مریم کا آسمان سے روایت کیا مسلم نے۔

اسی عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا باب امام بخاریؒ نے باندھا ہے۔ اگر مثیل عیسیٰ مراد ہوتی تو امام بخاری جیسا محقق باب نزول مثیل عیسیٰ علیہ السلام لکھتا اور اپنی حدیث میں مثیل کا لفظ لکھتا اور وہ حدیث یہ ہے: ’’عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احدٌ حتی تکون السجدة والواحدة خیر من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرةؓ فاقرأو ان شئتم وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته‘‘

(ترجمہ) روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم ہے اس خدا کی کہ بقا جان میری کا اس کے ہاتھ میں ہے اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے سور کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا کوئی اس کو یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے کہ دنیا میں ہے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پڑھو قرآن مجید کی آیت اگر چاہو کوئی اہل کتاب نہیں مگر کہ وہ ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔

مولوی محمد علی صاحب کو واضح ہو کہ امام بخاری تو اصالتاً نزول وحیات مسیح کا معتقد ہے۔ کیونکہ اصالتاً نزول کے واسطے حیات لازم ہے۔ اب فرمایئے کہ این المفرّ!

دوسری حدیث: ’’عن عبدالله ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابوبکر وعمر. رواه ابن جوزی فی کتاب الوفا‘‘

(ترجمہ) روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کی۔ پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جاوے گی ان کے لئے اولاد اور ٹھہریں گے زمین میں پینتالیس برس۔ پھر مریں گے عیسیٰ بن مریم اور دفن کئے جائیں گے میرے مقبرہ میں اور اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ایک قبر سے درمیان ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے۔ روایت کی یہ حدیث ابن جوزی نے کتاب وفا میں۔

تیسری حدیث: ’’سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء علی جبل الافیق اماماً حکماً‘‘ (حجج الکرامہ ص۴۲۳)

چوتھی حدیث: ’’عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذانزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم. رواہ البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات‘‘

(ترجمہ) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کیا حالت ہوگی تمہاری جب ابن مریم آسمان سے تم میں اتریں گے اور تمہارا امام (مہدی علیہ السلام) بھی تم میں موجود ہوگا۔

اس حدیث نے یہ بھی فیصلہ کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام الگ ہیں اور امام (مہدی) جو مسلمانوں سے ہوں گے وہ الگ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو مسلمان نماز کے واسطے تیار ہوں گے اور حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں گے کہ آپ آگے کھڑے ہوں، کیونکہ آپ رسول ہیں تو وہ فرماویں گے کہ نہیں بلکہ تم ایک دوسرے کے امام ہو بہ سبب بزرگی اس امت کے۔ اصل الفاظ حدیث کے یہ ہیں: ’’فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صلّ لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ ھذہ الامۃ. رواہ مسلم‘‘

الغرض حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام الگ آسمان سے نازل ہوں گے اور امام مہدی امت محمدی میں سے الگ آل رسول سے پیدا ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’لن تھلک امۃ انا فی اوّلھا والمھدی فی وسطھا وعیسیٰ فی آخرھا‘‘ (حجج الکرامہ ص۳۸۴)

اس قدر حدیثوں کے ہوتے ہوئے صرف ایک ضعیف حدیث: ’’لا مھدی الّا عیسیٰ‘‘ کو پیش کر کے عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص کو تسلیم کرنا اور اجماع امت کے خلاف طریقہ اختیار کرنا بڑی بے سری ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جانا کہ ہم مسلمان ہیں اور نبی ﷺ کے فرمانبردار ہیں بالکل غلط ہے۔

مسیحی عقیدہ

مولوی محمد علی مرزائی کا بار بار یہ لکھنا کہ: ’’مسلمانوں نے یہ عقیدہ بنالیا‘‘ کس قدر جھوٹ اور مسلمانوں پر بہتان ہے۔ یہ عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عیسائیوں کا ہے جس کی تصدیق قرآن واحادیث نبوی نے کی ہے اس کو مسلمانوں کی ایجاد کہنا سنت دروغ بے فروغ ہے۔

مولوی محمد علی مرزائی کا یہ فرمانا کہ: ’’مسیح کا نزول ایلیا نبی کے نزول کے ہم رنگ ہے‘‘ بالکل غلط ہے۔ ایلیا نے کہیں یہ نہیں فرمایا تھا کہ جاتا ہوں اور پھر تمہارے پاس آتا ہوں۔ یعنی جس طرح مسیح نے اپنا دوبارہ آنا فرمایا ایلیا نے نہیں فرمایا۔ اگر مولوی صاحب سچے ہیں تو تورات سے ثابت کریں کہ ایلیا نے آسمان پر جاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ پھر دوبارہ آؤں گا۔ مگر وہ ہرگز ثابت نہ کرسکیں گے۔ کیونکہ تورات میں تو لکھا ہے کہ ایلیا کی روح ایساع پر اتری اور پچاس انبیاء زادوں نے اس کی تصدیق کی۔ (دیکھو تورات)

حکیم نورالدین (مرزا قادیانی کے) خلیفہ اوّل نے اس بروزی نزول ایلیا کی تردید کی ہے اور (فصل الخطاب ص۳۶۵) پر لکھتے ہیں: ’’یوحنا اصطباغی کا ایلیا میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ اواگون کے ہم معنی یا اسی کا نتیجہ ہے۔‘‘

مسیح ومہدی دو شخصیات

افسوس! اب امیر جماعت مرزائیہ مولوی محمد علی خلیفہ اوّل حکیم صاحب کے برخلاف نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ایلیا کے رنگ میں فرماتے ہیں اور اواگون یا تناسخ مان کر عیسیٰ علیہ السلام کا مرزا قادیانی میں آنا مان رہے ہیں۔ حالانکہ اواگون یا تناسخ کا مسئلہ باطل ہے اور حکیم صاحب (خلیفہ اوّل) کے نزدیک باطل ہے۔ یہ روحانی نزول مرزا قادیانی نے شیخ محمد اکرم صابری کی کتاب (اقتباس الانوار ص۷۲) سے لیا ہے۔ مگر نہایت افسوس کہ مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کے واسطے پوری عبارت نقل نہ اور ’’لا تقربوا الصلٰوۃ‘‘ پر عمل کیا۔ شیخ صاحب کی عبارت یہ ہے: ’’یک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخرزمان عیسیٰ ابن مریم است وایں مقدمہ بغایت ضعیف است چراکہ اکثر احادیث صحیحہ ومتواترہ از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بودہ عیسیٰ باو اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد وجمیع عارفان باتمکین برایں متفق اند۔‘‘ الخ!

ناظرین غور فرماویں کہ مرزا قادیانی نے صرف پہلا فقرہ عبارت کا لکھ کر عوام کو مغالطہ میں ڈالا کہ: ’’روح عیسیٰ اور مہدی بروز کند‘‘ اور دوسری عبارت کو چھوڑ دیا ہے۔ اس خیال سے کہ اصل کتاب کس نے دیکھنی ہے۔ شیخ صاحب تو تردید کررہے ہیں کہ یہ غلط ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص ہے۔ کیونکہ مہدی بنی فاطمہؓ سے ہوگا اور عیسیٰ بن مریم الگ ہوگا اور وہ مہدی کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

پس مولوی صاحب کا لکھنا غلط ہے کہ مسیح موعود اور مہدی ایک ہی شخص ہے اور مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔

۵...... (تحریر مولوی صاحب) ’’مہدی کا اسلام بزور پھیلانا۔ یہ غلط خیال طبائع میں جاگزیں تھا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا جائے گا اور یہ ’’لا اکراہ فی الدین‘‘ کے برخلاف ہے اور محل اعتراض ہے۔‘‘ الخ!

جواب۵: مولوی صاحب! افسوس آپ کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے۔ دیکھو مرزا قادیانی کی عبارت: ’’یعنی اگر طرق رفق ونرمی اور لطف واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے (یعنی زمانہ مسیح ومہدی موعود) جب خداتعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر۳ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱)

کیوں مولوی صاحب! یہ تو مرزا قادیانی نے خود قبول کیا ہے کہ جنگ کفار سے بعد میں ہوں گے جس وقت وہ تبلیغ میں روک کر کے جنگ کریں گے تو مہدی ومسیح بھی مدافعت کے طور پر جنگ کریں گے۔ یہ کس مسلمان نے لکھا ہے کہ ابتدائی جنگ مسلمانوں کی طرف سے امام مہدی کریں گے اور کس کتاب میں ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا جائے گا۔

چودھویں صدی کا مجدد

۶...... (تحریر مولوی صاحب) ’’مجدد صدی چہاردہم کے سامنے کیا کام تھا؟ مجدد صدی چہارم کے سامنے دوسرے مذاہب کے ساتھ مقابلہ تھا۔‘‘

جواب۶: جو مقابلہ مرزا قادیانی نے کیا افسوس وعدہ کے برخلاف کیا۔ یعنی مسلمانوں کو وعدہ دیا کہ حمایت اسلام کروں گا اور غیر مذاہب والوں کا رد کروں گا۔ مگر جب

چندوں سے روپیہ آیا تو بقول شخصے: ’’گر بدولت برسی مست نگردی مردی‘‘ خودستائی میں پڑ گئے اور اپنی مہدویت ومسیحیت وکرشنیت پر وہی خرچ کیا۔ مرزاقادیانی نے صرف تین چار کتابیں غیر مذاہب کے مقابل لکھیں اور وہ بھی مرزاقادیانی کی خودغرضی اور دعویٰ نبوت ورسالت ومہدویت وکرشنیت سے خالی نہ تھیں اور اسی سے زیادہ کتابیں صرف اپنی مسیحیت ونبوت منوانے میں تحریرکیں اور مسلمانوں کا روپیہ بے جا اپنے مطلب پر خرچ کیا اور ان کے مرید بھی یہی گندم نمائی وجوفروشی کررہے ہیں۔ اشاعت مرزائیت کی کرتے ہیں اور بہانہ یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ جیسا کہ فتنۂ ارتداد راجپوتانہ میں کررہے ہیں۔ تعجب ہے کہ جب ان کا اپنا اسلام درست نہیں اور باطل مسائل مثلاً اوتار اور ابن اللہ اور الوہیت اور انسان کا خدا ہونا، خالق زمین وآسمان ہونا اسلام میں داخل کئے۔

جب تبلیغ اسلام کے بہانہ سے مرزائیت کی تبلیغ ہے تو حقیقت میں عیسائیت اور غیر مذاہب کی تبلیغ ہے عیسائیت اور غیر مذاہب کی تردید ہمیشہ علماء اسلام کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مرزاقادیانی نے آکر اسلام کی رہی سہی دینی ودنیاوی عظمت کھودی۔ حتیٰ کہ اہل ہنود نے بھی حملہ کردیا اور مسلمانوں کو آریہ بنارہے ہیں جو کہ ایک کامل دلیل ہے۔ مرزاقادیانی کے جھوٹے ہونے کی کہ وہ سچے مسیح نہ تھے بلکہ جھوٹے تھے۔

۷…… (تحریر مولوی صاحب) ’’مرزاصاحب کا دعویٰ لیکن ان دوغلطیوں کو دور کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کو جو قرآن کریم میں بطور اشارہ اور احادیث میں صراحت سے موجود ہیں کہ اسلام جب سخت ترین مصائب کا آماجگاہ بنا ہوا ہوگا تو اسلام میں ایک مسیح اور مہدی پیدا ہوگا۔‘‘ الخ!

جواب ۷: مولوی صاحب میں ایک سو روپیہ آپ کو حق السعی دوں گا اگر آپ قرآن شریف سے بطور اشارہ اور احادیث سے بالصراحت یہ ثابت کردیں کہ امت محمدیہ میں سے ایک ہی شخص مسیح اور مہدی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوگا ’’لا مھدی الا عیسٰی‘‘ کا رد اوپر ہو چکا اور اس ضعیف حدیث کے مقابل قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت کردیا گیا ہے کہ مسیح الگ ہے اور مہدی الگ ہے۔ اس اضعف حدیث کے علاوہ اگر کچھ آپ کے پلے ہے تو ایک سو روپیہ حاصل کریں۔ ورنہ مسلمانوں کو مغالطہ دینے سے باز آئیں اور خوف خدا کریں۔

۸...... (تحریر مولوی صاحب) ''حضرت مرزا قادیانی کی قبولیت: مرزا قادیانی دعویٰ مجددیت کے بعد آپ کی قبولیت کا ذکر شروع میں آچکا ہے، لیکن جب آپ نے غلطیوں کو ظاہر کرنا شروع کیا تو لوگوں نے طرح طرح کے فتوے دیئے۔'' الخ!

جواب۸: افسوس مولوی صاحب حق بات کو چھپاتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی جب مسلمانوں والے عقائد رکھتے تھے اور مناظر اسلام اور خادم اسلام ہونے کا ان کا دعویٰ تھا اور ان کی ہمت اور کوشش صرف غیر مذاہب کے رد کی طرف لگی تھی۔ تب تو مرزا قادیانی کو قبولیت عامہ حاصل تھی اور میرے خیال میں کوئی مسلمان مرزا قادیانی کے اس وقت مخالف نہ تھا۔ راقم خود بھی بابو الٰہی بخش مرحوم اکاؤنٹینٹ وعبدالحق صاحب کے ساتھ براہین احمدیہ کی اشاعت اور فراہمی چندہ میں لگا رہا۔ مگر جب مرزا قادیانی کو خودستائی کی بیماری ہوگئی اور وہ خدمت اسلام چھوڑ کر اپنے نفس کی خدمت کرنے لگے اور کفر وشرک کو الہامات کی آڑ میں شائع کرنے لگے۔ خدا بنے، خالق زمین وآسمان بنے، خالق انسان بنے، حق کا ظہور بنے، نبی ورسول بنے، کرشن جی ہندو راجہ کا اوتار بنے۔ رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) غلطی پر سمجھنے لگے اور صاف لکھ دیا کہ: ''دجال اور مسیح موعود کی حقیقت رسول اللہ کو معلوم نہ تھی اب مجھ کو معلوم ہوئی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

جیسا کہ اب آپ (مولوی محمد علی) نے بھی لکھ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلطی پر تھے۔ دیکھو اپنا فقرہ ''اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو (یعنی مرزا قادیانی کو) غلطیوں پر متنبہ فرمایا اور ان پیش گوئیوں کی اصل حقیقت الٰہی اس پر (یعنی مرزا قادیانی پر) آشکارا فرمائی۔''

کیا آپ کے اس فقرہ سے (نعوذ باللہ) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک نہیں کہ آپ نے رسول خدا ﷺ کو نافہم کہا اور ناقابل سمجھا کہ جس نے اپنی امت کو گمراہ کیا کہ آنے والا غلام احمد تھا اور آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ بن مریم فرمایا اور یہ امتی تھا اور آنحضرت ﷺ نے نبی اللہ فرمایا اور مرزا قادیانی کا فہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلیٰ درجہ کا بتایا۔ یہی آپ کا اسلام ہے کہ خدا تعالیٰ نے ۱۳سو برس تک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ اور مجددین واولیائے امت کو جان بوجھ کر گمراہی اور تاریکی میں رکھا اور ان پیش گوئیوں کی حقیقت کسی کو نہ بتائی اور بتائی تو ایسے شخص کو جو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے، کبھی کچھ لکھتا ہے اور کبھی کچھ۔

مرزا کے دعاوی

کبھی کہتا ہے کہ: ’’میں مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں۔‘‘

(آسمانی فیصلہ ص۴، خزائن ج۴ ص۳۱۳)

اور کبھی لکھتا ہے کہ: ’’میں خدا کے فضل سے نبی و رسول ہوں۔‘‘

(ملفوظات جدید ج۵ ص۴۴۷)

کبھی لکھتا ہے کہ: ’’عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دوبارہ آویں گے۔‘‘

(براہین احمدیہ چہارم ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

اور کہیں لکھتا ہے کہ: ’’وہ مرچکے ہیں تیس آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۳۹، خزائن ج۳ ص۴۴۵)

مولوی صاحب! ایمان سے بتاؤ کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی ہتک نہیں کہ باوجود خاتم النّبیین اور افضل الرسل ہونے کے ایک بات جو قرآن مجید میں تیس دفعہ بتائی گئی کہ عیسیٰ مرچکا ہے اہل زبان ہوکر بھی نہ سمجھا اور ۱۳سو برس تک کروڑوں افراد امت میں سے کوئی نہ سمجھا اور اگر سمجھا تو ایسا شخص جس کی زبان دانی کی تحریری غلطیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو اور علمائے اسلام نے بعض عربی کی غلطیاں شائع بھی کردیں اور خود اقرار کرتا ہے کہ: ’’میں نے اصالتاً نزول کا عقیدہ جو کہ براہین احمدیہ میں لکھا ہے غلطی سے لکھا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۵، خزائن ج۲۱ ص۱۱۱)

حالانکہ براہین بھی الہامی کتاب ہے اور یہ کس کی خدمت اسلام کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اس کی مریدی اور تقلید میں حضرت افضل الرسل کی ہتک کی کہ مرزا قادیانی نے ان کی غلطیاں نکالیں۔ آپ کے اس فاسد عقیدہ سے تو خدا کی بھی ہتک ہے کہ خدا تعالیٰ ایک نبی کو وحی کرتا ہے اور تیس دفعہ فرماتا ہے۔ مگر تکلم میں ایسا ناقص ہے کہ اپنا صحیح مطلب نہیں بتا سکتا۔ حالانکہ خدا کا وعدہ ہے: ’’ان علینا بیانہ یعنی اے محمد قرآن کا سمجھانا ہمارا کام ہے۔‘‘ مگر بقول آپ کے وفات مسیح نہ سمجھائی کہ مسیح مرگیا۔

جب مرزا قادیانی کے ایسے کفریات شائع ہوئے تو مرزا قادیانی کی تمام قبولیت جاتی رہی اور تمام مسلمان ان سے بیزار ہوگئے۔ صرف جن میں مسیلمہ پرستی کا مادہ تھا وہ بھی معدودے چند رہ گئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: (حقیقت الوحی ص۳۹۲، خزائن ج۲۲ ص۴۰۹) زیرعنوان ''خدا سچے کا حامی ہو'' کہ ''میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، مفسد، مفتری رکھا۔''

ہاں مولوی صاحب! اگر یہ نام قبولیت کے ہیں تو پھر ذلت کس کو کہتے ہیں؟

محمد پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲ / جنوری ۱۹۲۴ء ص۱ تا ۲۰)

قادیانی رسالہ ۳۱ / اگست کے البلاغ نیروبی کا جواب

۳۱ / اگست ۱۹۲۳ء کا البلاغ نیروبی پہنچا۔ اس میں تائید اسلام کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ اس واسطے ہم بھی فی الحال کچھ نہیں لکھتے۔ مولوی عبدالمومن صاحب نے کوئی ایسا زخم کاری لگایا ہے کہ اسی کا رونا رویا گیا ہے۔ البتہ (ص۶) پر زیرعنوان واقعہ لکھا ہے کہ تائید اسلام کی حقیقت سے بچہ بچہ واقف ہے۔ اس کے مضامین سے آپ لوگ مرغوب ہوں تو ہوں۔ ہم تو اس کو اتنی وقعت بھی نہیں دیتے۔ جتنی اس کاغذ کو جس میں پنساری لون مرچ باندھ کر دیا کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! اس کا جواب میں مختصر طور پر دیتا ہوں کہ تائید اسلام قرآن اور حدیث اور اقوال ائمہ اربعہ وصوفیاء کرام واولیائے عظام کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے اور مرزائی صاحبان طبع ساز ڈھکوسلے جو مرزا قادیانی نے لگائے ہیں، وہی پیش کرتے ہیں جن کی وقعت مسلمانوں کے نزدیک ایسی ہے۔ جیسی جعفر زٹلی کی زٹلیں۔

مرزائی پتہ کی باتیں ایسی کہتے ہیں جیسی ڈوئی صاحب نے مرزا قادیانی کو کہی تھیں۔ دیکھو (تتمہ حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۵۰۹) ''لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔'' جو جواب ڈوئی صاحب نے دیا تھا وہ ایسا پتہ کا جواب کہ ہر ایک مرزائی نے حفظ کیا ہوا

ہے اور ہر ایک کتاب یا رسالہ یا اخبار جس کا جواب نہیں دے سکتے۔ یہی لکھ دیتے ہیں کہ ہم ایسی تحریروں کی کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ ڈوئی صاحب نے مرزا قادیانی کی تحریر کی کچھ وقعت نہ رکھی۔ ڈوئی صاحب اپنی موت سے مرا۔ مرزا قادیانی کے مباہلہ کی تحریر ابھی اس کو نہ پہنچی تھی۔ مولوی نظام الدین کو واضح ہو کہ براہین احمدیہ کو بھی مخالفین ردی...... کاغذوں میں استعمال کرتے ہیں اور جواب دینا پسند نہیں کرتے۔ تائید اسلام نے تو تمام مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ جیسا کہ رسالہ تائید اسلام ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء میں لکھا گیا ہے۔

پھر نیروبی کے مرزائیان کی کیا حقیقت ہے کہ مقابلہ میں آویں۔ اگر بدزبانی سے کچھ لکھیں گے تو ایک وار میں ان کا کام تمام کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام اکتوبر ۱۹۲۳ء ص ۵،۶)

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

عقائد باطلہ

قادیانی

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! قادیانی کے خلیفہ ثانی نے (ریویو آف ریلیجنز ج۲۲ نمبر۱۲ ص۱ تا۸ ماہ دسمبر۱۹۲۳ء) اپنے عقائد شائع کئے ہیں اور قبول کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کے عقائد سے ہمارا اختلاف ہے جس سے ان کا بدعتی ہونا ثابت ہے۔ یعنی ''اٰمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ الخ ''پر جس طرح مسلمان ایمان رکھتے ہیں، مرزائی اس طرح ایمان نہیں رکھتے اور خلیفہ قادیانی نے نمبروار بتایا ہے کہ ہمارا تمام مسلمانوں سے عقائد میں اختلاف ہے۔ وھو ہذا!

قولہ: ''ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ان کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کے کلام کو روک دیا ہے۔ حالانکہ کلام شریعت کے سواء کسی قسم کے کلام کے رکنے کی وجہ نہیں، کلام شریعت کے کامل ہوجانے سے کلام ہدایت اور کلام تفسیر کی ضرورت معدوم نہیں ہوجاتی۔'' الخ!

جواب: جب رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور کلام معجز نظام لائے اور خلق خدا کی ہدایت کے واسطے ہدایت نامہ کامل ہوچکا تو پھر بعد میں نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی کلام الٰہی ہدایت کی قسم سے نازل ہوسکتی ہے۔ ہاں! امت محمدی میں...... الہام ہے جو کہ حجت شرعی نہیں۔ اگر کوئی الہام قرآن شریف کے برخلاف ہو تو وہ نص قرآنی کی رو سے القاء شیطانی ہے اور قابل عمل نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:''ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیائھم لیجادلوکم ''یعنی شیاطین اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ کج بحثی کرے۔ (انعام:۱۲۱) لہٰذا شیطانی القاء کی پیروی نہ کرنی چاہئے۔

جب معلوم ہوا کہ وحی الٰہی کا دروازہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے مسدود ہے اور کوئی کلام حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد حجت شرعی ہونے کی حیثیت سے نازل نہیں ہوسکتی تو پھر یہ خیال باطل ہے کہ بعد حضرت خاتم النّبیین کے کسی امتی کو وحی ہوا اور مرزاقادیانی کے الہامات موجود ہیں جن کو قرآن شریف القاء شیطانی قرار دیتا ہے۔ دیکھو الہام مرزاقادیانی:

''انت منی بمنزلۃ بروزی ''کہ اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتار ہے۔''

(تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

صریحاً یہ الہام نص قرآنی کے برخلاف ہے۔ کیونکہ خداتعالیٰ بے مثل ومثال ہے اورواجب الوجود ہستی ہے جس کا کوئی شریک وہمتا نہیں۔ ’’لم یکن لہ شریکٌ فی الملک‘‘ اس کی صفت ہے، وہ انسانی وجود میں ظہور نہیں کرتا۔

نیز اوتار کا مسئلہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ اہل ہنود کا مسئلہ ہے وہ اوتار کہتے ہیں، خداتعالیٰ کا مخلوقات کی ہدایت کے واسطے شکل انسانی میں ظہور کرنا۔ چنانچہ گیتا میں لکھا ہے (جو ہندوؤں کے نزدیک الہامی کتاب ہے)

چو بنیاد دیں سست گردد بسے نمائیم خود را بشکل کسے

یعنی جب دھرم کی بربادی ہوتی ہے تو پرمیشر یعنی خدا کسی انسان کی شکل میں ظہور کرتا ہے، جیسے کہ (ان کے نزدیک) رام چندر اور کرشن اوتار گزرے ہیں اور ہندوؤں کے مذہب ہیں نبوت کے درجہ سے کم ایک عہدہ ہے جسے وہ اوتار کہتے ہیں اور صاف کہہ دیا کہ ’’لیس کمثلہ شیٔ‘‘ یعنی خداتعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں۔ پس جب مرزاقادیانی میں خداتعالیٰ نے اوتار لیا اور مرزاقادیانی کو کہا کہ اے مرزا تو اس قدر بلند مرتبہ انسان ہے کہ تو خدا ہی بن گیا ہے۔

اب مرزائی صاحبان بتائیں کہ مرزاقادیانی نے جو خدا کے اوتار ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ الہام شیطانی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ جب خدا انسان بن کر دنیا میں آئے گا تو کھانے پینے اور جماع کا محتاج ہوگا۔ پس مرزا کے خلیفہ ثانی (میاں محمود قادیانی) کا اعتقاد خاتم النّبیین پر نہیں۔ اس لئے ان کے اور ان کے مریدوں کے اعتقاد میں ہمیشہ نبی آتے رہیں گے اور کلام الٰہی لاتے رہیں گے اور یہی ختم نبوت کا انکار ہے جو کہ اجماع امت اور مولوی ابوالکلام صاحب کے نزدیک بھی کفر ہے۔ جب جدید کلام الٰہی آئے گی تو بالضرور دیرینہ کلام یعنی قرآن مجید منسوخ ہوگا اور شریعت محمدی بھی منسوخ ہوگی۔ جیسا کہ مرزاقادیانی نے لکھا ہے کہ اب نجات میری تعلیم پر ہے۔ دیکھو مرزاقادیانی کی اصل عبارت: ’’اب دیکھو خداتعالیٰ نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

میاں صاحب نے یہ بھی غلط لکھا ہے کہ جدید کلام کی روک نہیں ہوئی جو کہ بغیر شریعت کے ہو، کیونکہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ: ’’میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اور یہی شریعت والی وحی کی تعریف ہے۔ پس مرزا قادیانی کی وحی شریعت والی ہے۔ بقول میاں صاحب جس دلیل سے شریعت والی کلام جو افضل واکمل ہے اس سے امت محمدی محروم کی گئی اسی دلیل سے دوسری کلام بھی رد کی گئی۔ جب قرآن شریف ہی مقدم اور قابل عمل کلام الٰہی ہے تو پھر شیطانی القاء والی کلام فضول ہے۔ کیونکہ اگر اس پر عمل کریں گے تو جہنم کے وارث ہوں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے: ’’انت منی بمنزلۃ ولدی‘‘ اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔‘‘

(تذکرہ ص۵۴۸ طبع چہارم وحقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

یہ الہام شیطانی القاء اس واسطے ہے کہ اس میں مرزا کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور جب اس الہام پر اعتراض کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہم اس الہام کو نہیں مانتے۔

سبحان! ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم اس کو کلام الٰہی مانتے ہیں اور دوسری طرف اس سے انکار ہے: ’’چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی‘‘ میاں قادیانی خود لکھتے ہیں کہ: ’’کلام الٰہی تو یقین اور وثوق کے لئے آتا ہے۔‘‘ سنئے میاں صاحب! خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’لم تقولون ما لاتفعلون‘‘ کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ جب خدا کا کلام یقین اور وثوق کے واسطے آتا ہے تو مرزا قادیانی کو وہ خدا کا بیٹا کیوں یقین نہیں کرتے۔ جب مرزا قادیانی کو ان کے الہام کے مطابق سچا نبی یقین کرتے ہو تو خدا کا بیٹا بھی یقین کرو۔ اگر کہو کہ خدا کا بیٹا ہونا قرآن کے خلاف ہے۔ اس واسطے ہم نہیں مانتے تو ہم کہتے ہیں کہ سچا نبی ورسول ہونا بھی تو قرآن کی آیت خاتم النّبیین کے برخلاف ہے، مرزا قادیانی کو سچا نبی ورسول بھی مانو۔

قولہ۲: ’’لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس امت کی اصلاح کے واسطے موسوی سلسلہ کا مسیح آسمان سے نازل کیا جائے گا اور ہم کہتے ہیں کہ باہر سے کسی آدمی کے منگوانے میں رسول کریم ﷺ کی ہتک ہے۔‘‘ الخ!

جواب: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے قسمیہ فرمان کے مقابلہ میں آپ کا من گھڑت ڈھکوسلہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ دیکھو بخاری شریف کی حدیث جس میں آنحضرت ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں: ''**والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً الخ**'' یعنی قسم ہے مجھ کو اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے حاکم عادل ہو کر۔

آگے حدیث طویل ہے اور بارہا پیش کی گئی ہے جس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا جاتا۔ ہاں! جاہلوں والے ڈھکوسلے لگائے جاتے ہیں کہ اس سے مرزاقادیانی ہی مراد ہیں اور وہی ابن مریم تھے۔ جب کہا جاتا ہے یہاں حدیث میں تو ''**ینزل**'' کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اترے گا۔ جس سے ثابت ہے وہ ہی ابن مریم اترے گا جیسا کہ انجیل سے ثابت ہے۔ (دیکھو انجیل اعمال باب۱ آیت۱۲) ''یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔'' تو پھر ایسا نامعقول جواب دیتے ہیں کہ ہنسی آتی ہے کہ نزول کے معنی پیدا ہونے کے ہیں۔ مگر جب کہا جائے کہ پھر تو منکم چاہئے تھا، فیکم کیوں ہے؟ تو لاجواب ہو کر سخت کلامی اور بدزبانی پر اتر آتے ہیں۔

دوسری حدیث نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے، یعنی وہی عیسیٰ بن مریم جس کے میں قریب تر ہوں۔ کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اترنے والا تو پھر نادم ہو کر ہٹ دھرمی وضد سے جاہلانہ جواب دیتے ہیں کہ بیشک سب ضمیریں تو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی طرف پھرتی ہیں۔ مگر ''انہ نازل'' کی ضمیر مرزاقادیانی کی طرف پھرتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ! مرزاقادیانی تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے، ۱۳سو برس بعد پیدا ہوئے تو نادم ہو جاتے ہیں اور کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کی ہتک نہیں بلکہ عالی مرتبہ کا اظہار ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر عیسائیوں کا خدا (نعوذ باللہ) حضور علیہ السلام کی امت میں ہو کر آتا ہے، ہتک تو اس میں ہے کہ ایک غلام نمک حرام ہو جائے اور مقابلہ کرے۔ نبوت ورسالت کا دعویٰ کر کے بذریعہ رسالت ونبوت کاذبہ جھوٹا مسیح موعود بنے۔ جھوٹا اس واسطے کہ جب حضرت خاتم النّبیین کے بعد کوئی سچا نبی آنا ہی نہیں اور خاتم النّبیین آیت قرآن شریف اور حدیث صحیح ''**لا نبی بعدی**'' کے ہوتے ہوئے جب کوئی نبوت ورسالت کا مدعی سچا ہو ہی نہیں سکتا تو ضرور جھوٹا

ہے۔ جب مرزا قادیانی سے پہلے آٹھ نو شخصوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ فارس بن یحییٰ، ابراہیم بذلہ، ابومحمد خراسانی وغیرہ اور وہ جھوٹے سمجھے گئے تو مرزا قادیانی بھی جھوٹے ہی ہیں۔ کیونکہ آنے والا نبی اللہ و رسول اللہ ہے اور حضرت خاتم النّبیین کے بعد کوئی نبی اللہ اور رسول اللہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ نمبر۳: ''ہمیں ان لوگوں سے یہ بھی اختلاف ہے کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مامور کے آنے کی غرض محض شریعت کا لانا نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کلام الٰہی کی صحیح تفسیر اور یقین اور وثوق کا پیدا کرنا ہوتا ہے اور اپنے نمونہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس کا کام ہوتا ہے۔ یہ کیسی حماقت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد بیماری تو ہوگی لیکن آپ اتنے بڑے طبیب ہیں کہ آپ کے بعد طبیب نہیں ہوگا۔'' الخ!

جواب بیشک حضرت خاتم النّبیین ایسے بڑے طبیب ہیں کہ آپ نے ہر ایک بیماری کا علاج فرمادیا ہے اور کسی طبیب کی قیامت تک ضرورت نہیں چھوڑی۔ ثبوت یہ ہے کہ تیرہ سو برس تک ہزاروں فتنے برپا ہوئے۔ کئی جھوٹے مسیح و نبی ہوئے۔ مگر اس طبیب کامل کی تعلیم سے سب جھوٹے ثابت ہوئے۔

جب کفر والحاد کی بیماری کسی شخص کو ہوجاتی ہے تو اس کو ہر ایک مسلمات دین سے انکار ہوجاتا ہے۔ میاں صاحب کے اس ایمان سے معلوم ہوا کہ وہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کے بھی منکر ہیں۔ صرف اپنے من گھڑت ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ جب قرآن شریف کی آیت: ''خاتم النّبیین'' اور صحیح حدیث: ''لا نبی بعدی'' سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم النّبیین کے بعد کوئی مامور من اللہ بحیثیت نبی و رسول نہیں آسکتا تو پھر کس قدر حماقت وشقاوت ہے کہ کسی امتی کو مامور من اللہ اور نبی و رسول مانا جاوے۔ جب کہ نظیر موجود ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی گئی مگر ساتھ ہی فرمایا کہ لا نبی بعدی کہ تو نبی نہیں اور ہارون غیر تشریعی نبی تھا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت ہارون غیر تشریعی نبی تھے۔ پس اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

لفظ ''صحیح تفسیر'' ظاہر کرتا ہے کہ قرآن شریف کی اب تک جس قدر تفسیریں کی گئی ہیں وہ سب میاں صاحب کے اعتقاد میں غیر صحیح ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ نبوی سے لے کر ۱۳سو برس تک کل امت محمدی گمراہی پر تھی اور خدا تعالیٰ نے بھی (نعوذ باللہ) اس

امت کو’’خیر امة‘‘ فرمانے میں غلطی کی۔ کیونکہ صحیح تفسیر تو ۱۳سو برس کے بعد خدا نے بذریعہ الہام مرزا قادیانی کو بتائی۔

میاں صاحب جواب دیں کہ جب صحیح تفسیر قرآن کی رسول اللہ اور صحابہ کرام کو بھی نہ بتائی گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۳سو برس تک کروڑوں بندگان خدا امت محمدیہ کے غیر صحیح تفسیروں کی پیروی کرتے رہے اور باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور خدا کا وعدہ تھا ’’ان علینا بیانه‘‘ خدا نے صحیح تفسیر نہ بتائی اور سب کو گمراہ رکھا۔ خداتعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہفوات الجاہلین سے بچائے۔ آمین!

نمونہ بننے کی خوب کہی۔ جس کا جواب یہ ہے کہ خداتعالیٰ مسلمانوں کو عیسائیوں کے نمونہ، آریوں کے نمونہ، ہندوؤں کے نمونہ، دہریوں کے نمونہ کی پیروی سے بچائے اور فرعونی تعلیم کی پیروی سے محفوظ رکھے۔ مرزا قادیانی عیسائیوں کا نمونہ تو اس واسطے تھے کہ عیسائیوں کا ابن اللہ کا مسئلہ اسلام میں داخل کرتے ہیں اور ان کو الہام ہوتا ہے کہ:

’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

’’انت منی بمنزلة اولادی‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۱۸۱)

آریوں کا نمونہ ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ آپ باطل مسائل بروز وکمون واوتار کے معتقد تھے اور کرشن کا اوتار بنے جو تناسخ کا قائل اور قیامت کا منکر تھا اور مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ:’’انت منی بمنزلة بروزی‘‘ کہ اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتار ہے۔

(تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

ہندوؤں کے نمونہ ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی نے بت پرستی کی بنیاد ڈالی اور اپنی فوٹو یعنی عکسی تصویر کئی دفعہ بنوائی اور ان کے مرید بت پرستوں کی طرح اس تصویر کی تعظیم کرتے ہیں۔

دہریوں کے نمونہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ:’’تخت رب العالمین چاندی کا ہوگا یا لوہے کا یا لکڑی کا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۵۰، خزائن ج۳ ص۲۷۹)

اور عذاب قبر پر ہنسی اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں:’’بچھو اور سانپ قبر کھول کر دکھاؤ۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۴۱۵، خزائن ج۳ ص۳۱۶)

معراج جسمانی سے بھی انکار ہے۔ (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

مرزا قادیانی کے نمونہ پر چلنے کی یہ تاثیر ہے کہ آپ نے صحابہ کرام اور اولیائے عظام اور سلف صالحین (نعوذ باللہ) سب کو احمق کہہ دیا کہ جو لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی بھی نہیں آ سکتا۔ جس پر ۱۳۰۰ سو برس سے اجماع امت چلا آتا ہے۔ سب کو احمق کہہ دیا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی بے دینی اور دجالی تعلیم سے بچاوے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین! چونکہ آپ کا یہ عقیدہ بھی جمہور امت کے خلاف ہے، لہٰذا مردود اور غلط ہے۔

قولہ نمبر۴: ''پھر ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن شریف اپنے معارف اور مطالب ہمیشہ ظاہر کرتا رہتا ہے۔ مگر ہمارے مخالف لوگ یہ کہتے ہیں کہ سب معارف پچھلے لوگوں پر ختم ہوگئے۔ یہ کلام ایسی ہڈی کی طرح ہے جس سے سارا گوشت کھایا گیا ہے۔'' الخ!

جواب: کسی مسلمان نے نہیں کہا کہ (نعوذ باللہ) قرآن شریف ہڈی کی طرح ہے۔ میاں مرزازادہ کسی مسلمان کا لکھا ہوا دکھا دیں۔ ہاں! رسول اللہ ﷺ نے تفسیر بالرائے چونکہ منع فرمائی ہے۔ دیکھو حدیث: ''**من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار**'' یعنی جو شخص اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔ اگر قرآن شریف کے معارف ومطالب اس ذات ستودہ صفات پر نہ کھلے جس پر قرآن شریف نازل ہوا تھا اور دوسرے امتی شخص پر کھلنے کا اعتقاد رکھنا رسول اللہ ﷺ کی ہتک ہے کہ باوجود صاحب قرآن پیغمبر ہونے کے اور باوجود اہل زبان ہونے کے آپ تو قرآن نہ سمجھے اور ایک آپ کا امتی کہلانے والا پنجابی سمجھ جائے (نعوذ باللہ) ''**کبرت کلمةً تخرج من افواههم**'' اس ملعون اور مردود بات کے کہنے سے تو ابلیس بھی شرماتا ہے۔ چہ جائیکہ آپ کے امتی ہونے کا مدعی ایسے کلمات کہے۔

اور یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن شریف نازل تو ہو عربی زبان میں اور اس کے معارف تمام سلف صالحین کے خلاف ایک پنجابی پر کھلیں جس کے حافظہ کا یہ حال ہے کہ کبھی لکھتا ہے: ''مسیح کی قبر گلیل میں ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ۳ ص۳۵۳)

کبھی لکھتا ہے کہ: ’’مسیح کی قبر بلدہ قدس میں ہے۔‘‘

(حاشیہ اتمام حجت ص۲۰، خزائن ج۸ ص۲۹۹)

کبھی لکھتا ہے کہ: ’’مسیح کی قبر بلدہ قدس پر ہے…… جہاں ایک گرجا بنا ہوا ہے اور اس کے اندر مسیح و مریم کی قبر ہے۔‘‘ (ایضاً)

اور کبھی لکھتا ہے کہ: ’’مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

یہ اصولی بحث کا حال ہے۔ کبھی لکھتا ہے کہ: ’’آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۹، خزائن ج۲۱ ص۲۹۶)

اور کبھی لکھتا ہے کہ: ’’دس ہزار مثیل مسیح اور بھی میرے بعد آسکتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

جس شخص کے حافظے کا یہ حال ہے، کیا وہ اس قابل ہے کہ قرآن شریف کے معارف بیان کر سکے؟ ہرگز نہیں۔ اختصار منظور ہے ورنہ قادیانی معارف کے پرخچے اڑادوں اور دنیا کو دکھادوں کہ ایسے لوگ بھی معارف دانی کے مدعی ہیں:

بت بھی کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

خداتعالیٰ اپنے کرم سے ایسے لوگوں کو ہدایت فرماوے کہ رسول اللہ ﷺ کا انہوں نے اپنے ڈھکوسلوں اور دجالی تعلیم سے دین ہی بدل ڈالا اور یہ معارف دانی نئی نہیں۔ جملہ مدعیان نبوت کاذبہ و بانیان فرق ضالہ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ سبحان اللہ! ذرا مرزائی معارف دانی ملاحظہ ہو: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت بعد آنحضرت ﷺ کے نہ ہوگا اور شیخ جونپوری مہدی موعود پیغمبر کے متبع ہیں۔ پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا ان اوصاف یعنی متبع اس شرع شریف کا ہوکر نہیں مخالف ہے کتاب وسنت واجماع کے۔ (رسالہ اعتقادات فرقہ مہدویہ)

میاں محمود قادیانی جواب دیں کہ آپ کا باپ تو اب مدعی مہدویت ہوا ہے جب اس کے پہلے سید محمد جونپوری مہدی ہوچکا ہے اور الہام کی روشنی میں اس نے تفسیر کی ہے تو مرزا قادیانی نے اس کو کیوں نہ سچا مہدی مانا اور کیوں خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگر مرزا قادیانی کو حق ہے کہ وہ اپنے الہام کی روشنی میں تفسیر کر کے سچے مہدی ہوں تو سید محمد جونپوری مہدی کو زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ سید ہے اور اس کا نام بھی حدیث کے مطابق محمد ہے اور

بیعت بھی جا کر اس نے مقام رکن میں لی۔ جیسا کہ حدیثوں میں ہے اور مرزا قادیانی کی تو ہر ایک بات اور ہر دعویٰ کی بنیاد مجاز اور استعارہ پر ہے۔ پس اگر زید کو اپنی رائے سے طبع زاد معارف لکھنے کا اختیار ہے تو بکر کو بھی ہونا چاہئے اور اسی طرح سب افراد ملت کو حق ہوگا تو پھر نتیجہ یہ کہ نہ قرآن قرآن رہے گا نہ تفسیر تفسیر۔ ہر کس و ناکس مطلق العنان ہوگا جو اس کے دل میں آئے گا کہے اور کرے گا اور پابندی اسلام چھوڑ دے گا۔ پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ نمبر۵: ہم لوگ یہ یقین کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور ہم میں سے بہتوں سے کرتا ہے۔ یعنی مرزائیوں سے۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اگر کوئی اس امت میں ہونا ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

’’عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک احد فی امتی فانه عمر. متفق علیه‘‘

(ترجمہ) روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ تحقیق تھے الہام کئے گئے بیچ ان لوگوں کے کہ تھے تم سے پہلی امتوں میں سے پس اگر ہو میری امت میں کوئی پس تحقیق وہ عمر ہوگا۔ نقل یہ بخاری و مسلم نے۔ (مظاہر حق ج۴ ص۶۶۹)

جب حضرت خاتم النّبیین کے بعد سلسلہ نبوت و رسالت منقطع ہے تو پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ عوام سے ہم کلام ہو۔ یہ حدیث حضرت عمرؓ کی تخصیص کرتی ہے کہ جب حضرت عمر جیسے خادم اسلام محدث نہ ہوئے تو دوسرے امتی کی کیا حقیقت ہے کہ محدث ہو سکے جو قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔

عوام کی ہم کلامی خدا کا حال یہ ہے کہ ایک مرزائی نے اشتہار دیا ہے (دیکھو اعلان نمبر۲) ’’پھر اس عاجز کو پکارا گیا۔ ’’**یاایها الصدیق یوسف انی معک**‘‘ اسی طرح بار بار حکم ہوتا رہا۔ پھر سمجھایا گیا کہ نبوت کا سلسلہ اسی طرح سے جاری ہے۔ دنیا کے الزاموں سے نہ ڈرو نہ غم کر تجھے روحانی تاج پہنایا گیا ہے۔ نبوت کا تاج تیرے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔‘‘ (یوسف الصدیق المعروف نبی بخش ساکن معراج کے ضلع سیالکوٹ)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو جو الہام ہوا کہ: ’’مرزا مسرف وکذاب وعیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جدید ج۲ ص۶۷۳)

یہ الہام سچا بھی ہوا کہ مرزا قادیانی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی زندگی میں فوت ہوگئے اور خدا کے فعل نے اپنا قول بھی سچا کر دیا تو پھر آپ کیوں اس الہام کی پیروی نہیں کرتے۔ میاں محمود صاحب (پسر مرزا) کا جب اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کلام کرتا رہتا ہے اور ساتھ ہی ان کا یہ اقرار ہے کہ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے تو پھر میاں نبی بخش مدعی نبوت کے ساتھ جو کلام خدا کرتا ہے، اس کو کیوں نہیں مانتے اور جب ان کا یہ اعتقاد ہے کہ ایک نبی کا منکر کافر خواہ وہ نبی حضرت خاتم النّبیین کے بعد ہی ہو تو پھر اب قادیانی جماعت دو نبیوں کی منکر کیوں ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو نبوت بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دی ہے۔ اس پر زیادہ لکھنا فضول ہے۔ اگر میاں محمود قادیانی کا یہ عقیدہ درست ہے تو وہ میاں نبی بخش ساکن معراج کے اور مولوی عبداللطیف ساکن گناچور ضلع جالندھر کو سچے نبی تسلیم کریں یا جواب دیں کہ وہ کیوں سچے نبی نہیں۔ پھر ہم بھی اسی پیمانہ اور معیار سے ثابت کردیں گے کہ مرزا قادیانی بھی نہ سچے نبی اللہ تھے اور نہ مسیح موعود تھے۔

<u>قولہ نمبر۶:</u> ہمارا یہ اختلاف ہے کہ ہم بعث بعد الموت کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس زندگی میں انسان اپنی طاقتوں کے ساتھ مبعوث کیا جاتا ہے۔ وہ اسی روح میں نشو ونما پا کر اس حالت کو حاصل کرتا ہے لیکن یہی ذرات اور یہی جسم وہاں نہیں جاتا۔ ہمارے منکر کہتے ہیں کہ ہم حشر اجساد کے منکر ہیں۔

<u>جواب:</u> بیشک اگر یہ عقیدہ ہے تو آپ حشر اجساد کے منکر ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے: ''**ثم السبیل یسرہ، ثم اماتہ فاقبرہ، ثم اذا شآء انشرہ**'' یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا، پھر نیکی وبدی کا راستہ اس پر آسان کر دیا۔ پھر ایک وقت خاص تک زندہ رکھ کر مار دیا۔ پھر اس کو قبر میں لے جا داخل کیا۔ پھر جب چاہے گا اس کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا۔ (عبس:۲۰،۲۱،۲۲)

''**افلا یعلم اذا بعثر مافی القبور وحصل ما فی الصدور ان ربھم بھم یومئذ لخبیر**'' یعنی انسان کو اتنی بات معلوم نہیں کہ وہ لوگ جو قبروں میں مدفون ہیں جب اٹھائے جائیں گے اور لوگوں کے دلوں میں جو باتیں مخفی ہیں وہ سب ظاہر کر دی جائیں گی، اس دن ان کا پروردگار ہی ان کے حال سے بخوبی واقف ہوگا۔ (عادیات:۹،۱۰،۱۱)

ان آیات سے ثابت ہے کہ جو جسم قبر میں دفن ہوا، وہ ہی پھر دوبارہ اٹھا کھڑا کیا جائے گا نہ کوئی اور وجود جدید ملے گا۔ اگر جدید وجود مانا جائے تو یہی تناسخ ہے جو کہ باطل ہے۔ پس اس اعتقاد میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قولہ نمبر۷: ہم یقین رکھتے ہیں کہ جنت کی تعیین بعینہٖ اسی رنگ میں ظاہر ہوں گی کہ جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں لیکن ساتھ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ چونکہ وہاں کا عالم ہی اور ہے، اس لئے جس مادے کی چیزیں یہاں ہیں اس مادے کی چیزیں وہاں نہیں ہوں گی۔'' الخ!

جواب: جب کیفیت اور ماہیت جنت کی نعمتوں کی مذکور نہیں تو یہ آپ کا مہمل بیان ہے، مادے کے بغیر تو کوئی چیز ظہور میں آتی ہی نہیں۔ وہاں کا مادہ کس قسم کا ہے جس کے آپ معتقد ہیں۔

قولہ نمبر۸: ''ہم یقین رکھتے ہیں کہ دوزخ ایک آگ ہے لیکن ساتھ ہی ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس دنیا کی آگ کی قسم نہیں بلکہ وہ اس آگ سے کئی باتوں میں ممتاز ہے وہ اپنی سختی میں اس سے بہت زیادہ اور وہ انسان کے قلب کو صاف کرسکتی ہے۔ یہ آگ قلب کو صاف نہیں کرتی۔'' الخ!

جواب: کیا آپ دوزخ سے ہو آئے ہیں کہ اس آگ کی قوت وحدت بتارہے ہیں، دوزخ کی آگ تو بطور سزا ہوگی۔ اس آگ سے قلب کا صفا ہونا قریب قریب آریوں اور ہندوؤں کا مذہب ہے۔ کیونکہ تناسخ ماننے والے ہی یہ کہتے ہیں کہ ادنیٰ جونوں میں جاکر سزا بھگت کر صاف ہوکر پھر بھیجے جاتے ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم تو یہ ہے کہ صرف ایک ہی دفعہ دنیا میں آنا ہوگا اور بذریعہ اس صفائی قلب کے اعمال حسنہ کرنے ہوں گے تو یہ وہی تناسخ ہے۔ دیکھو کرشن جی فرماتے ہیں: ''متعدد جنموں میں صاف دل اور پاک باطن ہوکر مجھ میں مل جاتے ہیں۔'' (اشلوک ۱۹، ادھیائے ۷ گیتا مترجمہ دوارکا پرشاد افق)

جب دوزخ کی آگ قلب کو صفا کرتی ہے تو جو لوگ صفائی قلب کے مدعی ہیں وہ دوزخ سے ہوکر آتے ہوں گے۔ افسوس! ایسے من گھڑت عقائد کی بنیاد جب دین اسلام میں نہیں ہے تو مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے اور اسلام کے مدعی کیوں ایسے باطل اعتقاد

ایجاد کرتے ہیں۔ دوزخ کی آگ تو قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔ کیا قرآن شریف میں کبھی ’’وبرزت الجحیم‘‘ نہیں دیکھا۔ ہاں صاحب تو پھر یہ صفائی قلب کس غرض کے واسطے ہوگی۔ کیا دوبارہ دنیا میں آؤ گے۔ کیونکہ قیامت کے بعد تو کوئی جدید عمل مفید نہیں۔ پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قول نمبر۹: ’’ہمارا یقین ہے کہ آخر اپنی سزاؤں کو بھگت کر اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو پانے کی قابلیت حاصل کر کے انسان دوزخ سے نکالے جا کر جنت میں داخل کئے جائیں گے اور سب کے سب آخر خدا تعالیٰ کی نعمت کے وارث ہو جائیں گے۔‘‘ الخ!

جواب: یہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کے برخلاف ہے۔ دیکھو ذیل کی آیات: ’’ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا‘‘ (ترجمہ) بیشک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے دین حق سے انکار کیا وہ آخرکار دوزخ کی آگ میں ہوں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (بینہ:۶)

آپ نے جو اعتقادات ظاہر کئے ہیں۔ یہ وہ ہی باتیں ہیں جو اہل سنت والجماعت کے برخلاف دوسرے فرقوں نے لکھے ہیں اور ضالہ فرقوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے آریوں کے اعتراضات کے جوابات دینے کے ناقابل ہو کر اور ان سے ڈر کر انہی کی پیروی کی ہے۔ یعنی محدود زندگی کے محدود اعمال کے بدلہ میں غیر محدود عرصہ تک سزا دینا خدا کے انصاف کے برخلاف ہے۔ حالانکہ یہ اعتراض غلط ہے۔ کیونکہ جیسے برے اعمال محدود ہیں ویسے ہی نیک اعمال محدود ہیں۔ جب نیک اعمال کا بدلہ بہشت دائمی ہے تو برے اعمال کا بدلہ بھی دائمی جہنم ہونا عین انصاف ہے اور ظلم نہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگ گناہوں سے بچیں اور نیک کام کریں۔ یہ مشاہدہ ہے کہ جس جرم کی سزا سخت ہو وہ کم ہوتا ہے۔ پس اس عقیدہ میں بھی آپ غلطی پر ہیں۔

قول نمبر۱۰: ’’ہم قرآن کریم کو الہام کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ پس یہ ہمارے اور ان کے درمیان فرق ہے۔‘‘

جواب: یہ آپ کی اصولی غلطی ہے۔ کیونکہ الہام تو شرعاً حجت نہیں۔ اگر آپ الہام کو حجت مانتے ہیں تو میاں نبی بخش اور عبداللطیف کو جو الہام ہوتا ہے کہ: ’’تم نبی ورسول

ومہدی ہو۔'' ان کو بھی مانو۔ کیونکہ ان کا دعویٰ نبوت ورسالت بھی الہام کی روشنی سے ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی طرح کل مدعیان نبوت ورسالت کو معہ مرزا قادیانی کے کاذب وکافر یقین کرو۔ جنہوں نے حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے دعویٰ نبوت کا کیا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ الہام پر عمل نہ کرتے تھے جب تک قرآن سے اس کی تصدیق نہ کرلیں اور تمام سلف صالحین کا یہی اعتقاد ہے کہ الہام شرعی حجت نہیں۔ حضرت سلیمان دارانی کہا کرتے تھے کہ الہام پر عمل نہ کرو جب تک اس کی تصدیق آثار سے نہ ہو جاوے۔ دیکھو(احیاء العلوم)

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ قرآن اور حدیث اور نیز اجماع اور قیاس صحیح کے مخالف نہ ہو۔

حضرت علی ہجویری معروف گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کی معرفت یعنی خدا کی معرفت الہامی ہے تو یہ بھی محال ہوتا ہے، کیونکہ معرفت کے واسطے جھوٹی سچی دونوں دلیلیں ہوسکتی ہیں اور خطاء اور صواب پر اہل الہام کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایک کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خداوند مکان میں ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا کا مکان نہیں۔ پس ضرور ہے کہ ان دو دعوؤں میں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں حق ایک ہی طرف ہوگا۔ پس کوئی دلیل ضروری ہے اور جب دلیل ہوگی تو اس وقت دلیل سے جاننے والا حق ہوگا اور الہام کا حاکم باطل ہو جائے گا۔

(کشف المحجوب اردو ص۳۰۸)

لہٰذا تفسیر قرآن شریف وہی صحیح اور قابل اعتبار ہوگی جو حدیثوں سے کی گئی ہو، الہام کی روشنی کے ماتحت جو تفسیر ہوگی وہ ظنی اور قابل عمل نہیں۔ جیسا کہ آپ نے بالکل غلط تفسیر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے۔ ''**وبالآخرۃ ھم یوقنون**'' سے مرزا قادیانی کی وحی مراد ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آخرت کی ت مؤنث کی ہے اور وحی مذکر ہے، عربی سے جاہل کو آپ کا ڈھکوسلا پسند آئے گا۔ مگر اہل علم کے نزدیک مردود ہے۔ قرآن شریف میں سب جگہ آخرۃ کا لفظ یوم آخرت کے معنوں میں آیا ہے کیا: ''**وبالآخرۃ ھم کافرون**'' کے معنی بھی یہی کرو گے کہ مرزا قادیانی کی وحی کے معنی ہیں: ''**اولئک الذین لیس لھم فی**

الآخرۃ الا النار‘‘ کیا یہاں بھی آخرت کے معنی مرزاقادیانی کی وحی ہے؟

افسوس! یہ تفسیر ہے یا قرآن کے ساتھ تمسخر کرنا ہے اور پھر آپ نے یہ نہ خیال کہ ایسی تفسیر سے تو قرآن شریف کی فصاحت وبلاغت بھی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے پہلے ’’بما انزل الیک وما انزل من قبلک‘‘ (بقرہ:۴) ہے۔اس کے مقابل ’’من بعدک‘‘ چاہئے تھا نہ کہ آخرۃ۔ کیونکہ آخرۃ کے مقابل اوّل ہوتا ہے نہ کہ قبل۔ پس تفسیر بالرائے چونکہ ناجائز ہے۔اس لئے آپ کی طبع زاد تفسیر قابل اعتبار نہیں۔ لہٰذا آپ اس عقیدہ میں بھی حق پر نہیں ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزاقادیانی اور آپ لوگ الہام کی حقیقت سمجھنے میں نہایت سخت دھوکا کھائے ہوئے ہیں کہ اپنے استغراقی خیالات کو جو ایک فطری امر ہے جسے قوت متخیلہ بھی کہتے ہیں جس سے کوئی انسان خالی نہیں۔ اسی کو مرزاقادیانی مکالمہ الٰہی زعم کرتے تھے۔ حالانکہ اس قوت سے مسلم وکافر وفاسق وفاجر شریف ورذیل کوئی بھی خالی نہیں۔ اسی قوت کے عمل کو اگر بحالت نیند ہو تو اس کو کشف ورؤیا کہتے ہیں اور مرزاقادیانی خود لکھتے ہیں: ’’فاسقہ عورت کنجری بادہ بسر وآشنا بر حرام کاری کی حالت میں سچی خواب دیکھ لیتی ہے۔‘‘ ملاحظہ ہو (توضیح المرام ص۸۵، خزائن ج۳ ص۹۵)

جب یہ حالت ہے تو پھر ان خیالات کو وحی والہام زعم کرنا غلطی ہے۔ کیسا غضب ہے کہ الہام ہوتا ہے: ’’انت منی بمنزلۃ ولدی‘‘ کہ اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جابجا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

اور اس شیطانی القاء حدیث النفس کو خدا کا کلام کہتے ہیں اور ساتھ ہی اقرار کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اولاد اور بیٹوں سے پاک ہے۔ مگر یہ کلام الٰہی بطور استعارہ ہے۔ افسوس! دل میں سمجھتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا ہو مگر چونکہ دعویٰ کر چکے ہیں۔ اس لئے اڑے بیٹھے ہیں۔ بھلا مرزاقادیانی کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ ان کے الہامات دخل شیطانی سے پاک تھے۔ جب کہ الہامات کے مضامین بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ الہامات خدا کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ خداتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور رسول اللہ ﷺ

نے اس کی تفسیر ’’لانبی بعدی‘‘ سے فرمائی۔ مگر مرزا قادیانی کو الہام اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

’’یٰسین انک لمن المرسلین کہ اے سردار (مرزا) تو مرسلوں سے ہے یعنی رسول ہے۔‘‘

مرزا قادیانی نے اس خلاف قرآن وحدیث الہام کو سچا یقین کیا۔ حالانکہ حکم یہ تھا کہ اس الہام کا قرآن سے مقابلہ کرتے اور اس کو قرآن کے خلاف پاکر رد کرتے۔ اس اصولی غلطی کا ان کے مرید اور جانشین کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی خدا کا بیٹا ہونے کے مدعی تھے اور ان کا الہام پیش کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے اور تاویل کرتے ہیں۔ مگر جب یہ کہا جائے کہ مرزا قادیانی رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے الہامات پیش کئے جاتے ہیں تو پھر نہایت دلیری سے کہتے ہیں کہ ہم ان کو رسول ونبی مانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایک الہام خلاف قرآن کو رد کرتے ہیں اور دوسرے الہام خلاف قرآن کی تصدیق کرتے ہیں اور تمام امت کے خلاف مرزا کو نبی ورسول مانتے ہیں اور غضب یہ ہے کہ اس خود ساختہ رسول کے کلام کے مقابل قرآن وحدیث کی تکذیب کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں وجانشینوں کو مسلمان کافر سمجھتے ہیں اور فرقہ ضالہ یقین کرتے ہیں۔

اب میاں محمود قادیانی (پسر وجانشین مرزا قادیانی) خلیفہ ثانی قادیانی نے خود قبول کرلیا ہے کہ بیشک ہم اللہ اور رسول پر اس طرح یقین نہیں کرتے جس طرح دوسرے مسلمان کرتے ہیں اور نہ حضرت محمد رسول اللہ کو ان معنوں میں خاتم النّبیین مانتے ہیں جن معنوں میں باقی مسلمان مانتے ہیں۔ ایسا ہی قیامت وعلامات قیامت، حشر اجساد، دوزخ وبہشت ومیزان وحساب وغیرہ کا بھی ہم مسلمانوں کی طرح ایمان نہیں رکھتے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ ان سب امور کے منکر ہیں اور ’’من یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه‘‘ اور ’’یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی‘‘ کے تحت میں ہیں اور اپنے اقبال سے ریویو کافر اور فرقہ ضالہ میں ہیں۔ اللهم احفظنا (پیر بخش)

(ماہنامہ تائید الاسلام نمبر۳، فروری ۱۹۲۴ء ص۱تا۱۶)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قتل مرتد اور کابل میں قادیانی کی پھانسی پر

نو مضامین

(۱) بھیرہ میں مرزائیوں نے ایک مسلمان قتل کر دیا
(۲) کابل میں قادیانی کی پھانسی اور علماء دیوبند کا برقی تار
(۳) جمعیۃ علماء ہند کا برقی تار
(۴) علماء لاہور کا برقی تار
(۵) کابل میں مرزائی کا قتل
(۶) بمبئی قونصل خانہ افغانستان کی وضاحت
(۷) مرتد اور قادیانی
(۸) قرآن کریم اور قتل مرتد
(۹) تکفیر اہل قبلہ

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) بھیرہ میں مرزائیوں نے ایک مسلمان قتل کردیا

آج کل ہر جگہ مرزائیوں کی طرف سے مسلمانوں کو دعوت اتحاد دی جاتی ہے۔ اگرچہ اس دعوت سے ان کا مقصد جماعتی تبلیغ کے لئے موقع حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مگر سادہ لوح مسلمان خصوصاً علوم دین سے ناواقف انگریزی خواں اصحاب مرزائیوں کو فرشتہ خصلت سمجھتے ہیں اور عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ تحمل، برداشت، رواداری کا اعلیٰ نمونہ ہر جگہ یہ لوگ پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ دنیا بھر میں کسی جگہ ان لوگوں کو اکثریت حاصل نہیں۔ قادیان میں جہاں انہیں اکثریت حاصل ہے۔ حنفیوں کے ساتھ ان کا جو طرز عمل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ حنفیوں کے لئے قادیان میں رہنا وبال جان ہو رہا ہے اور حق کے ان پرستاروں کو سخت تنگ کیا جاتا ہے۔ سالانہ جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان کے موقع پر علمائے کرام کے مواعظ حسنہ سننے کے لئے جو لوگ آئے ہوئے تھے ان سے ان لوگوں نے جو بے رحمانہ سلوک کیا وہ اخبار بین اشخاص سے مخفی نہیں ہے۔

مؤرخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۲۴ء بمقام بھیرہ ضلع شاہ پور محلّہ پراچگان میں مولوی محمد صدیق صاحب کا وعظ حیات مسیح پر ہوا۔ وعظ سے غرض صرف یہ تھی کہ مرزائیوں کی جماعتی تبلیغ کے زہریلے اثر سے لوگوں کو بچایا جائے۔ مگر دوسرے روز موقع پر کر محلّہ لوہاراں کے چوبیس مسلح مرزائیوں نے بانیان جلسہ پر (یعنی پانچ چھ حنفیوں پر جو ایک دوکان پر بیٹھے باتیں کررہے تھے) حملہ کردیا اور نہتے حنفیوں کو لاٹھیوں سے زدوکوب کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک مسمی اللہ داد پراچہ فوراً مرگیا اور تین آدمی سخت زخمی ہوئے، جو آج کل زیر علاج ہیں۔ حنفیوں پر بزعم خود دہشت طاری کر کے مرزائی بھاگ گئے۔

اس وقت مقدمہ کی تحقیقات پولیس کر رہی ہے۔ بیس سے زائد مرزائی زیر حراست ہیں۔ اس موقع پر مرزائی اپنے پراپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔ غریب حنفیوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ضلع ہذا کے سب سے بڑے حنفی مسلمان وکیل شیخ عبدالغنی صاحب جو اس پراپیگنڈہ کا شکار ہو چکے ہیں اور مرزائیوں کو معصوم اور فرشتہ سیرت سمجھنے میں مشہور ہیں۔ مرزائیوں کے قانونی مشیر ہیں۔

اگر اس مقدمہ میں مجرموں کو قرار واقعی سزا نہ ملی تو فریقین میں زیادہ اشتعال پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے دشمنان اسلام کو ہدایت دے اور صلح اور امن سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطاء کرے۔ (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۹، اگست ۱۹۲۴ء ص۱۵)

(۲) کابل میں قادیانی کی پھانسی اور علماء دیوبند کا برقی تار

قادیانی نعمت اللہ خان کی سنگساری اسلامی احکام کے مطابق ہے

مرکزی جماعت دارالعلوم دیوبند دلی مسرت واطمینان کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی نے ایک مرتد پر حسب قواعد شرعیہ وتعزیر جاری کر کے امیر شہیدؒ کے اسوہ حسنہ پر عمل اور خلفائے راشدین کے مبارک عہد اور ملوک عادلہ اسلام کے طریق کو زندہ کیا ہے۔ یہ ایک فیصلہ ہے جس نے ہندوستان کی فضا میں ایسے وقت جب کہ قادیانی رہزن نام نہاد مذہبی آزادی کی آڑ لے کر غارت گری میں مصروف تھے سکون واطمینان پیدا کر دیا ہے اور جو نہایت قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ جماعت علماء دیوبند کمال وثوق اور ناقابل زوال تیقن کے ساتھ عرض کرتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی کا یہ فیصلہ بالکل حق اور شریعت غرّا کے موافق ہے۔

دعویٰ نبوت، انکار ختم نبوت، توہین انبیاء علیہم السلام وقطعیات شرعیہ کے انکار اور تاویل باطل کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ایسا شخص مرتد ہے اور مرتد کی سزا اگر وہ توبہ نہ کرے بجز قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ خلفائے راشدین نے مرتدین اور زنادقہ کے ساتھ یہی عمل کیا ہے۔ ملوک اسلام نے حدود وقصاص جاری کئے ہیں جس طرح غیروں پر حدود وقصاص کا اجراء امن عالم اور نزول برکات اور شوکت اسلام کا ضامن ہے۔ تمام غیر مسلم اقوام کی اس قدر ممتاز آزادانہ زندگی کے باوجود جوان کو زیر سایہ دولت علیہ افغانیہ حاصل ہے۔ ایک مرتد کے معاملہ میں ایسا قاطع اور ناطق فیصلہ اعلیٰ حضرت امیر غازی ایدہ اللہ کی کمال درایت اور اسلام شناسی کو ظاہر کرتا ہے اور گویا اعلیٰ حضرت کے فعل نے کافرین اور مرتدین کے احکام کا فرق دنیا پر واضح کر دیا ہے۔ تاریخ اسلام میں بہت سے مدعیان نبوت کا وجود ملتا ہے۔ لیکن کسی ایک زمانہ میں بھی ان کے ساتھ مراعات رواداری کا معاملہ نہیں کیا گیا اور اسی شرعی اصول کے مطابق علمائے ہندوستان کے ہر طبقہ نے مرزا غلام احمد اور اس کے

پیروکاروں کو خارج از اسلام اور مرتد قرار دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امیر غازی اپنے اس غیر متزلزل اتباع شریعت پر صد ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں اور یہی وہ ایک امر ہے جو ہم کو دولت خداداد کی ترقی واستحکام اور ملت افغانیہ کے عروج کی غیبی بشارت سناتا ہے۔

ایک ایسے خالص اور مطابق شریعت محمدیہ فیصلہ کے خلاف قادیانیوں کا صدائے احتجاج بلند کرنا بالکل بے سود مضحکہ انگیز اور ان کی باطل پرستی کے جرم کو اور زیادہ شدید کرنے والا ہے اور ان کا نعمت اللہ کی اس قدر اصرار، تمرد اور جمود کو استقلال اور ثبات سے تعبیر کرنا بالکل یہودیوں کے ''قلوبنا غلف'' کے مشابہ ہے جس کا بہترین جواب ''بل طبع اللہ علیھا بکفرھم'' ہی ہوسکتا ہے۔

خادم الاسلام: حبیب الرحمٰن ناظم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور یوپی ملک ہندوستان (از اخبار وکیل امرتسر ۲۱؍ستمبر ۱۹۲۴ء منقول از ماہنامہ تائید اسلام)

(۳) جمعیۃ العلماء ہند کا برقی تار

ہز میجسٹی اعلیٰ حضرت امیر غازی خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے نعمت اللہ قادیانی کو سنگسار کرانے پر قادیانیوں نے اعلیٰ حضرت کے خلاف پروپیگنڈا اور الزامات کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔ بدنصیبی سے ہندوستان کا یہ نوزائیدہ گروہ جس طرح مقدس مذہب اسلام کے لئے خطرناک ہے۔ اسی طرح سیاست اسلامیہ ہندوستان کے لئے بھی اس کا وجود خطرناک راہزن ہے۔ گزشتہ مدعیان نبوت کے سلسلہ میں قادیانی مدعی نبوت کا بدترین اضافہ کر کے اس گروہ نے ہندوستان میں اسلام کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد اب ملت افغانیہ کو اپنی بدمذہبی اور سیاسی بدافعالیوں کا تختہ مشق بنانا چاہا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند اس ناپاک سعی کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے اور اعلیٰ حضرت امیر غازی کے اس حکم کو جو عدالت شرعیہ کے متفقہ فیصلے پر مبنی تھا حق وانصاف پر مبنی سمجھتی ہے۔ ملت افغانیہ تو خیر شریعت حقہ قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ سے ممتاز رہی ہے اور اس کی یہ روش مسلمانان عالم کے لئے مایۂ صد افتخار ہے۔

قادیانیوں کا غیر مسلم طاقتوں کو امیر غازی کے خلاف ابھارنا شرعی قانونی اخلاقی اعتبارات سے سخت قابل نفرین حرکت ہے۔ کیونکہ دنیا کی کسی بڑے سے بڑی طاقت کو بھی یہ

حق حاصل نہیں کہ وہ حکومت مستقلہ افغانستان کی سیاسیات شرعیہ داخلیہ میں کوئی مداخلت کرے۔ ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی

(۴) علماء لاہور کا برقی تار

بتاریخ ۲۸ر صفر ۱۳۴۳ھ علمائے لاہور مسجد وزیر خان مرحوم میں صبح ۸ بجے بعد درس قرآن مجید جمع ہوئے اور مندرجہ ذیل مضمون کا تار بخدمت جناب امیر امان اللہ خان صاحب غازی ایدہ اللہ بنصرہ والی دولت خداداد افغانستان روانہ کرنا تجویز فرمایا اور ۲۹ر صفر ۱۳۴۳ھ کو تار مذکور روانہ کیا گیا۔

’’ہم علمائے حنفیہ تاجدار دولت مستقلہ افغانستان خلد اللہ سلطنتہٗ کے اس فیصلہ مبارکہ کو نہایت ہی پسندیدگی اور استحسان سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے از راہ اتباع شریعت اور سلام پسندی فرقہ ضالہ مرتدہ مرزائیہ قادیانیہ کے ایک فرد مسمی نعمت اللہ خان کو بوجہ مبلغ تحریک قادیانیہ ہونے کے سنگسار فرمایا۔ ہم بصمیم قلب فرمانروائے کابل کے لئے دست بدعا ہیں کہ انہوں نے حدود شرعیہ کا اجرا فرما کر مسلمان عالم کو بالعموم اور حنفیوں کو بالخصوص مرہون منت فرمایا۔

علمائے حاضرین

۱...... مولانا مولوی سید ابومحمد، محمد دیدار علی شاہ صاحب خطیب مسجد وزیر خان مرحوم
۲...... مولانا مولوی سید احمد علی شاہ صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی لاہور
۳...... مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور
۴...... مولانا مولوی غلام مرشد صاحب اوّل مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
۵...... مولانا مولوی محمد عمر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور
۶...... مولانا مولوی محمد یار صاحب خطیب مسجد طلائی لاہور
۷...... مولانا مولوی شاہ رسول صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
۸...... مولانا مولوی محمد مظہر صاحب متولی وخطیب مسجد بیگم شاہی لاہور
۹...... مولانا مولوی حافظ جمال الدین صاحب امام مسجد کوچہ کوٹھیداران لاہور
۱۰...... مولانا مولوی محمد غلام جان صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
۱۱...... مولانا مولوی قمرالدین صاحب

۱۲...... مولانا مولوی حبیب نواز صاحب مدرس مدرس نعمانیہ لاہور

دستخط: ابوالبرکات سید احمد خلف الرشید مولانا مولوی سید ابومحمد، محمد دیدار علی شاہ صاحب ادام اللہ برکاتہم۔

(۵) کابل میں مرزائی کا قتل

(مرقومہ قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ)

''قال رسول اللہ ﷺ من بدل دینہ فاقتلوہ'' (صحیح بخاری)

اے بحکم شرعی آب خوردن خطا است اگر خون بفتویٰ بریزی روا است

(سعدیؒ)

دنیائے اسلام کے ہر گوشہ ملک سے غایت درجہ کی خوشی اور تحسین وآفرین کی صدا آرہی ہے۔ جب سے اخبارات نے یہ خبر شائع کی ہے کہ مولوی نعمت اللہ خان مرزائی مرتد کو بموجب حکم قرآن شریف اور حدیث شریف کابل میں رجم (سنگسار) کر دیا گیا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت امیر دولت افغانستان دام ملکہ، وحشمتہ، کا یہ فعل حسب پابندی شریعت اور اتفاق علماء کرام عرب وعجم مرتد شخص کی سزا میں بلا شبہ عین حق وصواب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اعلیٰ حضرت غازی امیر کابل مدظلہ العالی کو تادیر سلامت باکرامت رکھے:

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

قطعہ تاریخ نعمت اللہ خان مرتد مرزائی:

ارتداد پیمبر پنجاب شد مسلم تیزد اہل یقین
سنگساری برائے مرزائی گشتہ جاری بحکم شرع مبین
بہر تاریخ رجم او گفتم نعمت اللہ شد رجیم سمین ۱۳۴۳ھ

(۶) بمبئی قونصل خانہ افغانستان کی وضاحت

اخبار خلافت بمبئی کے نمائندہ نے قونصل صاحب موصوف سے دوران ملاقات میں قادیانی مولوی کے قتل کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے جواب دیا کہ افغانستان میں کسی غیر مسلم جماعت یا شخص کو محض اس کو عقیدے کی بناء پر کبھی بھی عقوبت نہیں دی جاتی اور وہ نہایت

آزادی کے ساتھ اپنے فرائض مذہبی بجالاتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی مسلمان صریح احکام قرآنی یا نص قطعی سے انکار کرے یا اس کا بطلان کرے تو یقیناً سنگسار ہوگا۔ دنیا ہمیں وحشی سمجھے یا جاہل کہے۔ مگر ہم مذہب کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ افغانستان میں خدا کا شکر ہے کہ مذہب کا اس درجہ احترام ہے کہ خود اعلیٰ حضرت شہنشاہ غازی بھی اگر کسی مقدمہ میں قاضی کے روبرو طلب ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ معمولی فریق مقدمہ کا سا برتاؤ ہوتا ہے۔ (وکیل ۱۳؍ستمبر ۱۹۲۴ء)

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر ۱۱، اکتوبر ۱۹۲۴ء ص ۱۱ تا ۱۵)

(۷) مرتد اور قادیانی

تمام مرزائی جماعتیں جو نعمت اللہ خان مرزائی کی سنگساری پر فتنہ وفساد کی آگ مشتعل کر رہی ہیں اور احکام شریعت اسلامی کی ہتک کر کے اس فعل کو قابل نفرین بتارہی ہیں۔ یہی ان کے کافر ہونے کی کامل دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ’’**من اکرم علماء امتی فاکرمنی ومن خذل علماء امتی فخذلنی**‘‘ یعنی جو شخص میرے علمائے امت کی عزت کرتا ہے وہ میری عزت کرتا ہے اور جو شخص میرے علمائے امت کی توہین کرتا ہے وہ میری توہین کرتا ہے۔

پس مرزائی جو علمائے کابل کی کارروائی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو حقیقت میں شریعت اسلامی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جو کہ ان کے خارج از اسلام ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

اصل میں مرزائیوں کا پروگرام یہ تھا کہ سلطنت کابل میں ہل چل ڈال دیں۔ افغانستان میں فتنہ وفساد کا طوفان برپا کر دیں اور بغاوت پھیلا کر اس کا تخت لینے کے واسطے اپنا راستہ صاف کر دیں۔ ہم ذیل میں خلیفہ قادیانی کی عبارت نقل کرتے ہیں جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزائی پہلے سے ہی روس کی سلطنت حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہو ہذا!

’’آپ کی یعنی مرزا غلام احمد بانی سلسلہ کی یہ بھی پیش گوئی ہے کہ اس ملک کی حکومت آخر احمدیوں کے ہاتھ آئے گی۔‘‘ (تحفہ شہزادہ ویلز ص ۸۴، انوار العلوم ج ۶ ص ۵۲۴)

اس ملک یعنی ہندوستان کی حکومت حاصل کرنے کا پروگرام یہ ہے کہ ملک

افغانستان سب کے سب کو احمدی بنایا جاوے گا اور بعد میں کابل و بخارا کے راستہ سے ملک روس پر حملہ کر کے اس کو مغلوب کر کے اپنے زیر حکومت کیا جائے گا اور پھر سلطنت قائم کر کے عالمگیر جنگ کیا جائے گا اور غیر احمدی مذاہب کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا چاہے آریہ ہوں یا سکھ ہوں یا عیسائی ہوں یا ہندو۔ دیکھو میاں محمود قادیانی کی ذیل کی عبارت مندرجہ تحفہ شاہزادہ:

''دنیا میں صرف آپ پر یعنی مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ پر ایمان لانے والے رہ جائیں گے...... جو بادشاہتیں آپ کی جماعت کی ترقی میں روک ہوں گی اور آپ کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کرنا پسند نہ کریں گی وہ کاٹی جائیں گی اور ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔'' (تحفہ شہزادہ ویلز ص۸۴،۸۵، انوار العلوم ج۶ ص۵۲۴،۵۲۵)

ناظرین کرام! اب مطلع بالکل صاف ہے کہ جہاد کا حرام کرنا صرف اس وقت تک ہے جب تک روس کی سلطنت مرزائیوں کے ہاتھ نہیں آتی اور سلطنت روس کا ہاتھ آنا افغانستان اور بخارا کے ہاتھ آنے پر منحصر ہے۔ پس مرزائی امت جو گرد و نواح کابل و پشاور اور سرحد اور افغانستان میں تبلیغ کے بہانہ سے اپنی جماعت بڑھانے کی رات دن کوشش کر رہی ہے تو اس میں ان کا مقصود بالذات یہی ہے کہ سلطنت کابل میں بغاوت کرائی جاوے۔ کیونکہ ہندوستان و پنجاب کی طرح افغانوں کی قوم بزدل نہیں کہ اپنے مذہب اور اپنے پیغمبر علیہ السلام کی توہین سن کر چپ رہے۔ وہ تو اسی وقت مرنے اور مارنے پر تیار ہو جائے گی اور باہمی بہت بڑی خونریزی کا باعث ہوگی۔

امیر صاحب اپنی قلمرو میں ایسے مفسد مبلغین کو تبلیغ اسلام کے بہانہ سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کس طرح اجازت دے سکتے ہیں۔ جو کھلے طور پر دریدہ ذہنی سے مقدس مذہب اسلام اور بانی اسلام پر کفار کی طرح اعتراضات کرتے ہیں اور مسلمانی کے لباس میں کفر والحاد اور مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں۔ بھلا یہ کوئی مسلمان سن سکتا ہے؟ مثلاً:

۱...... مرزا خدا کا بروز یعنی اوتار تھا، الہام مرزا: ''انت منی بمنزلة بروزی ''یعنی اے مرزا تو ہمارا ظہور ہے۔ یعنی ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوا۔'' (تجلیات الٰہیہ ص۱۳، خزائن ج۲۰ ص۴۰۴)

۲...... خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ ''انت منی بمنزلة ولدی ''یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۳...... خدا کی بیوی ہو سکتی ہے؟ الہام مرزا ''یریدون ان یروا طمثک''

(ترجمہ) مرزا قادیانی: ’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ مگر وہ حیض نہیں بچہ ہوگیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۴...... اوتار لے کر خدا انسان بن کر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے؟ ’’انت منّی وانا منک‘‘ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

۵...... مرزا غلام احمد کرشن جی کا اوتار ہیں جو ہندو مذہب کا راجہ اور اوتار رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸)

۶...... ’’فرشتے زمین پر نہیں اترتے۔‘‘ (توضیح المرام ص۳۰، خزائن ج۳ ص۶۶)

۷...... ’’مسلمان انگریز کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

۸...... مرزا کو وحی ہوتا تھا جو لکھا ہے:

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۹...... مرزا نبی ورسول تھا۔ الہام مرزا: ’’قل یاایہاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً‘‘ (اخبار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۹۰ جدید)

۱۰...... اب نجات مرزا کی وحی پر ہے: ’’اب خدا نے میری وحی، میری تعلیم اور میری بیعت کو...... مدار نجات ٹھہرایا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۱۱...... مرزا خالق زمین وآسمان ہے۔ (کتاب البریہ ص۷۸، ۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) جس میں لکھا ہے کہ: ’’میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور زمین وآسمان بنایا۔‘‘

۱۲...... ’’جو مرزا کی بیعت نہ کرے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جو تیرا مخالف رہے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ جہنمی ہے اور خدا ورسول کا دشمن ہے۔‘‘ (معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج۲ جدید ص۳۹۴ ملخص)

۱۳...... ’’مرزا کی پیش گوئیاں اگر جھوٹی نکلیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں بھی جھوٹی نکلیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۰، خزائن ج۳ ص۳۱۱ ملخص)

۱۴...... حضرت ﷺ کو معراج جسمانی نہ ہوا تھا۔ ’’معراج ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل حاشیہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۱۵...... ’’آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل نہ ہوگا۔ میں ہی مسیح ہوں جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۸، ۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۱، ۱۲۲)

۱۶...... ختم نبوت کا انکار، محمد ﷺ کے بعد ہمیشہ نبی آتے رہیں گے۔ مرزا لکھتا ہے: ’’ہمارا مذہب تو یہ ہے جس مذہب میں سلسلہ نبوت نہ ہو وہ مردہ ہے۔‘‘

(اخبار بدر ج ۷ نمبر ۹ ص ۲ مؤرخہ ۵ / مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۱۷...... ’’محمد کے واسطے صرف چاند گہن ہوا اور میرے (مرزا) واسطے چاند و سورج دونوں کا، کیا اب تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

۱۸...... ’’خدا سب سے کلام کرتا ہے مگر مرزائیوں سے بہتوں سے کرتا ہے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۲۳)

۱۹...... ’’حشر اجساد قیامت کو اس جسم کے ساتھ نہ ہوگا۔‘‘

۲۰...... ’’دوزخ کی آگ قلب کو صاف کرتی ہے۔‘‘

۲۱...... ’’سب انسان آخر دوزخ سے نجات پا کر نعمتوں کے وارث ہوں گے۔‘‘

۲۲...... ’’ہم قرآن کی تفسیر الہام سے کرتے ہیں۔‘‘ حالانکہ اجماع امت اس پر ہے کہ جس الہام کی تصدیق قرآن نہ کرے وہ شیطانی الہام ہے۔ (ریویو دسمبر ۱۹۲۳ء)

پس یہ سنگ باری ملک میں قیام امت کے واسطے اور آئندہ بغاوت اور خونریزی روکنے کے واسطے نہایت مفید اور روک تھام ہے۔ اگر امیر افغانستان صاحب ایسے مفسدوں کو اجازت دے دیں تو گویا جان بوجھ کر اپنے ملک میں بدامنی پھیلانے کی اجازت دیں گے اور یہ خلاف قرآن شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’**واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون. الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون**‘‘ (البقرہ:۱۱)

(ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو لوگوں میں میل جول کرانے والے ہیں اور بس سنو جی! یہی لوگ فسادی ہیں لیکن نہیں سمجھتے۔

(ترجمہ از نذیر احمد)

یہی حال ان مرزائیوں کا ہے کہ ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ حالانکہ دل سے چاہتے ہیں کہ انگریزوں کی اولی الامری مسلمانوں کے ذہن نشین کر کے ملک انگریزوں کو دلا دیں۔ مگر بظاہر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم خیر خواہ اسلام ہیں اور اسلام کی خدمت کرتے ہیں اور اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں۔

کیا یہی خدمت اسلام ہے کہ مسلمانوں کو اپنے عقائد سلف صالحین سے پھیرنے کی کوشش کرنا اور مجادلہ ومکابرہ کر کے دنگہ وفساد کرانا اور جو مسلمان پہلے ہی سے مشرف با اسلام ہیں ان میں ہنود و یہود ونصاریٰ کے باطل عقائد رائج کر کے انہیں گمراہ کرنا۔ کیا یہی اشاعت اسلام ہے۔ افسوس! غیر مسلموں کو مسلم بنانے کے عوض مسلمانوں ہی کو گمراہ کرتے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ اپنی تعداد بڑھالیں اور مقاصد میں کامیاب ہوں اور سلطنت اپنی قائم ہو جائے اور پھر تمام دنیا پر حکمران ہو جاویں اور یہ مرزا قادیانی کی بشارت ہے جس پر مرزائی اپنی سلطنت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب الوصیت میں لکھتے ہیں کہ خدا ان کو کہتا ہے کہ: ’’میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔‘‘

(الوصیت ص۴، خزائن ۲۰ ص۳۰۲)

ان کی زندگی میں تو نہ ہوا، یہی سچے اور جھوٹے نبی میں فرق ہے۔ محمد ﷺ سچے تھے اپنی زندگی میں عرب کے بادشاہ ہوگئے تھے۔ مگر مرزا جھوٹا تھا باتیں بنا کر چل دیا۔ اب اس کے مرید کوشش کرتے ہیں کہ بادشاہت ملے۔ اس واسطے مرزائی اپنی سلطنت چاہتے ہیں کہ منکرین مرزا کو تہ تیغ کر کے ان کو نابود کریں۔ کیونکہ کسی قوم کا نام صفحہ ہستی سے تب ہی مٹایا جاتا ہے جب کہ اس کا کوئی فرد زندہ نہ رہے۔ پس ایسے فرقہ کا نشو ونما بادشاہوں کے واسطے طاعون کا کیڑا ہے کہ ان کا ملک میں نشو ونما پاکر ان کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔

مبارک ہے سرزمین کابل وملک افغانستان جس نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت پر عمل فرمایا:

سر چشمہ شاید گرفتن بمیل　　　چو پر کشد نشاید گزشتن بہ پیل

واقعی امر یہ ہے کہ حقیقت میں یہ مفسد جماعت سیاست تمدنی کے لحاظ سے اس

قابل نہیں کہ اس کو کوئی بادشاہ اپنے ملک میں اپنے مقاصد کی تبلیغ کا علانیہ موقع دے۔ تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ جس قدر مہدی گزر چکے ہیں۔ سب نے پہلے تبلیغ اسلام کا بہانہ کر کے مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کیا۔ مگر جب جمعیت کافی حاصل ہوگئی تو حاکم وقت پر حملہ کر دیا اور سلطنت کے طمع میں ہزارہا مسلمانوں کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔

ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ ابوعبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن تومرت ۵۱۱ھ میں مصر سے فقہا کے لباس میں نکلا اور ایسا دیندار اور پرہیزگار تھا کہ کسی کے پاس کوئی چیز خلاف شرع پاتا یا کسی کے پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اسے توڑ ڈالتا۔ مسلمان اس کے پاس آنے لگے اور دین کی کتابیں اس سے پڑھیں۔ امیر یحییٰ بن تمیم بن معر بن بادیس نے بھی فقہاء کی جماعت کے ساتھ اسے دربار میں بلایا اور امیر نے اس کی بہت تعظیم کی اور کہا کہ آپ میرے حق میں دعا کیجئے۔ پھر مرا کو پہنچا یہاں کا حکمران ابوالحسن بن یوسف بن ہلشقین تھا۔ مالک بن وہب کو ابن تومرت کی بات چیت سے معلوم ہوا کہ یہ کوئی فتنہ ہے اس نے سلطان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جس کا بند کرنا مشکل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تومرت نے ملک میں بغاوت کرادی۔ سلطان نے سواروں کی فوج باغیوں کی سزادہی کے واسطے روانہ کی۔ مگر سلطان کی فوج پہاڑوں میں مقابلہ نہ کر سکی اور پیچھے ہٹ آئی۔ پھر سلطان نے بعد میں اس کو شکست دی۔ (مذاہب اسلام ص ۷۸۲)

شہر سوس میں ایک مہدی ہوا ہے اس نے دعویٰ کیا کہ میں فاطمی مہدی ہوں۔ بربر کی رعایا نے اس کی دعوت قبول کی۔ یہاں تک کہ سرداروں نے اس کو قتل کیا۔

(مذاہب اسلام ص ۷۸۳)

مرزا قادیانی نے بھی مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر چونکہ آلات حرب سے تہی دست تھا اور انگریزوں کے زیر حکومت بے بس تھا۔ اس واسطے زبان سے تو انگریز کو یقین دلایا کہ میں خونی مہدی و خونی مسیح نہیں ہوں۔ مگر اپنے پسماندوں اور مریدوں کو سبز باغ دکھایا کہ خدا کا وعدہ ہے کہ تم کو دنیا کی حکومت ملے گی۔

’’یؤتی الملک العظیم‘‘ مرزا کا الہام ہے۔ (تذکرہ ص ۱۵۰ طبع چہارم)

تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ اب تک ڈیڑھ سو مہدی ہو گزرا ہے اور نو مسیح موعود کاذب اور تیس جھوٹے نبی بھی گزر چکے ہیں اور یہ سب کے سب سلطنت کے خواب دیکھتے

رہے اوراپنے آپ کو سچے مہدی ومسیح اور نبی کہتے رہے۔ مگر واقعات نے ثابت کردیا کہ وہ سب جھوٹے تھے۔ کیونکہ جو کام مہدی ومسیح سے ہونے تھے۔ ان سے نہ ہوئے۔

اب مرزا قادیانی کے زمانہ میں بھی مہدی جاوی، مہدی سوڈانی، ومہدی سمالی الینڈ تھے اور مرزا قادیانی ہند میں ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی اوران کے ہم عصروں سے مہدی ومسیح موعود کے کام نہ ہوئے اور فوت ہوگئے۔ اس لئے سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے۔ کیونکہ ایک طرف مدعیان کے کارنامے ردی موجود ہیں اور دوسری طرف احادیث رسول اللہ ﷺ بتارہی ہیں کہ مہدی اور مسیح کے وقت اسلام غالب ہوگا اور تمام دیگر مذاہب ہلاک ہوجائیں گے۔ مگر مشاہدہ ہے کہ باطل مذاہب غالب ہیں اور اسلام کمزور ہے جس سے اظہر من الشّمس ہے کہ سب مدعی جھوٹے ہیں۔

مرزاقادیانی کی صداقت کی جو یہ دلیل بیان کی جاتی ہے کہ ان کے مرید کثرت سے ہوئے اور مرزا قادیانی کامیاب ہوئے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ سب کاذبوں کے مرید اسی طرح ہوتے رہے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کے پیرو ایک مہینے میں لاکھ سے زیادہ ہوگئے تھے۔ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کر کے اس کاذب کا قلع قمع نہ کرتے تو یہ کاذب بہت پھیل جاتا۔ اسی تھوڑے عرصہ میں اس قدر فساد کیا کہ بیس ہزار مسلمان معرکہ جنگ میں کام آئے اور مسیلمہ کے کل پیرو نابود ہوگئے۔ صرف وہ بچے جنہوں نے توبہ کی اوراز سر نو مسلمان ہوئے۔

جھوٹے مدعی ہمیشہ سے فساد کرتے چلے آئے ہیں اور خلفائے اسلام ان کا قلع قمع کرتے آئے ہیں۔ امیر صاحب والی افغانستان نے کوئی نرالا کام نہیں کیا۔ ہمیشہ سے دنیا میں ایسا ہوتا ہے، ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ اسلام کی خوبی ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے۔ برخلاف دوسرے مذاہب کے کہ سیاسی چالوں سے اپنے مخالفین کو کسی نہ کسی بہانہ سے نابود کرتے ہیں۔ کیا بادشاہ اسلام کا فرض نہیں ہے کہ اپنے مذہب اور ملک کو ایمانی اور سیاسی ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے۔ والی افغانستان ادام اللہ ظلہ، تو صاحب سطوت وحکومت وخود مختار شہریار ہیں۔ ہم ذیل میں نقلی وجعلی خلافت کی کارروائیاں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مذہب کے ترک کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حالانکہ انگریزوں کے ماتحت ہیں۔

۱...... اوّل: مرزاقادیانی کی زندگی میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی نے بیس برس کے بعد خوب تحقیق کر کے مرزا قادیانی کی بیعت توڑی۔ یہ ایسا عقیدت مند مرید تھا کہ بیس روپے ماہوار

چندہ دیا کرتا تھا۔ جب ڈاکٹر عبدالحکیم خان بقول مرزا مرتد ہوا تو قادیانی خدا نے مرزا قادیانی کو بذریعہ الہام اطلاع دی کہ عبدالحکیم تیری زندگی میں فنا ہوجائے گا۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں: ’’فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔‘‘ مرزا قادیانی حاشیہ پر خود لکھتے ہیں کہ: ’’اس فقرہ میں عبدالحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲، خزائن ج۲۲ ص۴۱۱)

ناظرین کرام! یہ قادیانی خدا کا دربار ہے جس سے مرتد کے نام سزا جاری ہوتی ہے کہ خدا اپنے فرشتے بھیج کر عبدالحکیم خان کو سنگساری سے بڑھ کر سزا دے گا۔ اگرچہ یہ الہام بھی دوسرے الہاموں کی طرح جھوٹا نکلا اور خدا نے بجائے عبدالحکیم خان کو سزا دینے کے مرزا قادیانی کو ہی بند ہیضہ کے عذاب سے موت دے کر سچے اور جھوٹے میں فرق کردیا۔ مگر یہ اظہر من الشمّس ہوا کہ مرتد کی سزا قادیانی خدا کے دربار میں بھی موت ہی ہے۔

۲...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’چراغ دین ساکن جموں جب میری بیعت سے مرتد ہوکر مخالفوں سے جاملا تو میں نے خدا سے دعا مانگی تو خدا نے ظالم کو بمعہ اس کے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک کیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۷۸، خزائن ج۲۲ ص۳۹۲)

سبحان اللہ! قادیانی خدا کا خوب انصاف ہے کہ گناہ تو کیا باپ نے اور اس کے ساتھ دونوں بے گناہ بیٹے بھی ہلاک کردیئے۔ جس سے ثابت ہے کہ چراغ دین مرزا قادیانی کی بددعا سے نہ مرا تھا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’دعا ابھی چھپی نہ تھی اور کاپی پتھر پر تھی کہ چراغ دین بمعہ دونوں بیٹوں کے طاعون کا شکار ہوا۔‘‘ خواہ کچھ ہی ہو یہ تو ثابت ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے، بلکہ مرتد کے بیٹے بھی واجب القتل ہیں۔

۳...... میر عباس علی لدھیانوی کو مرزا قادیانی نے مرتد قرار دیا۔ کیونکہ اس نے مرزا قادیانی کی بیعت توڑ دی۔ اسی واسطے ارتداد کی سزا میں ہلاک کیا گیا۔ یہ میر عباس علی مرزا قادیانی کے ایسے راسخ الاعتقاد مرید تھے کہ مرزا قادیانی کو ان کی نسبت الہام ہوا: ’’اصلها ثابت وفرعها فی السماء‘‘ یعنی جڑ ہیں اس کی زمین میں قائم ہیں اور شاخیں اس کی آسمان پر ہیں۔ جب میر صاحب کو خدا نے ہدایت بخشی اور وہ مرزائیت سے تائب ہوئے اور مرزا قادیانی کی بیعت توڑ دی تو مرزا قادیانی نے ان کو مرتد کہا اور بددعا سے اس کو ہلاک کردیا۔ (حقیقت الوحی ص۲۹۴، ۲۹۵، خزائن ج۲۲ ص۳۰۷، ۳۰۸)

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی جو شخص اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاتھ میں تلوار نہ تھی، زبانی تیغ وسنان کے ہتھیاروں سے اپنے مخالف کو قتل کرتے۔ اگر خدانخواستہ کسی ملک کے حکمران ہوتے تو تمام ان لوگوں کو جو مرزا قادیانی کی بیعت نہ کرتے اوران کو مسیح موعود تسلیم نہ کرتے سب کو سنگسار اور تہ تیغ کرتے۔ مگر ''خدا گنجے کو ناخن نہیں دیتا۔'' جب بے بسی کی حالت میں مرزا قادیانی اوران کے مرید اپنے مخالفین کو سزا دے لیتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہے تو اس ملک میں جہاں اسلامی حکومت ہے کیوں مرتد کو سزائے قتل نہ دی جاتی۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بعد ان کے مرید اور جانشین کیا کر رہے ہیں۔

۱...... ''جو بادشاہتیں آپ کی جماعت کی ترقی میں روک ہوں گی اور آپ کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کرنا پسند نہ کریں گی وہ کاٹی جائیں گی اوران کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔'' (تحفہ شہزادہ ویلزص ۸۵، انوار العلوم ج۶ص ۵۲۵)

میاں صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہے کہ مرتد کی سزا یہ ہے کہ اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، خواہ بادشاہ اسلام کا ہی ہو جب کوئی مرزائیت کی ترقی کو روکے تو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاوے۔ یعنی مارا جاوے۔ انصاف سے کوئی مرزائی بتاوے کہ ایسے ارادہ کے دشمنان اہل اسلام کو امیر صاحب والی کابل کس طرح اپنے ملک میں اجازت تبلیغ مرزائیت دے سکتا ہے جن کا مقصود بالذات یہ ہے کہ سلطنت کابل کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کے مرید نہیں اور نہ افغانی رعایا وارا کین مرزا قادیانی کی بیعت میں داخل ہیں۔

۲...... قادیان میں مسلمانوں کی انجمن کے سالانہ جلسہ منعقدہ یکم،۲،۳؍اپریل ۱۹۲۴ء کے موقعہ پر رات کے وقت مہذبان دارالامان قادیان لاٹھیوں اور سونٹوں سے مسلح ہوکر سوئے ہوئے نہتے مسلمانوں پر بے خبری میں حملہ آور ہوئے اور اگر انگریزوں کی حکومت نہ ہوتی تو سب کو جان سے مار ڈالتے جس سے ثابت ہوا کہ قادیانی شریعت میں بھی ترک مذہب کی سزا قتل ہے۔ چاہے مجاز واستعارہ کے رنگ میں ہی کیوں نہ ہو۔

رسالہ انجمن تائید اسلام لاہور ۱۵؍جون ۱۹۲۴ء کے اخیر صفحہ پر قادیانی خلافت کو کھلی چٹھی لکھی گئی۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا جس سے ثابت ہے کہ جو سلوک قادیانیوں نے

مسلمان گھر آئے مہمانوں سے کیا وہ بروزی وظلی خلافت کے حکم سے کیا ہے جس کا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔

۳...... میاں عبداللطیف گناچوری مدعی نبوت ومہدویت کے پاس ایک وفد بھیجا کہ دعویٰ سے توبہ کرو اور جب اس نے نہ مانا تو اس کی تکفیر کی اور کل اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اس کو کافر سمجھیں جس سے ثابت ہے کہ اگر میاں محمود قادیانی کا بس چلتا تو اس کو قتل کراتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک جو احمدی یعنی مرزائی نہ ہو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کے لائق ہے۔

۴...... سید محفوظ الحق صاحب علمی ایڈیٹر کوکب ہند آگرہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’ہم چند آدمی جب بہائی ہوئے تو ہم مظلوموں کو قادیان کی سرزمین میں وہ اذیتیں دی گئیں جو اہل قادیان کے اختیار میں تھیں۔ گالیاں دینا، گلیوں میں چلنے سے روکنا، ڈنڈوں کے سائے میں ادھر سے ادھر لے جانا، ہمارے مکانوں پر رات کو پہرے لگانا تاکہ کوئی بندۂ خدا ہم سے نہ مل سکے۔ ہمارا نام غدار، مکار، عیار، مرتد فتنہ پرداز رکھا گیا۔ کئی بزرگوں نے بار بار زبانی ہمیں کہہ کر تہدید سنائی کہ تم مرتد ہو گئے ہو، تمہاری سزا قتل ہے۔‘‘

۵...... شیخ یعقوب علی تراب نے لکھا کہ اگر ہماری حکومت ہوتی تو ان بہائی ہونے والوں کی سزا موت سے بڑھ کر تھی۔ مگر ہماری گورنمنٹ (خلافت قادیانی) اس وقت اتنا ہی کرسکتی ہے کہ ان لوگوں کا قطعاً بائیکاٹ کر دیا جائے اور سرزمین قادیان سے باہر کر دیا جائے۔

۶...... اخبار فاروق کے ایڈیٹر مولوی قاسم علی نے کھلے الفاظ میں لکھ دیا کہ ان بہائی بننے والوں کو پریڈ پر شوٹ کر دینا چاہئے تھا۔ یعنی گولی مار کر قتل کر دینا چاہئے تھا۔

(ملخصاً از اخبار کوکب ہند یکم ر اکتوبر ۱۹۲۴ء)

مرزائیوں کی منافقانہ لفاظی کس قدر پایۂ راستی سے گری ہوئی ہے کہ اگر مسلمان مخالفین کو موقعہ اعتراضات نہ دیں اور مرتد کہہ کر قتل کرا دیں تو ثابت ہوگا کہ دین اسلام کمزور ہے اور دلائل اور اعتراضات کو تو سنتا نہیں اور جبر وتشدد سے منوانا چاہتا ہے اور اپنی کرتوت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو جو مسیح موعود اور نبی ورسول نہ مانے اور اس کو گولی سے مارنا اور قتل کرانا اور سرزمین قادیان سے خارج کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اور اس وقت کے منتظر ہیں کہ نقلی وجعلی گورنمنٹ اصلی گورنمنٹ کب بنے تو مخالفین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ خدا وہ دن نہ لاوے کہ ظلی وبروزی حکومت اصلی ہو اور مخلوق خدا کا صفایا ہو اور تجربہ کی بناء پر ہم

بھی پیش گوئی کرتے ہیں کہ جس طرح مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں کبھی سچی نہ ہوئی تھیں، یہ بادشاہت اور تخت روس وحکومت ہند بھی کبھی مرزائیوں کے نصیب نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ حکومت اس کو دیتا ہے جو حکومت کا اہل ہو۔

جب نقلی حکومت میں مرتد کی سزا قتل وگولی سے مارنا ہے تو حکومت افغانستان بدرجہ اعلیٰ مستحق ہے کہ حدود شریعت اپنی قلمرو میں جاری کرے اور کفر والحاد وارتداد اپنے ملک میں نہ پھیلنے دے اور جو مفسد اس مقصد کے واسطے جاوے اور معاندانہ طور پر حکومت کی حکم عدولی کرے اور رعایائے افغانی کو حکومت سے بدگمان کرے اور شورش پھیلانے کی کوشش کرے اور باوجود فہمائش کے نہ مانے، مٹانا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ دونوں کی اس میں بھلائی ہے۔ رعایا کی بھی اور بادشاہ کی بھی۔ کیونکہ جب یہ زیادہ زور پکڑ جاوے تو بہت کشت وخون کا بازار گرم ہوگا اور ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق وقوع میں آئے گا۔

پس حضرت امیر صاحب غازی والی حکومت افغانستان نے جو نعمت اللہ کو سنگسار کرایا تو اپنا فرض منصبی ادا فرمایا اور عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ذات بابرکات حضرت امیر غازی ایدہ اللہ بنصرہٖ کو چشم زخم زمانہ ناہنجار سے محفوظ رکھے اور روز افزوں ترقی حشمت واقبال عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین! پیر بخش سیکرٹری

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱۳، دسمبر۱۹۲۴ء ص۲ تا۱۳)

(۸) قرآن کریم اور قتل مرتد

آج کل عام طور پر سوال پیدا ہورہا ہے کہ شریعت میں مرتد کا حکم قتل وغیرہ ہے یا کہ نہیں۔ انہی دنوں مجھے مخلصم غازی محمود دھرمپال عالم سنسکرت وماہر وید سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اثنائے گفتگو میں نعمت اللہ خان مرزائی کے قتل کا ذکر آیا۔ آپ نے تین سوال کئے جو بمعہ جوابات درج ذیل ہیں۔

سائل نے یہ بھی کہا کہ: ’’جواب قرآن مجید سے فقط ہوں۔‘‘ اگرچہ یہ ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ حدیث شریف کا کوئی حکم قابل قبول نہیں جس سے نہ فقط حدیث سے انکار لازم آتا ہے بلکہ قرآن پر بھی پورا ایمان نہیں رہتا۔ مطابق ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی‘‘ (نجم:۳،۴) اور ’’وما اٰتاکم الرسول فخذوہ

وما نھاکم عنه فانتھو ‘‘(الحشر:۷) لیکن غازی صاحب موصوف کا یہ ہرگز خیال نہیں بلکہ آپ کا منشاء صرف یہ تھا کہ قرآن مجید میں ان سوالوں کا جواب ہے۔ وہو ہذا!

سوال نمبر۱: کیا فرقہ مرزائیہ عندالشریعت مرتد ہے؟

جواب: اوّل ایک دو ایسی روایتیں پیش کی جاتی ہیں جن کا تعلق ایمانیات سے ہے قولہ تعالیٰ: ’’کل اٰمن باالله وملٰئکته وکتبه ورسله لانفرّق بین احد من رسله‘‘ (بقرہ:۲۸۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر یقین کرنا اور رسولوں میں کسی قسم کی تفریق نہ کرنا۔ ان میں سے اگر ایک کا بھی انکار یا کسی کے متعلق کلمات توہین واستہزاء پائے جائیں تو یقیناً ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ چنانچہ آیت ذیل بصراحت دال ہے۔ قولہ تعالیٰ: ’’ومن یکفر باالله وملٰئکته وکتبه ورسوله والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیداً‘‘ (النساء:۱۳۶)

(ترجمہ) جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرے تو وہ سخت تر گمراہ ہے۔

مرزا قادیانی کی تحریرات میں توہین وغیرہ صاف صاف پائی جاتی ہے۔ یقیناً فرقہ مرزائیہ ’’یقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً‘‘ (النساء:۱۵۰) کے مصداق ہیں۔ کیا ایسے عقائد کے ہوتے ہوئے مرزائیوں کے مرتد اور خارج عن الاسلام ہونے میں کچھ شبہ رہ سکتا ہے۔

سوال نمبر۲: کیا مرتد کی توبہ قبول ہے؟

جواب: قرآن مجید کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ آیت صاف دال ہے: ’’ومن یرتدّ منکم عن دینه فیمت وھو کافرٌ فاولٰئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرة‘‘ (بقرہ:۲۱۸)

(ترجمہ) جو کوئی دین سے پھر جاوے اور حالت کفر وارتداد میں ہی مر جاوے اس کے اعمال دنیا وآخرت کے حبط ہو جاتے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مرتد ہونے کے بعد اسی حالت میں فوت ہو جاوے تو ’’حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرة‘‘ ہے اور اگر اسی حالت میں نہ مرا

بلکہ تائب ہوکر پھر دین میں داخل ہوگیا تو اس صورت میں اس کے اعمال حبط نہ ہوں گے۔ اگرچہ اس آیت میں گنجائش ہے کہ: ’’**حبط الاعمال فی الدین**‘‘ سے قتل مرتد ثابت ہو سکے۔ جیسا کہ بعض مفسرین کا کچھ ایماء ہے۔ مگر میں دوسری آیت جو اپنے مضمون میں زیادہ واضح ہے پیش کرتا ہوں۔

سوال نمبر۳: کیا مرتد واجب القتل ہے؟

جواب: مرتد اگر توبہ نہ کرے تو شریعت میں قتل کر دینے کا حکم ہے۔

۱…… لقولہ تعالیٰ ’’**ودّوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولیاء حتی یهاجروا فی سبیل الله. فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حیث وجدتموهم**‘‘ (النساء:۸۹)

(ترجمہ) وہ پسند کرتے ہیں کہ کاش کے تم کافر ہو جاؤ جیسا کہ وہ کافر ہوئے۔ پس تم برابر ہو جاؤ، ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ۔ یہاں تک کہ وہ ہجرت فی سبیل اللہ کریں۔ اگر وہ اعراض کریں اور تائب نہ ہوں تو جہاں پاؤ ان کو پکڑ کر قتل کر دو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرتدین کی انتہائی ہوس و آرزو ہے کہ تم بھی ان کی طرح مرتد ہو جاؤ تاکہ سب کے سب برابر ہو جائیں:

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

کیا فرقہ مرزائیہ اس کے مصداق نہیں؟ کیا ان کی از سرتا پا کوشش نہیں کہ تمام مسلمان مرزائی بن جائیں۔ جیسا کہ فقرہ: ’’**ودّوا لو تکفرون کما کفروا**‘‘ دال ہے۔ زیادہ تفصیل سے ضرورت ہو تو تفسیر خازن ملاحظہ ہو: ’’**فلا تتخذوا منهم اولیاء حتی یهاجروا فی سبیل الله ای فلا تولواهم حتی یؤمنوا لان الهجرة فی سبیل الا الاسلام**‘‘ (تفسیر مدارک ج۱ ص۱۸۸) مرتدین کے ساتھ کسی قسم کی موالات مت کرو تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لاویں۔

۲…… ’’**یا ایها الذین اٰمنوا من یرتدّ منکم عن دینه فسوف یأتی الله بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم**‘‘ (المائدہ:۵۴)

یہ آیت اپنے مضمون میں باعتبار شان نزول بہت واضح ہے۔ ’’**من یرتد منکم**

عن دینه ای من یرجع منکم عن دین الاسلام فسوف الخ ای یرمنی اموالهم ویثنی علیهم ویطیعون ویؤثرون رضاه وفیه دلیل نبوته ﷺ حیث اخبرهم بما لم یکن فکان واثبات خلافة الصدیق وغیره لانه جاهد المرتدین'' (تفسیر مدارک ج۱ص۲۲۵)

اس وقت میرے سامنے پرچہ نور مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۲۴ء موجود ہے جس کے (ص۶ کالم۳) ''والی افغانستان کے وحشیانہ فعل'' کے عنوان سے مضمون لکھا ہوا ہے۔ اقتباساً چند سطور لکھی جاتی ہیں: ''بیسویں صدی میں پہنچ کر جب کہ ہر طرف تہذیب کا غلغلہ بلند ہورہا ہے۔ والی افغانستان کا ایک شخص کو محض احمدی ہونے پر سنگساری کی سزا دینا یہ انتہائی ظلم ووحشت (ایک سطر کے بعد) یہ وحشت ناک۔ اسی قسم کے الفاظ سے ریویو آف ریلیجنز وغیرہ پرچہ قادیان نے والی افغانستان حضرت امیر امان اللہ خان غازی خلداللہ ملکہ وسلطنۃ کو یاد کیا ہے۔ حالانکہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس طرح مرتدین کو قتل کرایا اور پوری ہمت سے ان کے ساتھ برسر جہاد رہے اوران کو جہنم رسید کیا تو کیا قادیانی پارٹی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نسبت بھی انتظائی ظلم وحشت ناقابل عفوغداری اور وحشتناک ظلم سے یاد کریں گے۔ اگر ہندوستان میں سلطنت اسلامی نہ ہونے کی وجہ سے حدود جاری نہیں ہوتے تو کیا اگر اسلامی سلطنت میں حد شرعی جاری کی جاوے تو یہ شوروغوغا؟

مگر حضرت امیر صاحب خلداللہ سلطنۃ نے ''اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین. ولا یخافون لومة لائم'' (مائدہ:۵۴) پر پورا عمل کر دکھایا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ اوّل کی اقتداء فرما کر ''یحبهم ویحبونه'' کے مصداق ہوگئے۔ ''ذالک فضل اللہ یوتیه من یشآء''

ایں سعادت بزور بازو نیست تابہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک مجاہد فی سبیل اللہ کے مقابلہ میں فرقہ مرزائیہ کا شوروغوغا وپروپیگنڈا کیا بنا سکتا ہے؟

راست خواہی بذلہ چشم ...... کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

۳...... ''یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامهم وهمّوا بمالم ینالوا'' (توبہ:۷۴) ''فان یتوبوا یک خیرالهم وان یتولوا یعذبهم اللہ عذاباً الیماً فی الدنیا والآخرة''

(ترجمہ) حلف اٹھاتے ہیں کہ ہم نے کلمہ کفر نہیں کہا حالانکہ یقیناً کہا ہے، اسلام لانے کے بعد انہوں نے کفر کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ اور رسول کے ان پر فضل کرنے کا نتیجہ انکار عن الاسلام ہے۔ اگر وہ حقیقی طور پر تائب ہوکر اسلام میں داخل ہو جائیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا اور اگر وہ توبہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں عذاب الیم اور عقوبت شدید دے گا۔ عذاباً الیماً فی الدنیا سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مرتد کے لئے درد ناک عقوبت ہونی چاہئے اور وہ سنگسار یا سولی یا کسی اور شدید طریق پر قتل کرنا ہے۔

مرسلہ: ابوالاواہ محمد عبداللہ غفرلہ از مدرسہ اساس العلوم باڑیوال متصل لدھیانہ

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۱۳، دسمبر۱۹۳۴ء ص۱۳تا۱۶)

(۹) تکفیر اہل قبلہ

(ریویو آف ریلیجنز ماہ جنوری ۱۹۲۵ء ص۱۷) پر: ''بہاء اللہ ایرانی کی جدید شریعت'' کے زیر عنوان بہاء اللہ کی تعلیم درج کر کے اس پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ مگر جب وہی باتیں اور الہامات کفر وشرک مرزا قادیانی کے ہم پیش کرتے ہیں تو ہم کو کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی تو مسلمان تھے اور ایسے ایسے کلمات اور الہامات از قبیل متشابہات ہیں، ان کو محکمات کے تابع کرو اور مرزا قادیانی کو اپنے دعاوی میں سچا یقین کرو اور ان کے تابع ہو جاؤ۔

جواب: یہ پایہ راستی واعتبار سے اس قدر دور دلیل ہے جس کی نسبت صائب ایرانی نے کہا ہے:

برعیب خویشتن ہرگز نمے باشد کسے آگاہ　　خلیدن نیست در اندام ماہی خار ماہی را

یعنی اپنا عیب کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے مچھلی کا کانٹا مچھلی کو نہیں چبھتا۔ پس قادیانی صاحبان کو اپنے عیبوں کی طرف دیکھنا چاہئے کہ ان کے اور ان کے پیشوا کے الہامات اور مکاشفات واعتقادات جب اپنے اندر وہی عفونت رکھتے ہیں تو وہ بہاء اللہ کو کافر اور خارج از اسلام کہنے میں حق بجانب نہیں ہوسکتے۔ اگر بہاء اللہ بہ سبب تغیر وتبدل وتنسیخ مسائل شریعت محمدی قابل تکفیر ہے تو مرزا قادیانی کی تکفیر پر کیوں علماء اسلام کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے بھی قرآن مجید کے احکام کی تنسیخ کی ہے اور خلاف قرآن واحادیث عقائد احداث کئے ہیں۔ ہم ذیل میں مرزا قادیانی اور بہاء اللہ دونوں مدعیان نبوت کے اقوال کفریہ درج کر کے مسلمانوں کو بتاتے ہیں کہ یہ دونوں یکساں اسلام کے صراط مستقیم سے بہکانے والے ہیں۔ اگر قادیانی صاحبان تاویلات سے اپنا مسلمان ہونا ثابت کر سکتے ہیں تو

ایسی تاویلات سے بہاء اللہ کے پیرو بھی مسلمان رہ سکتے ہیں۔

اوّل: بہاء اللہ کا دعویٰ: ’’انـی انااللہ لآ الٰہ الّا انا المھیمن القیوم ‘‘میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں۔‘‘ (بحوالہ طرازات ص۱۳)

الہام مرزا قادیانی: ’’نحمدک ونصلی‘‘ یعنی ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۴، خزائن ج۲۲ ص۹۷)

بہاء اللہ تو صرف مخلوق کا معبود بنتا ہے مگر مرزا قادیانی کی خالق تعریف کرتا ہے۔ مگر مرزائیوں کی عقل پر افسوس ہے کہ جو مخلوق کا معبود بنے اسے کافر کہتے ہیں لیکن جو خالق کا معبود بنے اسے مسلمان اور مسیح موعود وغیرہ۔

اور سنئے: ’’انت منی وانا منک‘‘ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

’’الارض والسماء معک کما ھو معی ‘‘آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ میرے ساتھ ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۵، خزائن ج۲۲ ص۷۸)

دوم: بہاء اللہ کے روضہ کی پرستش۔ قادیان میں بھی بہشتی مقبرہ ہے جو وہاں مدفون ہوتا ہے بخشا جاتا ہے جس سے تمام شریعت محمدیہ منسوخ ہے۔ کیونکہ جائیداد کا دسواں حصہ دے کر قادیان میں جسے قبر کی جگہ مل جاوے وہ بہشتی ہے۔ جیسا کہ عیسائیوں میں بہشت بقیمت بکتا ہے۔ قادیان میں بھی بہشت بکتا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی قبر کی فقط پرستش ہی نہیں بلکہ وہاں تو جو دفن بھی ہو وہ بہشتی ہوتا ہے۔ (الوصیت ملخص ص۱۷، خزائن ج۲۰ ص۳۱۹)

سوم: ’’بہائی شریعت اسلامی شریعت کے منسوخ کرنے والی ہے۔‘‘ مرزا قادیانی کی شریعت بھی اسلامی شریعت کو منسوخ کرنے والی ہے۔ جہاد کو حرام کر دیا۔

(خطبہ الہامیہ ملخص ص ت، خزائن ج۱۶ ص۱۷)

مرزا قادیانی نے مسمی اللہ دتہ کنجر سے حرام کی کمائی کا روپیہ اشتہاروں کے واسطے لینا چاہا اور جائز قرار دیا۔ ختم نبوت کے عقیدہ کو منسوخ کیا۔ اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا۔ فرشتوں سے انکار کیا۔ ملائکہ کے نزول سے انکار کیا اور ان کے بعد آپ کے بیٹے خلیفہ محمود نے اپنے عقائد کا کھلا اقرار کیا کہ ہمارے عقائد مسلمانوں والے نہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ’’ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے، ختم نبوت اس طرح ہم نہیں

مانتے جس طرح دوسرے مسلمان مانتے ہیں، نزول مسیح بھی ہم اس طرح نہیں مانتے جس طرح مسلمان مانتے ہیں۔ رسول اللہ کے بعد رسولوں کا نہ آنا ہم حماقت سمجھتے ہیں۔ ہم قرآن کے معانی وتفسیر رائے سے کئے ہوئے جس کو ہم الہام کہتے ہیں درست کہتے ہیں اور تفسیروں کو نہیں مانتے۔ خدا سب سے باتیں کرتا ہے، پیغمبروں کی خصوصیت نہیں۔ ہم بعث بعدالموت بھی اس طرح نہیں مانتے جس طرح دوسرے مسلمان مانتے ہیں۔ دوزخ وبہشت بھی اس طرح نہیں مانتے جس طرح مسلمان مانتے ہیں۔''

چہارم: حج مکہ میں ہوتا ہے۔

جواب: مرزائیوں کا مکہ ومدینہ بھی قادیان ہی ہے۔ عبداللطیف کابلی حج کے واسطے آیا اور قادیان سے مرید ہوکر واپس چلا گیا اور کہا کہ میرا حج قادیان میں ہوگیا ہے اور تمام مرزائی ماہ دسمبر میں قادیان جاتے ہیں۔

پنجم: اہل بہاء میں سلام کا طریقہ۔ مسلمانوں میں طریقہ ہے کہ ایک السلام علیکم کہتا ہے تو دوسرا وعلیکم السلام کہتا ہے۔ مگر بہائی ایسا نہیں کرتے۔ الخ!

مرزا قادیانی کے مرید بھی وعلیکم السلام نہیں کہتے اور نہ مسلمانوں کا جنازہ پڑھتے ہیں اور نہ ان کے ساتھ نماز۔

ششم: خیراتی اموال میں بہاء اللہ اور اس کی اولاد کا تصرف۔ الخ!

مرزا قادیانی نے بھی خیراتی اموال سے دنیاوی مزے اڑائے، ہزاروں روپے کے زیورات اور وسیع مکانات اور باغات بنوائے اور خود لکھتے ہیں کہ: ''جہاں ہم کو دس روپے ماہوار کی آمدنی نہ تھی اب لاکھوں روپے آتے ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱)

خیراتی مال سے خلیفہ صاحب دس ہزار روپیہ سیر کشمیر میں صرف کر آئے اور پچاس ہزار روپیہ سفر لندن میں صرف کر آئے اور ایسے شہر کی سیر کی جس کی تعریف میں کسی شاعر نے لکھا ہے:

ہوائے ناز پر کافر اڑائے بال پھرتے ہیں
بچے کیونکر یہ مرغ دل کہ اڑتے جال پھرتے ہیں

جب مرزا قادیانی کا مشن بھی ایسے ہی اعتراضات کا محل ہے اور جو اعتراضات بہاء اللہ پر کئے جاتے ہیں وہی مرزا قادیانی پر پڑتے ہیں تو پھر اسلام اور شریعت اسلام کے واسطے دونوں برابر ہیں، پھر تعجب ہے کہ ایک دوسرے کی تکفیر کرے۔ حالانکہ وجہ تکفیر اپنے اندر رکھتا ہو۔

جب اپنے اوپر اعتراض ہو تو متشابہات کہہ کر اپنی مخلصی چاہے۔ مگر دوسرے کو کافر کہے یہ انصاف سے بعید ہے۔ خود خدا بنے، خدا کا بیٹا بنے، خدا کی بیوی بنے، خدا کے اطفال جنے، خدا اس کے ساتھ طاقت رجولیت کا اظہار کرے۔ خدا کی اولاد بنے، خدا کے نطفہ سے بنے، کن فیکون کے اختیار رکھے۔ خدا کا اوتار بنے۔ خالق زمین وآسمان بنے، رسول بنے۔ وغیرہ وغیرہ! تو مسلمان، مرسل یزدانی اور مسیح موعود اور دوسرا اگر ایسا کرے تو کافر اور اسلام سے خارج۔

مرزا قادیانی اگر محمد رسول اللہ ﷺ کو معزول کر کے نجات کے خود ٹھیکہ دار بن جائیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کو توڑ کر مقام محمود کا مرتبہ بھی چھین لیں۔ قرآن کی آیت منسوخ کر دیں اور ایک آیت: ’’انا انزلناه قریباً من القادیان‘‘

(حقیقت الوحی ص ۸۸، خزائن ج ۲۲ ص ۹۱)

قرآن میں بڑھا دیں تو مسلمان اور مسیح موعود اور ایسے واجب التعظیم کہ ان کی بیعت کے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر کریں اور اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی قرار دیں تو حق بجانب ہوں اور اگر بہاء اللہ کچھ کہے تو کافر۔ یہ کون سا انصاف ہے؟

جب مسلمان مرزائیوں کو ان کے عقائد فاسدہ اور خلاف شرع محمدی کرنے کے باعث ان کی تکفیر کرتے اور اسلامی فرقہ نہیں سمجھتے تو کہتے ہیں کہ اہل قبلہ اور اسلامی فرقہ کو کیوں کافر کہتے ہو؟ ایسا کرنے سے تم خود کافر ہو جاتے ہو۔ مگر خود بہائی فرقہ کی تکفیر کر کے بھی مسلمان رہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ’’غرض بہاء اللہ کی یہ وہ شریعت ہے جس کی وجہ سے اہل بہاء کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس شریعت کے ہوتے ہوئے جو شخص بھی یہ کہتا ہے کہ بہائی فرقہ اسلامی فرقہ ہے وہ یا تو بہائی ہے اور لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے اور یا وہ بے خبر ہے۔‘‘

اسی طرح مسلمان مرزا قادیانی کے کشوف والہامات جو شریعت محمدی کے خلاف ہیں پیش کر کے کہتے ہیں کہ مرزائی فرقہ مسلمان نہیں اور جو شخص فرقہ مرزائیہ کو مسلمان کہتا ہے وہ یا تو خود مرزائی ہے یا اسلام سے بے خبر ہے۔ اگر بہاء اللہ اس واسطے کافر اور اسلام سے خارج ہے کہ اس نے خلاف قرآن وشریعت محمدیہ کیا ہے تو مرزا قادیانی نے جب اس سے بڑھ کر خلاف قرآن واسلام وشریعت محمدیہ کے کیا ہے اور اسلام کے اندرونی دشمن ہیں تو پھر وہ کیوں اسلام سے خارج نہیں؟ اور علمائے اسلام مرزائیوں کی تکفیر کرنے میں کیوں حق پر نہیں ہیں؟ جواب کا منتظر: پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر ۱۵، فروری ۱۹۲۵ء ص ۸ تا ۱۱)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تکفیر اہل قبلہ کی نسبت مرزا کی نصیحت

اور

خود مسلمانوں کی تکفیر

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۹۷، خزائن ج۳ ص۴۲۲) پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں: ''مسلمانو آؤ خدا سے شرماؤ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں تم ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ اور اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں تو اپنی ہی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو اور فتنہ انگیز تحریروں سے باز آؤ۔''

یہ کیسی عمدہ نصیحت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی خود اس عیب سے پاک ہیں۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر نہ کرو اور خود تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو بہ سبب اپنے انکار کے کافر قرار دیتے ہیں اور اپنی جماعت کو حکم دیتے ہیں کہ نہ مسلمانوں کے جنازے پڑھو نہ ان کے ساتھ نمازیں پڑھو۔

''اتأمرون الناس بالبرّ وتنسون انفسکم'' (البقرہ:۴۴)

یعنی لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہیں اور اس کے خلاف کرتے ہیں جو اس فعل کا عامل ہو وہ کبھی راست باز نہیں کہلا سکتا۔ دیکھو ذیل کی عبارات:

۱…… ''سوال: حضور عالی نے ہزاروں جگہ فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ……'' لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ: ''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔'' اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ: ''میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔'' اور اب آپ لکھتے ہیں کہ: ''میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔''

''الجواب: یہ عجب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ''ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بایٰاتہ'' (الانعام:۲۱)

یعنی بڑے کافر وہی ہیں، ایک خدا پر افتراء کرنے والا، دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلا شبہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص ۱۶۷)

۲…… ’’اگر تم رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ حصہ اوّل ص۲۷۶)

۳…… ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے، پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الٰہی کے مخالف ہے۔‘‘ (ایضاً ص۲۷۷)

۴…… ’’میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا انکار ہے۔‘‘ (ایضاً ص۲۸۰)

۵…… ’’میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا، پھر سوچو کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔‘‘ (ایضاً ص۲۸۱)

۶…… ’’جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے اور وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔‘‘ (ایضاً ص۳۰۴)

۷…… خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔وہ مسلمان نہیں[۱] اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔‘‘

(تذکرہ ص۵۱۹ طبع چہارم)

۱؎ لاہوری جماعت مرزائیہ غور کرے جو کہتی ہے کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کافر نہیں کہا۔

خلیفہ نورالدین قادیانی کا فتویٰ

’’میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان (یعنی تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے درمیان) اصولی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ اس کے ملائکہ پر، کتب سماویہ پر اور اس کے رسل پر، خیر وشر کے اندازہ پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی امر مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرسل نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا قادیانی کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے: ’’لا نفرق بین احد من رسله‘‘ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تفرقہ ہوتا ہے۔[۱]‘‘

(فتاویٰ احمدیہ ص۲۷۴، ۲۷۵ بحوالہ الحکم ج۱۵ نمبر۸، مؤرخہ ۷ر مارچ ۱۹۱۱ء)

برادران اسلام! مذکورہ بالا سات حوالہ جات مرزا قادیانی اور ایک حوالہ مولوی نورالدین قادیانی سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں کو جو ان کے مرید نہیں ہوئے دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ کیونکہ انہوں نے مرزا قادیانی کو سچا مسیح وسچا مہدی نہیں مانا جس کی خبر حدیثوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ مگر افسوس مرزا قادیانی لوگوں کو ایک سخت مغالطہ دیتے ہیں اور بناء فاسد علی الفاسد کے رو سے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور دھوکا یہ دیتے ہیں کہ فرد جرم لگانے میں خود غلطی کرتے ہیں کہ یہ لوگ مسیح موعود اور مہدی کا انکار کرتے ہیں۔ اس واسطے کافر ہیں۔ حالانکہ مسلمان غلام احمد کے مسیح اور مہدی ہونے کے منکر ہیں۔ مسلمان مرزا قادیانی کو سچا مسیح موعود تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث وانجیل اور صحابہ کرام واولیائے عظام واجماع امت کے برخلاف ہے۔ مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے برخلاف جھوٹے مدعی کو ماننا مخبر کو جھٹلانا ہے۔

[۱] حکیم صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی رسول ہیں اور ان کا منکر مسلمان نہیں۔ لاہوری جماعت غور کرے۔

اوّل انجیل سے: ’’جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس پاس آ کر کہا۔ ہم سے کہو کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے اور زمانے کے اخیر ہونے کا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔‘‘ (انجیل متی باب۲۴ ایت۳و۴)

انجیل سے ثابت ہے کہ اصل عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں۔

انجیل کے اس حوالہ کی تصدیق قرآن شریف نے کردی اور فرمایا کہ: ’’**انہ لعلم للساعۃ** ‘‘یعنی حضرت عیسیٰ کا نزول علامات قیامت سے ایک علامت ہے۔ قرآن شریف کی تفسیر حضرت افضل الرسل واکمل البشر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خودفرمادی۔

(مظاہرحق ج۴ص۳۵۷) ’’**وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ بن مریم** علیہ السلام ‘‘یعنی چڑھنا سورج کا اپنے غروب ہونے کی جگہ سے اور نازل ہونا عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے۔ روایت کیا مسلم نے۔

بخاری کی حدیث میں فرمایا: ’’**عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ** ﷺ **والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لایقبلہ احد**‘‘

(ترجمہ) روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم ہے اس خدا کی کہ بقاجان میری کا اس کے قبضہ میں ہے اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کرے گا کوئی اس کو۔

مسلمانوں نے جب دیکھا کہ مرزاقادیانی کا دعویٰ خلاف انجیل وقرآن وحدیث واجماع امت ہے۔ کیونکہ نہ وہ حاکم عادل بنے، نہ صلیب کو انہوں نے توڑا بلکہ صلیب غالب آئی اور نہ مرزاقادیانی نے جزیہ یعنی ٹیکس معاف کیا اور نہ مال لوگوں کو دیا بلکہ خودلوگوں سے مانگتے رہے اور نہ جامع دمشق کے مینارہ پر نزول فرمایا وغیرہ! بلکہ اپنی تحریر مندرجہ براہین احمدیہ کے بھی خلاف کیا۔ تب ان مسلمانوں نے خدا اور رسول کے خوف سے ڈر کر

مرزا قادیانی کو نہ مانا تو وہ حق پر ہیں۔ تعجب ہے منکر تو ہوں مرزا قادیانی بہ سبب انکار آسمانی کتابوں انجیل وقرآن واحادیث واجماع امت کے اور تمام روئے زمین کے مسلمان کافر ہو جائیں۔ یہ منطق کوئی ذی علم تسلیم نہیں کر سکتا کہ وجہ تکفیر تو پائی جائے۔ مرزا قادیانی میں اور وہ خود بجائے توبہ کرنے کے عقائد باطلہ سے مفتی بن کر تکفیر کریں تمام مسلمانوں کی۔ کسی امتی کا یہ منصب ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرے اور اس تکذیب کے جرم کی سزا کے عوض یہ مرتبہ پاوے کہ نبی ورسول بلکہ افضل الرسل بن جاوے:

این خیال است و محال است و جنوں

انجیل اور قرآن اور احادیث میں اصالتاً حضرت مسیح کا آنا مذکور ہے۔ دیکھو ذیل کے حوالہ جات:

اوّل انجیل سے: ''یسوع نے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے، کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے جس کا مطلب صاف ہے کہ بہت جھوٹے مسیح آئیں گے۔'' چنانچہ یہ پیش گوئی حضرت مسیح کی پوری ہوئی اور تاریخ اسلام بتارہی ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے نو جھوٹے مسیح گزر چکے اور بہتوں کو مرید بنا کر گمراہ بھی کر گئے۔

نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی نے کوئی نیا کھیل نہیں دکھایا: ''پہلے بھی بہت گزرے ہیں نقال محمد۔''

اوّل: فارس بن یحییٰ نے مصر میں دعویٰ کیا۔

دوم: ابراہیم بذلہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

سوم: شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

چہارم: بھیک نامی ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

پنجم: صالح بن طریف نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ایسا کامیاب ہوا کہ بادشاہ بن گیا اور تین سو برس تک سلطنت اس کی اولاد میں رہی۔ کسی جنگ میں نہیں مارا گیا۔ ۴۷ برس تک دعویٰ نبوت ومہدویت کے ساتھ زندہ رہا اور اپنی موت سے مرا۔

(تاریخ ابن خلدون ج۶ ص۱۰۸)

ششم: مجمع البحار میں لکھا ہے کہ سندھ میں ایک شخص نے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔ وغیرہ وغیرہ!

چونکہ مسیح ومہدی کے جو کام رسول اللہﷺ نے فرمائے تھے وہ ان لوگوں سے نہ ہوئے۔ اس واسطے وہ جھوٹے سمجھے گئے اور اب مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیح ومہدی ہونے کا کیا اور کوئی کام ان کے وقت اور ان کے ہاتھ سے اسلام کے غلبہ کا نہ ہوا۔ اس واسطے یہ بھی جھوٹے سمجھے گئے۔ مگر مرزا قادیانی ایسے مغرور اور گستاخ ہوئے کہ انہوں نے الٹا فتویٰ دے دیا کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور ایسا کافر جو خدا ورسول کو نہیں مانتا۔ علمائے اسلام نے جب کہا آنے والا مسیح تو عیسیٰ بن مریم ہے۔ دوم: وہ نبی اللہ ہے۔ سوم: وہ بادشاہ ہوگا۔ چہارم: وہ عادل ہوگا۔ پنجم: وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ ششم: وہ شام میں نازل ہوگا۔ ہفتم: اس سے پہلے دجال ہوگا جس کو وہ قتل کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ! تو آپ جواب دیتے ہیں:

۱...... ''مجھے الہام ہوا ہے کہ مسیح فوت ہو چکا ہے اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۶۱، خزائن ج۳ ص۴۰۲)

۲...... ''میرا نام بھی خدا نے ابن مریم رکھا ہے، میں دو برس مریم بنایا گیا اس کے بعد عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارۃً حاملہ ہوا اور نو مہینے کے بعد مجھ کو بچہ پیدا ہوا۔ اس واسطے میں ابن مریم ہوں اور مجھ کو درد زہ کھجور کے تلے لے گئی۔''

(ملخص کشتی نوح ص۴۷، خزائن ۱۹ص۵۰،۵۱)

۳...... ''میں نبی اللہ اس طرح ہوں کہ میں محمدﷺ کا بروز ہوں، اس واسطے میرا دعویٰ نبوت ورسالت کا جائز ہے۔ مجھ کو خدا نے نبی ورسول بنایا ہے۔ دیکھو ذیل کے الہامات وتحریرات:

پہلا الہام: ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم ''یعنی اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۹۰ جدید)

دوسرا الہام: ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا'' ''یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے، اس رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ص۱۰۵)

تیسرا الہام: ''یٰسٓ انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم'' ''اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحیم ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ص۱۱۰)

چوتھا الہام: ’’قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم اللّٰہ واحد‘‘ کہو کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں، میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۱،۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۴،۸۵)

پانچواں الہام: ’’وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین‘‘ ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے رحمت کر کے بھیجا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

چھٹا قول مرزا قادیانی: ’’جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبیؑ کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷)

برادران اسلام! حوالے تو بہت ہیں بخوف طوالت انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ یہ الہامات مرزا قادیانی قرآن مجید کی آیات ہیں جن کے رو سے حضرت محمد ﷺ سچے نبی ورسول ہوئے تھے۔ جب مرزا قادیانی کے مریدوں کے اعتقاد میں یہ خدا کا پاک کلام اب مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل ہوا تو اظہر من الشّمس ہے کہ وہ ویسے ہی رسول تھے جیسے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یعنی حقیقی نبی ورسول۔ مرزا قادیانی جو اپنی نبوت ورسالت کے نام جو ظلی وبروزی وغیر مستقل ونقلی وغیر حقیقی وطفیلی واستعاری وسببی وغیرہ وغیرہ رکھتے ہیں، سب غلط ہے۔ ایسی تاویلوں سے تو نعوذ باللہ! حضرت محمد ﷺ کی نبوت ورسالت بھی جاتی ہے۔ کیونکہ انہی آیات سے ان کی رسالت ونبوت ثابت ہوتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی حقیقی نبی ان آیات کے دوبارہ نازل ہونے سے نہیں ہیں اور ان میں کوئی ترمیم بھی نہیں۔ یعنی ظلی بروزی کا لفظ نہیں تو ثابت ہوا کہ یہ آیات مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل نہیں ہوئیں۔ اگر کہا جاوے کہ یہ آیات اب وحی رسالت کی حیثیت میں نہیں ہیں۔ الہامات مرزا قادیانی ہیں تو یہ ہرگز جائز نہیں کہ وحی جو یقینی امر ہے۔ اس کو الہام جو ظنی ہے بنایا جاوے۔ پس دو طریق ہیں۔

۱… جب مرزا قادیانی نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کئے گئے اور تمام امت محروم کی گئی تو پھر کیوں اصلی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

اوّل یہ کہ یقین کیا جاوے کہ یہ آیات مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل نہیں ہوئیں یا مرزا قادیانی کو مدعی نبوت ورسالت صادقہ مستقلہ حقیقیہ سمجھا جاوے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا عدیل مسیلمہ کذاب کی مانند تسلیم کیا جاوے اور منکر ختم نبوت ومدعی نبوت ورسالت مانا جاوے۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی کی تحریروں سے ثابت ہے کہ وہ مدعی نبوت ورسالت ہیں سب نبیوں کے برابر ہیں اور بعض حالت میں محمد ﷺ سے بھی افضل ہیں اور کافر ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آں جام رامرا بتمام

(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

یعنی جو کچھ ہر ایک نبی کو دیا گیا ہے وہ سب مجھ اکیلے کو دیا گیا ہے۔

۲...... اعجاز احمدی میں ہے:

لہ خسف القمر منیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

یعنی ’’حضرت محمد ﷺ کے واسطے تو صرف چاند کو گہن لگا اور میرے واسطے چاند وسورج دونوں کو۔ کیا اب بھی میرے مرتبہ کا انکار کرے گا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

۳...... ’’جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔‘‘

(اخبار بدر۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ص۵۰۳)

اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں، تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

۴...... ’’محمد ﷺ کو مسیح موعود دجال، دابۃ الارض، یاجوج وماجوج وطلوع الشّمس من مغربہا کی حقیقت معلوم نہ ہوئی تھی، مجھ کو معلوم ہوئی۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ص۴۷۳ ملخص)

۵...... ’’خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو کشتی نوح قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۷ص۴۳۵)

مسلمان غور کریں کہ جب نجات کا مدار مرزا قادیانی کی وحی پر ہے تو قرآن منسوخ اور حضرت محمد ﷺ معزول۔ لاحول ولا قوۃ!

۶...... ’’جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا...... میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

یہاں مرزا قادیانی مستقل نبی و رسول صاحب شریعت ہونے کے مدعی ہیں۔ کیونکہ شریعت کی تعریف جو وہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ میری وحی میں وہ تعریف ہے یعنی اوامر و نواہی کا ہونا تو روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزا قادیانی پر جو علماء اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا وہ تو حق پر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے اسی فتویٰ پر عمل چلا آیا ہے کہ جس کسی نے امت محمدیہ میں ہوکر نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی پر حضرت خلاصہ موجودات محمد ﷺ نے خود فتویٰ صادر فرمایا۔ کیونکہ مسیلمہ و اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کا کیا اور نبوت بھی وہی جس کے مدعی مرزا قادیانی ہیں۔ یعنی غیر تشریعی نبوت کے اگرچہ بعد میں شریعت والی نبوت کا بھی دعویٰ کیا۔ مسلمانوں کو کافر بھی پہلے مسیلمہ نے کہا۔ مسیلمہ کے مرید اس کے نام کے بعد علیہ السلام لکھتے تھے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے مرید لکھتے ہیں۔ جب مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہیں تو وہ بے شک کافر ہیں۔ کیونکہ سلف صالحین سے یہ فتویٰ متفقہ چلا آتا ہے کہ بعد محمد ﷺ خاتم النّبیین کے نبوت کا دعویٰ کرنے والا باجماع المسلمین کافر ہے۔

اب مرزا قادیانی نے جو تمام جہان کے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔ ان کے پاس کون سی دلیل شرعی ہے۔ یہ تو کوئی دلیل نہیں کہ چونکہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں، اس واسطے وہ خود کافر ہوگئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ اگر ہم مفتری نہیں تو وہ کفران پر پڑے گا۔ مگر جب مرزا قادیانی بہ سبب دعویٰ نبوت و رسالت کے مفتری ثابت ہیں تو بے شک کافر ہیں۔ آپ کے پاس مسلمانوں کی تکفیر کی کیا دلیل ہے۔ تمام جماعتوں کے احمدی (مرزائی) علماء مل کر یا فرداً فرداً جواب دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

پیر بخش سیکرٹری تائید اسلام

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۴، نومبر ۱۹۲۵ء ص۱ تا ۱۰)

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

جادو وہ جو سر پے چڑھ کے بولے

بمع

پیغام صلح کا چیلنج منظور ہے

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی مسیح کے جھوٹے ہونے کا اور تازہ نشان (ریویو آف ریلیجنز ج ۲۴ نمبر ص ۸ مؤرخہ ماہ جون ۱۹۲۵ء) پر عیسائیوں کی ترقی خود گروہ قادیانی نے تسلیم کرلی ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچا مسیح نہ تھا۔ کیونکہ سچے مسیح کے وقت تمام جھوٹے مذہب نابود ہوجاتے تھے۔ مگر جب عیسائیت وغیرہ مذاہب باطلہ کو ترقی ہوئی تو ظاہر ہے کہ قادیانی مسیح وہ مسیح نہ تھا جس کی نسبت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہوئی ہے۔ دیکھو حدیث بخاری: ''**والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیسکر الصلیب**'' یعنی روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق اتریں گے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم کے درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑیں گے صلیب یعنی باطل کردیں گے دین نصرانیہ کو۔

مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا معیار خود بھی یہی بتایا ہے کہ مسیح موعود کے وقت تمام جھوٹے مذہب ہلاک ہوجائیں گے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے: ''اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گی، راست بازی ترقی کرے گی۔'' (ایام الصلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱)

اب جو بجائے ترقی اسلام کے ترقی صلیب کی ہوئی تو مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ہوئے۔ کیونکہ ان کے وقت میں صلیب کو ترقی ہوئی۔ ذیل میں ہم عیسائیوں کی ۱۹۲۳ء کی رپورٹ سے بعض اعداد و شمار نقل کرتے ہیں جن سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ عیسائی کس قدر زور کے ساتھ ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کا کام کررہے ہیں اور انہیں اس میں کتنی کامیابی ہوچکی ہے۔ ۲۱۸۷ مبلغ اور ۱۶۷ سوسائٹیاں، ۱۳۴۰ مرکز، ۶۱ درسگاہیں جہاں مبلغ تیار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۰۷۷۹ عیسائی پادری کام کررہے ہیں۔ ۲۰۴۴۷ عیسائی استاد ہیں۔ ۹۸۱۵ ڈاکٹر ہیں، ۹۹ مذہبی اخبارات، ۴۳ چھاپے خانے جو تبلیغ عیسائیت کا کام چھاپ رہے ہیں۔ ۱۵۸۲۰ سنڈے سکول، ۱۴۳ یتیم خانے، ۴۰۸ ہسپتال، ۶۱۰ ہائی سکول، ۵۰ کالج، ۹۸ زراعتی سکول، ۱۷۰ صنعتی سکول جن کے ذریعہ طالب علموں میں عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ ان سکولوں میں ۴۸۰۴۴، استاد کام کرتے ہیں۔ دس لاکھ ساٹھ ہزار طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ ۲۱۳۶ ۵۰۰ کالج میں اور ہائی سکولوں میں تقریباً چھپن لاکھ سکولوں

میں۔اس تمام تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ ۱۹۲۳ء تک لاکھوں کی تعداد میں ہندوستانی لوگ عیسائی بن چکے ہیں۔۷۹۲۹۲۴ گرجا کے باقاعدہ ممبر ہیں۔جن سے ۱۸۵۳۰۷۶ روپیہ سالانہ چندہ عیسائیت کے لئے وصول ہوتا ہے۔ممالک غیر سے جو کروڑوں روپیہ آتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز ج۲۴ نمبر۶ ص۸ مؤرخہ جون ۱۹۲۵ء)

اب سوال یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو بقول مرزاقادیانی دجال اکبر ہیں اور جنہوں نے مرزاقادیانی کے ہاتھ سے قتل ہونا تھا۔ان کو اس قدر ترقی ہوئی اور بجائے اسلام کے صلیب کو غلبہ ہوا تو پھر مرزاقادیانی کس مرض کی دوا ہوئے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی جھوٹے مدعی تھے۔اگر عیسائیت کو ترقی ہونی تھی تو مرزاقادیانی کیوں آئے اور نامراد ہی کیوں چلے گئے۔کسی شاعر نے سچ کہا ہے:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا نامرادی میں ہوا آپ کا آنا جانا

پس جو لوگ قادیانی مسیح کو سچا تسلیم کرتے ہیں بتائیں کہ مرزاقادیانی نے کہاں حکومت کی،کہاں عدل کیا،کہاں کسر صلیب کیا۔اگر کہیں نہیں کیا جیسا کہ واقعات بتارہے ہیں تو خدا کا خوف کریں اور مخبر صادق ﷺ کی تکذیب سے باز آئیں۔کیونکہ آپ کی تکذیب دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ (ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۰، جولائی ۱۹۲۵ء ص۱۵،۱۶)

پیغام صلح کا چیلنج منظور ہے

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۵/نومبر ۱۹۲۵ء لاہور مرزائی جماعت کی طرف سے زیر عنوان ''تکفیر اہل قبلہ اور حضرت مسیح موعود'' رسالہ تائید اسلام لاہور ماہ نومبر ۱۹۲۵ء کے جواب میں شائع ہوا ہے۔جس میں مضمون نویس نے بقول شخصے ''سوال دیگر جواب دیگر'' پر عمل کر کے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا اور مرزاقادیانی کی خدمات اسلام کا راگ الاپا ہے اور پھر میاں محمود خلیفہ قادیانی پر خفگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے مرزاقادیانی کی تحریروں اور الہامات کے مطابق کیوں مرزاقادیانی کو نبی ورسول مانا اور دوسرے اپنے مریدوں کو منوایا اور معترضین کو موقع دیا کہ وہ مرزاقادیانی پر اعتراض کریں اور مجھ کو چیلنج دیا ہے کہ میں ثابت کروں کہ مرزاقادیانی نے کہاں لکھا ہے کہ مرزاقادیانی کے مرید مسلمانوں کے جنازے نہ پڑھیں۔

خدمات اسلامی؟

اخیر میں مرزا قادیانی کے کفریہ الہامات وخلاف شرع کلمات کفروشرک کا بھی جواب دیا ہے جس کا میرے مضمون میں ذکر تک نہ تھا۔ مگر افسوس کہ میرے اعتراض کا جواب تو نہ دیا اور ناحق چھ کالم سیاہ کر ڈالے۔ پہلے مرزا قادیانی کی اسلامی خدمات کا جواب دیتا ہوں کہ مرزا قادیانی سے بڑھ کر مسلمانان سلف وحال نے خدمت اسلام کی ہے اور خوبی یہ ہے کہ کوئی دعویٰ نبوت ورسالت اور خدائی وخالقیت کا نہیں کیا، جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا۔ امام غزالی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے تمام عمریں خدمت اسلام میں صرف کیں۔

حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ستر برس میں قرآن شریف الحمد سے والناس تک ہزاروں کے مجمع میں بطور وعظ سنایا اور ستر برس کے عرصہ میں مسلسل وعظ کے ذریعہ سے قرآن ختم فرمایا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور خادم اسلام ہیں۔ جنہوں نے فلسفی دلائل کو اسلامی اصولوں کے ماتحت کیا۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے نوے جلدیں قرآنی نکات میں تحریر فرمائیں اور کشف والہام کی نعمت سے ایسے مالا مال ہوئے کہ کشف والہام کے امام کہلائے۔

مرزا قادیانی کے زمانہ میں مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے رد نصاریٰ میں وہ کمال کیا اور پادری فنڈر کو ایسی شکست دی کہ جس کی نظیر نہیں۔ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی اور علمائے دیوبند جن کے مدارس عربیہ سے ہزاروں عالم فاضل تیار ہوتے ہیں۔ سرسید احمد نے دنیاوی خدمت اسلام کے لئے مسلمانوں کی خاطر کالج جاری کیا اور دنیاوی خدمت کے ساتھ مرزا قادیانی کی استادی کا فخر بھی حاصل کیا۔ عیسائیوں کے رد میں کتابیں لکھیں اور انگلینڈ جا کر انگریزی زبان میں شائع کیں۔ جن کی خوشہ چینی مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین نے کی اور وفات مسیح اور محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت کے الفاظ تو سیکھے مگر کسی قسم کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ غصے میں آ کر علماء کو گالیاں دیں اور نہ وقار اور تمکنت کو چھوڑ کر اہل اسلام کی تکفیر کی۔ کیونکہ سرسید احمد خان مرحوم جانتے تھے کہ علماء اسلام حق پر ہیں۔ یہ ہمیشہ بدعت اور کفر کا قلع قمع کرتے آئے ہیں۔

خانقاہ رحمانیہ مونگیر شریف میں حضرت قبلہ مولانا مولوی سید محمد علی صاحب نے تردید نصاریٰ میں کتابیں لکھیں اور عیسائیوں کی تردید کے مجدد مانے گئے۔ علماء بنگالہ نے ہزاروں عیسائیوں اور ہنود اور بدھ مذہب والوں کو مسلمان کیا۔ دیکھو (رپورٹ علماء بنگال

۱۹۱۳ء لغایت ۱۹۱۴ء) ہندوستان و پنجاب میں بھی ہزاروں اسلامی انجمنیں خدمت اسلام کررہی ہیں۔ مگر کسی نے مرزا قادیانی کی طرح دعاوی نبوت و رسالت نہیں کئے۔ جب مرزا قادیانی نے خدمت اسلام کا دعویٰ کر کے براہین احمدیہ کی اشاعت کا وعدہ فرمایا تو تمام مسلمان ان کے ساتھ ہوگئے اور کوئی مسلمان ان کے خلاف نہ تھا۔ اسی زمانہ میں مسلمانوں کی طرف سے ایک انجمن حمایت اسلام لاہور میں قائم ہوئی جو کہ عرصہ چالیس سال سے خدمت اسلام کررہی ہے۔ چنانچہ آج کل اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر مؤرخہ ۱۶/نومبر ۱۹۲۵ء نے کچھ حالات لکھے ہیں۔ جن کا خلاصہ مختصراً ہدیہ ناظرین ہے: انجمن حمایت اسلام کا سنگ بنیاد ۱۸۸۵ء میں رکھا گیا تھا۔ اس نے لڑکوں کے واسطے درسگاہیں کھولیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کیا۔ ایک عظیم الشان یتیم خانہ کی بنیاد رکھی۔ ایک اعلیٰ درجہ کے کالج کا اہتمام کیا۔ جو نہ محض پنجاب بلکہ ہندوستان کی چند نہایت منتخب اعلیٰ تعلیم گاہوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس وقت شہر لاہور میں انجمن کے تین ہائی سکول ایک مڈل سکول اور آٹھ نوادنیٰ درس گاہیں موجود ہیں۔ علاوہ بریں ضلع لاہور، گورداسپور اور آگرہ کے حلقہ ارتداد میں ساٹھ سے زائد اس کے ابتدائی مدارس ہیں۔ مردانہ وزنانہ یتیم خانے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چل رہے ہیں جن کے ساتھ عمدہ کارخانے قائم ہیں۔ تالیف وطبع واشاعت اسلام کے شعبے ان سے علاوہ ہیں۔ انجمن کی عام درسگاہوں میں مجموعی طور پر سات ہزار طلباء تعلیم پاتے ہیں اور اس کے سالانہ مصارف کا تخمینہ کم وبیش سوا چھ لاکھ روپیہ ہے۔ (ماخوذ از اخبار اہل سنت والجماعت ۱۶/نومبر)

مرزا قادیانی نے خدمت اسلام یہ کی کہ براہین احمدیہ کی قیمت پیشگی وصول کی اور ساتھ ہی انجمن بھی قائم کی جس کا ایک سکول شاید ہائی کلاسز تک بھی نہیں پہنچا اور کتاب براہین احمدیہ بھی صرف ۴ جلد تک شائع کر کے لکھ دیا کہ: ’’اب اس کی تکمیل خدا نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۶۲، خزائن ج۱ ص۶۷۳)

لوگوں نے طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیں اور مرزا قادیانی نے جواب دینے کے لائق نہ ہوکر قیمت واپس دینے کا اشتہار دیا۔ مگر شرطیں ایسی ناقابل التعمیل کیں کہ کسی کو قیمت نہ ملی اور دوسری کتاب سراج منیر کی قیمت وصول کی اور (اس وقت تک) کتاب شائع نہ ہوئی۔ کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ اس کتاب کا روپیہ کہاں خرچ ہوا۔ نہایت افسوس کہ مرزا قادیانی نے یہ خدمت اسلام کی اہل ہنود کے مسئلہ اوتار و بروز کو اسلام میں داخل کیا۔

عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ کی تجدید کی۔ جو ۱۳سو برس سے مسلمانوں نے مٹایا تھا۔ انہوں نے خالص چشمہ توحید میں پھر شرک کی نجاست ڈال دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا اور صریح قرآن کی آیت: ''**ما قتلوہ وما صلبوہ**'' (النساء:۱۵۷) کی مخالفت کی۔ نبوت ورسالت کے مدعی ہوئے اور لاکھوں روپے مسلمانوں کے بجائے قوم کی بہتری کے واسطے خرچ کرنے کے اپنی نبوت ورسالت ومسیحیت وکرشنیت ومہدویت میں خرچ کی۔ جو اصل ان کی ذاتی خدمت تھی، نہ اسلام کی۔ جب سے مرزاقادیانی نے اپنے دعاوی باطلہ کی اشاعت شروع کی۔ تب سے تمام عقلمند ذی ہوش وعلم ان سے الگ ہوگئے اور چاروں طرف سے تکفیر کا بازار گرم ہوا اور ان کی وہ عزت وحرمت نہ رہی۔ صرف پیری مریدی کی دوکان رہ گئی جواب تک ہے۔ دعویٰ بلا دلیل تو ہر ایک کرسکتا ہے۔ مگر آج دنیا دلیل مانگتی ہے۔ کوئی بتا سکتا ہے کس قدر اہل کتاب مرزاقادیانی پر ایمان لائے؟ بلادلیل وثبوت دعویٰ آسان ہے۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے:

مسیح باش وز اعجاز لا فہا میزن میان دعویٰ وحجت ہزار فرسنگ است

جب کوئی ثبوت خدمت اسلام نہیں تو یہ غلط بلکہ اغلط ہے کہ مرزاقادیانی نے خدمت اسلام کی۔ بتاؤ یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ خادم اسلام خدمت اسلام کرتے کرتے نبی ورسول ہوجاتا ہے۔

دوم: قولہ''ہمارے مخالفین ایسی تحریروں کے پڑھنے کے وقت علم وعقل سے کام نہیں لیتے۔''

جواب: یہ سچ ہے کہ قادیانی علم وعقل تمام روئے زمین کے مسلمانوں میں نہیں ہے۔ کیونکہ وہ قادیان کے معنی دمشق نہیں کرتے۔ نہ غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کے معنی عیسیٰ بن مریم مانتے ہیں۔ یہ علم وعقل آپ کو ہی مبارک ہو۔ ہم تو دنیا کے مسلمہ اصول کے پابند ہیں کہ معنی لفظوں کے ہوا کرتے ہیں۔ ایسا کوئی ملک نہیں کہ جہاں لفظ کچھ ہوں اور معنی کچھ ہوں۔ مثلاً خدا مرزاقادیانی کو کہے کہ:

۱...... ''**انت منی بمنزلۃ ولدی**'' کہ اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔''

(تذکرہ ص۵۴۸ طبع چہارم)

اور ہم معنی کریں کہ مرزاقادیانی خدا کے بیٹے کی جا بجا نہ تھے۔

۲...... اور خدا کہے کہ: ''اے مرزا تو مرسلوں میں سے ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

اور ہم معنی کریں کہ مرزا رسولوں میں سے ایک رسول نہ تھا۔

۳...... لفظ تو ہوں کہ: ’’ہم خدا کے فضل سے نبی ورسول ہیں۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

مگر ہم معنی کریں کہ مرزا قادیانی خدا کے نبی ورسول نہ تھے۔

۴...... لفظ تو ہوں ’’سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

اور معنی کریں کہ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول نہیں بھیجا۔

۵...... لفظ تو ہوں: ’’قادیان جو پنجاب (ہندوستان) میں ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۵، خزائن ج۳ ص۱۳۹)

اور معنی ہوں دمشق جو شام میں ہے۔

۶...... لفظ ہوں کہ: ’’مہدی سید آل رسول سے ہوگا۔‘‘

(نزول المسیح حاشیہ ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۶)

مگر معنی کریں کہ مہدی مغل چنگیز خان کی اولاد سے ہوگا۔

سوم: قولہ ’’پھر اس جھوٹ کو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے تکفیر کی۔‘‘

جواب: الزام نہیں حقیقت ہے، مرزا قادیانی کی عبارت غور سے پڑھو: ’’خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

اس عبارت کے الفاظ روز روشن کی طرح ظاہر کررہے ہیں کہ جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔ جب ایسا شخص مسلمان نہیں تو کافر ہے۔ جب مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں اور خدا کے الہام سے فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔ جب مسلمان نہیں تو کافر ہے۔ کیونکہ ایک امر کے ثابت کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ متکلم براہ راست کہہ دے کہ تو کافر ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ کوئی شخص کہے کہ تو مسلمان نہیں۔ ہر ایک عقلمند کے نزدیک دونوں فقروں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ کس نے پہلے تکفیر کی۔ سو یہ مرزا قادیانی کی پہل ہے۔ کیونکہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ختم نبوت کو توڑا اور ایسا کافر کہا کہ وہ خدا اور رسول کا منکر ہو کر جیسا کہ کوئی کافر ہوتا ہے۔ دیکھو ان کے الفاظ: ’’علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)

چہارم: قولہ ’’ہم چیلنج دیتے ہیں کہ آپ کسی تصنیف کسی تقریر یا ڈائری وغیرہ مرزا قادیانی سے یہ ثابت کریں کہ آپ نے بلا استثناء تمام مسلمانوں کو جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہو۔‘‘

جواب: یہ فقرہ غلط معلوم ہوتا ہے کاتب کی غلطی سے بجائے لفظ تمام مسلمانوں کے تمام مسلمانوں کو لکھ دیا۔ یعنی بجائے کے، کو لکھ دیا۔ آپ کا چیلنج منظور ہے۔ مرزا قادیانی نے بیشک حکم دیا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کے جنازے نہ پڑھو۔ یعنی شریک نہ ہو۔ دیکھو ذیل کی عبارت۔ افسوس! آپ کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں یا تجاہل عارفانہ ہے۔ مرزا قادیانی سے سوال کیا کہ: ’’ہمارے گاؤں میں طاعون بہت ہے اور اکثر مخالف مکذب مرتے ہیں، ان کا جنازہ پڑھا جاوے یا نہ؟ جواب میں مسیح موعود نے فرمایا یہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جاوے تو ادا ہو جاتا ہے۔ مگر یہاں تو طاعون زیادہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے۔ دوسرے وہ مخالف ہے، خواہ نخواہ کیوں تداخل کیا جائے۔ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ وہ اگر چاہے گا تو ان کو دوست بنادے گا یعنی وہ مسلمان ہو جاویں گے۔ خدا تعالیٰ نے منہاج نبوت پر یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ مداہنت سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اپنے ایمان کا حصہ بھی گنوا دو گے۔‘‘ (نہج المصلی فتاویٰ احمدیہ ص۳۴۰، مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج۱ص۱۳۰)

لو صاحب! مرزا قادیانی کی اس عبارت سے تکفیر مسلمانان بھی ثابت ہے اور مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بلکہ جو مرزائی ہو کر کسی مسلمان کا جنازہ پڑھے گا تو اس کا اپنا ایمان بھی جاتا رہے گا۔ انصاف!

باقی رہی وہ عبارات جو آپ نے نقل کی ہیں جس میں لکھا ہے کہ میاں فضل صاحب بیرسٹر کے جواب میں مرزا قادیانی نے کہا: ’’ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے۔‘‘

(ملفوظات ج۵ص۶۳۵ طبع جدید)

یہ مرزا قادیانی کی دورنگی تو ان کے کاذب اکبر ہونے کی دلیل ہے کہ ان کی کلام میں تعارض بہت ہے، کبھی کہتے ہیں کہ:

۱...... ’’میں مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘

(آسمانی فیصلہ ص۴، خزائن ج۴ص۳۱۳)

کبھی کہتے ہیں: ’’میں خود بھی نبی ورسول ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ص۲۱۱)

۲...... کبھی کہتے ہیں: ’’میں کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتا۔‘‘

(ملفوظات ج۵ص۶۳۵ طبع جدید)

کبھی کہتے ہیں: ’’جو مجھ کو کافر کہتے ہیں اسی کو کافر کہتا ہوں۔‘‘

(ملفوظات ج۵ ص۶۳۶ طبع جدید)

۳...... کبھی کہتے ہیں کہ: ’’جو مجھ کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔‘‘ (تذکرہ ص۵۱۹ طبع چہارم)

اور کبھی کہتے ہیں کہ: ’’مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں۔‘‘

غرض کہ آپس میں متضاد عبارات ان کی دو حالت سے خالی نہیں یا تو ان کو اپنا لکھا یاد نہیں رہتا یا لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر ایسا کرتے ہیں کہ جیسا موقعہ ہوا اسی پر عمل کرلیا یا مریدوں کے واسطے تفریق کا آلہ چھوڑ کر جس قدر فرقے ان کی جماعت کے ہوئے سب کے گمراہ کرنے والے وہ خود ہی ہیں۔ کس قدر پایۂ دانش سے کہ گرا ہوا جواب ہے کہ صرف نفس پرستی کر کے نفس کا بدلہ لینے کی خاطر مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ یہ کیا دلیل ہے کہ چونکہ وہ میری تکفیر کرتے ہیں میں ان کی تکفیر کرتا ہوں۔

اصل وجہ تکفیر پر غور نہ کیا کہ مسلمان میری تکفیر خلاف شرع دعاوی پر کرتے ہیں اور چونکہ میرے دعاوی قرآن وحدیث کے برخلاف ہیں۔ اس واسطے وہ تو مجھ پر فتویٰ کفر لگانے میں حق بجانب ہیں اور میرے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں کہ میں ان پر فتویٰ صادر کروں۔ اگر علماء اسلام نے دعاوی نبوت ورسالت کے نہیں کئے تو پھر آپ کو کس طرح حق حاصل ہوا کہ آپ سب کی تکفیر کریں۔

ابتداء سے علماء اسلام تو شرع کے برخلاف چلنے والوں پر کفر کے فتوے دیتے آئے ہیں۔ مگر کسی شخص نے بھی ازراہ بدلہ لینے اور نفس پروری کے علماء پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ کوئی ایسا مغرور گمراہ وگمراہ کنند گزرا ہے کہ جس پر جب علماء نے فتویٰ دیا تو اس نے بھی بجائے توبہ کرنے کے الٹا علماء پر کفر کا فتویٰ دیا ہو۔ کس قدر پھیکی بات ہے۔ ایک شخص بت پرستی کی بنیاد ڈالتا ہے۔ مثلاً اپنی تصویر بناتا ہے۔ جب علماء منع کرتے ہیں تو یہ مغرور ہستی خلاف شرع جواب دیتا ہے کہ اس میں مصلحت وقت ہے اور اپنے کفر کے جواب میں مضامین کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر دیتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو کہتا ہے اگر تم مجھ کو نہ مانو گے تو تمہاری نجات نہیں اور خود ایسا باغی کہ قرآن کی تنسیخ کر کے کہتا ہے میں نے جہاد حرام کردیا۔

پنجم: قولہ ’’میاں محمود قادیانی نے مخالفین کو امداد دی۔‘‘

جواب: اس کا صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریروں اور الہامات نے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مرزا قادیانی کی تحریروں کے ہوتے ہوئے میاں صاحب کا کیا قصور ہے۔ مرزا قادیانی کے مرید بھی بعض حقیقی اور بعض مجازی ہیں جو ان کو ان کی تحریروں کے رو سے نبی

مانتے ہیں وہ حقیقی مرید ہیں اور جوان کو مجازی نبی مانتے ہیں وہ مجازی مرید ہیں اور جو فرق مجاز اور حقیقت میں ہے وہی فرق قادیانی مرزائیوں اور لاہوری مرزائیوں میں ہے۔

ششم: قولہ ''جو شخص حضرت مرزا صاحب کی ان تحریروں کو پڑھے گا جو آپ نے خدا کی قسم کھا کر لکھی اور شائع کی ہوئی ہیں وہ شخص ضرور ہی ان مولویوں کو ایمان اور اسلام کی دولت سے بالکل بے نصیب اور محروم ہی پائے گا۔''

جواب: ایک برتن پاک پانی کا بھرا ہوا ہے اور اس میں نجاست یا پیشاب کا بہت قلیل حصہ ڈالا جائے تو وہ پاک پانی بھی پلید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص ہمیشہ نیک کام کرتا رہے۔ مگر ایک دفعہ چوری کرے یا ڈاکہ مارے تو وہ جرم سے بری نہیں ہوسکتا۔ صرف اس دلیل سے کہ اس کے پہلے اعمال حسنہ ہیں۔ مرزا قادیانی کے اعمال حسنہ جس قدر فرض کریں جو کہ بقول: ''پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند'' وہ تب تک اعمال حسنہ تھے جب تک ختم نبوت کے منکر اور خود اپنی نبوت کے مدعی نہ تھے۔ جب کوئی شخص شامت اعمال سے مدعی نبوت ہوا، امتی ہونے کی نعمت اور فخر موجودات حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی نعمت سے محروم ہوا۔

پس اجماع امت اس پر ۱۳ سو برس سے چلا آیا ہے کہ بموجب آیت: ''خاتم النّبیین'' وحدیث: ''لا نبی بعدی'' مدعی نبوت ووحی رسالت کافر ہے خواہ محمد رسول اللہ ﷺ کی متابعت کا لاکھ دم مارے۔ کیونکہ حضرت خلاصہ موجودات افضل الانبیاء کا اور آپ کی پاک جماعت صحابہ کرام جن کی صفت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کی ہے۔ سب کا عمل اس پر رہا ہے کہ جب کوئی مدعی نبوت ہوا، امت سے خارج کیا گیا اور خلفائے اسلام نے بموجب حکم شرع شریف اس کاذب کو بمعہ اس کے پیروؤں کے صفحہ ہستی سے نابود کر دیا۔

مگر آج تک ایسا گستاخ متکبر اور کاذب مدعی نہیں ہوا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کیا ہو اور یاوہ سرائی کی ہو جس نے اسلامی فتویٰ کے مقابل اپنا فتویٰ جاری کیا ہو کہ میری تکفیر سے اور میرے انکار سے سب مسلمان کافر ہوگئے۔ یہ مرزا قادیانی کا ہی حصہ ہے کہ ادّعائے نبوت سے کافر تو خود ہوتے ہیں۔ مگر الٹا اپنے منکروں اور مکفروں کو کافر کہتے ہیں۔

اصل انصاف تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور ان کے مرید غور کرتے کہ وجہ تکفیر کیا ہے۔ اگر وہ وجہ مرزا قادیانی میں نہیں یعنی انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تو علماء جھوٹے اور اگر

مرزا قادیانی کی ایک نہیں دونہیں بہت تحریریں موجود ہیں جن میں صاف الفاظ دعویٰ نبوت ہیں تو مرزا قادیانی ضرور جھوٹے ہیں اور کافر ہیں۔ خواہ شب بیدار عابد ہوں اور تقویٰ اور توحید کے بھی قائل ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے دربار سے راندے گئے تو ان کی کوئی عبادت کوئی نیکی کوئی خدمت قبول نہیں اور اہل اسلام کے نزدیک ان کی کوئی عزت نہیں۔ خواہ وہ رسی کے سانپ بنا کر دکھاویں اور ہوا پر پرواز کر کے اپنی ہزار اعجاز نمائی کریں کاذب وکافر ہی ہیں۔

پھر ایسے شخص کی قسموں کا کیا اعتبار ہے۔ خاص کر وہ شخص جس نے کئی دفعہ خدا پر جھوٹ بولا، آسمان پر نکاح کا افتراء کیا۔ عبداللہ کی موت کی خبر کا افتراء، عیسیٰ پرستی کے ستون کے توڑنے کا افتراء کیا۔ کیونکہ عیسیٰ پرستی کی روز افزوں ترقی ہے۔ ایسے شخص کی قسم کا کیا اعتبار ہے۔ جو ایک طرف کہتا ہے کہ: ''میں نبی ورسول ہوں۔'' (ملفوظات ج۵ ص۴۴۷)

''اب دیکھو خدا نے نجات کا مدار میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت پر رکھا ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف بیکار ہے اور ذریعہ نجات نہیں اور رسول اللہ ﷺ معزول ہیں۔ کیونکہ ان کی پیروی میں اب نجات نہیں۔ مگر دوسری طرف کہتا ہے کہ: ''یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور امت سے خارج ہو کر جماعت کافرین سے جاملوں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

آپ ہی غور فرماویں کہ کس بیان کو سچا سمجھا جاوے اور کس کو جھوٹا سمجھا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسا شخص اوّل درجہ کا جھوٹا ہوتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ مدعی نبوت ہے اور نجات کا ٹھیکیدار ہے تو یہ بالکل غلط اور منافقانہ تحریر ہے کہ: ''کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور امت محمدیہ سے خارج ہو جاؤں اور جماعت کافرین سے جاملوں۔''

(حمامتہ البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

بہرحال یا نبی ہونا جھوٹ یا امتی ہونا غلط ہے۔ دونوں باتوں میں جھوٹا ہے، قسم کھا کر جھوٹ بولنے والا سخت دلیر ہے اور منافق ہوتا ہے۔

ہفتم: قولہ ''ختم نبوت پر قسمیں کھانا۔''

جواب: چونکہ اوپر ثابت ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت بھی ہیں اور اپنے دعویٰ نبوت سے ان کو انکار بھی ہے جس کا نتیجہ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ہے۔ دونوں تحریریں

مرزا قادیانی کی اپنی ہیں اور دونوں میں تضاد ہے۔اس لئے دونوں تحریریں ناقابل اعتبار اور لکھنے والا کاذب ہے۔

ہشتم: قولہ’’اس قسم کے عقائد پہلے نہ مرزا قادیانی کے تھے نہ ان کے پیروؤں کے تھے جو آج کل قادیان کے ہیں۔‘‘

جواب: یہ بالکل غلط ہے میں نے خلیفہ نورالدین کا اعتقاد لکھ دیا تھا کہ ان کے مذہب میں مرزا قادیانی کے نہ ماننے والا ایسا ہی کافر ہے۔جیسا تمام انبیاء علیہم السلام کا منکر کافر ہوتا ہے۔آپ کی خاطر پھر لکھتا ہوں تا کہ آپ انصاف کریں:’’ایمان بالرسل نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا، ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے،خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں۔قرآن میں لکھا ہے:’’**لا نفرق بین احد من رسله**‘‘لیکن مسیح موعود کے انکار میں تفرقہ ہوتا ہے۔‘‘

حکیم صاحب کے یہ تین فقرے ہیں۔پہلے فقرے میں تمام مسلمانوں کی تکفیر ہے، دوسرے فقرہ میں ختم نبوت کا انکار ہے اور مرزا قادیانی کی رسالت کا اقرار ہے۔تیسرے فقرہ میں مرزا قادیانی کا ایسا ہی رسول ہونے کا اقرار ہے۔جیسا کہ حضرات موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ومحمد ﷺ تھے اور مرزا قادیانی کا منکر ویسا ہی کافر ہے۔جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا۔پس مرزا کی نبوت ورسالت لاہوری جماعت پہلے خود مانتی تھی۔خلافت ثانیہ میاں صاحب کے وقت لاہوری مرزائی الگ ہوئے اور اپنے عقائد بھی بدلے۔یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی پہلے مسلمان تھے اور بعد میں کافر ہوئے۔انسانی حالت بدلتی رہتی ہے۔

نہم: قولہ’’علماء سوء اور مشائخ دنیا پرست سلسلہ کے بہت دشمن بن گئے۔کیونکہ مرزا قادیانی کی حق پرستیاں بہت گراں گزریں۔‘‘

جواب: یہ بحث خارج از سوال ہے۔سوال صرف تکفیر اہل قبلہ کا تھا۔مگر اس کا جواب بھی مختصر دیا جاتا ہے کہ مشائخ وعلماء کی مخالفت بھی’’**الحب للّٰہ والبغض للّٰہ**‘‘کے مطابق تھی۔جب مرزا قادیانی نے اسلام کی حمایت اور عقائد اسلام کی تائید کا دعویٰ کیا تو سب مشائخ وعلماء نے مرزا قادیانی کی امداد کی بلکہ مرزا قادیانی گندم نمائی پر ایسے عاشق ہوئے کہ اپنا اندرونی اختلاف مقلد وغیر مقلد وغیرہ کا بھی مٹا کر مرزا قادیانی کے ساتھ ہوگئے۔مولوی محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی نے براہین احمدیہ کا ریویو اپنے رسالہ اشاعۃ

السنۃ میں پرزور اور مبالغہ آمیز الفاظ میں کیا۔ جس کو مرزائی دھوکہ دینے کی خاطر پیش کرتے، حالانکہ مرزا قادیانی کی حالت بدلی وہ ریویوردی ہوگیا ہے۔

میں نے خود جب ابتداء میں اپنے مکرم دوست بابو چراغ دین صاحب مرحوم کے ساتھ انجمن حمایت اسلام لاہور کی بنیاد ڈالی اور ابتداء میں سیکرٹری کی خدمت میرے ذمہ کی گئی اور اسسٹنٹ سیکرٹری بابو چراغ دین صاحب مقرر ہوئے اور پریذیڈنٹ مولوی غلام اللہ صاحب مرحوم تھے۔ تب مرزا قادیانی نہایت گمنامی کی حالت میں تھے اور اخباروں میں ان کے مضمون نکلا کرتے تھے۔ اس وقت میں نے مرزا قادیانی کی امداد کی اور جب پنڈت اندرمن نے لاہور میں آکر اشتہار دیا کہ مرزا قادیانی کے ساتھ میں بحث کے واسطے آیا ہوں۔ مرزا قادیانی آئیں اور بحث کریں۔ میں اس وقت بحیثیت سیکرٹری انجمن حمایت اسلام معہ چند دیگر صاحبان کے بابو پرتول چندر کے مکان پر گیا اور کہا کہ ہم مرزا قادیانی کی طرف سے آئے ہیں کہ تاکہ پنڈت صاحب سے مباحثہ کی بابت گفتگو کریں۔

وہاں سے پتہ لگا کہ اندرمن ریاست نابھہ میں گیا ہوا ہے ہم نے فوراً تردیدی اشتہارات لاہور میں چسپاں کرادیئے اور مرزا قادیانی کو بذریعہ تار اطلاع دی۔ لاہور کے معززین ورؤسا وعلماء سب براہین احمدیہ کے واسطے پیشگی قیمت وصول کرنے میں کوئی مسلمان ان کے خلاف نہ تھا۔ براہین احمدیہ لکھتے لکھتے مرزا قادیانی کے دماغ میں خلل پیدا ہوا اور خلاف شرع دعاوی شروع کردیئے اور براہین احمدیہ لکھنے کی بجائے خودستائی اور اپنے کشف وکرامات لکھنے اور مشتہر کرنے میں مصروف ہوگئے اور جس دینی خدمت کے واسطے روپیہ جمع ہوا تھا وہ اشتہار بازی اور اپنے نشان ومعجزات ثابت کرنے میں خرچ کیا۔ جب علماء ومشائخ ومعاونین مسلمانوں نے اعتراض کیا تو یہ جواب دے کر ٹال دیا کہ چونکہ منکرین معجزات وکرامات محالات عقلی کی بناء پر انبیاء علیہم السلام پر ناممکن الوقوع وخلاف قانون قدرت ہونے کے اعتراضات کرتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو اپنی کرامات ومعجزات دکھاتا ہوں تاکہ مشاہدہ کے رنگ میں معجزات دے کر ایمان لائیں۔

مگر افسوس عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی کی اور وہ جھوٹی ہوئی اور سخت رسوائی ہوئی اور کہا کہ میں خود نبی ورسول ہوں۔ اس واسطے مجھ کو اپنے معجزات کا اظہار کرنا چاہئے تاکہ ان پر حجت ہو اور مجھ کو مانیں۔ تب علماء ومشائخ مسلمانوں کی طرف سے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے لگائے گئے کہ مرزا نے جھوٹی پیش گوئی کر کے مسلمانوں کو رسوا کیا۔

آپ ایمان سے بتائیں ابتداء کفر کی کس کی طرف سی ہوئی۔ مرزا قادیانی کی طرف سے جنہوں نے دعویٰ نبوت ورسالت کا کیا۔ مرزا قادیانی نے پھر چال بدلی اور نبوت ورسالت کے دعویٰ سے انکار کرنا شروع کر دیا۔ ''نبیاً ولست نبیاً'' کا ورد شروع کیا۔ اگر دس جگہ لکھا کہ نبی ورسول ہوں تو چار پانچ جگہ یہ بھی لکھ دیا کہ مدعی نبوت کو کافر جانتا ہوں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین یقین کرتا ہوں۔ ایسی متضاد تحریروں کا ایسا برا اثر ہوا کہ مسلمانوں نے تو مرزا قادیانی کو مدعی نبوت ورسالت سمجھ کر کافر کہا اور لاکھوں کی بجائے ایک جماعت نے نبی مان لیا اور مسیلمہ پرستی کو رونق دینی شروع کی۔ بلکہ ایسی جانکاہ محنت ومشقت زرکشی اور زردہی کی کہ طالبان دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

یہ تو قادیانی جماعت ہے۔ جو دوسری جماعت مرزائیہ آپ کی ہے وہ مرزا قادیانی کے کلمات کفریہ کی تاویلیں کرتی ہے اور عذر گناہ بدتر از گناہ کرتی ہے۔ ہم نہایت عجز سے درخواست کرتے ہیں کہ لاہوری جماعت ہماری تسلی کرے کہ جب آپ کے اعتقاد میں خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو فرماتا ہے: ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۹۰)

''وانک لمن المرسلین'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

یعنی تو کہہ دے اے لوگو میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ اے مرزا تو رسولوں میں سے ہے۔

اگر مرزا قادیانی مفتری نہیں ہیں تو دوسرے رسولوں موسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیہم السلام جیسے ہیں۔ جیسا کہ حکیم نورالدین قادیانی نے لکھا ہے کہ ایک رسول کا انکار کفر ہے اور تمام مسلمان مرزا قادیانی کے انکار سے کافر ہیں اور ان کا ہمارا اصولی اختلاف ہے اور اگر مفتری ہیں تو بیشک رسول نہیں اور ہمارا آپ کا اتفاق ہے تو پھر مسلمانوں سے آپ کی جماعت الگ کیوں ہے؟

جواب کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ چاہا لکھ دیا اور مطلب کی بات کی طرف رخ نہ کیا۔ سوال کا جواب دو۔ (ص۵ کالم۳) میں جو لکھا ہے اور اب قتل وصلب تک نوبت پہنچانے پر اتر آئے۔ یہ مضمون نویس کی قابلیت کا ثبوت ہے کہ صلب کو سلب لکھا یعنی بجائے ''ص'' کے ''س'' سے لکھا۔ آئندہ ہوش سے لکھا کریں۔ (محمد پیر بخش سیکرٹری)

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲۵، دسمبر ۱۹۲۵ء ص۱ تا ۱۲)

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تردید بروزی نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزاقادیانی نے بخلاف مذہب سلف صالحین رضی اللہ عنہم اپنے مسیح ہونے کی خاطر یہ بدعت ایجاد کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ قیامت کے نشانوں میں ایک نشان فرمایا ہے۔ چونکہ یہ محال عقلی ہے اور خلاف قانون قدرت ہے کہ ایک شخص آسمان پر جاوے اور اس قدر عرصہ آسمان پر زندگانی بسر کر کے دوبارہ آوے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے نہیں ہوگا۔ صرف بروزی نزول مراد ہے۔ جس طرح کہ حضرت ایلیاہ کا یوحنا میں ہوا تھا۔ مرزاقادیانی کی عادت تھی کہ اپنے مدعا کے ثابت کرنے کے واسطے پہلے ایک جھوٹ بولتے پھر اس جھوٹ کے سچ کرنے کے واسطے جھوٹ پر جھوٹ بولتے جاتے۔ حتیٰ کہ آسمانی کتابوں میں بھی تحریف کرتے۔

مرزاقادیانی نے پہلے تو یہ جھوٹ تراشا کہ: ''خدا نے مجھ کو بذریعہ الہام یہ خبر دی ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ حق کے موافق تو آیا ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۶۱، خزائن ج۳ ص۴۰۲)

پھر وفات مسیح ثابت کرنے میں بہت جھوٹ بولے اور لکھا کہ وفات مسیح پر اجماع امت ہے اور لکھا کہ قرآن مجید سے وفات مسیح ثابت ہے ان کو بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہوگیا کہ مسیح جب تک فوت شدہ ثابت نہ ہو میرا مسیح ہونا باطل ہے۔ لہٰذا انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر اور معانی خلاف تمام احادیث اور تفاسیر اور بزرگان دین کے کئے۔ بلکہ اپنی تحریر مندرجہ براہین احمدیہ کے بھی خلاف کہ جس میں صاف صاف خود ہی لکھا تھا کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج اوّل ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

جب مسیح کو وفات یافتہ بزعم خود ثابت کر چکے تو مسیح کی قبر کی تلاش کرنے لگے پہلے لکھا کہ: ''مسیح کی قبر ملک شام میں ہے۔'' (ست بچن حاشیہ درحاشیہ متعلقہ ص۱۶۴، خزائن ج۱۰ ص۳۰۹)

پھر لکھا کہ: ''کوہ لبنان جہاں ایک بہت بڑا گرجا بنا ہوا ہے۔ اس میں عیسیٰ اور اس کی ماں کی قبر ہے۔'' (اتمام الحجہ ص۲۱، خزائن ج۸ ص۲۹۹ حاشیہ)

پھر لکھا کہ: ''خانیار ملک سری نگر کشمیر میں جو یوز آسف کی قبر ہے یہی قبر مسیح ہے۔''

(راز حقیقت ص۲۰، خزائن ج۱۴ ص۱۷۲)

اوراس قدر نامعقول ڈھکوسلے جڑے کہ پڑھنے والے کو ہنسی آتی ہے کہ ایسا شخص مجدد وامام دانا ہوسکتا ہے۔ کس قدر پایہ عقل اور اعتبار سے گری ہوئی باتیں بے تکی ہانک دیتا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی اگر یہ قبر ہوتی تو کوئی نہ کوئی مؤرخ ضرور لکھتا۔ مرزا قادیانی نے تبت والی انجیل کا سہارا لے کر لکھا کہ تبت سے ایک انجیل برآمد ہوئی ہے اس میں لکھا ہے کہ: ’’مسیح ہندوستان میں آیا۔‘‘ (راز حقیقت ص۲۰، خزائن ج۱۴ص۱۷۲)

جب تبت والی انجیل دیکھی گئی تو وہاں سے مرزا قادیانی کا جھوٹ ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ اسی تبت والی انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ مسیح ۱۳ برس کی عمر میں سیر کرتا ہوا ۲۹ برس کی عمر میں واپس ملک شام میں چلا گیا اور واقعہ صلیب اس کو سفر ہندوستان کے بعد پیش آیا۔

مگر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’مسیح واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان آیا اور کشمیر میں فوت ہوا اور وہاں اس کی قبر ہے۔‘‘

ایسا شخص راست باز کوئی کہلا سکتا ہے کہ خود ہی ایک کتاب کا نام لکھے اور افتراء اور جھوٹ سے اسی کتاب کے برخلاف لکھ کر مخلوق خدا کو دھوکہ دے۔ ہم حیران ہیں کہ اس دروغ بے فروغ کی جب کوئی سند نہیں تو کس طرح مان لیا جاوے کہ مسیح کشمیر میں مدفون ہے۔ حالانکہ وہاں دو قبریں ہیں۔ ایک قبر یوز آسف نبی کی ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (راز حقیقت ص۱۹، خزائن ج۱۴ص۱۷۱) پر جو نقشہ دیا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ دوسری قبر سید نصیر الدین کی ہے اور دونوں قبریں اسلامی طریق پر ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ کی قبر ہوتی تو عیسائیوں کے طریق پر ہوتی۔ دوم سید نصیر الدین کی قبر ثبوت ہے کہ دونوں مردے ایک ہی مذہب کے تھے۔ غرض کہ یہ مرزا قادیانی کا افتراء ہے کہ کشمیر والی قبر یسوع مسیح کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام حضرت ایلیاہ کی مانند ہے۔ اس واسطے ضرور ہے کہ حضرت ایلیاہ کا قصہ جو توراۃ میں لکھا ہے نقل کیا جاوے تاکہ مرزا قادیانی کا جھوٹ ثابت ہو جاوے۔

(۱) ’’اور یوں ہوا کہ جب خداوند نے چاہا کہ ایلیا کو ایک بگولا میں اڑا کے آسمان پر لے جاوے (۲) تب ایلیاہ الیسع کے ساتھ جلجال سے چلا اور ایلیاہ نے الیسع کو کہا کہ تو یہاں ٹھہریئے۔ اس لئے کہ خداوند نے مجھے بیت ایل کو بھیجا ہے سو الیسع بولا خداوند (۳) کی حیات اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہ چھوڑوں گا سو وہ بیت ایل کو اتر گئے اور انبیاء زادے جو بیت ایل میں تھے نکل کر الیسع پاس آئے اور اس کو کہا کہ تجھے آگاہی ہے کہ خداوند آج

تیرے سر پر سے تیرے آقا کو اٹھا لے جائے گا (۴) وہ بولا میں جانتا ہوں تم چپ رہو، تب ایلیاہ نے اس کو کہا اے الیسع تو یہاں ٹھہریئے کہ خداوند نے مجھے پر یحو کو بھیجا ہے۔ اس نے کہا خداوند کی حیات (۵) اور تیری جان کی قسم میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ وے پر یحو میں آئے اور انبیاء زادے جو پر یحو میں تھے الیسع پاس آئے اور اس سے کہا کہ تو اس سے آگاہ ہو کہ خداوند آج تیرے آقا کو تیرے سر پر سے اٹھا لے جائے گا (۶) وہ بولا میں تو جانتا ہوں تم چپ رہو اور پھر ایلیاہ نے اس کو کہا تو یہاں درنگ کیجئے کہ خداوند نے مجھ کو پردن پر پہنچا ہے۔ وہ بولا خداوند کی حیات اور تیری (۷) جان کی قسم ہے میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ وے دونوں آگے چلے اور ان کے پیچھے پیچھے (۸) پچاس آدمی انبیاء زادوں میں سے روانہ ہوئے اور سامنے کی طرف دور کھڑے ہو رہے اور وے دونوں لب یروں کھڑے ہوئے اور ایلیاہ نے اپنی چادر کو لیا اور لپیٹ کے پانی پر مارا کہ پانی دو حصے ہو کے ادھر ادھر ہو گیا اور وے دونوں (۹) خشک زمین پر ہو کے پار ہو گئے اور ایسا ہوا کہ جب پار ہوئے تب ایلیاہ نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ میں تجھ سے جدا کیا جاؤں مانگ کہ میں تجھے کیا دوں۔ تب الیسع بولا مہربانی کر کے ایسا کیجئے کہ اس روح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصہ ہو۔

(۱۰) تب وہ بولا تو نے بھاری سوال کیا، سو اگر تو مجھے آپ سے جدا ہوتے ہوئے دیکھے گا تو (۱۱) تیرے لئے ایسا ہی ہوگا اور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا اور ایسا ہوا کہ جوں ہی وے دونوں بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھ کر ایک آتشی رتھ اور گھوڑوں نے درمیان آ کے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا (۱۲) اور الیسع نے یہ دیکھا اور چلّایا اے میرے باپ میرے باپ اسرائیل کی رتھ اور اس کے ساتھی سو اس نے انہیں پھر نہ دیکھا اور اس نے اپنے کپڑوں پر ہاتھ مارو اور انہیں (۱۳) دو حصے کیا اور اس نے ایلیاہ کی چادر کو بھی جو اوپر سے گر پڑی تھی اٹھا لیا اور الٹا پھرا اور یروں کے کنارہ پر کھڑا ہوا اور وہاں اس نے ایلیاہ کی چادر کو جو اس پر سے گر پڑی (۱۴) تھی لے کے پانی پر مارا اور کہا کہ خداوند ایلیاہ کا خدا کہاں ہے اور اس نے بھی اس چادر کو جب پانی پر مارا تو پانی ادھر ادھر ہو گیا اور الیسع پار ہوا (۱۵) اور جب ان ایلیاہ زادوں نے جو یریحو سے دیکھنے نکلے تھے اسے دیکھا تو وے بولے ایلیاہ کی طرح روح الیسع پر اتری اور وے اس کے استقبال کو آئے اور اس کے سامنے زمین پر جھکے۔'' (تورات سلاطین۲ باب۲)

اس تورات کے قصہ سے ذیل کے امور ثابت ہیں:

اوّل بجسدہ العنصری مسیح سے پہلے رفع جسمانی ایلیاہ کا ہوا اور خدا نے ایلیاہ کو آتشی رتھ اور گھوڑوں کے ذریعہ سے اٹھالیا۔

دوم: ایلیاہ کی روح الیسع پر اتری، پس ایلیاہ کا صعود اور نزول مسیح کے صعود اور نزول کے مشابہ ہرگز نہیں۔

حکیم نورالدین نے اپنی کتاب (فصل الخطاب ص۱۳۴) پر لکھا ہے: ''یوحنا اصطباغی کا ایلیاہ میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ آواگون کے ہم معنی اور اسی کا نتیجہ ہے۔''

قرآن شریف بھی یحییٰ میں ایلیاہ کا ہونا باطل قرار دے کر اس کی تردید اس آیت میں کرتا ہے: ''**یازکریا انّا نبشرک بغلام ن اسمہٗ یحیٰ لم نجعل لہ من قبل سمیّاً**'' یعنی اے زکریا ہم تجھ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو پہلے کبھی اس نام کا ہم نے نہیں بھیجا۔ اگر ایلیاہ یحییٰ میں ہوتا تو پھر خدا یہ نہ فرماتا کہ ہم نے یحییٰ پہلے کبھی نہیں بھیجا۔

مرزا قادیانی کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ جس طرح مسلمان مسیح کے نزول من السماء کے منتظر ہیں، اسی طرح یہود ایلیاہ کے تھے۔ اس کا غلط ہونا خود اسی انجیل سے ثابت ہے۔ کیونکہ جب یوحنا سے سوال کیا گیا کہ آیا آپ مسیح ہیں کہا کہ میں نہیں ہوں۔ آیا آپ الیاس ایلیاہ ہیں کہا کہ میں نہیں ہوں۔ آیا وہ نبی ہیں کہا کہ میں نہیں ہوں۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر آپ نہ ایلیاہ ہیں نہ مسیح ہیں، نہ وہ نبی ہیں تو ہیں کون؟ حضرت یوحنا نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جس کی یسعیاہ نبی نے خبر دی تھی۔ اب اگر انجیل پر اعتبار کریں تو ذیل کے اعتراضات ہوتے ہیں:

اوّل: قرآن شریف تردید کرتا ہے کہ ہم نے یحییٰ کو پہلے کبھی نہیں بھیجا اور انجیل کہتی ہے کہ یحییٰ پہلے آیا اور وہ ایلیاہ تھا۔ مسلمان کس کا کہنا مان سکتے ہیں۔ قرآن کا یا انجیل کا۔ بہرحال قرآن کا فرمانا درست ہے۔

دوم: ہر ایک شخص جیسا کہ اپنی نسبت علم رکھتا ہے اور دوسرے کی ذات کی نسبت نہیں رکھتا۔ مسیح کہتا ہے کہ یوحنا ایلیا ہے اور یوحنا کہتا ہے کہ میں وہ نہیں ہوں اور دونوں نبی ہیں، دونوں جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ بہرحال تسلیم کرنا پڑے گا کہ یوحنا میں ایلیاہ کا ہونا الحاقی قصہ ہے جس کی قرآن تردید کرتا ہے کہ: ''**لم نجعل لہ من قبل سمیّا**''

سوم: اگر یہود کو ایلیاہ کے آسمان سے نازل ہونے کا اعتقاد تھا تو پھر یوحنا کے پاس

کیوں دریافت کرنے گئے کہ بتائیں آپ کون ہیں؟ مسیح ہیں یا ایلیاہ ہیں یا وہ نبی ہیں۔ جب یہود نے یوحنا سے دریافت کرنے کے واسطے یروشلم سے لاوی بھیجے تو ثابت ہوا کہ یہود کو یوحنا کا آسمان سے نازل ہونے کا انتظار نہ تھا۔ اگر آسمان سے انتظار ہوتا تو دریافت کے واسطے یوحنا کے پاس لاوی نہ جاتے جو کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ پس یہ سخت مغالطہ ہے کہ یہود کو ایلیاہ کا آسمان سے نزول کرنے کا مسلمانوں کی مانند مسیح کے نازل ہونے کا انتظار تھا۔

مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۲۶۹، خزائن ج۳ ص۲۳۶) پر لکھ چکے ہیں کہ: ''جب کہ ایک شخص کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلے جانا ثابت ہو گیا ہے تو پھر اسی جسم کے ساتھ واپس آنا اس کا کیا مشکل ہے۔''

پس جب اس قصہ سے جسم خاکی ایلیاہ کا جانا آسمان پر بذریعہ آتشی رتھ اور گھوڑوں کے ثابت ہے اور مسیح کا جسمانی رفع بھی ثابت ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی نے ایلیاہ کا جانا آسمان پر مان لیا تو مسیح کا آسمان پر جانا اور واپس آنا بھی مان لیا۔ کیونکہ ایلیاہ کے جسم کے اٹھانے کے واسطے بگولے کا لفظ تورات میں ہے اور مسیح کے جسم کے اٹھانے کے واسطے بدلی کا لفظ انجیل میں موجود ہے اور مسیح کے رفع کی تصدیق قرآن شریف نے فرمائی کہ مسیح نہ قتل ہوا اور نہ صلیب دیا گیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا تو ثابت ہوا کہ رفع جسمانی ہوا۔ کیونکہ جس چیز کو قتل اور صلیب سے بچایا اسی کا رفع ہوا یعنی جسم کا۔ کیونکہ روح کو قتل نہیں کیا جاتا اور نہ صلیب دی جاتی ہے اور جب رفع جسمانی ہوا تو اصالتاً نزول ثابت ہوا جس کا امکان مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں۔

جب اصالتاً نزول پہلے انجیل سے پھر قرآن شریف سے، پھر احادیث نبوی سے اور پھر اجماع امت سے ثابت ہے تو مرزا قادیانی کا تمام طلسم ٹوٹ گیا۔ کیونکہ حیات مسیح بھی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اصالتاً نزول کے واسطے حیات لازم ہے، ورنہ طبعی مردوں کا اس دنیا میں آنا ماننا پڑے گا اور یہ قرآن کے برخلاف ہے اور کے برخلاف کوئی مسلمان یہ اعتقاد نہیں رکھ سکتا کہ مسیح فوت بھی ہو گیا ہے اور پھر وہی اصالتاً نازل بھی ہوگا اور اناجیل اور قرآن اور اجماع امت سے اصالتاً نزول ثابت ہے تو حیات مسیح لازمی ہے۔ وہ بھی ثابت ہوئی اور جب حیات مسیح ثابت ہوئی تو مرزا قادیانی کے تمام دعاوی باطل ہے۔ پیر بخش

(ماہنامہ تائید اسلام نمبر۲ فروری ۱۹۲۶ء ص۱ تا۷)

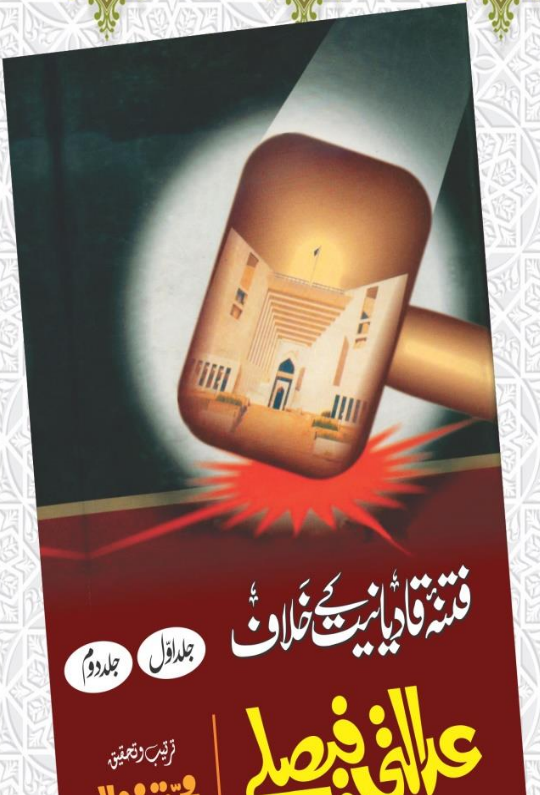

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com